بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ عرب

مصنفہ

موسیو سیدیو فرانسیسی

جس کو

جناب مولوی عبدالغفور خاں صاحب رامپوری

اور

جناب مولوی محمد حلیم صاحب انصاری ردولوی

نے

جناب پاشا مبارک سابق ناظم تعلیمات مصر کے عربی ترجمے سے اردو میں منتقل کیا

اور

جناب مولوی سید سلیمان صاحب ندوی ناظم دارالمصنفین

مقالہ دوم

نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید

باب اول

چھٹی صدی عیسوی کے آخر مین بلاد عرب کی حالت

باب دوم

سیرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم

۵۷۰ء سے ۶۳۲ء تک

باب سوم

مقالہ ثالث

فتوحات امت محمدیّہ

سنہ ۶۳۲ء لغایت سنہ ۱۳۰۰ء موافق سنہ ۱۱ ہجری لغایت سنہ ۱۲۵ھ

باب اول

عرب کے انتظامات اور جزیرہ عرب سے باہر کے محاربات کے لیے اُنکی تیاری

خلفاے اربعہ رض

باب ثانی

وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت بلاد عرب کی سیاسی حالت مدعیان نبوت کا قلع وقمع اور ایشیاے مغربی پر اہل اسلام کی تاخت وتاراج۔ سنہ ۶۳۲ء لغایت سنہ ۶۹۰ء موافق سنہ ۱۱ھ لغایت سنہ ۷۱ ہجری

باب ثالث

باب رابع

خلفاے ممالک اسلامیہ

سنہ ۶۶۰ع لغایت ۷۰۵ع موافق ۴۱ھ لغایت ۸۶ھ

باب خامس

شمالی افریقیہ۔ اسپین۔ فرانس۔ ایشیاے کوچک۔ ماوراء النہر اور دریاے سندھ پر عربون کی تاخت و تاراج

مقالۂ رابع

مشرق مین عربون کی قوت و شوکت اور اُس کا انحطاط سنہ ۷۴۳ء لغایت سنہ ۱۲۵۸ء موافق سنہ ۱۲۶ھ لغایت سنہ ۶۴۵ھ

باب اول

حدود مملکت عربیہ سنہ ۷۴۳ء موافق سنہ ۱۲۶ ہجری

بنی امیہ و بنی عباس کی لڑائی اور خلافت مشرقی و مغربی

باب ثانی

شوکت عباسیہ کا دور رفعت و انحطاط اور اُن کی یہ کوشش کہ ایک مرکز پر اپنی قوت کو جمع کرین

سنہ ٧٥٢ء لغایت سنہ ٨٤٦ء موافق سنہ ١٣٥ھ لغایت سنہ ٢٣٢ھ

باب ثانی

شوکت عباسیہ کا دور رفعت و انحطاط اور اُن کی یہ کوشش کہ ایک مرکز پر اپنی قوت کو جمع کرین

سنہ ۷۵۲ء لغایت سنہ ۸۴۶ء موافق سنہ ۱۳۵ھ لغایت سنہ ۲۳۲ھ

باب چہارم

دولت سلجوقیہ کا بیان۔ عباسیون کی دینی حکومت کا بھی نیست ونابود ہونا۔ مغلون اور اقوام مشرقی کی تاخت وتاراج اور عربون کی حکومت کا ایشیا سے زوال

مقالۂ پنجم

مغربی ممالک مین عربی سلطنت کا عروج اور زوال۔ بنی امیہ اور بنی عباس کی خانہ جنگی کے آغاز سے شمالی افریقہ مین دولت عثمانیہ کے قیام تک۔ اسپین کے نصارے کا مغربی مسلمانون کو اسپین سے جلاوطن کرنا

باب اول

ملوک اغلبیہ ادریسیہ فاطمیہ اور زیدیہ کی سیرت جو افریقیہ کے شمالی اقالیم کے حاکم تھے۔ پھر اُن خلفاے امویہ کا بیان جو اپنی حکومت مشرقیہ کے انقراض کے بعد اسپین مین جاکر حاکم ہوے سنہ ۷۴۲ء لغایت سنہ ۱۶۰۹ء موافق سنہ ۱۲۵ھ لغایت سنہ ۹۹۳ھ

باب دوم

مرابطین اور موحدین کا نصاراے اندلس کی اُن پیش قدمیون کو روکنا جو اندلس کے مسلمانون پر کرتے چلے آتے تھے

سنہ ۱۰۰۰ء لغایت سنہ ۱۲۳۳ء موافق سنہ ۳۹۱ھ لغایت سنہ ۶۲۹ھ

باب سوم

ممالک مغربیہ مین عربی سلطنت کا انحطاط۔ دولت علیہ کا الجزائر اور تونس کے شہرون پر قبضہ۔ اور مراکش مین سلطنت اشراف کا قیام سنہ ۱۲۳۲ع لغایت سنہ ۱۶۰۹ع موافق سنہ ۶۲۹ھ لغایت سنہ ۱۰۱۸ھ ہجری

باب چہارم

اسپین سے دولت عربیہ کا زوال اور عربون کا اندلس سے اخراج

مقالہ ششم

عہد اول کا عربی تمدن

باب اول

باب دوم

طبیعی علوم اور عرب علماء

باب سوم

عربون کے فلسفۂ الٰہیات فقہ اور علوم ادبیہ کا ذکر اور ان علوم مین ان کی ایجادین

مقالۂ ہفتم

عرب کی حالت زمانۂ موجودہ مین

پہلا باب

ایشیائی عربون کے ذکر مین

دوسرا باب

افریقہ کے عرب باشندے - مغربی افریقہ، وسطی افریقہ ملک مراکش اور صوبۂ الجزائر کے عرب باشندگان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شکریہ

شکرِ نعمت چگونہ تحریر کنم
کان بیشتر است زانچہ تقریر کنم

خدائے قدوس کے فضل و احسان بے غایت کا کہان تک شکر ادا کیا جائے کہ ۱۹۱۲ء مین جس لاجواب کتاب کو اردو خوان اصحاب کی خدمت مین پیش کرنے کا ارادہ ظاہر کیا گیا تھا۔ آج وہ اتمام کو پہونچکر ملک مین شایع ہونے والی ہے حالانکہ اس تمام مدت مین بے بضاعتی و بے مائگی کے ساتھ ساتھ مسلسل طرح طرح کے حوادث و اتفاقات ناساعد مزاحم راہ ہوتے رہے جن کی تفصیل سے ناظرین کو مکدر بنانے کی کوئی ضرورت نہین معلوم ہوتی۔

پیغمبر آخر الزمان **حضرت محمد مصطفیٰ** صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تشکر و امتنان کے لیے تو خود اس کتاب کا ایک ایک حرف یکسر زبان ہے کہ عرب جیسی وحشی غیر متمدن پست و زبون حال قوم نے حضور رحمۃ للعالمین کے صدقے مین نسبتاً نہایت ہی قلیل مدت کے اندر تمدن و تہذیب کا وہ قصر رفیع تیار کر دیا اور عروج و کمال کے وہ مدارج اعلے طے کر لیے کہ اقوام پیشین اور ملل سابقہ کے کارنامے افسانۂ کہن اور داستان پارینہ بن گئے صفحات آیندہ مین عربون کے عظیم الشان کارنامون کی جو تفصیل بیان کی گئی ہے،

اوس کے مطالعے سے یہ حقیقت بخوبی عیاں ہو جاتی ہے کہ حضرت نبی امّی روحی فدا کی ذات قدسی صفات ہی عربون کی ہر قسم کی ترقیات کا سرچشمہ اور اس لاجواب تاریخ کا در اصل حاصل کلام ہے۔

کتاب ہذا کے ابتدائی پانچ مقالون کا ترجمہ جناب **مولوی عبد الغفور خان** صاحب رامپوری نے کیا جن کے متعدد تراجم سلسلۂ آصفیہ کے زمرے مین شائع ہو کر ملک سے روشناس ہو چکے ہین۔ یہ مسودہ مکرمی جناب **مولوی مسعود علی** صاحب بی۔اے (علیگ) سابق رکن دار القضا ریاست حیدر آباد دکن سے ۱۹۱۲ء مین دستیاب ہوا تھا جب اوس کی تکمیل کا تہیہ کیا گیا تو اصل عربی نسخہ کی فکر ہوئی۔ اور ہندوستان کے تاجران کتب عربیہ سے کوئی نسخہ حاصل نہ ہو سکا تو بالآخر مشفقی جناب **مولوی عبد الحق** صاحب بی۔اے۔ سکرٹری انجمن ترقی اردو نے اپنے ذاتی کتب خانے کا نسخہ مرحمت فرما کر اس مشکل کو رفع کر دیا۔

برادرم **مولوی محمد حلیم** صاحب انصاری ردولوی نے جنھین عربی کتابون کے مترجم ہونے کی حیثیت سے کافی شہرت و قبولیت حاصل ہے دفتر انا ظر مین رہکر بقیہ اجزا کا ترجمہ کیا اور ساتھ ہی ساتھ مولوی عبد الغفور خان صاحب کے ترجمے کی نظر ثانی کر کے حتی الامکان عبارت کو سلیس اور مذاق حال کے مطابق بنایا اور متعدد صفحات بالکل بدل دیے پھر مشفقی جناب **مولوی سید سلیمان** صاحب ندوی ناظم دار المصنفین کی خدمت مین پورا مسودہ پیش کیا گیا۔ اور اونھون نے بالاستیعاب ملاحظہ فرما کر جا بجا ضروری اور مناسب ترمیمات فرمائین جس کے بعد ترجمہ کی صحت مین کسی قسم کا شک و شبہ باقی نہ رہا۔

مین ان سب اصحاب کی عنایت و محبت کا اعتراف کرتا۔ اور اون کی امداد و اعانت کا دلی شکریہ ادا کرتا ہون۔

علیا حضرت نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ والیۂ بھوپال

کا شکریہ اگرچہ آخر میں ادا کیا جاتا ہے مگر بہت زیادہ ضروری ہے کہ مکرمی منشی محمد امین صاحب مہتمم تاریخ کی تحریک اور عالی جناب حکیم محمد اجمل خان صاحب کی بروقت سفارش کی بنا پر جناب ممدوحہ نے اس کتاب کی اشاعت کے لیے عطیۂ خاص مرحمت فرمایا۔ جس کے لئے اِن دونوں اصحاب کا بغایت ممنون ہوں۔

ظفر الملک علوی۔ ایڈیٹر الناظر
و مہتمم الناظر بک ایجنسی لکھنؤ

۲۹۔ مارچ ۱۹۱۴ء

واضح رہے

تاریخ عرب کی تیاری سے قبل مصارف کا اندازہ لگا کر اس کی قیمت دس روپیہ اور سات روپیہ حسب اختلاف کاغذ، طباعت وجلد معین کر کے رسالہ الناظر اور بعض اخبارات مین اعلان کر دیا گیا تھا۔ لیکن اب قیمت کم کر دی گئی ہے۔ اس کی کئی اسباب ہین۔

ایک یہ کہ طباعت جیسی چاہیے نہین ہوئی جس کا علم مجھے بعد کو ہوا۔ الناظر پریس کی مشین ۱۹۲۰ء مین میری اسیری کے بعد ہی فروخت ہو گئی تھی اُس وقت سے دستی پریسون پر مطبع کا کل کام ہو رہا ہے۔ اور دستی پریسون پر عمدہ طباعت خاص توجہ کے بغیر ممکن نہین جو مجھے اعتراف کرنا چاہیے کہ قطعاً خارج از امکان تھی۔ پھر طباعت کتاب شروع ہو چکی تھی کہ مین زیارت حرمین شریفین کے لیے روانہ ہو گیا۔ اور میری طولانی غیر حاضری کے ایام مین کتاب کا بڑا حصہ اگرچہ چھپ گیا لیکن افسوس ہے کہ باوجود لکھنؤ کے مشہور صاحب فن مکرمی جناب منشی عبدالرحیم صاحب کی اعلیٰ خوشنویسی وصحیح نگاری کے اس کتاب مین بدنما غلطیان بھی رہ گئین۔

دوسرے یہ کہ ابتداءً کتاب کے آخر مین متعدد ضروری ومفید ضمیمے اور نقشے اضافہ کرنے کا خیال تھا۔ مگر بوجوہ چند سر دست اُس کو ترک کرنا پڑا۔ اس بنا پر مصارف مین معقول تخفیف ہو گئی۔ لہذا موجودہ صورت مین کتاب کی قیمت حسب ذیل معین کی جاتی ہے۔

قسم خاص (مجلد چرمی) معہ ۸ر

قسم عام (مجلد پارچہ) صہ ر

ظفر الملک

۱۲۔ اپریل ۱۹۲۴ء



دیباچۂ مترجم عربی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد وثنا اُس خداوندکو زیبا ہے جس نے انسان کو متفرق اور پراگندہ اخبار وحالات فراہم کرنے کی لیاقت عطا فرمائی - اور اُسے یہ شوق بخشا کہ اچھے یا بُرے آثار گذشتہ کو معلوم کرتا رہے - اور صلوٰۃ وسلام کا تحفہ جناب سرور کائنات محمد رسول اللہ صلعم کی نذر کرنا چاہیے جن پر منجانب اللہ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ (ہم آپ سے پچھلے حالات بیان کرتے ہیں) کا نزول ہوا ہے - اور نیز آپ کے آل و اصحاب کے جو اعمال حسنہ کی جولانگاہ میں گوئے سبقت لیجا چکے ہیں -

حمد ونعت کے بعد فقیر الی اللہ تعالیٰ علی پاشا مبارک عرض کرتا ہے - چونکہ ہر شخص کو حالات گذشتہ خصوصًا اپنی قوم اور اپنے خاندان کے حوادث ماضیہ معلوم کرنے کا قدرتی شوق ہوا کرتا ہے اس لیے ہم قوم عرب کے افراد کو عربوں کے پچھلے کارناموں اور اُن کے نتائج عمل کے علم کا شوق ہونا ضروری ہے - عرب پہلے جس ذلت کی پستی اور فاقہ کشی میں مبتلا تھے اُس سے اُن کا دفعۃً نکل آنا اور حکومت وسلطنت پر قابض بن کے اپنے دائرۂ معلومات میں اس قدر وسعت پیدا کرنا کہ محیّر العقول ہو - اور اوج رفعت و ترقی پر اتنا بلند چڑھ جانا کہ دنیا اُس کی نظیر نہ دیکھ سکے - یہ باتیں اپنے اندر کچھ ایسی مقناطیسی کشش رکھتی ہیں کہ ان پر غور وفکر کرنا ضروری ہے - اور پھر یہ دیکھکر اور بھی تعجب ہوتا ہے

کہ عربون کی مادّی اور ادبی ترقی کے نتائج حسنہ نے ایک بڑا کام یہ کیا ہے کہ تمام بنی نوع
انسان کے لیے تحصیل سعادت واقبال کے راستے ہموار اور صاف کر دیے ہین۔

بعض مصنفین کا خیال ہے اور مختلف زبانون کی جدید و قدیم تالیفات مین انھون نے
لکھا بھی ہے کہ عربون نے دنیا مین قابل ذکر کارنامہ انجام نہین دیا۔ اور رومیون کے
وارث رومانیون نے جس شاندار تمدن کی بنیاد رکھی تھی۔ عرب اُس تمدن سے کوئی
مس بھی نہین رکھتے تھے بلکہ عربون نے تو آتش جد وجہد کو خاموش اور علم وفن کی نوربار
شمع کو بالکل بجھا دیا تھا اسی وجہ سے دنیا مین جہالت نے اپنے خیمے ڈیرے استادہ کیے
اور تمام روے زمین پر توحّش پھیل گیا۔ اپنے پے در پے حملون اور تاخت وتاراج سے اور
اداے حقوق کی طرف سے بے پروائی کے سبب سے انسانی آزادی کے جوہر کو انھون
نے دنیا سے معدوم کر دیا تھا"

یہ تمام تر افترا اور جھوٹ ہے' انھون نے صدق وحق (یعنی دین اسلام) کی خوبیان
چھپانے کے واسطے یہ باتین مشہور کی ہین لیکن اللہ تعالے یہ نہین چاہتا بلکہ وہ اپنے
"نور اسلام" کو آفتاب نصف النہار کی طرح ظاہر کر رہا ہے۔ چنانچہ الحمد للہ وہ روے زمین
پر سب جگہ بغیر کسی تحریک کے پھیل گیا ہے۔ اور بنی نوع انسان کا چھٹا حصہ اس نے
اپنے سایۂ عاطفت مین لے لیا ہے۔ اور اب تک وہ برابر پھیلتا چلا جاتا ہے۔ چنانچہ
حال ہی مین بہت سے یورپین دین اسلام کے دائرے مین داخل ہوے اور ہو رہے
ہین۔ انھون نے یورپ کے بڑے بڑے شہرون مین مسجدین تعمیر کی ہین اور کر رہے ہین

مؤرخین یورپ کے مذکورۂ بالا بیانات محض افترا اور جھوٹ ہونے پر ایک دلیل
یہ بھی ہے کہ یورپ کے دیگر مؤرخون نے جو تاریخی حقائق سے بخوبی واقف ہین ان کے
خلاف اپنی شہادت پیش کی ہے۔ وہ کہتے ہین کہ عربون کے تمام کامون مین اسکے
سوا اور کوئی علت غائی اور غرض نہین تھی۔ کہ مخلوق کو پنجۂ ظلم سے رہائی ملے۔ اور وہ

عادات ذمیمہ اور توحّش سے بچے۔ اور اون قوانین عدل کے بموجب انکے حقوق کی حفاظت ہو جن کا ماخذ قرآن پاک ہے جس کی بہت سی آیتون مین اس امر کی ترغیب وتحریص دی گئی ہے کہ انسان اکتساب فضائل مین مشغول رہے اور تابحدامکان اپنے دائرہ علم کو برابر وسعت دیتا چلا جائے۔

حالانکہ یہ بات اس سے بیشتر کبھی اقوام مغربی کے کانون تک بھی نہین پہونچی تھی۔ چنانچہ اُن کی تاریخ کے دیکھنے سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ وہ لوگ نور اسلام کی درخشندگی اور تمدن عربی کی اشاعت سے پہلے ظلم وجہالت کے سمندرون مین غرق تھے غلامی کی بیڑیون مین جکڑے پڑے تھے۔ اپنے حق تک کو اون مین سے کوئی بھی نہین جانتا تھا بلکہ ظالم جس طرح چاہتے اون کے ساتھ برتاؤ کرتے۔

اون کے توحش کی حالت اس درجے پر پہونچی ہوئی تھی۔ کہ اکثر اون مین سے یا تو جھونپڑیون اور غارون مین رہتے تھے یا جنگل جھاڑیون مین آوارہ گرد پھرا کرتے تھے پھر جب عرب آئے تو اُنھون نے اُن کو نہ صرف عدل کے طریق سکھائے بلکہ اون مین علم وفضل بھی پھیلا دیا۔ زراعت۔ تجارت اور تعمیر کے فن کی اون کو تعلیم دی۔ تمام صنایع حرفے۔ سیاست منزلی ومدنی اور تمدن کے طریقے اُن کو سکھائے۔

مختصر یہ کہ عربون کو بنی نوع انسان پر وہی فضیلت حاصل ہے جو بنی نوع انسان کو تمام حیوانات پر ہے۔ کوئی شخص اس سے انکار نہین کر سکتا۔ اگر کوئی ایسے بدیہی امر سے تجاہل کرے تو یقیناً وہ گم کردہ راہ ہے۔

اگلے زمانے مین علماے عرب نے ہر قسم کے علمی وعملی مباحث پر بہت کتابین لکھی ہین۔ تاریخون مین نہایت تفصیل کے ساتھ حوادث تاریخی کو قلمبند کیا ہے قومون کے عادات واخلاق کو ظاہر کیا ہے۔ مگر متاخرین نے اپنے اسلاف کی اقتدا نہ کی حالانکہ یہ لوگ عربی زبان سے کامل طور پر واقف ہین اور اُن کا یہ فرض ہے کہ قوم عرب اور شریعت

مطہرہ کی خوبیوں کو آشکار کرین مگر ان لوگون نے تغافل اختیار کیا۔ اور لبون پر مُہر سکوت لگائی۔ اس سبب سے یہ کام دوسرے نااہلون یعنی اہل یورپ کے ہاتھون مین جا پڑا جنھین دعوے ہے کہ وہ زبان عرب کے اسلوب کو خوب سمجھتے ہین۔ اس بنا پر اُن مخالفین نے موقع پاکر اپنے تصانیف مین فضائل عرب پر پردہ ڈال دیا اور عجیب غریب غلطیان کین۔ دانش و حکمت کی کتنی باتون کو جہل و حماقت کی مجذوبانہ بڑ بتا دیا۔ آیتون کے خلاف مقصود ترجمے کر دیے۔ اور اس قلب ماہیت سے ایسی لغو اور غلط باتین مشہور ہو گئین جو مسلم نوجوانون کے حق مین دین و دنیا کی مضرتین اپنے اندر جمع رکھتی ہین۔

مؤرخین یورپ مین سے صرف ایک شخص ہم کو معلوم ہے جس نے ان افترآت و اکاذیب کے دفع مین اپنے قلم کو جنبش دی اور وہ نامور عالم موسیو سدیو ہے جو علماے فرانس مین مشہور ترین اور بڑے علمی پایہ پر فائز ہے۔

پیرس مین بتاریخ ۲۳ جون ۱۸۰۸ع موافق ۱۲۲۳ھ پیدا ہوا۔ اُس نے عرب مؤلفین اور فرانس کے مؤرخین کی معتبر کتابون سے اخذ کر کے بیس برس کی محنت و جانفشانی کے بعد ایک مختصر تاریخ لکھی ہے جس مین مسلمانون کے کارنامے اور عربون کے محاسن مفصل بیان کیے۔ اور اون کے ثبوت مین ایسے ایسے دلائل اور اسناد پیش کیے۔ کہ جن سے مخالفین کے الزامات جو عربون کی جانب منسوب کر رہے تھے تمامتر باطل ہو جاتے ہین۔ چنانچہ اس کتاب کا یورپ پر بہت بڑا اثر ہوا۔ اہل یورپ کے ذہنون مین عربون کی جو برائیان جمی ہوئی تھین وہ دفعتًہ کافور ہو گئین۔ عربی تصنیفات اور علماے عرب کی ٹھیک ٹھیک قدر کرنے لگے۔ اور خصوصًا اہل فرانس تو عربون کی فضیلت کو سچے دل سے ماننے لگے ہین۔ یہان تک کہ اُنھون نے عربی زبان کی تعلیم کے واسطے اپنے ملک مین مدارس بھی جاری کر دیے ہین۔ اور ہر قسم کے علوم و فنون کی عربی کتابون کی مجلدات کثیرہ جمع کرتے جاتے ہین۔ اور اس مقصد پر بہت کچھ روپیہ خرچ کر رہے ہین۔

پر اونھون نے صرف اسی پر اکتفا نہین کی ہے۔ بلکہ وہ عربی عمارتون کے نقشے اُنکی آرایش وزیب وزینت کے تمام سامان، عربون کے کھیل تماشون کے تمام آلات، اُن کے کھانے پینے کے برتن اور پہننے اوڑھنے کے کپڑے بھی یادگار کے طور پر جمع کرنے لگے ہین۔ اس غرض کی انجام دہی کے واسطے ان کے سیّاح دور دراز ملکون کی سیاحتین کرتے اور آثار عربیہ کو ہر جگہ ڈھونڈھتے پھرتے ہین۔ اور ان سفرون کے مصائب ہائلہ کی کچھ پروا نہین کرتے۔ چنانچہ اُنکی کوششون کا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ جس قدر شئے اور جو نے دنیا مین قدیم سے رائج و مروّج ہین سب کی یادگاری اشیا اُن کے عجائب خانون مین جمع ہوگئی ہین اور جو کتابین نوع بشری کے مختلف الجنس ومختلف القوم علماء وحکماء نے اچھی یا بری رطب یابس ہر قسم کی لکھی ہین وہ سب اُن کے کتب خانون مین موجود ہین۔

موسیو سدیو نے اپنی تاریخی کتاب کو سات مقالون پر مرتّب کیا ہے۔ ہر مقالہ مین کچھ ابواب ہین اور ہر باب مین کچھ مباحث ہین جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مقالہ اولےٰ مین جزیرۂ عرب کا جغرافیہ۔ اور زمانۂ ماقبل بعثت نبی صلعم کی تاریخ ہے اس مین دو باب ہین جن مین عربون کے خصایص اور اون کے وحدت سیاسیہ کی طرف میلان کا بیان اور سوق عکاظ مین اُن کے اجتماع اور تحریر قصائد خوانی کا ذکر ہے۔

مقالہ دوئم مین نبی صلعم کے حالات کا اور قرآن کے تعلیمات ومحاسن کا ذکر ہے۔ اُس مین تین باب ہین

مقالہ سوم مین قوم عرب اور خلفاے راشدین کے فتوحات اور عربون کے جزیرۃ العرب سے نکل کر غیر ممالک مین جانے اور اُنکے محاربات کا ذکر ہے۔ اور نبی صلعم کی وفات کے وقت اُن کی حالت سیاسیہ کا بیان۔ پھر ایشیاے مغربی اور مصر، فارس، افریقیہ، اسپین، فرانس، ایشیاے کوچک اور سواحل دریاے سندھ پر اون کی تاخت وتاراج اور حملون کا بیان ہے۔

مقالۂ چہارم مین - مشرق مین عربون کے عروج وزوال کا بیان ہے - اُس مین چار باب ہین جن مین مملکت عرب کے حدود اور خاندان بنی امیہ و بنی عباس کی لڑائیون کا تذکرہ اور مشرق و مغرب کی دونون خلافتون کا ذکر ہے - دولت عباسیہ فاطمیہ - اور سلجوقیہ کے عروج وزوال مغلون اور ترکون کی تاخت و تاراج اور ایشیا سے سلطنت عرب کے زوال کا بیان کیا گیا ہے -

مقالۂ پنجم مین عربون کی مغربی سلطنت کی ترقی و انحطاط کا، اور نصاریٰ کے عربون کو اسپین سے نکال دینے کا بیان ہے - اوس مین چار باب ہین جن مین شمالی افریقیہ کے ملوک اغلبیہ - ادریسیہ - اور فاطمیہ کا - اور اسپین کے خلفائے اُمویہ کا تذکرہ ہے پھر اُن مین مرابطین و موحدین کا فتوحات نصاریٰ کو مسلمانان اسپین سے روکنا مملکت ہائے تونس و الجزائر پر ٹرکی کا تسلط - فرانس مین سلطنت اشراف کا قائم ہونا - اور آخر مین حکومت عرب کے اسپین سے اُٹھ جانے کا بیان کیا گیا ہے -

مقالۂ ششم مین زمانۂ اول کے عربون کے تمدن کا تذکرہ ہے اس مین تین باب ہین جن مین مدرسۂ اسکندریہ کے بعد بیت العلوم بغداد کے قیام عربون کے علوم طبعیہ فلسفیہ الٰہیہ - اور فقہ - اور علوم ادبیہ - کا اور نیز اُن کے مخترعات و ایجادات کا بیان ہے -

مقالۂ ہفتم مین اس وقت کے (یعنی اصل مصنف کے زمانہ کے) عربون کی حالت کا ذکر ہے - اُس مین دو باب ہین جن مین مشرق کے عربون کا اور نیز بلاد افریقیہ - بلاد مراکش - اور صوبۂ الجزائر کے عربون کا بیان ہے -

غرض کہ یہ کتاب اگرچہ حجم مین بہت ہی مختصر ہے مگر پھر بھی اُس مین اُن تمام تاریخون کا عطر و خلاصہ موجود ہے جو ممالک بعیدہ و قریبہ کے کتب خانون مین بڑی بڑی ضخیم جلدون مین لکھے ہوے دکھائی دیتے ہین اِس کی عبارت نہایت سلیس اور حشو و زوائد سے پاک ہے جو اکثر تاریخی کتابون مین ہوا کرتے ہین - اور جس کی بنا پر اُن کا تاریخی خلاصہ سمجھنا

دشوار ہو جاتا ہے - علاوہ ازین یہ کل تو کہان ان مین سے چند کتابون کا خریدنا بھی ہر شخص کی استطاعت مین نہین ہے - کیونکہ اول تو دور دراز ملکون مین ملتی ہین - دوسرے اُن کی قیمتین بہت زیادہ ہین -

چونکہ یہ کتاب نہایت عمدہ تھی اس لیے مین نے یہ مناسب تصور کیا کہ اس کی اشاعت اپنے ملک مین بھی کردون - مین اس زمانہ (سنہ ۱۲۸۵ھ) مین سررشتہ تعلیمات کا افسر اعلیٰ تھا - مین نے محمد آفندی ابن احمد عبد الرزاق مرحوم کو جو دفتر تعلیمات کے مترجم اور مصر کے سرکاری مدارس مین زبان فرانسیسی کے پروفسر تھے اس کتاب کو عربی مین ترجمہ کر ڈالنے کا حکم دیا - اور جب ترجمہ مکمل ہو گیا تو مین نے اُسے چند ماہرین فن کو دکھایا اور اُنھون نے پڑھکر بتایا کہ اُس کی اشاعت بہت مفید ہے اس لیے مین نے اُس کے چھاپنے کا بھی حکم دے دیا -

اسی اثنا مین مجھے محکمہ تعلیمات کے کام سے علیحدہ ہونا پڑا - اور ناچار اس ترجمے کی اشاعت اور طبع کا کام التوا مین پڑا رہا - یہ ترجمہ صاف شدہ کتب خانہ خدیویہ مین رکھا تھا - پھر جب مین سنہ ۱۳۰۵ھ مین دوبارہ عہدۂ نظامت تعلیمات پر مامور ہوا - تو مین نے اُس ترجمہ کو پھر نکلوایا اور دیکھا - اب معلوم ہوا کہ بعض ابواب کا ترجمہ اس مین باقی رہ گیا ہے - اور جو ترجمہ ہوا ہے وہ بھی اچھا ترجمہ نہین ہے - اس لیے مین نے خود اُس کا ترجمہ کیا - اور کتاب کی صحت کے واسطے اُس کا لفظا بلفظ اصل کتاب سے مقابلہ کیا - اور عالم نحریر شیخ عبد الرحمن کو تکلیف دی - کہ وہ اس ترجمہ کی عربی زبان کو درست کردین اور فصیح عبارت مین لکھدین - چنانچہ اُنھون نے ایسا ہی کیا - اور پھر لکھکر ہمین سنایا - یہ شیخ عبد الرحمن علامہ شیخ سید شرقاوی شرشیمی متوفی سنہ ۱۲۸۵ھ کے فرزند رشید ہین -

اس کے بعد مین نے مقامات اور آدمیون کے نام کا جو کتاب مین آئے ہین اصل فرانسیسی کتاب سے مقابلہ کرکے اُن کی تصحیح کردی - اور معرب نامون کے ساتھ اصل

فرانسیسی نام فرنچ خط مین اضافہ کیے اور اس ترجمے کا نام **خلاصۃ تاریخ عرب** رکھا۔
الحمد للہ کہ اب یہ کتاب نہایت ہی اچھی اور عمدہ تیار ہوئی۔ جو شخص اسکو پڑھیگا
اُس کا دل اسے چھوڑنے کو نہ چاہے گا۔ اس مین کوئی واقعہ چھوٹا بڑا عرب کی تاریخ
کا ایسا نہین ہے جو درج نہ ہوا ہو۔ اور نہ کوئی عربون کا کارنامہ باقی رہا ہے کہ جسے مصنف
نے لکھ نہ دیا ہو۔ اور اکثر مؤرخین عربون کی نسبت رجمًا بالغیب جو ظن و گمان باطل کیا کرتے
ہین اُن سے اسے پاک و صاف نہ کر دیا ہو۔

مجھے امید ہے کہ تمام فرزندان مشرق اور خصوصًا اہل مصر کے واسطے یہ نہایت نادر
ذخیرہ ہے جس مین اُنھین اپنے آبا و اجداد کے فضائل و کمالات معلوم ہون گے
خدا کرے کہ اس پر ہمارے امیر بلاد قدر دان علوم و فنون مشمول عواطف ربانی جناب
خدیو معظم عباس ثانی کا سایۂ اقبال و دولت ہمیشہ برقرار رہے۔

چونکہ مصنف نے اپنی کتاب کے شروع مین ایک مقدمہ لکھا ہے جس مین اپنی کتاب
کے ماخذون کا اور نیز عربون کے فضائل کا بیان کیا ہے۔ اور اپنے قول کی تائید
مین دلایل و براہین لایا ہے۔ اس لیے مین اُسے مفید سمجھکر اپنی کتاب کے شروع
مین لکھدینا مناسب سمجھتا ہون۔ وہو ہذا :۔

علی پاشا مبارک غُفِرلہ

مقدّمہ مصنف

بیس برس سے زیادہ گذرے کہ مین عرب کے علوم کی وسعت' اور اُن کی اُس ترقی کو جو یونان، اسکندریہ' مصر' اور موجودہ یورپین سلطنتون کے درمیانی زمانون مین ہوئی بیان کرتا رہا ہون - مین نے یہ دیکھا کہ یہ قوم جو مدت دراز سے یورپینون کے نزدیک ذلیل سمجھی جاتی ہے اوس کے اجمالی واقعات تاریخی کو بیان کرون - اور اپنے اس جمع کردہ سرمایہ کو اون معلومات کے مشابہ بناؤن جن کو میرے سوا اور لوگون نے شائع کیا ہے' تاکہ مین عرب کی تاریخ عام کا مدوّنِ اول بن سکون، یہ میدان درحقیقت نہایت وسیع اور ایک شخص کی طاقت سے بالاتر ہے - لیکن پہلے اون واقعات کا بیان کرنا ضروری ہے' جن سے اُس عربی قوم کی رفعت شان کا اظہار ہو جس نے اجنبی ممالک کو اس طرح فتح کیا کہ اون پر کوئی دوسرا اجنبی فتح نہ پا سکا، اور اس کے ساتھ اون بہترین اخلاق وعادات کا بھی بیان ہو جو چار ہزار برس سے اوس کا مخصوص وصف امتیازی ہین -

یہ قوم قدیم ترین سلطنتون کی ابتدا سے پہلے' خود اپنی فرمان روا تھی، اور اپنی ہمسایہ قومون پر غارتگری کرنے کے لیے تیار رہتی تھی، اونیس (١٩) قرن قبل میلاد مین اوس نے مصر اور بابل کی دو سلطنتون پر قبضہ کیا، اس کے بعد جن اجنبی شہرون پر اوس نے قبضہ کیا تھا وہ واپس لیلیے گئے، اور صرف عربی شہرون مین اوس کا اقتدار محدود ہو کر رہ گیا - اب اوس نے فراعنہ اور شاہان عراق سے متصل لڑائیان کین اور کیسروش شاہ فارس اور اسکندر بن فیلقوس شاہ یونان کے تسلط سے آزادی حاصل کی، اور اوس وقت تک

اپنے استقلال کو قائم رکھا جب رومیون نے دنیاے قدیمہ کو زیرنگین کیا، اسکے بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم آئے اور جزیرہ عرب کے قبائل کے درمیان رشتۂ محبت کو مستحکم کیا، اور اونکے افکار و خیالات کو ایک مقصد کی طرف پھیر دیا۔ اب اوس کی شان بلند ہوئی۔ یہان تک کہ اوس کی سلطنت نہر تاج سے (جو اسپین اور پرتگال مین گذرتی ہی) نہر گنگ (ہندوستان کی سب سے بڑی نہر) تک پھیل گئی، اور مشرق و مغرب دونون مین علم کی روشنی نے پھیل کر اوجالا کیا۔ اسوقت اہل یورپ قرون وسطےٰ کی جہالت کے اندھیرے مین تھے، اور یونان اور روم کے جو واقعات اون تک پہونچے تھے، گویا وہ اون سب کو کلیۃً بھول گئے تھے — عباسیون نے بغداد مین، امویون نے قرطبہ مین، اور فاطمیون نے قاہرہ مین ترقی علوم کی کوششین کین، اسکے بعد اون کے ممالک کا شیرازہ درہم برہم ہوگیا اور اونھون نے اپنا سیاسی اقتدار کھو دیا، اب اونھون نے صرف مذہبی سلطنت پر اکتفا کی جو اون کے زیر اثر ممالک کے تمام اطراف مین قائم رہی، اون کے پاس معلومات، صنائع، اور اکتشافات کا جو سرمایہ تھا، اوس سے اسپین کے عیسائیون نے اوس وقت فائدہ اوٹھایا جب اونھون نے اون کو اسپین سے نکالا، جیسا کہ ترک و مغل نے ایشیا کے ممالک پر قبضہ کرنے کے بعد اون لوگون کے علوم سے فائدہ اوٹھایا جنھون نے اون پر اپنا اقتدار قائم کیا۔ اور جب اہل عرب صرف جزیرۂ عرب، اور افریقہ کے میدانون مین محدود ہوکر رہ گئے، اونھون نے تمام لوگون سے الگ ہوکر اپنی بدویانہ زندگی اختیار کرلی، یہان تک کہ دولت عثمانیہ نے اون کو اطاعت پر مجبور کیا، اور اون کی پامالی کی، اب اونھون نے اوس فرصت کے انتظار مین اطاعت قبول کرلی جس سے وہابیون نے اس اونیسوین صدی عیسوی کی ابتدا مین اجنبی اقوام کے پنجۂ اقتدار سے عربی قوم کو آزادی دلانے کے لیے فائدہ اوٹھایا، لیکن اون کو اسمین کامیابی نہین ہوئی، اور وہ اپنے سردارون کے اشارے سے بغاوت

کے لیے تیار رہے، تونس، مراکش، اور اون جزائر مین جو فرانس کے زیر اثر ہین، اب
بھی بے روک ٹوک یہ مقصد حاصل ہوسکتا ہے، کیونکہ اپنے سردارون کی تعمیل ارشاد
کے لیے اون مین انتہائی استعداد موجود ہے۔

بعض یورپین مورخین مثلاً پوکاک اور شولتنس نے صرف تاریخ قبل اسلام پر، اور بعض
نے صرف سیرت نبویہ اور قرآن مجید کے معانی پر، اور بعض نے مثلاً دلمس نے صرف
ترکی، تاتاری قومون کی تاریخ اور مشرقی و مغربی خلفار کے مختصر حالات پر، اور بعض
نے مثلاً (کنڈے نے) ہسپینی عربون کی تاریخ پر اکتفا کیا ہے، اور بعض نے عرب کی عام تاریخ
کے نمونے بھی قائم کیے، لیکن وہ نامکمل رہ گئے، مثلاً اکلی کی کتاب ۷۰۵ء عیسوی
کے آخر تک کے واقعات پر مشتمل ہے، ماریجی اور دسورجس کی کتابین صرف ۱۲۵۸ء
تک کے حالات کو پہونچتی ہین، اور ویل کی تاریخ بلی ختم نہ ہوئی، الغرض یورپین علما کی
ایک بہت بڑی جماعت نے اون تمام ممالک کی تاریخ لکھی ہے جن کو اہل عرب نے
زیر نگین کیا، اس طور پر اپنی کتابون کے ذریعے سے اونھون نے ہمارے لیے ایشیا،
افریقہ اور یورپ کے متعلق مفید ترین سرمایۂ معلومات چھوڑا جس نے اس خلاصۂ عامہ
کی تدوین مین ہم کو مدد دی، بالخصوص ہمارے شاگرد، اور ہمارے قدیم دوست
جستاو ہیرڈ کی کتاب سے ہم کو بہت اعانت حاصل ہوئی۔ کیونکہ اوس نے اپنی
پہلی تاریخی کتاب کے ذریعہ سے جس کو اوس نے ۱۸۵۲ء مین شائع کیا، اس کتاب
کی تکمیل آسان کردی اور اوس کے ضمن مین تنظیم جمعیات احسان اور زمانہ کے ستائے
ہوے لوگون کی حالت کے تدارک کرنے کا تبصرہ، اور تاریخ عرب کے بہت سے اصلی
ماخذ اب تک بند خزانے کی صورت مین ہین، ہم یورپین لوگ اگرچہ تاریخ ابو الفدا
ابو الفرج، اور مسیس (نصرانی جو مشرق مین ابن عمید کے نام سے مشہور ہے) کی حقیقت
سے واقف ہین، لیکن اب تک ہمارے پاس تاریخ ابن خلدون، مقریزی، ابن اثیر،

اور عرب و ایران کے بہت سے مورخین کی تاریخون کے جزئی و نامکمل ترجمون کے
سوا کچھ نہین ہے، شاید ہم فرنچ مین ان سب کتابون کا ترجمہ کرسکین، یا اپنے ہم
ہمارے پاس قدماء کی تاریخون کا جو ذخیرہ ہے' وہ حکایات کاذبہ، اور احقاق حق
کے لیے کافی ہے' بلکہ اوس کے ذریعے سے ہم پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے اصلی حالات
معلوم کرنے پر قادر ہو سکتے ہین، اور جن مولفین نے آپ کے خلق باطنی کو چھپانا چاہا ہے
مثلاً کوئی کہتا ہے کہ آپ پاگل، حیلہ باز، اور حریص تھے ۔ اور کوئی کہتا ہے کہ آپ ایک
ایسی طبیعت رکھتے تھے جس کی نظیر نہین مل سکتی، اور آپ اون نادر الوجود ہستیون مین
تھے جن کو خدا دنیا کی اصلاح کے لیے پیدا کرتا ہے، اون سے ہم دھوکا نہین کھا سکتے
کیونکہ یہ دونون قول قابل توجہ نہین، بلکہ ان کا چھوڑ دینا ضروری ہے، رسول اللہ صلعم
کی سیرت مین صرف علامہ اوسپنیر کا بیان قابل اعتبار ہے' کیونکہ اوس نے پیغمبر کی حقیقت
اور اسلام کے اوس حکم کو جہان جہان وہ پھیلا سمجھا ہے، جیسا کہ اوس نے خود اوس تذکرے
مین لکھا ہے جو ۱۸۵۱ء مین اس بنا پر بہت مقبول ہوا کہ وہ ارباب مدرسہ' اور اون
علماء کی امیدون پر شامل تھا جو آثار قدیمہ کی تحریرون مین پھر علوم ادبیہ مین مشغول ہین'
لیکن خلفاء راشدین' امویہ دمشق و قرطبہ' عباسیہ بغداد، فاطمیہ مصر کی تاریخ، اور اون
اسلامی مشرقی ممالک کی درہمی و برہمی کے حال مین جن پر پہلے ترکون نے' پھر مغلون نے
غارتگری کی یورپین لوگون نے عمدہ کتابین تالیف کی ہین، اور اوس کے اصول کے
متعلق جو کچھ اونھون نے چھوڑ دیا تھا ۔ ہم نے اوس کا اضافہ کرلیا ہے' یعنی تمدن عربی کا بیان
جس کے اصول تمام دنیاے قدیمہ کے اطراف و جوانب مین شدت کے ساتھ رائج
ہوگئے تھے، اور جب ہم اپنی یورپین معلومات کے ماخذ و مبادی سے بحث کرتے ہین تو
اب تک ہم کو اوس کے آثار نظر آتے ہین، کیونکہ اہل عرب نے آٹھوین صدی عیسوی کے
بعد اپنی جنگی عصبیت کو کھو دیا تھا اور علوم و فنون کے دلدادہ ہوگئے تھے، یہان تک کہ

چند ہی دنون مین قرطبہ، طلیطلہ، قاہرہ، فاس، مراکش، رقہ، اصفہان اور سمرقند علوم و فنون کی تدوین مین بغداد کا تفاخرانہ مقابلہ کرنے لگے اور عربی زبان مین یونانی کتابون کے جو تراجم ہوئے تھے وہ مدارس اسلامیہ مین پڑھائے جانے لگے، اور انسانی عقل نے علوم و فنون کے متعلق جو نئی باتین ایجاد کی تھین، اہل عرب اوس مین مشغول ہو گئے، اور اکثر شہرون بالخصوص یورپ کے عیسائی شہرون مین بہت سی ایسی نئی باتین اون کے ذریعے سے مشہور ہوئین، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ علوم مین ہمارے امام تھے، اون کی بلند رتبگی کے متعلق جس سے یورپین لوگ ایک مدت سے ناواقف ہین ہمارے پاس بہت سے سچے شواہد ہین۔ اوّل یہ کہ اون سے قرون متوسطہ کی تاریخ، سفرنامے، بہت سے اماکن اور اشخاص کے نامون کے قوانین، اور انسائیکلوپیڈیا جو بہت سے عمدہ علوم پر شامل ہین، منقول ہین، دوسرے وہ عمدہ صناعیان، عمدہ عمارتین، اور علوم و فنون کے متعلق اہم استکشافات، اور علم طب، تاریخ طبعی، کیمیا صحیحہ، فلاحت، اور وہ علوم صحیحہ ہین جن کی اونھون نے نہایت مستعدی کے ساتھ نوین صدی عیسوی سے پندرھوین صدی عیسوی تک ممارست کی۔ اور مؤلف شلیجل ۱۸۳۲ء موافق ۱۲۴۸ھ کا خیال ہے کہ ہندو اور چینی عرب سے زیادہ عالم ہین، اور اوس نے بیان کیا کہ ان دونون قومون کے علوم کے خزانون سے وہ عنقریب واقف ہوگا، لیکن اوس کے دعوے کے بیس برس بعد بھی، فلکی، ریاضی اور جغرافیانہ فوائد، صرف قدیم عربی کتابون کے ذریعہ معلوم ہوئے بے شبہہ اون یورپینون نے جو ہندی مسائل کی تحقیقات کرتے ہین بہت سی کتابین لکھی ہین۔ لیکن اس سے اون کے مقاصد مین کسی قسم کا اضافہ نہین ہوا جیسا کہ وہ یورپین جو مملکت چین کی تاریخ سے فوائد اخذ کرتے ہین، اس سے زیادہ کامیاب نہین ہوئے کہ اونھون نے یہ مشہور کر دیا کہ ترکون کی طرح چینی تمام دنیا مین سب سے زیادہ جاہل ہین جیسا کہ مورخ ابو الفرج نے لکھا ہے،

لیکن اسکندریۂ یونان اور اخیر زمانے کے درمیانی وقفہ مین بغداد کا اسکول، جو تمدنی معلومات کا جامع تھا، اہل یورپ کو خواب جہالت سے بیدار کرنے، اور تمام ایشیائی ممالک مین علم کی روشنی پھیلانے مین معین ہوا کیونکہ ہندوستان مین علامۂ بیرونی کے ذریعہ سے جو سلطان محمود غزنوی کا زیربار احسان تھا، علم عرب (فلک) اوس وقت پھیلا جب سنہ ۱۰۱۶ء (موافق سنہ [illegible]ھ) مین اوس نے یہان کا سفر کیا، اسی طرح علامۂ عمر خیام نے (سنہ ۱۰۷۶ء موافق سنہ ۴۶۹ھ) سلجوقیون مین، اور علامہ نصیر الدین طوسی بانیِ رصدخانۂ مراغہ نے (سنہ ۱۲۶۰ء موافق سنہ ۶۵۹ھ) مغلون مین اس علم کی اشاعت کی، اور وہ سنہ ۱۳۳۸ء (موافق سنہ ۷۳۸ھ) مین عثمانیون مین پھیلا، اور چینیون مین سلطان کوبلائی خان (جو سلاطین یوانیہ کا بہت بڑا خاندان ہے) کے عہد مین علامہ کوشیوکنغ شاگرد استاذ جمال الدین نے سنہ ۱۲۸۰ء (موافق سنہ ۶۷۹ھ) مین اس کی اشاعت کی اور (اولوغ بیگ) نے سنہ ۱۴۳۷ء (موافق سنہ ۸۴۱ھ) مین سمرقند مین علم فلک کی تحقیقات کے لیے ایک رصدخانہ قائم کیا۔

مشرقیون کا یہ علمی مشغلہ اولوغ بیگ کے زمانے کے بعد ختم ہوگیا، اس کے بعد اہل یورپ ان علوم کے رموز و اسرار سے واقف ہوے، اور اس مشغلے مین مصروف ہونے لگے، یہان تک کہ یورپین ممالک مین تمدن، عربی لغت، اور اوس کے اون ادبی فنون کی جو روزانہ یورپینون مین پھیل رہے تھے تجدید کی، اور ہم اب تک قدیم عربی کتابون کے متعلق اہم امور کی تحقیقات کر رہے ہین، اگرچہ غلط طور پر اونکا انتساب بعض متاخرین یورپینون کی طرف دیا گیا ہے، اور اس مین کوئی شبہہ نہین کہ ہماری قوم فرنچ نے مغربی جزائر کے جو صوبے فتح کیے ہین، اور افریقیہ (ممالک مغرب) کے مسلمانون سے اوس کے جو تعلقات قائم ہوگئے ہین اوس نے لغات اور آثار مشرقیہ کے دلدادہ اور سرگرم یورپینون کو معلومات عربیہ کے متعلق

اون کتابون کی تحقیقات کا اوربھی موقع دیا ہے، جن سے گذشتہ یورپین لوگ قیمتی معلومات کے جواہر نہ نکال سکے۔ عربی قوم کی اوس تاریخ کا جس کے واقعات عجیب ترین مظاہر مین نمایان ہوئے ہین اور جس کے حوادثات بخلاف اور تاریخون کے ہر پڑھنے اور غور کرنے والے کو مبہوت کر رہے ہین ہم کس مشغولیت کے ساتھ خلاصہ کر رہے ہین، ہم زمانے کے گذرنے کے ساتھ ساتھ، فرزندان یورپ کی توجہ اون عظیم الشان آثار کی طرف مبذول کراتے ہین جن کو اس قوم نے چھوڑا ہے -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقالہ اُولیٰ

جزیرہ نمائے عرب کا جغرافیہ و تاریخ رسول کریمؐ کی بعثت سے قبل

باب اوّل

جزیرہ نمائے عرب کا جغرافیہ

مبحث اوّل

:- جزیرہ نمائے عرب کی وسعت قدماء کی رائے مین :-

ملک عرب ایک وسیع خطہ ہے جو وسعت مین مملکت فرانس سے تقریباً دو چند ہے۔ یورپ کے علمانے اس زمانے مین ایک لاکھ چھتیس ۳۶ ہزار مربع میل اس کی وسعت کا اندازہ کیا ہے۔ تین جانب اس کے دریا محیط ہے۔ چوتھی سمت مین افریقیہ اور ایشیا سے ملا ہوا ہے۔ مشرق مین خلیج فارس جنوب مین بحر ہند اور مغرب کی طرف بحر احمر ہے۔ شمال غربی جانب مین خاکنائے سویس تھی جہان اب آبنای سویس

ہے - شمالی حد کا آغاز اُس خط سے شروع ہوتا ہے جس کی ابتدا "غزہ" ہے یہ خط بحیرہ طبریہ پر جسے بحر مردار بھی کہتے ہین گذرتا ہوا دریاے اردن کے مشرق مین بڑھتا چلا جاتا ہے اور پھر دمشق سے آگے بڑھکر دریاے فرات پر ہوتا ہوا خلیج فارس پر منتہی ہوجاتا ہے - قدیم اہل جغرافیہ عربستان کے اندرونی جغرافی حالات سے واقف نہ تھے بلکہ یونانی اور رومی بھی اُس کی ملکی تقسیم کو اچھی طرح نہین جانتے تھے - اسی وجہ سے ہیرودطوس یونانی مورخ جس نے مصر اور آذربائیجان کے ملک کی خوب سیاحت کی اور وہان کے باشندون کے عادات اخلاق کا مفصل حال لکھا ہے جزیرہ نماے عرب کے حالات نہایت مختصر عبارت مین لکھکر خاموش ہوگیا ہے - اُس کے بعد ایراتستینیس اغاثارشیدس بلیناس - اریان - استرابون - ڈیوڈورس ساکن جزیرہ سیسلیا نامی مورخین پیدا ہوے اور اگرچہ انھون نے ہیرودطوس سے ملک عرب کے کسی قدر زائد حالات لکھے ہین تاہم وہ سب جو کچھ لکھتے ہین اس مین بڑا حصہ یا بیشتر بیان صرف اُن اشیا کا ہے جو ہندوستان سے عرب مین تجارت کے لیے لائی جاتی تھین -

بظاہر حالات متقدمین مین بطلیموس فالوذی عربستان کے حالات سے زیادہ واقف نظر آتا ہے مگر باوجود اس کے اُس نے بھی عرب کی جو تقسیم کی ہے وہ صرف اجتہادی اور قیاسی ہے - اسی لیے عرب جغرافیہ دان اوس کا کچھ اعتبار نہین کرتے اس نے عربستان کے تین بڑے بڑے حصے حجاز نجد یمن بتاے ہین - حجاز مین وہ اُس جزیرہ کو بھی شامل کرتا ہے جو شمالی سرحد مین بحر احمر کی دو فرعی خلیجون کے درمیان واقع ہے[1] - اور نجد کو وہ کہتا ہے کہ ان دونون خلیجون کے مشرق سے حدود شام اور جزیرہ مابین دجلہ و فرات[2] تک چلا گیا ہے اور مشرق مین اُسکے حدود ابتداے خلیج فارس

[1] غالباً اس سے مراد اُسکی جزیرہ نماے سینا ہے مترجم اردو -

[2] جزیرہ دجلہ و فرات سے وہ سرزمین مراد ہے جو ان دونون دریاؤن کے مابین واقع ہے اور اسکو صحیح طور پر دوآبہ دجلہ و فرات کہنا چاہیے عربی مین اُس کو مابین النہرین اور الجزیرہ کہتے ہین مترجم اردو

سے لیکر بحر ہند تک ممتد ہیں۔ اور یمن کو وہ بلاد عرب کا جنوبی حصہ بیان کرتا ہے
وہ کہتا ہے کہ اس تمام خطہ میں چھپن قومیں رہتی ہیں۔ اور شہر و قریہ و بندرگاہ
ایک سو چھیاسٹھ ہیں جن میں بڑے بڑے شہر صرف چھ اور دارالحکومت پانچ ہیں۔
پھر اس تیسرے حصہ ملک کی امتداد کن حدود تک ہے؟ اس بارہ میں مولفین
یورپ باہم متفق بھی نہیں ہیں۔ کوئی اس کے حدود میں اس قدر مبالغہ کرتا ہے کہ
قیاس سے بھی بڑھا جاتا ہے اور کوئی اس کو اس قدر گھٹا دیتا ہے کہ ملک میں صرف
ان پہاڑوں تک ختم ہو جاتا ہے جو بحر ہند کے کنارے پر واقع ہیں۔
ہمارے نزدیک ریگستان کی تقسیم میں اہل عرب کی رائے بہت بہتر و احسن معلوم
ہوتی ہے۔ وہ ملک کی شکل کے اور ہر زمانے میں تواریخ کا جو سرمایہ مدوّن ہوا ہے
اس کے بالکل مطابق ہے۔ عرب کے عام حدود تو ان کے نزدیک بھی وہی ہیں جو ابھی
ہم نے اوپر بیان کر دیے ہیں۔ البتہ ان کے خیال میں ملک عرب میں نہ تو جزیرہ نمائے
طور سینا داخل ہے اور نہ صحرائے عراق و شام اس میں شامل ہے جیسا کہ ادریسی[1] کے نقشہ سے
ثابت ہوتا ہے۔

مبحث دوم

خود عربوں نے اپنے ملک کی تقسیم میں کیا اصول اختیار کیا؟
جزیرہ نمائے طور سینا۔ شام اور عراق وغیرہ کے ریگستان
اور حقیقی بلاد عرب کا بیان۔

جزیرہ نمائے طور سینا وہ خطہ ہے جو خلیج سویس اور خلیج ایلہ[2] کے درمیان واقع ہے
اور شمال میں بحیرہ مردار تک چلا گیا ہے۔ بنی اسرائیل جس وقت مصر سے نکلے ہیں تو
اسی خطہ کے وسیع میدانوں میں آکر مسکن گزین ہوئے تھے۔ پھر یہ ملک رومیوں کے

---

[1] سسلی کا مشہور مسلمان جغرافیہ نویس۔ مترجم [2] اس کو خلیج عقبہ بھی کہتے ہیں۔ مترجم

قبضے مین آیا اور فلسطین سوم کے نام سے موسوم ہوگیا- اس کا دار الحکومت شہر پیٹرہ[۱] تھا
کوہستان طور سینا- حور- اور غریب- اس قسم کے محل اور مقامات ہین- جہان قدیم الایام
مین بڑے بڑے وقائع اور حوادث ہو گذرے ہین- ان واقعات کا ذکر توراۃ مین مذکور
ہے- شام، الجزیرہ، کلدہ کے اور دمشق، حلب، بغداد، اور بصریٰ کے ریگستانی خطے
بیچ مین ایسے حائل ہین جن کی وجہ سے باشندگان ایشیاے کوچک وبلاد فارس کو
جزیرہ نماے عرب مین داخل ہونا دشوار ہو جاتا ہے- اور اس ملک کے بے آب وگیاہ
چٹیل میدان ایسے دشوار گذار ہین کہ اگر ہندوستان سے یورپ کو، اور یونان وایطالیا
سے ایشیا کو اشیاے تجارت کی آمد ورفت کے لیے اُن مین ایک مختصر مسافت کا
راستہ واقع نہ ہوتا- تو شاہان کشور کشا کو اُس کی طرف توجہ کرنے کی کبھی ضرورت ہی
نہ ہوتی- مگر چونکہ یہ راستہ مسافر کو دریاے فرات کے دہانہ سے بخط مستقیم سیدھے راستے
پر چلا کر بآسانی تمام دمشق تک پہونچا دیتا ہے- جہان سے بحر ابیض متوسط یا بحر روم کے
بندرگاہون مین پہونچنا نہایت سہل وآسان ہے-

اور اگر اسے چھوڑ کر دریاے فرات مین اوپر کو جائین اور کوہستان ارمینیا کا راستہ اختیار
کرین تو مجبوراً مسافرون کو کوہستان ارمینیہ مین اور تمام ملک ایشیاے کوچک سے گذرنا
پڑیگا اور سخت مشکلات ومصائب شاقہ اُٹھانا پڑینگی- یہی بہت بڑا سبب تھا کہ جس سے
شہر تدمر جو اس صحرا مین آباد تھا تجارتی قافلون کے حفظ وحمایت کی وجہ سے نہایت
قابل قدر مقام سمجھا جاتا تھا- اس شہر کو رومیون نے تباہ وبرباد کر ڈالا جسکے بعد ان
راستون پر جو مشرق ومغرب کے درمیان آمد ورفت کا ذریعہ تھے عربون نے بہ تدریج
حکومت قائم کرلی- اور چونکہ اقوام عرب بدوی طریق زندگی اور خانہ بدوشی کے عادی
ہین اور اپنی جنگ آوری کی قوت وقدرت کو بھی خوب جانتے ہین کچھ مدت بعد اِن

[۱] عربون مین اس کا نام رقیم تھا؛ مترجم

خطّون پر بلا مزاحمت غیرے متصرف وقابض ہو گئے اور رفتہ رفتہ یہان حیرہ وانبار کی حکومتین اور قبیلۂ نبطا اور قبائل غسّان کا ظہور ہوا۔

انھین خشک صحراؤن کے پیچھے جنوب مین عربستان کا حقیقی ملک واقع ہے جس کے آٹھ حصّے ہین۔ اُن مین اوّل حجاز ہے جو جزیرہ نماے طور سینا کے جنوب مشرق مین بحر احمر یا بحر قلزم کے کنارہ کنارہ واقع ہے۔ دوسرا یمن حجاز کے جنوب مین ہے تیسرا حضرموت بحر ہند کے ساحل پر یمن کے مشرق مین ہے۔ چوتھا مہرہ حضرموت کے مشرق مین ہے۔ پانچوان عُمّان ہے جو شمال مین خلیج فارس سے اور جنوب مشرق مین بحر ہند سے متصل ہے۔ اور اُس کی جنوبی غربی حد مَہرہ کا ملک ہے۔ چھٹا حصہ اُس کا اَلحسا ہے جسے قرب وجوار کے جزائر کی اہمیت کے باعث اور نیز اس وجہ سے کہ وہ ابتداے ملک عمّان سے دریاے فرات تک خلیج فارس کے کنارے کنارے چلا گیا ہے بحرین کے نام سے بھی موسوم کرتے ہین۔ ساتوان حصہ نجد ہے جو صحراے شام کے جنوب مین واقع ہے اور اُس مین وہ کل ملک داخل ہے جسے جزیرۃ العرب کا درمیانی حصہ کہنا چاہیے۔ یہ خطہ حجاز اور الحسا اور ولایت یمامہ یا عروض کے درمیان واقع ہے۔ اس عروض کے خطہ مین ہی شہر ہجر تھا جہان اکثر سخت دشوار گذار ریگستانی ٹیلے ہین۔ آٹھوان حصہ احقاف کا خطہ ہے جو عُمان۔ الحسا۔ نجد۔ حضرموت اور مَہرہ کے درمیان واقع ہے۔

اس زمانے مین تو ہم ان سب حصص کا حال یکسان طور پر جانتے ہین مگر پچھلے یورپین سیاحون نے صرف بعض حصون کے حدود بیان کیے ہین اور دوسرے حصون کی حدین بتانے سے قاصر رہے ہین بلکہ خود ہمارے زمانہ کے علمار نے حجاز اور یمن کے جو نقشے بنائے ہین اُنمین بھی کثرت سے شہر ومقامات کی جگہین خالی چھوڑ دی ہین اور اس سے بھی بڑھکر یہ ہے کہ بلاد عسیر کا کوئی حال کسی نے اس زمانے مین بھی نہین لکھا

تو خجند اور چین کے درمیان مین واقع ہے اور جہان عربون کی ایک بڑی اولو العزم اور بہادر شائستہ اور قوم بستی ہے جب بحر احمر کے سواحل کا یہ حال ہو جہان آس کے قطع مسری جاسے والے نہ مجے کے سب سے جانا نہایت سہل ہے۔ تو پھر بلاد عرب کے اندرونی علم کا کیا حال ہوگا۔ جہان اون کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک ایک مرتبہ صرف ایک یورپین سیاح موسیو سینڈلن گیا ہے۔ یہ شخص خلیج فارس سے خلیج شرقی تک عرب کے جنوبی مشرقی سواحل پر پھرا ہے جہان کے نقشے انگریز آج کل درست کر رہے ہین ؛

مبحث سوم

صوبہ حجاز کی جغرافی صورت

اس صوبہ کا تذکرہ اس لیے دلکش ہے کہ ملک عرب کے سب سے بڑے شہر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اسی مین واقع ہین۔ مکہ تو پیغمبر اسلام (صلعم) کا مولد ہے قدیم زمانہ مین اسے مکوراب کہتے تھے۔ صدیون سے لوگ مکہ کو حج کرنے اور خانہ کعبہ مین اور حجر اسود کے سامنے سجدہ کرنے کو جاتے تھے[1] جس طرح لوگون کے بیان کے مطابق وہان فرشتون نے ابتدا مین حج کیا تھا۔ مدینہ کو قدیم زمانہ مین یثرب کہتے تھے اور مصر دیکھی کہ وہ بھی شہر مکہ کا ہمسر ہو۔ ان دونون شہرون کے گرد جو زمین واقع ہے وہ ان کے باشندون کے واسطے کافی نہین ہے۔ اسی لیے مدینہ کی آبادی ینبع سے اور مکہ کی آبادی جدہ سے امداد لیتی رہتی ہے۔

سرزمین حجاز مین جا بجا ریت کے انبار اور کنکریلے سرسبز ٹیلے ہین یہی مقامات عرب قبائل کے مسکن ہین ان کے اردگرد بستیان اور کھیت ہین۔ ان ٹیلون پر

[1] حجر اسود کو سجدہ کرنے کوئی نہین جاتا۔ اُسے صرف چومتے ہین۔ مُسیو سیدیو نے جو کچھ اس مقام پر لکھا ہے یہ اُن کی لاعلمی کا نتیجہ ہے۔ مترجم

عربون نے قلعے اور گڑھیان بنا رکھی ہین جن مین وہ دشمنون کے حملون کے وقت
پناہ گیر ہوا کرتے ہین۔ ان ہی وادیون کی خصیبی زمین مین غلہ اور بعض اقسام کے میوہ جات
اور مویشی کے واسطے گھاس چارہ پیدا ہوتا ہے جہان پانی کے چشمے قدرت نے
مہیا کر رکھے ہین۔ ایک اسی قسم کی پہاڑی کے قریب شہر طائف بستا ہے جو مکے کا
بُستان کہلاتا ہے اور یہان کا میوہ مشہور ہے۔

حجاز سے ملتی ہوئی تہامہ (یعنی ترائی) کی سرزمین ہے جو کوہستان کے دامن
سے آغاز ہو کر بحر شور تک چلی گئی ہے۔ اس کا مرکزی شہر قنفدہ ہے۔ علمائے جغرافیہ
تہامہ اُس مخصوص خطے کو کہتے ہین جو ساحل بحر کے قریب نشیبی حصہ ہے۔ کیونکہ اسکے
بالمقابل کا ملک نجد ہے جس کے معنی مرتفع اور بلند خطے کے ہین۔ کہتے ہین کہ عرب مین
تہامے تین ہین تہامۂ حجاز تہامۂ عسیر تہامۂ یمن۔ یہ دونون آخری تہامے خولان سے
عدن تک لمبے چلے گئے ہین۔

بحث چہارم

ملک یمن کا جغرافیہ :

یُمن اور برکت کے سبب سے اُس کا نام یمن ہوا ہے۔ اور یہ جزیرہ نمائے
عرب کا انتہائی جنوبی حصہ ہے۔ اس کے شمال مین بلاد عسیر ہے قدیم زمانے مین
یہان کے باشندے حمیر کہلاتے تھے۔ اور مصریون۔ حبشہ والون۔ اور اہل فارس
وغیرہ اُن تمام قومون سے جو ہندوستان کو جاتے ہوئے اُن کے ساحل پر آتی جاتی تھین
سب سے ملتے جلتے تھے۔ اس لیے عرب ایسا لسان سے ایک مخلوط سا تمدن قائم
ہو گئی تھی۔ یہان کے باشندون کے پیشے زراعت و باغبانی اور تجارت تھی۔ جزیرہ کے
مین جن یا قہوہ کی زراعت کثرت سے ہوتی ہے۔ اہل یمن لوگ زراعت و باغبانی
کے کامون مین ماہر ہین۔ نہایت اور اچھا مشق سے دریافت حاصل کرتے تھے

کی پیداوار جس پر ان کی دولت کا مدار ہے یہان اُس سے زیادہ ہو سکتی جس قدر کہ اب پیدا ہوتا ہے - کیونکہ یہان کی آب وہوا معتدل اور زمین بلند واقع ہوئی ہے - اور رطوبت بھی وہان ایسی ہے جو اس پودھے کے مزاج کے موافق ہے - اس ملک مین کتنے ہی شہر ہین جن کی خوش حالی صرف قہوہ کی تجارت پر منحصر ہے - مُخّا، حُدیدہ لُحیہ - عدن - سب اسی قسم کے شہر ہین -

شہر سبا جسے مارب بھی کہتے ہین اسی خطّہ مین آباد تھا اور شہر صنعا جو مکّہ معظّمہ کی برابری کرتا اور سالہاے دراز تک "پایۂ تخت جزیرۃ العرب" کے لقب سے موسوم رہا ہے - اسی ملک کا شہر ہے - اسی لیے تبابعہ نے اور جو اہل فارس وحبش اُن کے بعد یہان حکمران ہوے اُن سب نے اسی مقام کو اپنا مستقر بنایا - آج کل بھی یمن کے سب سے بڑے امیر (امام) کا یہی مستقر ہے - پہلے زمانے مین جزیرۃ العرب سے سونا اور خوشبو کی چیزین دوسرے ملکون کو جایا کرتی تھین - اہل عرب بیش قیمت معدنیات اور دریائی اشیا کا بڑا حصہ جزائر بحر ہند سے لاتے اور خلیج عرب اور خلیج فارس کے ذریعہ سے دوسرے ملکون کو روانہ کیا کرتے تھے -

مبحث پنجم

حضرموت - مہرہ - عمّان - اَلحسا - احقاف - اور نجد:

حضرموت کا ملک جس مین شہر ظفار اور شیبان بستے تھے ملک یمن سے متصل اور آب وہوا اور قدرتی خوبیون مین اُسی سے مشابہ ہے - عود قاقلی یہین ہوتا ہے مہرہ کا ملک سرسبزی مین حضرموت سے کمتر ہے - اس لیے وہان کے باشندے وسائل معیشت کے لیے دوسرے ملکون کے محتاج ہین - مگر قدرت نے اُن کے سمندر مین مچھلیان بہت پیدا کر دی ہین اُن سے مہرہ کے باشندون کی اور اُن کے مویشی کی گذر بسری ہوتی ہے -

انھین تمام ہندوستان کی سمت مین ہے - یہان تھوڑی بہت کھجور - بقول تاجرانِ اور
سیپ کی پیداوار ہے۔ ان سے تجارت یہان کچھ نہین ہوتی - ہندوستان کی پیداوار
بھی یہان نہین آتی کیونکہ اُس کے تبادلے کے لیے اس ملک مین کچھ مال نہین ہے
الحسا کا ملک عمان کی سرزمین سے لیکر بصرہ تک خلیج فارس کے کنارے کنارے
چلا گیا ہے - مسافرین جو بحر فارس مین ہو کر گذرتے ہین اُنھین ویرانہ سواحل اور
بے رونق مقام کے سوا اور کچھ دکھائی نہین دیتا - لیکن جب سمندر سے موتی نکالنے اور
خرید فروخت کا وقت آتا ہے تو یہان کا منظر بدل جاتا ہے اُس وقت یہ بڑا تجارتی مقام
ہو جاتا ہے سواحل بحر پر چارون طرف سے لوگ آنا شروع ہو جاتے ہین تا کہ سواحل
اور جزائر بحرین کے باشندون سے تجارتی معاملہ کرین - بلاد قطیف - الحسا - قطر - اور
جرہ - مین اہل حاجت کے گروہ گروہ نظر آتے ہین اور بڑی چہل پہل ہو جاتی ہے
پھر فصل گذر جانے پر سب لوگ اپنا سامانِ تجارت لیکر ہندوستان اور بلاد فارس
کے بازارون اور تجارت گاہون کو چلے جاتے ہین تو الحسا کا ملک وہی ایک کف دست
میدان اور اُجڑا دیار دکھائی دینے لگتا ہے -

یہان تک تو ہم نے حجاز یمن حضرموت - مہرہ - عمان - اور الحسا - عربستان
کے اُن حصون کا بیان کر دیا جو ساحل بحر پر واقع ہین - اب اس کے صرف دو
اندرونی حصے اور رہ گئے - جن مین سے ایک احقاف (تودہاے ریگ) ہے
یہ ایک بیابانی خطہ ہے جسے بعض کتابون مین یمامہ سے ملحق بتایا گیا ہے - اہل
یورپ اس کے حال سے واقف نہین - اور دوسرا نجد ہے جہان کثرت سے سرسبز
مقام اور اچھی اچھی چراگاہین ہین اور گھوڑے اور اونٹ وہان کے خوبصورتی اور
قوت مین مشہور عالم ہین - قدما مین سے کسی نے اس ملک کا حال اچھی طرح
نہین بیان کیا ہے -

مبحث ششم

: جزیرۃ العرب کی عام حالت - باد سموم - ریگستانی صحرا - شبنم :

: موسمی بارش - اور بدوی طریق زندگی کی کیفیتین :

تقسیم سابق سے معلوم ہوتا ہے کہ جزیرہ نماے عرب کا ملک مثلث اداری کی شکل کا ہے جس کا زاویہ راس جبل طور سینا پر دریاے لاذقیہ اور فرات کے درمیان منتہی ہوتا ہے اوس کے تین ضلعے ہین - ایک ضلع تو اوس کوہستان کا سلسلہ ہے جو وسط شام اور فلسطین مین جبل لبنان کے نام سے موسوم ہے اور جزیرۃ العرب کے اندر اندر بحر احمر کے کنارے کے ساتھ آبناے باب المندب تک چلا گیا ہے - اور دوسرا ضلع بھی ایک کوہستان ہی کا سلسلہ ہے جو دریاے فرات اور خلیج فارس کے متوازی چل کر آبناے ہرمز پر جا کر ختم ہوتا ہے - تیسرا ضلع آبناے باب المندب اور آبناے ہرمز کے درمیان اراضی مرتفعہ کی شکل مین چلا گیا ہے ان سلسلون کے درمیان جو وادی بنتی ہے اس کی زمین ہموار تو ہے مگر وہ نہایت پست اور نشیبی سرزمین ہے سواحل کی حرارت تو بوجہ بارش ہو جانے کے ایسی سخت مضر نہین مگر اوس وادی کی حرارت سے الامان کہنا چاہیے جو سخت مضر اور مہلک ہے - یہان کی ہوا اکثر مقامات مین بحر مردار کی عفونت سے آلودہ رہتی ہے - اور دوسری نمکین جھیلون سے بھی ابخرے اُٹھ اُٹھ کر اس مین مل جاتے ہین - باد سموم بھی یہان چلا کرتی ہے عرب عربستان کے باشندے اوس کی آمد سے پہلے گندھک کی ایسی بدبو پھیلنے سے پہچان جاتے ہین - باد سموم کا طوفان ایسا غضب ناک ہوتا ہے کہ جس سے وہ نباتات جو حرارت آفتاب سے بھی پورے خشک نہین ہوئے تھے جلکر خشک بھوس ہو جاتی ہین - اور اگر حفاظت کا مقام اور مامن نہ ملے تو انسان اور تمام حیوانات دم گھٹ کر مرجاتے ہین - اور پھر اُن کی لاشون کے تودے ریت کے نیچے دب جاتے ہین

یہ ہوا بحرِ ہند کے سواحل پر اور اُس کے قریب جوار میں خصوصًا یمن میں نہین ہوتی۔ اِس ملک کی ہوا علی الدوام صاف و پاک رہتی ہے یہان تابستان کا موسم عین بارش کا موسم ہوتا ہے۔ اگر بارش نہ ہو تو اُس کے بدلے شبنم بکثرت پڑا کرتی ہے اور سواحل بحر سے زمین بتدریج مرتفع ہوتی چلی گئی ہے۔ تفاوت ارتفاع کے لحاظ سے جگہ جگہ حرارت کی کیفیت و کمیت مین بھی اختلاف ہوتا جاتا ہے سکاشتکاری کی آبپاشی سہل طور سے ہو سکتی ہے۔ ایامِ گرما مین آفتاب کی کرنین عمودی پڑتی ہین مگر میٹھی ہاڈیون سے مل کر پُرلطف پیدا کرتی ہین۔

ان قواعد طبعی کی بنا پر ضرور تھا کہ عرب کے باشندے انھین یمانی سواحل پر ہمیشہ متوطن رہتے۔ دوسرے مقامات کو کبھی نہ جاتے۔ لیکن عربون کی معیشت بدویہ کے جذبات نے اُن کے قلوب کو ان صحاری اور ریگستانی بیابانون کی طرف کھینچ لیا ہے۔ جہان حرارت کے شعلے موجین مارتے ہین اور جہان نہ شام کی جوار پیدا ہوتی اور نہ دھان اور گیہون کے کھیت ہی نظر آتے ہین۔ اُن مین صرف کہین کہین مختصر رقبون کی سبز چراگاہین اور نخلستان تو ملتے ہین جن کی مسافت منٹون مین طے ہو جاتی ہے۔ یا جستہ جستہ مقامات پر قدرتی چشمے اور مصنوعی تالاب بھی ہین جن کا پانی قلت کے باعث ہمیشہ تہِ زمین ہی دکھائی دیا کرتا ہے۔

هرڈر صاحب اپنی کتاب مین لکھتے ہین کہ ”جزیرۃ العرب کی شکل و وضع جو کرۂ ارضی کے نہایت مشہور ممالک سے ہے زبانِ حال سے کہتی ہے کہ فطرۃ اللہ نے وہان کے سکّان و اقوام کو ایک طبیعت مخصوص اور خصائل خاصّہ کے لیے موضوع کیا ہے عرب کا صحراے اعظم جو جنوبی تاتار کے مشابہ اور حلب سے دریاے فرات تک اور مصر سے شام تک پھیلتا چلا جاتا ہے اُس مین بڑے بڑے بیابان اور بے آب و گیاہ میدان بکثرت ہین جو بدوی قبائل اور خانہ بدوش چرواہون کے لیے نہایت موزون ہین۔ اسی لیے قدیم الایام سے وہان عرب بستے ہین جو آج

یہان رہے کل وہان چلے گئے جہان دانہ پانی دیکھا آپ بھی کھایا مویشی کو بھی چرایا - پھر دوسری جگہ ڈیرے خیمے جا ڈالے - جب وہان بھی دانہ چارہ تمام ہو گیا تو اور کہین کوچ کر دیا جب آپ قوم عرب کی معیشت و زندگانی پر غور کرین - جو شہرون کو زندان و قیدخانہ سے کم نہین سمجھتے - اپنی اصل کی اقدمیت اور اپنے معبودن کی عظمت پر فخر کرتے ہین اور اپنی زبان کی وسعت اور اپنے اشعار کی فصاحت اور اپنے گھوڑون کی تیز رفتاری پر نازان ہین - اپنی بجلی کے مانند جھلکتی ہوئی تلوارون اور گندم گون نیزون کو موروثی اور باپ دادا کا ورثہ اور امانت مقدسہ تصور کرتے ہین - تو بے ساختہ کہ اُٹھین گے کہ ان چیزون نے اُنھین گویا ازل سے اس کام کے لیے تیار کر رکھا تھا کہ اس عظیم الشان مظہر کے ساتھ دنیا کے بین بڑا عظم مین ظہور پذیر ہون - ان کا یہ ظہور تاتاریون کے اُس ظہور سے بالکل مختلف تھا جو شمالی ایشیا سے رونما ہوا -

باب دوم

تاریخ عرب قبل از زمانۂ بعثت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

مبحث اول

:- عرب کے طبائع اخلاق اور طبقات و قبائل مین اُن کا انقسام :-

ایام جاہلیت مین ایک طرف تو عربون کی چھوٹی چھوٹی سلطنتین ممالک عراق اور شام مین قائم ہو گئی تھین - اور دوسری طرف بعض عرب وادی مصر مین بھی پاکر تمام صحرائے افریقیہ کے موروثی مالک بن گئے تھے - اودھر اندرونی عرب اور ایشیائے شمالی کے بالائی حصہ کے درمیان ایک ریگستان بحر مواج کی طرح لہرین مارتا ہے جس نے ملوک کشورکشا کے حملون سے اُنھین ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا اور اس طرح اُن کو اپنی حریت و آزادی جلالت اصل شہامت و شجاعت خداداد اور اپنی اصلی

پاکیزہ حالت مین ہمیشہ سے باقی رہنے والی فصاحت زبان پر جو غرور ہے اُس کو
کبھی نقصان نہین پہونچا - جنوب مشرق کے ملکون سے جو تجار اُن کے بڑے بڑے
مقامات پر آتے اون سے اہل عرب تجارت کا لین دین کیا کرتے تھے - اس طرح
انھون نے اپنی ہمسایہ اقوام سے بہت سے معلومات حاصل کر لیے تھے جس کے
سبب سے اون مین عقلی مشق و ممارست پیدا ہو گئی تھی ، اسی کا اثر ہے کہ انکی
زبان مین مجازات و استعارات اور اخلاقی حکمت کی وہ باتین ملتی ہین جو کوہستان
اورال اور کوہ التائی کے باشندون مین نہین ملتین - انھین عربون کی پہاڑی طور سینا
پر الواح شریعت نازل ہوئین جو حضرت موسیٰ بن عمران کو دی گئی تھین جو اُن
عبرانیون کی طرف مبعوث ہوئے تھے جو عربون کے ساتھ اکثر سکونت پذیر رہے ہین

قدماے عرب اپنے آبا و اجداد کے اخلاق دیکھ کر قدم بقدم چلتے اور اونکی
حفاظت کرتے تھے لیکن چونکہ اُن کے پاس ہمیشہ بہادر نوجوانون کی جماعت رہتی
تھی اور بڑے بڑے کامون پر قدرت بھی ملی تھی اس لیے اُن کی طبیعتین بدل گئین
اپنے سلف کے اخلاق کو چھوڑ دیا - غصہ مین بڑے سریع الغضب جرأت مین بے باک
خونریزی و قتل مین بے رحم و سفاک بن گئے - اوہام کاذبہ کے معتقد ہو گئے بات بات
مین جھگڑنے لگے کیونکہ وہ کسی کے زیر حکم رہنے کو اس لیے سخت ناگوار سمجھتے تھے ، کہ وہ
اس آزادی اور خود مختاری کے خلاف تھا جس کی محبت اُن کی رگ و پے مین سرایت
کر گئی تھی اور جس کو وہ تمام انعامات عظمیٰ مین سب سے بہتر تصور کرتے تھے علاوہ ازین بضرورت
معاش نہین جانفشانی اور محنت شاقہ اُٹھانی لین دین اور دیگر دنیاوی معاملات
مین سختی برتنے اور بے رحمی کے ساتھ انتقام پر مجبور کرتی تھی مگر باایں ہمہ
وہ حریت و آزادی کے دیوانہ عزت نفس اور شرافت کے عاشق تھے - بلکہ مساوات یا [illegible]
درماندون کی تواضع اور مہمانداری کو تمام قوانین انسانیہ کا جامع قانون سمجھتے اور [illegible]

اپنی قوم میں بڑا فخر کرتے تھے۔ اسی کے ساتھ اپنے حقوق کے ثبوت میں صرف اپنی تلوار پر بھروسہ کرتے تھے۔ اپنی زبان آوری کے زور سے اُن نزاعات اور مقدمات کا تصفیہ کر دیتے تھے جن کا فیصلہ میدان جنگ بھی نہیں کر سکتا تھا۔

ہر رئیس کی ماتحتی میں جسے شیخ کے لقب سے ملقب کرتے تھے ایک یا چند قبائل ہوا کرتے تھے کبھی کبھی بعض قبائل جنگ و جدال سے ضعیف و کمزور ہو کر کسی دوسرے زبردست قبیلے کے ساتھ مل جاتے تھے۔ اور اُس رئیس قبیلہ کے ماتحت ہو جاتے تھے اسی لیے بہت سے قبائل ایسے ہیں کہ جن کا نام و نشان باقی نہ رہا۔ چند قبائل کے شیوخ مل کر کسی ایک رئیس کی ماتحتی میں ہوتے تھے وہ اُن کی فوج کا سپہ سالار ہوتا تھا اُس کا لقب کبھی امیر بھی ہوتا تھا۔ اور وہ ہی ان تمام قبائل کے مصالح کا ذمہ دار سمجھا جاتا تھا لیکن اُس میں یہ قدرت نہیں ہوتی تھی کہ وہ اپنے ذاتی اور قومی مصالح میں کچھ فرق کر سکے۔ بڑے بڑے مقدمات میں یہی شخص قطعی فیصلہ دیتا تھا مگر اپنے فیصلہ میں اُس کو ماتحت شیوخ کی رائے لینا ضرور تھا، اس بنا پر اُس کی حکومت آزاد نہ تھی، خود اُس سے بھی بدلہ لیا جا سکتا تھا۔ اگر وہ کسی کو قتل کرتا تو جیسا کہ دنیا کے پرانے قوانین ہیں اُن کے مطابق ضرور تھا کہ اُس کو قتل کیا جاتا یا دیت ادا کر دیتا، غرض وہ کسی رعایت سے بری نہیں ہو سکتا تھا۔

جب تک عرب اپنی معیشت بدویہ اور صحرائی زندگانی کو پسند کرتے رہے اُن میں یہی نظام جاری و ساری رہا کبھی فرق نہ آیا۔ اس زمانہ میں اگر کبھی شہر بھی بس جاتے تب بھی مشائخ اپنے تصرف میں آزاد نہ ہوتے تھے۔ کیونکہ جو کوئی وہاں رہتا بستا اپنی اصلی حالت بدویت کو کبھی نہ چھوڑتا تھا۔ وہ ہی طرز زندگانی قائم رکھتا تھا۔

مبحث دوم

روایات قدیمہ

بیسوین صدی ق م سے دسوین صدی ق م تک

عرب اپنے آپ کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی اولاد مین بتاتے ہین۔ جزیرۃ العرب کے شمال مین بنی اسمٰعیل بن ابراہیم علیہ السلام اور جنوب مین بنی قحطان رہتے ہین۔ بنی قحطان درحقیقت یمن کے باشندے ہین۔ قدیم زمانہ مین وہان دو شاہی خاندان گذرے ہین۔ ایک خاندان ملوک سبا کا اور دوسرا بنی حمیر کا تھا۔ یہ دونون (یعنی بنو قحطان اور بنو اسماعیل) عرب العربا یعنی اصلی عرب نہ تھے۔ اصلی عربون کی زبان یعنی حقیقی عربی اس وقت تک حجاز و نجد مین باقی ہے جسے صرف بدوی یعنی بادیہ اور صحرا کے باشندے بولتے ہین۔ باقی یمن کے شہرون مین حمیری زبان بولی جاتی ہے جسے بنی قحطان کے آبا و اجداد اوّلین بولا کرتے تھے۔

بنی اسماعیل بنی قحطان سے مدتہاے دراز کے بعد پیدا ہوے ہین اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پر وحی نازل کی تھی کہ وہ مکہ معظمہ مین جاکر ایک مسجد بنائین۔ اس ارشاد کی تعمیل کے واسطے وہ شام سے عرب کو آئے۔ اور یہان مکہ معظمہ مین کعبہ کو بنایا۔ جسے اہل عرب قدیم الایام سے قابل تعظیم خیال کرتے اور انواع واقسام کی دینی تعظیمین بجالاتے ہین۔ حضرت ابراہیم نے اس کو زمانہ دراز مین بناکر تیار کیا۔ اس کی بنیاد دیتے وقت اُن کے فرزند ارجمند حضرت اسماعیل علیہ السلام جو مکہ مین ہی پیدا ہوے تھے[1] اُن کی مدد کیا کرتے تھے۔ یہان حضرت جبریل نے حضرت ابراہیم کو لاکر ایک پتھر دیا تھا جسے حجر اسود کہتے ہین۔ اور جو زمانہ قدیم سے خانہ کعبہ مین

[1] موسیو سیدیو کا یہ بیان صحیح نہین، وہ شام مین پیدا ہوے تھے، مترجم

رکھا ہوا ہے - اور قیامت کے دن خدائے تعالے کے روبرو گواہی دیگا کہ فلان فلان شخص نے میرے سامنے تیری عبادت کی ہے۔ حضرت اسماعیلؑ کی والدۂ معظمہ بی بی ہاجرہ تھین۔ چاہِ زمزم اُنھین کا نکالا ہوا ہے۔

قدیمی روایات مین جو عرب کے آبا و اجداد سے مشہور چلی آتی ہین ایسی باتین کثرت سے موجود ہین جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالٰے نے بنی اسماعیل کے ساتھ بڑی بڑی رعایتین اور عنایتین کی ہین اور کم از کم یہ بات تو ان کے ضرور ذہن نشین پائی جاتی ہے کہ ان کی نسل بھی بنی اسرائیل کی نسل کی طرح دیگر بنی نوع انسان سے گونہ امتیاز رکھتی ہے۔

ان بنی قحطان و بنی اسماعیل کے سوا جزیرۃ العرب مین پچھلی قومون کا بقیہ بھی قدرے قلیل باقی ہے - مگر اُن کی نسبت جو مُبہم روایات مشہور ہین وہ کسی طرح اعتبار کے قابل نہین - غایۃ مافی الباب جو اُن سے معلوم ہوتا ہے بلکہ جو فرض کرسکتے ہین وہ اسی قدر ہے کہ شدّاد و لقمان کے زیر نشان سنہ عیسوی سے دو ہزار برس سے بھی پہلے بنی عاد عراق و ہندوستان کی طرف گئے تھے اور شہر بابل پر ۲۲۱۸ برس قبل سنہ عیسوی کے قابض ہوگئے تھے۔ اور اسی زمانہ مین مصر پر بھی انھین غلبہ حاصل ہوگیا تھا - یہ لوگ اونٹون کے چرواہے یا اِکّسوس (بکسر ہمزہ) کہلاتے تھے - بعض رُواۃ نے یہان تک بھی بیان کیا ہے کہ بنی قحطان نے جب انھین سرزمین یمن سے خارج کردیا تو وہ لوگ حبش چلے گئے - مگر عرب سے جاتے وقت وہ ایسے آثار چھوڑ گئے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک قوم یہان اس طرح کی رہتی بستی تھی - اس وقت تک بلادِ عرب مین بعض عمارتین ایسی ہین جو قوم عاد سے منسوب کی جاتی ہین اور جن کا طرزِ عمارت بالکل ایسا ہی ہے جیسا زمانہ گذشتہ مین صقالیہ کا تھا۔

عرب کے تین طبقے ہین - عاربہ - مستعربہ - اور تابعۃ للعرب

عاربہ (یعنی اصلی عربون) کے قبائل یہ ہین - عاد - عبیل - عبد بن ضخم - ثمود - جدیس - طسم - عمالقہ - امیم - جرہم - حضرموت - حضورا - سلف -

ان مین سے عاد کو عرب مین سب سے اول سلطنت حاصل ہوئی ہے انھون نے یمن اور عمان کے درمیان حضرموت اور شحر تک ریت کے تودون مین اپنے مکانات بنائے ہین - خداے تعالے کے بجاے اوثان و اصنام کی پرستش کیا کرتے تھے - اسی لیے حضرت ہود علیہ السلام اُن کی طرف مبعوث ہوئے اور ان پر وہ واقعات گذرے جن کا بیان قرآن شریف مین موجود ہے آخر کار اس قوم پر یعرب بن قحطان غالب آیا اور یہ لوگ کوہستان حضرموت مین جا کر پناہ گیر ہوئے اور پھر بتدریج دنیا سے ناپید ہو گئے -

عبیل عاد کے یا اُس کے باپ کے بھائی تھے - یہ لوگ جحفہ (بہ تقدیم جیم) مین مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان رہتے تھے - کچھ مدت بعد ایک سیلاب ایسا آیا جس نے انھین بالکل تباہ و برباد کر دیا -

عبد بن ضخم کی اولاد کا مسکن طایف تھا - عربی تحریر کا طریق سب سے اول انھین نے ایجاد کیا ہے -

ثمود بن کاثر بن ارم کا دیار حجر (بکسر حا و سکون جیم) اور وادی القرا ے حجاز اور شام کے درمیان ہے - کہتے ہین کہ ان کی عمرین بڑی لنبی لنبی ہوتی تھین - اس لیے یہ لوگ پہاڑون کی چٹانین کھود کر گھر بنایا کرتے تھے حضرت صالح علیہ السلام کو خدا ے تعالی نے ان کی ہدایت کے واسطے بھیجا تھا - اُن سے اور اس قوم سے وہ قصہ گذرا ہے جس کا حال قرآن شریف مین بیان ہوا ہے -

بنی جدیس ارم بن سام کی نسل سے اور دیار یمامہ کے باشندے تھے - اور طسم

لاوذبن سام کی اولاد مین اور علاقہ بحرین مین رہتے تھے۔ بعض نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جدیس اور طسم دونو لاوذبن سام کی اولاد مین ہین اور دونو یمامہ مین رہا کرتے تھے۔

عمالقہ عملیق بن لاوذبن سام کی نسل سے اور طول قامت وتناوری مین ضرب المثل ہین۔ بعض مورخین کے نزدیک یہ بھی چرواہون یا اکسوس مین شمار کیے جاتے ہین جنھون نے حسب متذکرہ بالا مصر پر تاخت کی تھی انھین مین اہل مشرق۔ اہل عمان۔ اہل حجاز۔ فراعنۂ مصر جبابرۂ شام جنھین کنعانی بھی کہتے ہین ہوئے ہین۔ یہ لوگ ملک عرب مین جابجا منتشر وپراگندہ رہا کرتے اور دیار مصریہ کے بھی مالک ہو گئے تھے۔ اسی لیے انھون نے کبھی ایسی عمارتین نہ بنائین جو دیرپا اور آیندہ کے لیے یادگار ہوتین۔ آخرکار بعض اسباب ایسے واقع ہوئے کہ جس سے انھین بلاد عرب کے شمال مین جانا اور ادومی موآبی اور عمونی قومون سے ملنا پڑا تھا جس وقت یہ سرزمین حجاز ونجد مین رہتے تھے اُس وقت انھون نے عبرانیون کو کنعان مین جانے سے روکا تھا۔ اسی پر دونو فریق مین باہم لڑائی رہا کرتی تھی۔

انجام کار یہود کا بادشاہ طالوت ان پر غالب ہو گیا پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے جن کی حکومت بحیرۂ مردار سے خلیج ایلاتینی (خلیج ایلہ) تک تھی انھین اپنے ماتحت کر لیا تھا۔ ان کے بعد حضرت سلیمان اُن کے بیٹے بادشاہ ہوے۔ اُن کی حکومت بحر احمر پر بھی ختم نہین ہوئی بلکہ اُن کے جہاز چارون طرف جانے اور سندھ اور ہندوستان سے بھی تجارت کرنے لگے۔ خانہ بدوش عربون کو جو کالدیا کے صحراؤن مین رہتے تھے حضرت سلیمان نے ادائی جزیہ کے لیے مجبور کیا جب ۹۷۶ قبل سنہ عیسوی مین یا (۱۵۹۸ قبل سنہ ہجری مین) حضرت سلیمان نے وفات پائی تو

بنی یہودا کی حکومت بنی اسرائیل کے دوسرے قبائل سے جدا ہوگئی۔ قدس اور
عراق کے شہروں میں ارتباط و اختلاط منقطع ہوگیا۔ عربوں نے بھی جزیہ دینے
سے انکار کردیا۔ عمالقہ۔ ادومی اور موابی۔ سلطنت یہودا کی ماتحتی سے آزاد اور
خودمختار ہوگئے۔

تمام جزیرۃ العرب میں حضرت سلیمانؑ کی قوت و شوکت اور عظمت مملکت کا
وہ شہرہ تھا کہ تاریخ عرب میں اُن کی سلطنت مبدء تاریخ ہوگئی تھی۔ اسی لیے ملکۂ
سبا حضرت سلیمان کی قوت کا حال دریافت کرنے آئی ہے۔ اور اُن کے دیوان کو
اُس سے بہتر پایا جس قدر کہ اُس نے کانوں سے سنا تھا۔ اُسے حضرت سلیمان
کے علو شان سے تعجب ہوا جس سے عرب اپنی تربیت کا اندیشہ کر رہے تھے مگر اُن کے
خلفا کے ضعف کو دیکھکر اُنھیں اطمینان ہوگیا۔ وہ جان گئے کہ اُنھیں سلطنت کی
لیاقت نہیں ہے۔

۔امیم بن لاوذ عملاق کے بھائی اور سرزمین فارس میں رہتے تھے۔ انھیں نے
سنگین مکانات اور قلعوں کی سب سے اول ایجاد کی اور اُن پر لکڑی کی چھت بنائی ہے

۔جرہم حضورا حضرموت سلف۔ یہ سب ارفخشد بن یقطن کی نسل سے ہیں۔ اور
عرب بائدہ کہلاتے ہیں۔ بائدہ کے معنی پراگندہ و برباد کے ہیں۔ یہ لوگ دنیا سے
اب پراگندہ و معدوم ہوگئے ہیں۔ قوم جرہم عاد کی ہم عصر تھی۔ حضورا رس کے ملک
میں رہتے اور بتوں کی پرستش کیا کرتے تھے۔ جب حضرت شعیبؑ ان کی طرف
بھیجے گئے تو اُنھوں نے ان کی تکذیب کی اور ہلاک و برباد ہوگئے حضرموت میں سے
ملوک تبابعہ یمن کے بادشاہ ہوئے ہیں۔

عرب العاربہ میں سے اہل تورات کسی کا حال نہیں جانتے۔ وہ انھیں کے
حالات سے واقف ہیں کہ جو لوگ حضرت موسیٰ اور حضرت آدمؑ کے درمیان نسب میں

داخل ہین اُن اقوام کے آباو اجداد تک کا توریت مین مطلق ذکر نہین ہے جنکے حالات مہاجرت بنی اسرائیل کے سبب سے معلوم ہوتے ہین - حالانکہ اُن کا زمانہ بنی اسرائیل کے بہت قریب ہے - عرب عاربہ کا حال اُن مین کہان سے آیا - زمانہائے دراز کے گذرنے اور سلسلہ آثار کے منقطع ہونے کی وجہ سے ان کے حالات کے جاننے کے لیے قرآن مجید کے سوا اور کوئی طریق باقی نہین ہے -

عرب مستعربہ

قحطان بن عابر بن شالح بن ارفخشد بن سام کی اولاد جو تمام یمنیون کا باپ ہے عرب مستعربہ (بنے ہوے عرب) ہین - اُس کی اولاد عرب عاربہ کے کامون مین اُن کی مدد کرتی تھی - عرب عاربہ اس وقت سلطنت وامارت کے درجے سے گر رہے تھے - اور بنی قحطان کے خاندان اور قبائل روز بروز بڑھتے جاتے تھے - آخر کار یعرب بن قحطان نے بنی عاد سے یمن اور عمالقہ سے حجاز لے لیا - اور اپنے بھائیون مین سے حجاز پر جرہم کو اور شحر پر عاد کو اور بلاد عمان پر عمان کو اور کوہستان شحر پر حضرموت کو والی مقرر کر دیا - یہ جرہم اور عاد حضرموت وہ نہین ہین جو پہلے عرب عاربہ مین ہو گذرے ہین - بلکہ یہ عرب مستعربہ مین سے تھے -

بنی قحطان یمن مین رہا کرتے تھے - اُن مین سے صرف جرہم یمن کو چھوڑ کر مکہ چلے آئے جو حضرت اسماعیلؑ کے قبضے مین تھا - جرہم نے بنی اسمٰعیل سے حلف کر لیا اور وہان متوطن ہو گئے - پھر زمانہ کے اقتضا سے ایک رئیس مقرر کرنے کی ضرورت پڑی کہ جس کے علم کے نیچے دشمن کے حملے کے وقت تمام لوگ متفق ہو کر کام کرین - یہ بھی ضرورت ہوئی کہ قوم عرب کے واسطے ایک مرکز بھی ہو - جو قومی امور کا مدار قرار دیا جائے - پھر رفتہ رفتہ ایک ریاست تو بنی اسماعیل کے ہاتھ مین آئی اور بیت مطہر یعنی خانہ کعبہ کی وجہ سے مکہ اُن کا مرکز ٹھیرا - دوسری ریاست بنی جرہم مین رہی اور یمن

کی سرسبزی اور اہالی یمن کی اقدمیت کی وجہ سے اُن کا مرکز شہر صنعا مقرر ہوا اسی پر وفیقین مین لڑائی برپا ہوئی جو چھٹی صدی عیسوی تک برابر چلی آئی[1]۔ اور اُس مین نصرت وظفر بنی اسماعیل کو خدا تعالے نے عنایت کی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود سے عرب مین وحدت دینیہ کی تاسیس کے لیے مادّہ تیار ہو رہا تھا۔

عرب تابعہ للعرب

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہے جنھون نے مضاض رئیس جرہم کی بیٹی سے نکاح کیا تھا۔ اس کے بطن سے حضرت اسمٰعیل کی بہت اولاد ہوئی۔ پہلے تو ایک ہی رئیس کے ماتحت رہتے تھے مگر جبکہ وہ مکثرت ہوگئے تو قبائل مین متفرق ہوگئے۔ کچھ تو بادیہ مین چلے گئے خیمون مین رہنے سہنے کی بدوی عادت اختیار کرلی۔ یہ لوگ حرم کے پتھر اپنے ساتھ لے گئے۔ جہان کہین قیام کرتے وہان بیت اللہ کی عظمت کے لیے اُس کا طواف کیا کرتے تھے۔ بعد مین اسی دستور کی قدامت سے وہ پتھرون کی پرستش کرنے لگے۔ ان کے مشائخ اور سردارون کی عادت تھی کہ جہان تک ان کے کتون کی آواز جاتی اوسی کو ایک دائرہ قرار دیکر اپنی چراگاہ اور احاطہ مقرر کرتے دوسرے ہمسایہ قبائل کے مویشی کو اس مین آنے نہین دیتے تھے۔

انھین کے زمانہ مین بخت نصر نے عرب پر حملہ کیا اور انھین کثرت سے قتل کرڈالا۔ ابتدائی زمانے مین تو عمالقہ مین سلطنت کو استحکام ہوگیا تھا۔ ان کی بربادی کے بعد دوسرے طبقے مین تبابعہ ملک کے مالک ہوگئے اور یمن۔ حجاز۔ عراق شام مین چارون طرف پھیل گئے تھے۔ اسی عہد مین حضرت شعیب علیہ السلام

[1] مصنف کا یہ بیان صحیح نہین۔ مترجم

کو ملک یمن کے صوبۂ عدن کے اطراف مین بدویون نے قتل کر ڈالا[له]- اس پر خدای تعالے نے ارمیاہ اور برخیاہ کو وحی بھیجی کہ عدنان کو وہ اپنے ملک کو لیجائین اور بخت نصر کو حکم دین کہ عدنان کے سوا عربون کو قتل کر ڈالے- اللہ تعالے نے اُنھین یہ بھی بتا دیا تھا- کہ مین نے بخت نصر کو عربون پر مسلط کر دیا ہے بخت نصر نے عرب کے تجار کو جو اُس کے ملک مین موجود تھے گرفتار کر لیا- اور اُنھین حیرہ مین لیجا کر آباد کر دیا- پھر اُس نے ایلہ اور اُبلہ کے درمیان اپنے سوار و پیادے مقرر کیئے پھر اپنے ملک سے اُنھین لیکر چلا- عرب کے قبائل کثرت سے اُس کے مطیع ہو گئے بخت نصر نے اُنھین دریاے فرات کے کنارے بھیج دیا- انھین لوگون نے شہر انبار بسایا تھا باقی عرب اپنے ملک مین دشمن سے لڑنے کو مقابل ہوے- مگر بخت نصر نے ذات عرق مین اُنھین شکست دیکر سب کو قتل کر ڈالا- پھر اموالِ غنیمت اور قیدیون کو لیکر بابل کو لوٹ گیا- انبار مین قیدیون کو چھوڑ دیا- بعد ازان انبار والون کو نکالکر حیرہ بھیجدیا- عدنان اس کے بعد مرگیا- بلاد عرب ایک مدت دراز تک خراب و برباد پڑا رہا جب بخت نصر مرگیا- تو عرب اپنے کوہستان کی بلند چوٹیون پر سے جہان دشمن کے خوف سے پناہ گزین ہوے تھے نکل کر اپنے مکانون مین لوٹ آئے معد بن عدنان او بنی اسرائیل کے انبیا بھی عراق سے نکلے بیت الحرام کا حج کیا معد نے بقایاے عرب سے دریافت کیا کہ حارث بن مضاض جرہمی کی اولاد مین کوئی باقی ہے معلوم ہوا کہ جرہم بن جلہم ہے- اُس کی بیٹی سے معد نے نکاح کیا اور نزار بیٹا پیدا ہوا- پھر نزار کے بیٹون- ربیعہ- مضر- اور ایاد کی نسل اس قدر بڑھی کہ عراق اور شام کی طرف بھی رفتہ رفتہ پھیل گئی- تبابعہ اور اقوام ماضیہ کی تباہی کے بعد سلطنت ان مین منتقل ہوئی- حکومت بڑی بڑی قومون کے ہاتھون مین رہا[کی]

[له] یہ بیان قطعاً غلط ہے- مترجم

دراز تک رہی تھی۔ اور مضر و ربیعہ کے قبیلے اُن کے ماتحت تھے حیرہ میں لخمیوں کے خاندان سے بنی المنذر بادشاہ ہوئے۔ شام میں غسانی قوم کے بنی جفنہ اور مدینہ میں انھیں غسانیوں کے بھائی اوس و خزرج جو قیلہ کے بیٹے تھے حکومت کرنے لگے۔ ان کے سوا بدوی خانہ بدوش تھے جن میں بدوی حکومت قائم تھی اکثر اُن کا بادشاہ کوئی نہ کوئی انھیں میں سے ہوتا تھا۔ پھر مضر کے قبائل کو عروج ہوا۔ قریش مکہ اور نواحی حجاز پر اُس زمانے تک قابض و دخیل رہے، بڑی بڑی حکومتیں اُن کی عزت کرتی تھیں۔ پھر اسلام کی صبح نمودار ہوئی۔ قبیلۂ مضر کو نبوت کا اعزاز بخشا گیا اور دول اسلامیہ اُن میں قائم ہوئیں۔

مبحث سوم

ایشیا کے فاتحین کی عرب پر قبضہ کرنے کی دھمکیاں

923 BC to 323 BC

۹۲۳ سے ۳۲۳ برس قبل سنہ عیسوی تک

نجد اور حجاز کی ہموار زمین مصر اور کالدیا کے درمیان واقع ہے مصر اور کالدیا کی حکومتیں دریائے فرات اور نیل کے میدانوں پر قبضہ کرنے کے لیے ہمیشہ نظریں جمائے رہتی تھیں۔ بلکہ نمرود خاندان کے بادشاہ نینوے اور بابل والے جنھیں اپنے ملک کی توسیع کا بے انتہا شوق تھا اور بحر متوسط یعنی بحر روم کے سواحل سے قربت چاہتے تھے ہمیشہ اس ملک کو للچائی ہوئی نگاہوں سے تکتے رہتے تھے۔ ان کی روک تھام کے لیے عربوں کے سوا اور کون اُٹھ سکتا تھا۔ انھوں نے نمارده کا خوب مقابلہ کیا اور بنی اسرائیل پر غلبہ پانے سے روک دیا۔ پھر کیرُوش اس کے بعد فارس کا بادشاہ ہوا۔ اُس نے پچھلے بادشاہوں کی ہزیمت کا حال سن کر عربوں پر کبھی حملہ نہ کیا۔ اُس نے صرف اتنا ہی کیا کہ جب عربوں نے اُس کے ملک پر چھاپہ مارنے کی دھمکی دی۔ تو انھیں روک دیا۔ پھر جب کیرُوش کا بیٹا قمبیز مصر پر حملہ کرنے کو گیا۔ تو

اُس نے حجاز کے عربون سے معاہدہ کرلیا اور اُس کے جانشینون نے بھی اُس کی اقتدا کی عرب بھی اپنے عہد پر ثابت قدم رہے - اور ایفاے عہد کے عوض شاہان فارس کو جزیہ دینے سے معاف رہے -

پھر آذربایجان سے فارس کی حکومت جاتی رہی - سکندر (ذوالقرنین) نے دارا سوم کی حکومت پر جس کا لقب قرمان تھا حملہ کیا - عرب دارا کی طرف ہو گئے بیتیس محافظ غزہ نے اُن عربون کو کچھ روپے بھی دیے جنھون نے دارا سے معاہدہ کرلیا تھا اور غزہ سے سکندر کے لشکر کو روکا تھا - اور دوسرے عربون نے مصر کا راستہ روک لیا - آخر سکندر بلاد کنعان کی طرف سے اپنے لشکر کو لے گیا - وہان سے ساحل بحر روم کے محاذی ہو کر وادی مصر کو نکل گیا - پھر بابل کو مراجعت کی - لیکن جب دریاے سندھ پر پہونچا تو اُسے عربون کی حرکت یاد آئی اور یقین ہوا کہ اگر جزیرۃ العرب کو فتح کرلے تو تمام مغربی ایشیا کی حکومت پر اُس کا قبضہ ہو جائیگا - اس لیے سکندر نے کچھ جہاز خلیج فارس اور بحر احمر کے سواحل کے حالات دریافت کرنے کے لیے بھیجے - کہ جس وقت وہ اپنے سرداران لشکر کو مصر اور شام سے اودھر کھینچے گا تو ان ساحلون پر وہ کس طرح کام انجام دے سکین گے - مگر اسی اثنا مین اُسے عین عالم جوانی مین جبکہ اُس کی عمر صرف چونتیس سال کی تھی موت نے آلیا - عرب کو اُس سے نجات مل گئی - اس کے بعد اُس کے لشکر کے سردار آپس مین لڑنے جھگڑنے لگے - عربون سے کسی نے پرخاش نہ کی اُن کی آزادی کامل برقرار رہی - پھر انٹی گونس - دمیتریوس - اور بطالسہ سلوقیہ اور رومانی خاندان کے تمام سلاطین نے چاہا کہ عربون کو اپنے قابو مین لائین - مگر اپنے ارادون مین کسیکو کامیابی نہ ہوئی - آخر مین رومانیون نے اُن سے صلح کرلی تھی

مبحث چہارم

: قبیلۂ نبط :

یہ لوگ یا تو ارم کی اولاد سے ہین جو سام کی اولاد مین پانچوان شخص ہے یا شامی ہین جو دریاے فرات و دجلہ کے کنارون سے آئے تھے اور بخت نصر ثانی کے زمانے مین شہر پٹرہ (رقیم) مین آکر مسکن گزین ہوے تھے جس زمانے مین بنی اسرائیل اور رومیون سے لڑائی ہوئی تھی اُس وقت ان کا ذکر بھی نہ تھا ان کا مبدء ظہور سکندر اعظم کے حملے کے بعد پایا جاتا ہے۔ انھون نے یہ قرار دیا تھا کہ جو شخص گندم کی زراعت کرے یا پھل دار درخت لگائے یا کوئی مکان بنائے اُسے قتل کر ڈالین۔ اُن کے نزدیک ان چیزون مین مصروف ہونا حریت و آزادی کے لیے نقصان رسان تھا۔ یہ لوگ صحرا اور بیابانون مین رہتے اور سواحل بحر احمر پر جو اشیاے تجارت مُر۔ بخور۔ عطر وغیرہ آتین اُن کا لین دین کیا کرتے تھے۔ اور بحر روم کے بندرگاہون مین پہونچاتے رہتے تھے۔ جب کبھی ان پر کوئی دشمن قوی حملہ آور ہوتا اور یہ دیکھتے کہ اُس سے مقابلہ دشوار ہے تو اپنے صحراؤن کو اُس کی سیاست مین چھوڑ کسی عظیم الشان بلند پہاڑ پر چڑھ جاتے تھے۔ غالباً اسی سبب سے شہر پٹرہ ایسے ہی مقام پر بسایا گیا تھا۔ دشمن جب اُس بیابان مین کچھ عرصے تک رہتا تو بھوک پیاس سے مجبور ہو کر صلح پر راضی ہو جاتا اور پچھلے پاؤن اپنے گھر کا راستہ لیتا تھا۔ یہ لوگ لشکر کی آراستگی کے طریق اور اُس زمانے کے فن جنگ سے خوب ماہر تھے۔ اپنے تمام دشمنون کا اچھی طرح مقابلہ کر سکتے تھے۔

رومیون نے یمن کی فتح مین نہایت سخت مصائب اُٹھائے۔ چوبیس برس[۲۴] پیشتر سنہ عیسوی سے قیصر آغسطس کے حکم سے الیوس گالیوس عرب پر چڑھ گیا بیابان مین ایک نبطی اس کا راہ نما بنا مگر وہ راستہ بہک گیا۔ اس سردار کو جو تھوڑی بہت

فتح حاصل ہوئی وہ اُن تکالیف شاقہ کے مقابلے مین کچھ بھی نہ تھی۔ جو اس لشکر کو اُٹھانا پڑی تھین اسلیے جزیرۃ العرب کی فتح سے رومیون کو مایوسی ہو گئی۔ مگر پھر بھی سنہ ۱۰۷ء مین قنیوس بادشاہ نے مارکل ریل کو عرب پر بھیجا۔ اسے بھی کامیابی نہوئی اسی طرح قیصر کاموڈ کا لشکر بھی شکست کھا کر آیا۔ البتہ مکرین نے سنہ ۲۱۷ء مین گو اس کے بہت آدمی مارے گئے عرب پر قبضہ حاصل کر لیا۔ ملک حجاز[۱] روم کے ممالک محروسہ مین داخل ہو گیا۔ فلسطین سوم کی بنیاد ڈالی گئی[۲]۔ شہر پٹرہ جہان عمارات فاخرہ اچھی اچھی تماشاگاہین عمدہ عمدہ معابد بنے ہوے تھے رومیون کا مرکز تجارت قرار پایا۔ اس کے بعد نبطیون کی حکومت کو بہت جلد زوال ہو گیا۔ یہان تک کہ اُن کا ذکر تاریخ عالم سے مٹ گیا۔ کتب تاریخ مین آیندہ ان کا ذکر کہین نہین ملتا۔

مبحث پنجم

:- رومیون اور برطیون کی لڑائی سے عرب کو نفع :-

بحر احمر پر رومیون کا قبضہ تھا۔ وہ اس سمندر مین جہان چاہتے سفر کرتے اور جدھر چاہتے چلتے پھرتے تھے۔ مگر عربون کو کچھ نقصان نہین پہونچا سکتے تھے تاہم یہ اندیشہ لگا رہتا تھا کہ کہین برطئین عرب پر قبضہ نہ کر لین۔ وہ برطئین کو اُلجھانے کی غرض سے اُن سے لڑتے رہتے تھے۔ جب دشمن آپس مین لڑتے رہے تو عربون کو فرصت مل گئی۔ حیرہ یا انبار کی حکومت سنہ ۱۹۵ء مین قائم کر لی۔ غسّان کی حکومت کی بھی سنہ ۲۹۲ء مین بنیاد پڑ گئی۔ یہ دونون ملک جزیرۃ العرب کے شمال مین واقع ہین۔ جزیرۃ العرب کی حالت کی توضیح و تشریح کے واسطے ہم چاہتے ہین کہ انقلابات

---

[۱] حجاز سے مراد یہان وہ حصہ ہے جو سینا اور حدود شام مین واقع ہے ۱۲ مترجم

[۲] فلسطین اولی دریاے اردن کے کنارے تھا اور اُس کا صدر مقام سیتوپولس تھا فلسطین ثانیہ ساحل بحر روم پر تھا اور اُس کا پایۂ تخت "قیساریہ" تھا۔ مترجم عربی

اصلیہ مین سے جو شمال جنوب اور وسط عرب مین قبل از بعثت نبی صلے اللہ علیہ وسلم واقع ہوئے۔ ہر ایک کا جدا جدا بیان کردین۔ جو حسب ذیل ہے:-

مبحث ششم

300 B.C to 7th cen AD

{تیسری صدی قبل مسیح کی ابتدا سے ساتوین صدی بعد مسیح تک۔ جو کہ نبی صلعم کی بعثت کا زمانہ ہے شمالی بلاد عرب کی حالت۔ اور حیرہ۔ انبار۔ اور غسانیون کی سلطنتین۔}

اسکندر اعظم کی وفات کے بعد سے رومیون اور بطلیون کے زمانے تک جزیرہ نمائے عرب کے گرد و نواح کے تمام ممالک عرصے تک کسی مقتدر حکومت و سلطنت کے وجود سے خالی رہے۔

سلطنت سلوقیہ اندرونی فتنہ و فساد کی اُلجھن مین مبتلا ہونے کی وجہ سے اس قدر کمزور ہوگئی تھی کہ نہ تو ممالک ایشیائے کوچک کو چھوٹی چھوٹی ریاستون مین منقسم ہونے سے روک سکتی تھی اور نہ اُس مین یہ طاقت تھی کہ یہودی بادشاہون کو عرب کے چھاپے مارنے والے جتھون کی لوٹ مار اور غارتگری سے بچا سکے۔ اس زمانے مین عربون کو تاخت و تاراج کی چاٹ پڑ چکی تھی۔ وہ بے محابا بڑے بڑے زبردست بادشاہون کے ممالک پر چھاپے مارتے رہتے تھے چنانچہ دریائے فرات کی طرف سے سلوقیون کے جو شہر حدود عرب کے قریب تر تھے۔ برابر عربون کی تاخت ان پر ہوا کرتی تھی۔ اہل عرب ہر وقت اسی تاک مین لگے رہتے تھے کہ کب ملوک سلوقیہ کی فوجین دور دراز ملکون پر حملہ کرنے جائین۔ اور ہم اُن کے ملک مین پہونچ کر لوٹ کھسوٹ برپا کردین۔ چنانچہ جون ہی اُنھین کوئی موقع مل جاتا۔ وہ تیغ کف ہو کر ملک شام کی طرف سے سلوقیون کے ملک مین گھس آتے۔ اور بے روک ٹوک بے شمار غنائم لیکر اپنے ملک کو مراجعت کرتے تھے۔ آخرکار اسی طرح کچھ عرصے کے بعد سلوقیون کی حکومت ہی کا خاتمہ ہوگیا۔

رومی اور برطی حکمرانون نے عربون کی دست درازیون سے بچنے کے لیے اپنے
ممالک کی حدود پر مستحکم قلعے اور حصن تعمیر کیے اور وہان کافی فوجین حفاظت سرحد
کی غرض سے متعین کین۔ جو عربون کے حرکات و سکنات پر سخت نگرانی قائم
رکھتی تھین بلکہ رومیون نے تو یہ بھی کیا کہ بہت سے عرب مشایخ کو اپنا وظیفہ خوار
بنا لیا۔ اور استمالت کے طور پر انھین عرب کا امیر بنا کر "امیر العرب" کا لقب دیا چنانچہ
انھون نے اس طور پر غارتگر عرب قبائل کی تاخت و تاراج سے نجات حاصل کر لی
بعض مشایخ عرب جن مین سے ایک "اریاسنس" نامی شخص بھی ہے" ایک بار
برطیون سے جا ملے۔ پھر "اریاسنس" مذکور رومیون کے سردار "کراسوس" کے پاس پہونچا
اور اُسے دم دیکر اپنے تئین اُس کا ہوا خواہ اور یار وفادار ظاہر کیا۔ اس نے کہا کہ اگر
"کراسوس" رومی سپاہ کو لے کر برطیون پر حملہ آور ہو۔ تو وہ رہبری کے لیے تیار ہے "کراسوس"
اس کے جال مین پھنس گیا اور کوہستانی علاقے سے جہان وہ نہایت محفوظ حالت
مین رہ سکتا تھا باہر نکل کر میدان مین چلا آیا۔ "اریاسنس" رومی فوجون کو ایک ایسے بیابان
مین لے آیا جہان کوسون تک سبزہ اور پانی کا پتا نہین تھا۔ اور برطیون نے دشمن
کو اس طرح بے بس پا کر اپنی تمام پیادہ و سوار افواج کے ساتھ اس پر اک بارگی حملہ
کر دیا۔ چنانچہ اُنھین رومیون پر کامل فتح حاصل ہوئی۔

عربون نے دو مخالف فریقون کے مابین اپنی ٹانگ اڑانے اور کسی نہ کسی کا
ساتھ دیکر دوسرے کو زیر بنانے کے متعلق کچھ یہی ایک حرکت نہین کی بلکہ وہ بارہا
ایسا ہی کرتے رہے ہین۔ چنانچہ ایک مرتبہ جب شہر رومۃ الکبریٰ کے باشندون مین
باہمی ناچاقی کی آگ بھڑک اُٹھی۔ اُس وقت بھی عربون نے باوجود اس بُعد مسافت
کے جو ان کے ملک اور شہر رومۃ الکبریٰ کے مابین تھا رومیہ کے ایک فریق
کا ساتھ دیا اور ان کے معاملات مین دخیل بن کر دوسرے فریق کو نیچا دکھایا۔ اسی طرح

ملکۂ زبا جو اپنے تاجدار شوہر اُذینہ کے بعد اورنگ نشین سلطنت ہوئی تھی جس وقت اس نے رومیون سے معرکۂ کارزار گرم کیا تو سنہ ۲۶۷ع سے سنہ ۲۷۲ع تک برابر ان سے لڑتی رہی۔ اوران معرکون مین عرب ملکۂ زبا کے یار و یاور رہے۔

عربون نے ایشیاے کوچک کے باشندون پر بھی ہاتھ صاف کرنے مین کمی نہین کی بلکہ ایک عرب سردار فیلیپش نامی قیصر بھی بن گیا۔ اس نے قیصر کا ارغوانی لباس زیب تن کیا اور نہایت شان و شکوہ کے ساتھ حکومت کی۔ لیکن یہ شخص وطن فراموش تھا کیونکہ اپنے اقتدار و حکومت سے اس نے اپنے اصلی وطن یعنی ملک عرب کو کچھ بھی نفع نہ پہونچایا

سنہ ۲۷۱ع مین رومیون کا ایک جنرل او ریلیان نامی رومانیون کا ایک زبردست لشکر زیر علم لے کر عربون پر چڑھ آیا۔ اس نے شہر تدمر کو تباہ و برباد کر ڈالا۔ اور عربون پر اس کے ہاتھ سے ایسی آفتین نازل ہوئین کہ ان کی قوت و شوکت بالکل زائل ہو گئی۔ اور اس کے بعد دوبارہ ان کو ویسی سطوت اور جاہ نصیب نہ آئی۔

عرب کے جن امرا نے ملک شام کے مشرقی حصہ اور جزیرہ نماے دجلہ و فرات کے ایک قطعہ پر شاہانہ قبض و تصرف کیا وہ حسب ذیل ہین:-

(۱) ملوک اذینیہ۔ یہ حیرہ اور انبار کے اولین فرمانرواؤن کے معاصر تھے۔ مگر بعض یورپین مورخین یہ کہتے ہین کہ ملکۂ زبا کا شوہر شاہ اُذینہ اپنے خاندان حکمرانی کا سب سے آخری رکن اور آخرین تاجدار تھا۔ یہ بادشاہ سنہ ۲۶۷ع مین حیرہ کے ایک تنوخی تاجدار جذیمۃ الابرش سے معرکہ آرا ہوا۔ اور میدان جنگ مین مارا گیا۔ اس کے مقتول ہونے کے بعد اس کی ملکہ زباء تخت نشین ہوئی۔ اور اس نے جذیمہ سے اپنے شوہر کے قتل کا انتقام لیا۔ جذیمۃ الابرش حیرہ کا فرمانروا اور تنوخی خاندان سے تھا۔ زباء نے اسے قتل کرا دیا تو اس کے بعد عمرو بن عدی حیرہ کے اورنگ سلطنت پر جلوس فرما ہوا

عمرو بن عدی جذیمہ کا بھانجا اور خاندان لخمیہ یا نصریہ کا سب سے پہلا بادشاہ ہوا ہے - عمرو بن عدی ہی نے قصیر بن سعد کو ملکۂ زبا کے ہان بھیجا تھا قصیر بن سعد کو یورپین مورخین زبیر ثانی کے نام سے موسوم کرتے ہین - قصیر زباء کے ایوان شاہنشاہی مین گھس گیا اور اُس پر حملہ آور ہوا - زباء اس کے ہاتھ سے بچنے کے لیے اُس سرنگ کی طرف بھاگی جو اس نے دریاے فرات کے بھرکون[1] کے نیچے بنوا رکھی تھی - مگر قصیر نے اس کا پیچھا نہین چھوڑا اور قتل کر کے دم لیا - پھر رومیون نے ۲۷۲ء مین ملک شام پر اپنی طرف سے عرب حکمرانون کو فرمانروا بنایا - اور پہلے تنوخیہ خاندان کو اور اس کے بعد صالحیہ خاندان کے امرا کو یہان کی حکوست پر سرفراز کیا - مگر ان آخرالذکر حکمرانون سے ۲۹۲ء مین غسانیون نے یہان کی عنان حکومت چھین لی -

بنی قضاعہ مین سے حیرہ کے تنوخی بادشاہون کی اصلی شاخ خاندان پہلے تہامہ اور بحرین کے خطون مین سکونت پذیر تھی - یہ گھرانا حیرہ کی سلطنت و حکومت پر قابض ہو گیا جس کے بعد انھون نے بترتیب عراق اور انبار کے ملکون پر تاخت کی اور ۱۹۲ء مین ان ملکون کو تاراج کیا اس وقت جذیمۃ الابرش ان کا سرغنہ تھا - جذیمہ اپنے آپ کو اردشیر بن ساسان شاہنشاہ فارس کا تابع ظاہر کرتا تھا - جذیمہ کے بعد اس کا بھانجا عمرو بن عدی جو لخمیہ یا نصریہ خاندان کا سب سے اول بادشاہ ہوا ہے ملک کا مالک ہوا - اس خاندان کے بادشاہ ۶۰۵ء تک عراق مین حکمران رہے - عمرو بن عدی نے شہر حضر کے عربون کو کچھ بھی کمک اور مدد نہ دی - یہ شہر صحراے سنجار مین آباد تھا - جو دجلہ اور فرات کے دوآبہ کے وسط مین واقع ہے - یہان کے باشندون نے ۱۱۶ء مین قیصر ٹراجان سے ۲۰۰ء مین قیصر سیویرس سے - اور ۲۲۱ء مین شاہان ساسانیہ سے مقابلہ کیا تھا - اس عمرو بن عدی کے عہد مین ایران کے شاہنشاہ شاپور اول نے

[1] دریا کے کنارون پر پانی کے بہاؤ سے زمین کٹ کر جو غار اور گڑھے بن جاتے ہین انھین "بھرکے" کہتے ہین، مترجم

سنہ ۴۲۱ء مین یہ شہر عرب حکمرانون سے چھین لیا اور اپنے زیر اقتدار لے آیا

اہل فارس اور یونانیون کے مابین دریاے فرات کے آس پاس کے ملکون پر ہمیشہ جھگڑا رہا کرتا تھا۔ جیسے ان ملکون کے لیے برطئین اور رومیون کے درمیان آتش جدال و قتال مشتعل رہا کرتی تھی اُسی طرح ان کے مابین بھی عناد شدید کے شعلے بلند تھے۔ ملوکِ حیرہ کو دو دشمنون کی باہمی آویزش سے خوب فرصت مل گئی موقع پاکر اُنھون نے سواحل فرات پر اپنی مملکت کو وسیع کر لیا۔ وہ عساکر فارس کے ہراول سپاہ بن گئے۔ اور سنہ ۴۲۷ء مین جزیرۂ دجلہ و فرات پر قبضہ و تسلط کر لیا۔ وہ میدان فتوحات مین اس قدر بڑھتے چلے گئے کہ شہر انطاکیہ تک پہونچ گئے۔ مگر اس مفتوحہ ملک پر اپنی حکومت نہ قائم رکھ سکے۔ بلکہ صرف تاخت و تاراج اور لوٹ کھسوٹ ہی کو اپنا اصلی مقصد ٹھیرا لیا۔ ان کی جنگ کا طریقہ عجیب تھا۔ لڑتے لڑتے عین معرکۂ کارزار مین یہ لوگ اچانک پیچھے ہٹ جایا کرتے جس سے دشمن یہ سمجھتے تھے کہ حریف بھاگ گیا۔ یونانی ایسے موقع پر لاپروائی کرتے۔ اور یہ لَوٹ کر اکثر شکست کو فتح سے بدل لیتے تھے۔ یونانیون سے معرکہ آرائی مین یہ اس قدر جمے کہ ایشیاے کوچک کے تمام خزانے لوٹ کر اپنے ملک کو لے گئے۔ اور شاہان حیرہ کی دولت و ثروت اس حد کو پہونچ گئی کہ اُن کے دربار کی زیب و زینت ملوکِ مدائن اور قیاصرۂ قسطنطنیہ کے دربارون کے لیے باعث رشک ہوتی تھی۔

قیاصرۂ قسطنطنیہ کو اسی شوکت نمائی اور تاخت و تاراج مچانے پر ان عربون سے ایسی عداوت پڑ گئی کہ اُن کے سخت دشمن ہو گئے۔ چنانچہ انھون نے شمالی جزیرۃ العرب کے عربون سے جنھین وہ سَرَسِین کے نام سے موسوم کرتے تھے ان غارتگریون کا سخت انتقام لیا۔ اور ۴۸۹ء اور سنہ ۳۵۳ء مین ان پر حملہ کر کے سنہ ۳۶۳ء مین شہر انبار انسے چھین لیا۔ پھر سنہ ۳۷۳ء اور سنہ ۴۱۱ء مین بھی فریقین مین خوب خوب ہاتھ ہوے اور

سنہ ۴۲۱ء مین رومیون نے منذر اوّل بادشاہ حیرہ کو شکست فاش دی۔ اُس کی فوج کو کثرت سے قتل کیا۔ منذر اول ہی نے بہرام گور کو سریر سلطنتِ ایران پر متمکن کرنے کے لیے بڑی مساعدت کی تھی۔ سقراط مورخ کہتا ہے کہ اس وقت رومیون نے عربون کے کوئی ایک لاکھ آدمی دریاے فرات مین غرق کر دیے تھے۔ لیکن قیصر انسطاس نے سنہ ۵۰۳ء مین شکست کھائی۔ رومیون اور اہل فارس کے درمیان از سرِ نو جنگ وجدال کا سلسلہ قائم ہوا۔ سنہ ۵۰۲ء مین اس کی یہان تک نوبت پہونچ گئی کہ دجلہ وفرات کا جزیرہ رومیون کے ہاتھ سے بالکل جانے ہی لگا۔ سنہ ۵۰۳ء مین نعمانِ ثالث رومیون کی لڑائی مین اہل فارس کا شریک ہوا۔ وسطِ عرب مین قبائل تغلب اور بکر اُٹھے۔ ان قبائل کا حاکم ورئیس حارث بن عمرو تھا۔ جبکہ فارس کے بادشاہ نے سنہ ۵۱۸ء مین مزدک مانوی کا دین قبول کرنے کے سبب سے منذر ثالث کو سلطنت سے معزول کر کے حیرہ کا والی کر دیا تھا۔ مگر نوشیروان نے پانچ سال بعد اسے قتل کر کے منذر ثالث کو حیرہ کا ملک پھر دیدیا۔ اور اُس کے شاہی حقوق تمام بحال کر دیے۔ کہتے ہین کہ منذر سنہ ۵۱۳ء سے سنہ ۵۶۲ء تک اُن عربون پر حکومت کرتا رہا جو فارس کے تابع تھے۔ یہ بڑا اچھا بادشاہ تھا۔ سلطنت نصریّہ کی رونق جیسی اس کے زمانے مین ہوئی اول وآخر اس سے کبھی نہین ہوئی۔ یہ عرب قبائل کو ساتھ لیتا اور چارون طرف کے ملکون پر تاخت وتاراج کیا کرتا تھا۔ اس کا ملک وسیع اور خزانہ مالامال رہتا تھا۔ حیرہ کی سلطنت کا نعمان پنجم کے زمانے سے پہلے تک یہی حال رہا پھر نعمان پنجم نے سنہ ۵۸۳ء سے سنہ ۶۰۵ء تک حکومت کی۔ یہ شخص لخمیہ خاندان کا آخری بادشاہ تھا۔ اس کے بعد ساسانیہ خاندان کے بادشاہ اس ملک کے مالک ہو گئے انھون نے اس وقت اس امر پر اکتفا نہ کی کہ لخمیہ خاندان کے بادشاہون سے جزیہ لین اور اپنی شاہی علامات پر اُنھین اپنا تابع بنا کر حکومت کرنے دین۔

سنہ ۶۰۶ء مین قبیلۂ بکر کو اہل فارس پر واقعۂ ذی قار مین فتح حاصل ہوئی
بحرین مین اُن کی حکومت مستقل ہوگئی۔ مگر حیرہ مین فارس والون کے عمّال حکومت
کرنے لگے۔ اسی وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ظہور مبارک ہوا اور آپ نے
جہاد اور تاسیس دینِ اسلام کا حکم دیا۔

عراق عرب اور جزیرۂ دجلہ و فرات کے عرب سنہ ۲۳۷ء سے ملوک حیرہ و انبار کو اپنا
بادشاہ سمجھتے تھے۔ اودھر شام کے عربون نے اسی زمانہ سے بنی غسان کو اپنا حاکم
بنا رکھا تھا۔ یانی ازد جب یمن سے چلے تھے تو سنہ ۱۱۵ء مین مکہ کے قریب بطن مرّ مین
جسے مرّ الظہران بھی کہتے ہین آکر اقامت پذیر ہوئے تھے پھر سو برس کے بعد یہان
سے بھی منتشر و پراگندہ ہوگئے۔ اور ان مین کے چند قبائل ایک چشمہ پر جا کر رہنے
لگے جس کا نام چشمۂ غسان تھا اسی سے ان لوگون کا نام غسانی ہوگیا۔ وہان انھین
چارون طرف غلبہ حاصل ہوگیا جس سے انھون نے اُسی سرزمین کو اپنا وطن قرار
دے لیا۔ ان مین سب سے اول رومیون کی طرف سے ایک شخص ثعلبہ نام بادشاہ
بن گیا۔ اس کے بعد جفنہ اس کا جانشین ہوا۔ یہی جفنہ خاندان غسانی کا مورث
اعلیٰ ہے۔ جبلۂ سادس اس خاندان کا سب سے آخری بادشاہ ہوا جس کی حکومت
سنہ ۶۳۶ء مین ختم ہوئی تھی۔ یہ شخص اس وقت مسلمان ہوگیا تھا۔ غسانیون مین دو
عورتین بھی بہت مشہور ہوئی ہین۔ ایک مادیہ تھی جس نے قیصر ولنس کی زوجہ
کو قیصر کے مرنے کے بعد امداد دی تھی اس قیصر کو وزیگاتھ قوم کے لوگون نے آکر
اوس کے دار السلطنت مین محصور کر لیا تھا۔ دوسری ماریہ تھی جسے ذات القرطین
(دوگوشوارہ والی) کا لقب عربون نے دے رکھا تھا۔ کیونکہ اس نے اپنے نصرانی
ہونے کے وقت دو بے بہا موتی خانۂ کعبہ کو ہدیۃً بھیجے تھے۔ ان غسانیون کا قاعدہ
تھا کہ ہمیشہ اپنی حکومت کے زمانے مین رومیون کے طرفدار اور اہل فارس کے

برخلاف رہتے تھے۔ پھر جب یہ چوتھی صدی عیسوی کے نصف مین نصرانی
ہوگئے۔ اور ملوک حیرہ سے لڑنے لگے تو ان مین سے حارث پنجم اعرج بن ابی شمر
کو قیصر یوستینیان کی طرف سے بطریق اور بادشاہ کا لقب دیا گیا تھا۔ یہ بادشاہ
واقعۂ قالینیقیہ مین رومیون کے ساتھ اوس وقت موجود تھا۔ جبکہ سنہ ۵۳۱ء مین
بلیزیریو یوستینیان ثانی کا اوّل درجہ کا سپہ سالار شکست کھا کر بھاگا ہے۔ اور ایسے
ہی منذر سوم سے بھی سنہ ۵۳۹ء مین بھاگا تھا۔ مگر اعرج کو اس نقصان کا عوض وجاہ
بھی سال مین مل گیا۔ اس کے بعد وہ بلاد عرب پر چڑھ گیا۔ اور یہود خیبر پر اچھی فتح
حاصل کی۔ اس کے بعد سنہ ۵۶۲ء مین قسطنطنیہ کو گیا اور سنہ ۵۷۲ء مین مر گیا۔ غسانیون
نے قیصر موریق کی بھی مدد کی تھی جس نے اُن سے سنہ ۵۸۴ء سے سنہ ۵۸۸ء تک معاہدہ
صلح کر رکھا تھا اور ایسے ہی ہرقل کی بھی معاونت کی جس کا اُن سے سنہ ۶۱۰ء سے
سنہ ۶۴۱ء تک عہد و پیمان رہا۔ یہ لوگ سنہ ۶۲۹ء مین واقعۂ موتہ کے قتال مین بھی موجود
تھے اور سنہ ۶۳۴ء مین دوسرون کے ساتھ یرموک کی لڑائی مین شکست کھا کر بھاگے
تھے۔ اس کے تین سال بعد انھون نے خلفاے راشدین کی اطاعت اختیار کر لی۔

بلاد عرب کے شمالی حصہ مین یا تو شاہان فارس حکومت کرتے اور رومی اپنا
سکہ چلاتے تھے جو مصر فلسطین اور جزیرۂ طور سینا کے بھی مالک اور قابض تھے۔ یا
عربون کی دو حکومتین اُن پر حکمرانی کرتی تھین۔ اُن مین سے ایک حکومت تو
رومیون کو قسطنطنیہ مین جزیہ بھیجتی تھی۔ دوسری ملوک مدائن کے تابع تھی۔ دونون
حکومتون کے قبضے مین صحراے شام و عراق اور جزیرۂ دجلہ و فرات بھی تھا۔

مبحث ہفتم

عربستان جنوبی۔ تبابعہ۔ ملوک حبشہ۔ ۱۶۷ برس قبل سنہ عیسوی سے سنہ ۵۹۷ء تک

جب ملوک سبا کی حکومت منقرض ہوگئی جنھون نے شہر مارب۔ ظفار۔ عدن۔

اور نجران وغیرہ آباد کیے تھے تو اُن کے بعد بنی قحطان یمن سے حمیریون نے جو ملوک تبابعہ کی سلطنت کے تابع تھے جنوب عرب مین بہت کثرت سے عمارتین بنائین ان مین سب سے اول حارث الرائش معلوم ہوتا ہے جو ۱۴۷ برس قبل سنہ عیسوی وہان کا حاکم تھا۔ بعض متاخرین یورپین مورخون کا خیال ہے کہ یہ عمارتین ۴۹۰۰ برس قبل سنہ عیسوی بنائی گئی ہین۔ مگر یہ محض توہم ہے اس کی صحت کا حکم کسی طرح نہین کیا جا سکتا۔ حارث یمن کے علاوہ حضرموت۔ مہرہ۔ اور عمان پر بھی قابض ہو گیا تھا۔ تبابعہ کی سلطنت یمن مین اُس وقت تک برقرار رہی کہ ملوک حبشہ نے ۵۲۵ء مین آکر انھین بیدخل نہ کیا۔

نقل کرتے ہین کہ قدیم حمیری خط جسے مُسند کہتے ہین حروف مقطعہ سے مرکب تھا۔ بعض یورپین سیاحون نے قدیم کتبات کو دیکھکر اس خط کا نمونہ بھی پیدا کیا ہے کیا تعجب ہے کہ یہ صحیح ہو کیونکہ اُسے غلط بتانے کی کوئی وجہ نہین ملتی ہے۔

تبابعہ بڑے زبردست اور ذی شوکت بادشاہ تھے۔ اُن کا ملک نہایت سرسبز تھا۔ آب و ہوا خوشگوار۔ اور ندی نالون کی کثرت تھی۔ رعایا کاشتکاری مین مشغول رہتی تھی۔ کھانے کے مصالح۔ عطر۔ اور بخور۔ ان کی تجارت کی چیزین تھین۔ اُنھین آب پاشی کے طریقے خوب آتے تھے۔ سد مارب سے نالے کاٹ کر پانی کو اپنی ضرورت کی جگہون مین اچھی طرح تقسیم کیا تھا۔ سد مارب دو پہاڑون کے درمیان ایک عظیم الشان بند باندھا تھا۔ جو پانی وہان برستا وہ اس کثرت سے جمع ہوتا تھا کہ تمام ملک کی آب پاشی کے لیے کافی ہوتا تھا۔ وہ لوگ اس بند سے جہان جہان ضرورت ہوتی تھی نالون کے ذریعے سے پانی پہونچایا کرتے اور اپنے کھیتون کی آب پاشی کیا کرتے تھے سنہ ۱۲۰ء مین پانی نے اس بند پر ایسا زور مارا کہ اُسے توڑ ڈالا تمام مزروعات اُن کی غرق ہو گئی۔ ملک تباہ ہو گیا۔ مگر وہ لوگ پھر اُس بند کی اصلاح نہ کر سکے۔ ربا

کے پانیون سے ملک ایک مدت تک ہر سال تباہ و برباد ہوتا رہا۔ مجبوراً اکثر قبائل
یمن کو چھوڑ کر چلے گئے۔ انہیں سے بعض نے حیرہ کی سلطنت قائم کی۔ اور بعض نے
غسانی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ تابعہ نے چاہا کہ جزیرۃ العرب سے جو ملک خارج ہو گیا
ہے اُسے پھر اپنے قبضے مین داخل کرین۔ مگر ان کو اپنی خواہشون مین کامیابی
نہ ہوئی۔ اس لیے وہ صرف اپنے حدود مملکت ہی کی حفاظت کرتے رہے اور
آخر کار اُن کی سلطنت بھی سنہ ۵۲۵ء مین جاتی رہی۔ شاہان حبش اور فارس نے
اس ملک پر حملے کیے۔ اور بہت ہی کم محنت مین ملک پر قبضہ حاصل کر لیا مگر
کاشتکارون کے چلے جانے کے سبب سے ملک مین دولت و ثروت نہ رہی تھی
اور جو فخر و اعزاز اُنھین کبھی حاصل تھا ملک اِس وقت اُس سے بالکل خالی تھا۔
اس ملک کی دولت و ثروت اور فخر و عزت کے بیان مین مورخین نے اس
قدر مبالغہ کیا ہے کہ یمن کی سلطنت کو دول عظمیٰ کا ایک نمونہ قرار دیا ہے۔ عربون
کا دعوےٰ ہے کہ تابعہ مین سے ایک شخص سکندر ذوالقرنین کی طرح کشور کشائی کے
لیے نکلا۔ اور اُسی کی سی فتوحات حاصل کین۔ افریقش بادشاہ جس نے پچاس
سال قبل سنہ عیسوی کے بربر جو اہل مغرب کی اصل ہین فتح پائی۔ افریقیہ کے
مغرب مین یہان تک آگے بڑھ گیا تھا کہ اٹلانٹک کے ساحل تک جا پہونچا تھا۔
انھین تابعہ مین سے شمر کو شہر سمرقند کا بانی بتاتے ہین۔ اور اسی طرح کے اور بھی بہت
سے خرافات ہین جنھین عربون نے بعثت نبوی کے زمانے مین علے الاتصال
فتوحات کو دیکھکر بنا لیا ہے اور قدیم زمانے کی عظمت و شوکت جتانے کے واسطے کہنے
لگے ہین کہ اُن کے آبا و اجداد شاہان کشور کشا تھے۔ اور اُن کی حکومت دور دور تک
پھیلی ہوئی تھی تاکہ اُنھین نسبی فخر بھی حاصل ہو جائے۔ ان جھوٹے دعوون کو مورخین
نے اپنی کتابون مین نقل کر دیا ہے۔ حالانکہ اُن کے باپ دادے جزیرۃ العرب سے

باہر کبھی نہین نکلے - اور اندرونی عربون کے سوا اور کسی سے کبھی جدال و قتال
کرنے کے لیے کہین بھی نہین گئے - ان مفاخرت آمیز دعوون مین بہت دعوے
ایسے ہین جنھین عقل سلیم تسلیم نہین کرتی - اور اُن واقعاتِ تاریخی کے خلاف ہین
جو یمن پر ملوکِ حبشہ کے حملے اور سد مارب کی شکست کے درمیان واقع ہوئے
ہین - ان مین بڑی بات یہ بیان کرتے ہین - کہ تُبّع ابو کرب نے سنہ ۲۰۶ع مین ملک
فارس پر حملہ کیا - اور فتح پائی تھی - کثرت سے مالِ غنیمت لوٹ مین لایا تھا - اسی زمانہ
مین وہ حجاز پر بھی حملہ آور ہوا - اور مدینہ کو محصور کیا - پھر خانۂ کعبہ کا حج کیا پھر وہ یہود
کا دین اختیار کر کے یمن کو آیا - جہان اکثر بت پرست رہتے تھے - سنہ ۳۴۳ع مین
شاہنشاہ قسطنطنیہ نے تیوفیل کو یمن کی طرف بھیجا کہ وہان کے باشندون مین مذہب
نصرانیت کو پھیلائے - ابو نواس حمیریون کا بادشاہ پنجم صدی عیسوی کے آخر مین
یہودی ہو گیا - اس نے سنہ ۵۴۲ء مین نجران کے نصرانیون کو یہودی مذہب قبول
کرنے کے لیے کہا جب انکار کیا تو اُنھین قتل کر ڈالا - یہ خبر جوسٹین بادشاہ روم کو
پہونچی اُس نے نجاشی والی حبش کو جو نصرانی تھا لکھا کہ ابو نواس سے اس کا انتقام
لے - نجاشی نے ایک سپہ سالار ارباط نام کو ستر ہزار فوج دیکر بھیجا جس نے یمن پر
بلا مشقت دخل کر لیا - ابو نواس بھاگ گیا اور سنہ ۵۲۵ء مین بحر شور مین غرق ہو کر مر گیا
پھر اُس کا خلیفہ علس ذو جدن[۱] بھی مر گیا - ارباط یمن مین نجاشی کی طرف سے حکومت
کرنے لگا اُس کی حکومت مستقل ہو گئی - مگر اُس کا ماتحت فوجی افسر جس کا نام ابرہۃ الاشرم
تھا اُس سے بگڑ گیا - ارباط کو دھوکے سے مار ڈالا - اور بجائے اُسکے نجاشی کی طرف
سے حکومت کرنے لگا - تمام حبشیون کو اپنی سالاری پر راضی کر لیا - دشمنون سے
کتنی ہی لڑائیان لڑین اور اُن پر فتح پائی - اسی کے حکم سے شہر ظفار کے اسقف

[۱] یہ بلقیس ملکہ سبا کا جد اعلیٰ تھا - اور یمن مین علم موسیقی اور راگ سب سے پہلے اسی کے عہد مین - مترجم عربی

نے کچھ قوانین لکھے تھے جس کا اصل نسخہ یونانی مین اس وقت تک شہر و یانہ مین ہنوز محفوظ رکھا ہوا ہے۔

ابرہہ نے شہر صنعا مین ایک نہایت نفیس کنیسہ بنایا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ کعبہ کے بجاے عرب اُس کا حج کیا کرین جب عرب اس طرف متوجہ نہ ہوے تو وہ کعبہ کے گرانے کے لیے چلا۔ مگر مخذول و منکوب واپس ہو کر مر گیا۔ اس کے بعد اسکی اولاد یمنیون پر بڑا ظلم و ستم کرنے لگے یمنیون نے مجبور ہو کر قیصر قسطنطنیہ سے فریاد کی قیصر تو نصرانی تھا اور یہ لوگ بت پرست تھے اُس نے کچھ مدد نہ دی۔ اس پر بادشاہ حیرہ نے کسریٰ پرویز سے ان کی سفارش کی پہلے تو وہ خاموش ہو رہا مگر کچھ مدت بعد ۵۷۵ء مین چند جنگی جہاز روانہ کیے جنھون نے آکر حبشیون کو ۵۹۷ء مین یمن سے نکال دیا یمنی فارس والون کے اُسی طرح تابع ہو گئے جس طرح کہ وہ حبشیون کے تابع تھے صرف یہ فرق رہا کہ اہل فارس اعمال دینی مین اُن کی مزاحمت نہین کرتے تھے پھر فارس والے حضر موت۔ عمان۔ بحرین پر بھی قابض و دخیل ہو گئے سارا ملک انھین کے قبضے مین آگیا

مبحث ہشتم

وسطِ بلاد عرب مکہ معظمہ مدینہ منورہ اور شوکت قریش سنہ ۶۰۰ء سے سنہ ۶۲۰ء تک

ساتوین صدی عیسوی مین ملک عرب قیصر روم اور شاہنشاہ فارس کی طرف سے نہایت شدید خطرہ مین مبتلا تھا۔ یہ دونون حکومتین عرب کی سرحدی ملکون کی مالک تھین۔ اور دونون نے ملک عرب کی ایک ایک ولایت لے کر اپنے ممالک مین شامل کر لی تھی۔ اس وجہ سے ان ولایات عرب کے متوطن نجد و حجاز مین جا کر پناہ گزین ہوے تھے جو اجانب کے تغلب سے محفوظ و سالم مقامات تھے۔ ان دونون خطون یعنی نجد و حجاز مین کوئی حکومت منتظمہ اور

تبابعہ کی سی باقاعدہ سلطنت نہ تھی۔ بلکہ اس زمانہ مین ان اقوام کثیرہ کی حالت اور ان کی تاریخ ایسی ہی رہی جیسی کہ چھوٹی چھوٹی متحد المقصد جماعتون کی حالت ہوا کرتی ہے۔ ان اقلیمون مین ایک اس قسم کی سیاسی ترتیب جاری تھی جس کی وجہ سے یہان کے بہت قبائل غیرون کے مقابلے مین باہم متحد ہو جایا کرتے تھے حالانکہ آپس مین سب ایک دوسرے سے جدا اور لڑائی جھگڑون مین ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے۔ وسائلِ حربیہ کی یکسانی کی وجہ سے سب کے سب مال و دولت مین ایک دوسرے کے متساوی تھے۔ اگرچہ بعض اُن مین سے تجارت کے باعث کچھ تموّل کے درجہ کو پہونچ جاتے تھے۔ لیکن اُن کو بعض ایسے معاملات پیش آجاتے کہ وہ بھی آخر کو سب کے برابر ہو رہتے تھے۔

ان مین سے جو لوگ بہ لحاظ رتبے کے اعظم و اعلےٰ تھے وہ حجاز کے بڑے بڑے شہرون مکّہ اور مدینہ مین رہا کرتے تھے۔

یمن کے بنی قحطان مین سے چند قبائل حجاز مین ہجرت کر آئے تھے۔ ان مین سے جُرہم بطحائے مکہ مین آرہے اور بنی اسمٰعیل سے معاہدہ کرکے وہان رہنے لگے تھے۔ انھین ایسی قوت حاصل ہوگئی کہ اپنے حلیفون سے کعبے کی تولیت چھین کر اُس پر ایک مدت دراز تک قابض رہے جب اُنھون نے وہان بنی اسمٰعیل کے خلاف جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی اقتدا کرکے اللہ تعالی کی عبادت کرتے تھے بت پرستی اختیار کر لی تو وہان سے نکال دیے گئے۔ دوسرا گروہ قحطانیون کا بنی قضاعہ مدینے کے شمال مین جا کر آباد ہو گیا تھا۔ ایک اور ازد کا گروہ بطن مرّ مین آکر رہا تھا جسے اُنھون نے سنہ ۱۰۰ء مین بسایا تھا۔ اس کے بعد یہ لوگ عراق اور بحرین کو چلے گئے۔ لیکن اپنے ایک گروہ خزاعہ کو چھوڑ گئے جو ازد کی ایک فرع ہے۔ انھین نے سنہ ۲۰۶ء مین کعبے کی تولیت بنی جرہم سے چھینی تھی لیکن

انھون نے مکّہ مین اوہام باطلہ کو رواج دیا اور ہبل بت کی عبادت کرنے لگے جو
خانۂ کعبہ کے ۳۶۰ بتون مین سے ایک بت تھا۔ پھر یہ لوگ یہان سے نکل کر بطن مر
کو چلے گئے۔ اور قریش مکّہ پر غالب ہوگئے۔ سنہ ۴۴۰ع مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے اجداد مین سے ایک شخص قصی قریش کے حاکم ہوے۔ تمام قبائل قریش کو
جمع کیا۔ عرب مین جمہوری حکومت کا ڈھنگ ڈالا۔ تولیت کعبہ کے خدمات کو قرشی
خاندان مین تقسیم کیا۔ ہاشم کو رفادت وسقایت کی خدمت دی۔ یہ دونون خدمات مین
سب سے اعلےٰ درجہ کی تھی۔ ہاشم ہر روز عربون کو دشیشہ (دلیا) جو شربت کے
نام سے موسوم تھا کھلایا کرتے تھے۔ اس سے اُن کی شہرت چارون طرف پھیل گئی
تھی۔ مکہ بڑا وسیع شہر ہوگیا تھا۔ ہاشم کے بعد مُطّلب اور اُن کے بعد عبد المطّلب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دادا ان خدمات کے مہتمم ہوے۔

کہتے ہین شہر مدینہ عمالقہ نے بسایا تھا۔ اور انھین کے حیطۂ اقتدار مین تھا۔ پھر
یہودی جن مین سے بنی النضیر اور بنی قریظہ اور بنی قینقاع تھے اس کے مالک ہوگئے
پھر سنہ ۳۰۰ع مین یہان ازد کے دو قبیلے اوس وخزرج آکر سکونت گزین ہوے اور
مدینے کو سنہ ۴۹۲ع مین یہود سے چھین لیا۔ یمن کے تبابعہ ملک گیری کرتے ہوے
اوس وخزرج کے قبیلون پر چڑھ آئے تو انھون نے اُن کا بھی خوب مقابلہ کیا
مگر جب سنہ ۴۹۷ع و ۵۲۰ و ۵۸۳ و ۶۱۵ع مین آپس کی لڑائیان برپا ہوئین۔ تو
دونون قبیلے ضعیف وکمزور ہوگئے۔ ہان آخری لڑائی سے پانچ سال بعد پھر
آپس مین ایک ہوگئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرلی۔

اس زمانے مین یہود کے جو قبائل مدینے مین آباد تھے وہ اس مستعدی اور
اہتمام کے ساتھ تجارت کے کاروبار کیا کرتے تھے کہ مدینہ بھی رونق وآبادی مین
مکہ معظمہ کا ہمسر ہوگیا تھا۔ مکہ مین اہل عرب حج کے لیے جاتے اور بیت اللہ کی وجہ

سے اس کا بے انتہا احترام کرتے تھے ۔ یہ حالت دیکھکر ابرہۃ الاشرم نے صنعاء
مین ایک کنیسہ بنایا۔ اور حجاز پر کعبہ کے انہدام کے واسطے چالیس ہزار آدمی سے
چڑھائی کی ۔تبالہ اور طائف اُس کے مطیع ہو گئے مگر مکہ پر سخت ناکامیابی ہوئی
ابرہہ کی اس ناکامی پر قریش نے جو مکہ کے حامی تھے اوہام فاسدہ مین غلو کر کے
خوب حاشیے چڑھائے ۔انھون نے مکے کی نجات کو اُن اصنام کی طرف منسوب کیا
جن کی کہ وہ پرستش کیا کرتے تھے ۔اس سے مکے کی عظمت بڑھی اور احترام پہلے سے
بھی زیادہ ہو گیا۔اب وہ بلادِ عرب کا حقیقی تخت گاہ بن گیا۔ مگر پھر بھی قریش کے
سیاسی احکام نجد و حجاز مین نہین چلتے تھے ۔بلکہ کل عرب شخصی حریت کا دلدادہ تھا
اور ہر قبیلہ بلکہ ہر شخص تک خود ہی اپنا مالک و مختار تھا۔مصالح عامّہ اور حمایت وطنیّہ
کی کسی کو کچھ پرواہ نہ تھی ۔حالانکہ وہ دیکھ چکے تھے کہ اہل فارس کے ہاتھون بطیون
اور حمیریون پر کیا کیا تباہیان نازل ہوئین کہ جن سے وہ خود بجز اس کے نہین بچ
سکتے تھے کہ باہم متحد ہو کر کام کرین ۔اور ملک مین ایک عام سیاسی اتحاد قائم کرلین ۔

مبحث نہم

وحدتِ سیاسیّہ کی جانب اہلِ عرب کا میلان

سوق عکاظ میں اُن کا اجتماع اور قصائد شعری باہمی مقابلے

بنی اسمٰعیل اور بنی قحطان دونون مین محض معصرانہ تنافس اور تفاخر تھا
جس کا نتیجہ باہمی نفاق اور پھوٹ ہے ۔لیکن نفاق و اختلاف کا زور حد سے
بڑھ جانے پر بھی بعض ضرورتون کی وجہ سے اُن مین وحدت سیاسیہ کی طرف
ایک طرح کا میلان پیدا ہو گیا۔اس سیاسی یگانگت کی تحریک یون پیدا ہوئی کہ ادھر
تو مکّۂ مکرّمہ پر حبشیون نے حملہ کیا۔اور دوسری طرف عربون کے اخلاق و عادات
کی یکرنگی کا سبب نہایت قوی تھا۔کیونکہ تمام عرب بت پرستی کے اوہام مین پھنسے ہوئے

تھے۔ جاہلیت کی عادتین سب مین یکسان تھین۔ عورتون اور غلامون کے ساتھ
سلوک کرنے مین، لڑکیون کو زندہ دفن کرنے مین اُن کی ایک ہی حالت تھی۔
سب کے سب تکبر۔ اور وحشیانہ انتقام وقصاص کے شوق مین مبتلا تھے۔ فتح و
نصرت کے بعد نہب وغارت سب کے نزدیک جائز تھی۔ زور وقوت ہی کو سب
حق سمجھتے تھے۔ مہمانداری مین یہان تک تکلف کرتے کہ اپنی بھوک پیاس کی خبر نہ
لیتے تھے۔ فقط اس غرض سے کہ قبائل مین ہمارا نام ہو۔ اپنے آپ کو بڑا شریف سمجھتے
تھے کہ جس سے شجاعت و دلیری اور مظلوم کی حمایت مین وہ یکتائے روزگار بن گئے
تھے۔ اپنی زندگی پر وفائے عہد کو مقدم خیال کرتے تھے۔ علاوہ ان شہوات نفسانیہ
بھی اُن مین موجود تھین جن کا غلبہ ان تمام خصلتون سے بڑھکر ہے۔ اس سے صاف
ظاہر ہے کہ جب اُن کی عقلین کسی جانب متوجہ ہوتین۔ اور دل مین کوئی جوش
پیدا ہوتا تو وہ سب مل کر اور ایک دل وجان ہو کر کام کرتے اور اسی سے یہ بھی ضرور
تھا کہ اُن کی زبان اور بول چال بھی ایک ہی ہوجائے اور یہ کچھ کچھ اس طرح میسر بھی
تھی کہ یہ سب قبائل ایک دوسرے سے آپس مین ملتے جلتے رہتے تھے۔

ان لوگون نے جزیرۃ العرب مین اپنی فخر و شرافت کی اشاعت کے لیے اشعار
کو بہترین وسیلہ خیال کیا تھا۔ وہ جانتے تھے کہ ہمارے مآثر اور عجیب کارنامے ہماری نسل
مین اسی کے ذریعے سے یادگار رہ سکتے ہین۔ وہ اشعار کو بہت پسند کرتے تھے اور انھی
دُھن مین لگے رہتے تھے۔ لیکن مشکل یہ تھی کہ نجد وحجاز کے اشعار یمن کے مؤلفین
نہین سمجھتے تھے بلکہ ایک ہی خطہ کے قبائل ایک زبان پر متفق نہین ہوئے تھے
اس لیے شعرائے عرب نے جن کو عرب کی چھوٹی چھوٹی بولیون کے بجائے ایک
وسیع زبان کی اختراع کا کام تفویض تھا اپنے اشعار کو تمام اطراف وجوانب مین
منتشر کرنا اور پھیلانا شروع کیا اسی سے ایسے الفاظ متعین ہوگئے جو افکار و تصورات

ذہنیہ پر دلالت کرتے تھے۔ کیونکہ جو قبائل ایک ہی خیال کے لیے مختلف عبارتیں استعمال کیا کرتے تھے جب وہ ان شاعرون کے قول کو سنتے تو اپنے موضوع کے لیے وہی لفظ اختیار کر لیتے جو اِن شعرا مین رائج ہوتا۔ اور اسی کے ساتھ وہ تمدن کے فوائد کو بھی بخوبی سمجھتے تھے۔ اس لیے عربون مین ان تمام ایجادات عقلی کا عام رواج ہو گیا۔ عکاظ۔ مجنہ۔ اور ذی المجاز کے میلون مین شعر کے ذریعہ اظہارِ مفاخرت کی شاندار مجلسین منعقد ہونے لگین۔ جہان کوئی کسی پر تحکّم نہین کر سکتا تھا۔ ان محفلون مین کوئی شخص شجاع و دلیر کھڑا ہوتا۔ متکبرانہ وضع بنا کر اکڑتا ہوا چلتا۔ مخلوق کی نگاہین اُس پر جمی رہتی تھین۔ اور جب یہ بلند مقام پر پہونچتا تو تمام مجلس کے سامنے جو خاموش بیٹھے ہوتے تھے بلند اور سُریلی آواز سے کوئی قصیدہ پڑھنا شروع کرتا۔ عرب کا حافظہ نہایت قوی اور خیالات نہایت پختہ ہوتے ہین۔ فی البدیہہ شعر بنا کر پڑھا جاتا تھا ان اشعار مین کبھی تو وہ اپنے کارہائے نمایان اور وقائع عظیمہ اور اپنے قبیلے کی شرافت کا ذکر کرتا کبھی لذائذ انتقام کی تعریف و توصیف کرتا۔ کبھی مہمانون کی خاطر تواضع کی خوبیان بیان کرتا۔ کبھی شجاعت و دلیری پر فخر کرتا تھا پھر ان مین سے کسی کا بھی ذکر ہوتا لیکن شرافتِ نفس اور ننگ و ناموس کی مدح کو کبھی فراموش نہین کرتا تھا۔ پھر کبھی کبھی شاعر مظاہر قدرت کا نقشہ الفاظ مین کھینچتا یا یا تو ان مین مجنون کی سی عزلت گزینی اور ہر نوع کی سبک روی کے بیان پر اکتفا کرتا۔ سامعین ہر ایک حالت مین اُس کا مُنہ تکتے رہتے اور ان تمام اخلاقی بیانات کو پسند کرتے جاتے تھے جن پر عمل کرنے کا شاعر اپنے اشعار مین حکم دیتا تھا اس وقت اُن کے چہرون پر اُن خیالات کے اثر دکھائی دیتے تھے جو دلیرون کی تعظیم اور بزدلون کی تحقیر کی نسبت اُن کے دلون مین گذرتے تھے۔ جب شاعر کا قصیدہ ختم ہو جاتا تو جو تحسین و تفرین کا تصور اُن کے ذہنون مین منقش ہو جاتا تھا

اُسے علانیہ بیان کر دیتے تھے۔ اگر وہ اُس کی تعریف کرتے تو وہ پھر اُٹھتا اور نئے جوش کے ساتھ پہلے سے بھی کچھ بہتر بیان کرتا تھا۔

ان شعرا کے بیانات راست راست بے کم و کاست ہوا کرتے تھے۔ تمام عربستان میں ان کے اقوال کا نہایت اعتبار ہوتا تھا، اس لیے یہ لوگ اپنے اشعار میں جو کچھ واقعات بیان کرتے تھے بلادِ عرب کے ایام قبل از بعثت نبوی کی تاریخ تھی۔ قبائل مختلفہ کی شان و عظمت انھیں کے بیانات سے بڑھتی گھٹتی تھی۔ جمیع خُرد و بزرگ ان کا احترام کرتے اور اُن سے ڈرتے رہتے۔ جو قصائد ان کے مقبول عام ہوتے وہ بیش قیمت کپڑے پر طلائی حروف میں لکھے جاتے اور حفاظتِ و دیرپائی اور نسلاً بعد نسلٍ باقی رہنے کے واسطے خانۂ کعبہ کے دروازے پر لٹکائے جاتے تھے۔ اُنھیں میں سے ہمیں سات قصائد ملے ہیں جو معلّقات سبعہ کے لقب سے مشہور ہیں اُن کے مصنفین کے نام یہ ہیں۔

(۱) امرء القیس متوفی سنہ ۵۴۰ء۔

(۲) حارث بن حلزہ جو اسی سنہ میں پیدا ہوا تھا۔

(۳) طرفہ متوفی سنہ ۵۶۴ء۔

(۴) عنترہ بن شداد متوفی سنہ ۶۱۵ء یہ شخص جاہلیت کے تمام اصناف شاعری میں سب پر فائق تصور کیا جاتا ہے۔

(۵) عمرو متوفی سنہ ۶۲۲ء یعنی جس سنہ میں ہجرت نبوی ہوئی ہے۔

(۶) زہیر متوفی سنہ ۶۲۷ء ہجرت سے تقریباً پانچ سال بعد۔

(۷) لبید متوفی سنہ ۶۶۲ء یعنی سنہ ۴۳ ہجری

ان معلقات میں ادھر تو سرود و ترنم کی دل چسپی اور موزونی الفاظ کی حلاوت و شیرینی لطف دکھاتی تھی۔ اور ادھر مضامین سجائے عربیہ اور اقوام بدویہ کے

خصائل کے موافق تھے جن سے حماست وشجاعت دل مین جوش مارنے لگتی تھی۔ عرب ہمیشہ شب کو اپنے خیمون مین آکر مجتمع ہوتے اور گوش دل سے انھین سنتے اور پڑھتے پڑھاتے تھے۔ کوئی مقام ایسا نہ تھا جہان ان کے گانے کی آواز کان مین نہ آتی ہو۔

ان ساتون شعرانے اور نیز مرقش اکبر، مرقش اصغر، نابغۂ ذبیانی، دُرید بن صمہ، حاتم، اور اعشیٰ وغیرہ نے اپنے اپنے اشعار مین اُن وقائع اور حوادث کی طرف اشارات کیے ہین جو ان کے زمانون مین وسط بلاد عرب کے قبائل مین گذرے ہین اُن مین سے بعض واقعات کے نام ہم ذیل مین درج کرتے ہین۔

(۱) واقعۃ البیضا سنہ ۴۳۵ء جس مین ملوک یمن کی تاخت وتاراج کو روکا گیا اور اوائل ملوک کندہ نے ملکون کو فتح کیا ہے۔

(۲) فتوحات حارث ملک الحیرہ سنہ ۵۱۸ء

(۳) سلان کی فتحمندیان سنہ ۴۸۱ء

(۴) خزاز کی ظفریابیان سنہ ۴۹۲ء جس مین ربیعہ اور اُس کے بیٹے کلیب کو حمیری عربون پر فتح حاصل ہوئی ہے۔

(۵) حرب بسوس۔ بنی بکر وتغلب کے درمیان جو سنہ ۴۹۴ء سے سنہ ۵۳۴ء تک جاری رہی۔

(۶) فتوحات زہیر امیر غطفان ہوازن پر سنہ ۵۶۷ء

(۷) حرب داحس جو سنہ ۵۶۵ء سے سنہ ۶۰۰ء تک بنی عبس اور بنی ذبیان کے درمیان قائم رہی۔ اور یہ دونون قبائل غطفان کے سب سے بڑے قبیلے ہین

(۸) حرب بنی تمیم وبنی عامر سنہ ۵۷۹ء

(۹) وہ لڑائیان جو معرکۃ الرقم۔ النبعہ۔ اللوی۔ اور سلّی۔ اور حوراء کے نام سے

مشہور ہین اور ۶۰۹ء سے ۶۱۵ء تک یہ لڑائیان بنی عبس و بنی ذبیان کے
درمیان ہوئی ہین ان مین ہوازن اور نسل خصفہ کے بھی بعض قبائل شامل تھے۔
اور (۱۰) حرب بنی تمیم و بنی بکر جو ۶۳۰ء مین اُس وقت ختم ہوئی جب کہ یہ دونون
قبیلے مسلمان ہو گئے۔ اشعارِ عرب سے معلوم ہوتا ہے کہ بادیہ نشین عربون کی عادت
تھی جب جدال و قتال ہو چکتا تو اُس وقت اپنے فخر کے اظہار اور شرافت کے
بیان کرنے کے واسطے محفلین منعقد کیا کرتے تھے جنھین منافرۃ کے نام سے موسوم
کرتے تھے۔ چنانچہ بنی عامر مین دو شخصون علقمہ اور عامر بن الطفیل کے درمیان
اسی طرح کا ایک واقعہ ہوا تھا۔ یہ دونون شخص شاعر بھی تھے اور شجاع بھی دونون
اپنے آپ کو حکم برداری و سیادت کا مستحق بیان کرتے تھے جب ان مین تنازع ہوا
تو ایک شخص کو جو ان کے قبیلے کا نہ تھا حکم مقرر کیا۔ اُس نے اپنی راے قائم کرنے
اور حکم سنانے کے واسطے ایک سال کی مدت چاہی جس مین ان دونون کو
اجازت دی کہ اپنی اپنی شجاعت و خصائل کا اظہار کرین جب مدت پوری ہوئی
تو دستور کے موافق ایک بڑی محفل مین کثرت سے لوگ اکٹھے ہوے۔ اور اس حاکم
نے اپنا حکم سنایا کہ میرے نزدیک دونون شخص ریاست کے مستحق ہین۔ اس لیے
دونون اپنے قبیلے کی حکومت مین شریک کیے گئے اور ان مین کلی اتحاد ہو گیا
اسی طرح کا تسابق اور تفاخر بنی طی کے دو شخصون حاتم اور زید الخیل مین ہوا تھا
جنکی سخاوت کی جزیرۃ العرب مین ساتوین صدی عیسوی کی ابتدا مین مثال دیجایا کرتی تھی۔

مبحث دہم

:- جزیرۃ العرب مین مذہبی جنبش کا آغاز :-

یونانیون اور رومیون کے معبود موجودات معنویہ تھے جن کی وہ جسمانی صورتین
بنا کر پرستش کیا کرتے تھے۔ اور عرب کے معبود قدمائے مصر کی طرح بہائم مین ہرن

گھوڑے - اونٹ - نباتات مین - درخت خرما، گھانسین، ترکاریان، اور اجسام معدنیہ مین بے ڈھنگی وضع کی چٹانین، پتھر کے بنائے ہوے بت مثلاً ہُبل - لات، عُزّیٰ، اور ستارون مین دبران، شعریٰ یمانیہ، اور سُہیل، وغیرہ تھے - ایک مدت دراز تک عرب اسی بت پرستی مین مشغول رہے - اور اسی اثنا مین انکے مذکورہ بالا شعرا کا زمانہ شروع ہوا - شعر و شاعری کا چرچا ملک مین پھیلا جس سے تمام عرب مین ایک سی زبان بولنے کا رواج ہونے لگا - اس شعر و شاعری کے مشغلے اور زبان کے اتحاد سے اُن کی عقلون مین نئے نئے خیالات کی حرکت پیدا ہوئی - تفکرات دینیہ بھی ذہن مین گذرنے لگے - رفتہ رفتہ اوثان کی عبادت کو بعض نے ترک کر دیا - بت پرستی کے علاوہ اور بھی چند ادیان عرب مین پیدا ہو گئے - یہودی مذہب کی شہرت ہوئی - سریانیون اور یونانیون نے کچھ یہود کے قبائل اُن کے اصلی وطن سے نکال دیے تھے وہ عرب مین آ بسے - بنی اسمٰعیل نے ان کی بڑی خاطر و تواضع کی - بلکہ ان مین کے بکثرت آدمی یہودی بھی بن گئے[۱] - کیونکہ یہود کی قدیم کتابون مین اُس خدا کی تعظیم فرض لکھی تھی جس کی عبادت سے ابراہیم خلیل علیہ السلام نے ہدایت پائی تھی - یہود کا مذہب عرب مین چارون طرف پھیل گیا خصوصاً حجاز - نواحی خیبر، اور مدینہ کے قبائل یعنی قریظہ و بنی نضیر مین جو بڑے ذی شوکت و ثروت تھے - اور سالہا سے دراز سے اس ملک مین رہا کرتے تھے اسکی اچھی اشاعت ہوئی - اسی طرح قبائل یمن مین بھی یہود کا مذہب جاری ہو گیا - تبابعہ ۳۳۰ء تا ۵۹۵ء مین اُسے اپنے ملک مین لائے اور شایع کیا - اُدھر عمّان مین برہمنون کے مذہب نے رواج پایا[۲] - شمال عرب مین سنہ ۳۳۰ء سے بنی غسان، اور

[۱] یمن کے حمیریوں نے البتہ یہودی مذہب اختیار کر لیا تھا عرب میں بھی یہودیوں کی ہمسائگی کے سبب کچھ لوگ یہودی ہو گئے تھے لیکن خاص بنی اسمٰعیل مین یہودیت کبھی مقبول نہیں ہوئی - مترجم [۲] یہ بیان بالکل لغو ہے - مترجم

عراق، بحرین، صحرائے فاران، دومۃ الجندل۔ اور جزیرۂ دجلہ و فرات کے چند عربی
قبائل نے نصرانیت مین قدم رکھا۔ نجاشی بادشاہ حبش اور قیصر قسطنطنیہ اس کی
اشاعت کے درپے تھے۔ یہ مذہب بھی عرب مین بہت پھیل گیا۔[1] اور یمن مین انجیل
کی تلاوت ہونے لگی۔[2] حیرہ کے کئی بادشاہ اس دین کے پیرو ہوے۔ اور ۳۹۵ء
و ۵۱۳ء و ۵۴۲ء مین اُس کی توسیع و تبلیغ کے لیے بڑے زور مارے۔ پھر ابرہہ
اُٹھا اور اُس نے عیسائی مذہب کی ترقی کے واسطے جو کچھ کیا اُس کا ذکر اوپر آچکا ہے
مگر باوجود ان سب ادیانِ مختلفہ کی اشاعت کے عرب مین ہنوز بت پرستی کا رواج
زیادہ تھا۔ تاہم بت پرستانِ عرب بتون کو معبودِ حقیقی نہین سمجھتے تھے بلکہ اُن کی
پرستش اس لیے کرتے تھے کہ وہ اُنھین اللہ تعالے سے قریب کر دیتے ہین۔ اس کے
سوا وہ جن و پری، بھوت، چڑیل، جادو، کہانت، اور بتون کی آواز غیبی وغیرہ کے
بھی معتقد تھے۔ تیرون سے قرعہ ڈالا کرتے تھے جنھین قداح اَزلام کہتے ہین۔

گو کہ عرب مین یہ سب باتین تھین اور ہر ایک قبیلے نے اپنے اپنے معبود جدا جدا
قرار دے لیے تھے۔ وہ الگ الگ مذہبون کے معتقد تھے۔ مگر پھر بھی ایک سرے
سے دوسرے سرے تک تمام عرب اپنے اپنے معابد سے کعبہ کو افضل و اعلی تسلیم
کرتے اور یہ سمجھتے تھے کہ اللہ تعالے نے اُسے اُن کی ہدایت کا ذریعہ بنایا ہے اور
یہی بیت مکرم اُن پر خدا تعالے کے فضل و کرم کی ایک علامت ہے۔ اسی لیے
اُنھون نے اپنے تین سو ساٹھ (۳۶۰) بت لا کر وہان رکھے تھے۔ اُس کا درجہ عربون مین
بعینہ ایسا ہی تھا جیسے قدیم یونانیون مین پیتھین کا رتبہ تھا۔ تمام صابئین یہود اور

[1] یہ مذہب صرف اُن قبائل عرب مین پھیلا جو رومیون کے ماتحت تھے، باقی تمام عرب مین خال خال لوگ عیسائی تھے، اندرون عرب مین طے کے قبیلے مین کچھ عیسائیت تھی۔ مترجم

[2] یمن مین یہودی مذہب کے مقابلہ مین عیسائیت نے کبھی فروغ نہین پایا، صرف نجران مین عیسائیون کی آبادی تھی۔ مترجم

کل عرب اُس کی تعظیم وتکریم کرتے اور اُس کی زیب وزینت کے لیے پوری کوشش کیا کرتے تھے۔ بلکہ یہ جانتے تھے کہ تمام دنیا کی عمارات سے اُس کا درجہ بلند رہے۔ اسی سے وہ روایتیں اُنھیں زیادہ مرغوب تھیں جن مین مکے کے شرف و عظمت کا ذکر ہوتا تھا۔ اور اسی غرض سے معلقات سبعہ اُس پر آویزان کیے تھے کہ اُس مقام پر ہر قسم کی شہرت کی چیزین جمع کرسکین۔

متولیان کعبہ یعنی قریش کی تمام عرب پر ایک قسم کی دینی حکومت تھی۔ تمام ملک اُن کی دینی پیشوائی کو تسلیم کرتا تھا۔ اُنھین کا حق تھا کہ ماہہاے حرام کی تعیین کرین۔ جن مین جمیع قبائل عرب جدال وقتال موقوف کردیتے تھے۔ اور جب سوق عکاظ مین جاتے تو وہان داخل ہونے سے پیشتر اپنے ہتیار قریش کے روبرو ڈال دیتے تاکہ کسی بحث مین وہان فساد ہوکر مارپیٹ اور کشت وخون نہ ہوجائے۔

عبدالمطلب بن ہاشم جو ۴۹۷ء مین پیدا ہوئے تھے۔ مکے مین ۵۲۰ء سے ۵۷۹ء تک سب سے بڑے حاکم رہے۔ اُنھین نے مکے کو اہل حبش کی غارت سے بچایا۔ اور اُن کے بچون کی تعداد جب اٹھارہ ہوگئی تو ۵۶۹ء مین اُنھون نے کعبے کے بتون کے روبرو اپنے ایک بیٹے کو قربان کرنا چاہا جس کی اُنھون نے نذر مانی تھی۔ جب قرعہ ڈالا تو اُس مین عبداللہ پدر رسول اللہ کا نام نکلا جو اپنے باپ کے سب سے زیادہ پیارے تھے۔ اُس وقت ان کی عمر تقریبًا پچیس سال کی تھی۔ لیکن جب عبدالمطلب نے چاہا کہ عبداللہ کو ذبح کرڈالین تو قریش مانع آئے اور یہ ٹھیرایا کہ ایک کاہنہ سے جو عرافہ کے لقب سے مشہور تھی اس بات مین مشورہ لیا جائے جو وہ کہے وہی کرنا چاہیے۔ اُس کاہنہ نے کہا کہ دیت نفس کے طور پر دس اونٹ لیکر عبداللہ کے نام کے ساتھ قرعہ ڈالا جائے۔ اگر عبداللہ کا نام نکلے تو پھر دس اونٹ زیادہ کرکے قرعہ ڈالا جائے۔ اور ایسے ہی اُس وقت تک کیا جائے اور

جب کہ قرعہ اونٹوں کے نام پر نکلے ۔اس لیے ایک تیر پر دس کا عدد لکھا گیا اور دوسرے پر عبد اللہ کا نام ۔اور پھر کاہنہ کی ہدایت کے موافق قرعہ ڈالا گیا تو نو مرتبہ قرعہ عبد اللہ کے نام پر نکلا ۔اور دسویں مرتبہ اونٹوں کے نام پر برآمد ہوا۔ یہ سو اونٹ فدیہ کے طور پر ذبح کیے گئے ۔اور اسی زمانے سے قریش میں دیت کی یہی تعداد مقرر ہو گئی۔

اس قربانی سے نجات پانے کے کچھ دن بعد عبد اللہ نے بی بی آمنہ بنت وہب سے نکاح کیا جو بنی زہرہ کے ایک شیخ (سردار قوم) کی بیٹی تھیں۔ انھیں کے بطن مطہر سے ۱۲۔ ربیع الاول سنہ ۵۷۰ء کو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے

مقالۂ دوم

نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید

باب اوّل

چھٹی صدی عیسوی کے آخر مین بلاد عرب کی حالت

مبحث اوّل

:- ترقی عرب کے اول مجددین :-

جزیرۃ العرب کے تمام قبائل مین سے ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ مین اپنے معاصرین مین سب سے بڑھ کر رہون۔ اُن پر شمال سے یونانی۔ مشرق سے فارسی جنوب سے حبشی نمودار ہوے اور حملہ پر حملہ کرنے لگے۔ غیرون کی درازدستیان دیکھکر عربون نے اپنے باہمی فتنہ وفساد کو بالائے طاق رکھا۔ اور سب مل کر ایک متحد قوم بن گئے۔ پھر اپنے دشمنون مین سے ایک کو دوسرے سے لڑا دیا جس سے مخالفین کی قوّت ضعیف وکمزور ہوگئی۔

اہل فارس کو جو مدائن اور یمن اور سواحل خلیج فارس کے مالک ہو رہے تھے حبشیون کے مقابلے پر کھڑا کیا جو یونانیون کے دست پروردہ اور سرزمین حجاز پر متصرف ہو رہے تھے چنانچہ عربون کی قسمت نے زور مارا اور اُن کے دل کی مراد پوری ہو گئی یعنی ابرہہ کو انھون نے اپنے اوپر سے ٹال دیا عبدالمطلب نے

اہل مکہ اور اُن قبائل کے درمیان دوستانہ تعلقات پیدا کر دیے جو خود مختارانہ
حیثیت سے مکّے کے چارون طرف آباد تھے۔ اور جب یمن کا حمیری بادشاہ
اہل فارس کی مدد سے پھر اپنے سریر سلطنت پر جلوس فرما ہوا تو عبد المطلب قریش
کی طرف سے اُسے مبارک باد دینے گئے اس زمانے مین اہل عرب باہم مین
اتحاد و محبت کے تعلقات قائم کرتے رہے اور وحدت لسانی کا اکتساب کرتے
جاتے تھے اور گو اُن مین وحدت دینیہ کی طرف کچھ بھی توجہ نہ تھی تاہم اُن کے
قدیم عقائد بہت ضعیف پڑ گئے تھے۔ کچھ لوگ اوثان کی عبادت کو مکروہ تصور کرنے
لگے۔ اپنے آبا کی بی بیون سے نکاح کو بُرا سمجھنے لگے لڑکیون کے زندہ دفن کرنے
کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔ یہی حال دوسرے اوہام فاسدہ کا بھی تھا
مگر باوجود اس کے وہ نصرانی مذہب کی طرف اس لیے مائل نہ ہوئے کہ وہ اپنے
نفس کے تابع تھے۔ اور شہوات نفسانیہ کے بندے اور انجیل کا اصلاح نفس کی
نافرمانی پر مبنی ہے تاہم ورقہ بن نوفل۔ عثمان بن حریث۔ عبید۔ اور زید بن عمرو وغیرہ
نے یہود اور نصرانیون کے میل جول سے کچھ مذہبی معلومات حاصل کر لیے تھے
اس لیے اُنھون نے دین جاہلیت کو باطل قرار دینے کی کوشش کی۔ اور حضرت
خلیل علیہ السلام کی شریعت اختیار کرنے کی دعوت دی اور مجدّد دین بننے کا دعوی
کیا[1] مگر جب اُن سے یہ کام پورا نہ ہوسکا تو یہ کہکر رہ گئے کہ اب بہت جلد ایک رسول
خدا کی طرف سے آئیگا اور شیطان اور اُس کے گروہ پر فتح و نصرت پائیگا۔

بحث دوم

(اس زمانے مین عرب کے آس پاس کی سلطنتون کا ضعف)

اسی زمانے مین جب کہ عربستان مین اختلاط عام اور قبائل کے باہمی اتحاد

[1] یہ غلط ہے اُن مین سے کسی نے یہ دعوی نہین کیا اور نہ دعوت کا کام کیا بلکہ وہ متلاشیان حق مین تھے سلیمان

کامیلان ہو رہا تھا۔ کسرے اور ہرقل کے باہم ایک جنگ عظیم برپا تھی اور ساتوین صدی عیسوی کی ابتدا مین یہ لڑائی خوب زورون پر رہی جبکہ کسرے نے جزیرۂ دجلہ و فرات۔ تمام فلسطین۔ اور مصر پر قبضہ کر لیا۔ اور پھر ہرقل بادشاہ قسطنطنیہ نے ان ممالک کو کسرے سے دوبارہ واپس بھی لے لیا۔ یہ جنگ فریقین مین صلح ہونے پر تمام تو ہو گئی مگر اس لڑائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ دونون سلطنتون کی قوت و شوکت مین فرق آگیا۔ فارس و روم کی قوی ترین سلطنتین بےحد ضعیف ہو گئین۔ جتنے قلعے اور حصن ان ممالک متنازعہ فیہا مین بنے تھے وہ سب منہدم ہو گئے۔ اور جنگ کے اخراجات کے لیے رعایا پر اتنا بے انتہا خراج کا بار ڈالا گیا جس سے رعایا کی حالت نازک اور تباہ ہو گئی۔ ان ملکون کی رعایا مدت دراز تک اسی عسرت اور تنگدستی کی بلا مین پھنسی پڑی رہی۔

یہان تک کہ دین اسلام نے عروج پایا اور حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسرے کو اس مضمون کا خط لکھا کہ:

"محمد بن عبداللہ نبی اللہ کی طرف سے کسرے بن ہرمز شاہ فارس کے نام"

کسرے اس زمانے مین اپنی وسعتِ سلطنت اور جاہ و جلال پر بڑا مغرور ہو رہا تھا۔ اور گو ہرقل اس پر غالب ہو چکا تھا تب بھی وہ اپنے کو شاہنشاہ ہی تصور کرتا تھا مشرقی عادت کے موافق اپنی عظمت کے اعلان کے واسطے خطوط و فرامین جو اسکے نام آتے یا اسکی طرف سے جاری ہوتے اُنمین اپنا نام اول لکھا کرتا تھا تاکہ اس طرح اپنے اعزاز و شرف کا حال ظاہر کرے۔ جب اُس نے رسول اللہ کا فرمان پڑھا اور دیکھا کہ اُسکا نام نیچے ہے تو اُسے سخت ناگوار گذرا اور فرمانِ رسالت کو چاک کر کے پیرون کے تلے مسل ڈالا + مگر اس کے بعد گو وہ برابر اپنے ملک مین حکمران رہا تاہم اسلامی دعوت کے بسرعت تمام ترقی کرتے جانے پر حیرت زدہ رہتا تھا اور انجام کار تھوڑے ہی عرصہ مین اسکی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔

باب دوم

سیرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم ۵۷۰ء سے ۶۳۲ء تک

اس باب مین تیرہ مبحث ہین

مبحث اوّل

سعادت — ولادت باسعادت اور ابتدائے عمر کے حالات :-

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد عبداللہ ولادت باسعادت سے دو مہینے پہلے وفات پا چکے تھے۔ انھون نے متروکہ مین صرف پانچ اونٹ اور ایک حبشی لونڈی برکت نامی جس کی کنیت ام ایمن تھی اپنے بعد چھوڑے تھے۔ پھر جب آپ کی عمر چھ سال کی ہوئی تو آپ کی والدۂ ماجدہ بی بی آمنہ بھی فوت ہو گئین اس کے بعد آپ کے دادا عبدالمطلب نے آپ کو اپنی نگرانی مین رکھا۔ عبدالمطلب نے دیکھا تھا کہ اُن کا یہ پوتا پیدایش کے وقت مان کے شکم ہی سے مختون اور مسرور پیدا ہوا ہے۔ یہ کہا تھا کہ ضرور میرے اس بچے کی کوئی بڑی شان ہو گی۔ پھر جب عبدالمطلب ۵۷۹ء مین دنیا سے رحلت کر گئے تو آپ کے چچا ابوطالب آپ کی پرورش کے کفیل ہوئے۔ ابوطالب اپنی تجارت کے لیے جاتے وقت آپ کو تیرہ سال کی عمر مین ملک شام کو لیے گئے تھے اور جب وہ شہر بُصریٰ مین پہنچے تو بحیرا راہب سے ملاقات ہوئی۔ بحیرا نے ابی طالب سے کہا کہ اپنے اس بھتیجے کو لیکر جلد واپس چلے جائیے یہود ان کے دشمن ہین اسے اُن سے بچائے رکھیے۔ کیونکہ یہ ایک عظیم الشان شخص ہونگے۔ چنانچہ ابوطالب بُصریٰ ہی سے مکے کو لوٹ آئے۔ رسول اللہ صلعم چودہ سال کی عمر مین اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ حرب فجار مین بھی شریک ہوے تھے۔ یہ جنگ قبیلۂ قریش اور کنانہ اور ہوازن کے درمیان عکاظ مین ہوئی تھی۔

جب رسول اللہ صلعم جوان ہوئے تو مروت وحلم اور امانت کے لحاظ سے مخلوق

مین یکتا نکلے - بات کہتے تو نہایت خوبی سے - زبان سے جو کچھ نکلتا نہایت سچ نکلتا

فحش تو کبھی کسی نے آپ کی زبان سے سنا ہی نہین - اس لیے تمام خاص ن کے ایک

مین امین کے لقب سے مشہور ہو گئے - یہ شخص بلکہ

ایس

جب آپ کی امانت اور حسن اخلاق کا حال بی بی خدیجہ

نے سنا جو تمام قبیلۂ قریش کی طرح تاجرہ اور بڑی مالدار تھیں تو آپ لیا اور فرمایا و نے

کی کہ ان کے غلام میسرہ کے ساتھ تجارت کے لیے شام کو تشریف مسلمان ہو گئے وہ بنی

ان کے حسب درخواست اس سفر پر تشریف لے گئے اور وہان فقیر اقتیجا ہمارے کا معاملہ

بہت کچھ فائدہ حاصل کر کے واپس تشریف لائے میسرہ نے راستہ تم اُسے منع

کرامات دیکھے تھے وہ بی بی خدیجہ سے بیان کیے - بی بی خدیجہ نے سیدھا کر لیا یکسان

کی درخواست کی - اور نکاح ہو گیا - آپ سے مہر مین ہیں او سینا اللہ صلعم نے رسول اللہ

رسول اللہ صلعم کی عمر شریف پچیس سال کی اور بی بی خدیجہ کی ہو گئے - ان کا اسلام

کی تھی - ان بی بی کا انتقال ہجرت سے تین برس پہلے ہوا کرتے - پھر جب آپ کی عمر کے پورے

کے لوگ تاجر اور بڑے ذی مرتبہ تھے - ت سے مشرف فرمایا

مبحث دوم

مین اچھی طرح بیان

- رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور شروع کی سب سے اول

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یون تو محض اُمی تھے مس کے بعد حضرت ابوبکر

گار تھے ہمیشہ خندہ پیشانی اور اکثر خاموش رہتے طلحہ سعد بن ابی وقاص زبیر

نیک - اکثر اللہ سبحانہ وتعالے کا ذکر کیا کرتے - لغویات کبھی رسول اللہ کے پاس لائے

تھے - آپ کے نزدیک حقوق کے فیصلے کے وقت قریب قائم کی تھی، آپ اس

سب برابر تھے مساکین کو آپ دوست رکھتے کبھی فقیر کو فقر باب مین ہے - مترجم

نہ جاتے نہ کسی بادشاہ سے اُس کی بادشاہی کے سبب سے خوف کرتے تھے۔
پنے اصحاب مین الفت پیدا کرتے کوئی ایسا کام نہ کرتے جس سے کسی کو نفرت
پاس آکر بیٹھتا تو خود بھی بیٹھے رہتے کھڑا ہوتا تو آپ بھی کھڑے ہو جاتے
تو اُس وقت تک ہاتھ نہ کھینچتے جب تک کہ وہ شخص خود نہ جدا کرتا۔ یا
اپنے اصحاب کے حالات دریافت کرتے رہتے۔ انکسار سے زمین
سعادت نعلین مبارک کو خود ہی جھاڑ لیتے۔ کپڑون مین پیوند تک سی لیتے تھے۔
نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کو اپنے موقع پر دست مبارک سے رکھا
پہلے وفات پا چکے ۶ مین کعبہ کے احاطے کو چھوٹا سمجھکر اُسے گرا دیا اور پھر بنایا تھا۔
کونڈی برکت نامی نے رکھنے کی جگہ تک بنا چکے تو اُن مین حجر اسود کو لگانے کے متعلق
آپ کی عمر چھ سال اپنی جگہ پر کون رکھے۔ ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ یہ فخر صرف اُسے
اس کے بعد آپ۔ یہ ٹھیرا کہ حرم کے دروازے سے جو شخص اول آئے اُس کا فیصلہ
نے دیکھا تھا کہ اُن کا اتفاقاً رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سب سے اول اُس روز حرم مین
پیدا ہوا ہے۔ یہ کہا تھا کہ ضرور میرے حکم بنایا۔ آپ نے حکم دیا کہ ایک چادر لیجائے
عبد المطلب ۵۷۹ء مین ے اور ہر ایک قبیلے کے آدمی چادر کا کنارہ پکڑین اور اُٹھا کر
پرورش کے کفیل ہوئے لگانا ہے اُس جگہ تک بلند ہو جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا
کی عمر مین ملک شام کو لیا تو آپ نے اُسے اُس کی جگہ پر رکھدیا۔ اُس وقت آپ کی
سے ملاقات ہوئی بحیرا
چلے جائیے یہودان کے دشمن کثیر العیال تھے اور قریش کو ایک بار سخت قحط کا سامنا
شخص ہونگے۔ چنانچہ ابوطالب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دوسرے چچا عباس سے
چودہ سال کی عمر مین ۱۴ ابوطالب کثیر العیال ہین چلو اُن کا ہم تم کچھ بوجھ بٹا لین۔ اور
تھے۔ یہ جنگ قبیلہ کسی کو ہم پرورش کے لیے لے لین یہ دونو صاحب بیٹا

کے پاس پہونچے اور اپنا ارادہ بیان کیا۔ ابو طالب نے کہا کہ عقیل کو تو میرے پاس
رہنے دیجیے اور جسے چاہیے لیجائیے۔ عرضکہ عباسؓ نے جعفرؓ کو اور نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے علیؓ کو پرورش کے لئے لیا ہے۔ اس لی باپین سوا ذرہی کا لہنا مانو۔ یہ سن کر ایک
رسول اللہ صلعم کی تربیت میں ورا ابوطالب سے دل لگی کے طور پر کہنے لگے۔ یہ شخص بلکہ
زید کو خرید کر آزاد فرما دیا تھا۔ آرت پر کان دھرو اور اُس کا کہنا مانو۔ ایس
کوئی ایسا کام آپ نے نہین کیے عرب کے معبودون کو بُرا کہنا شروع کیا اور باد نے
ایک جماعت قریش کے شرفا بین ہین۔ اس سے بجز اُن لوگون کے جو مسلمان ہو گئے وہ بنی
اور وہ اس غرض سے قائم کی گئی تھی لے اور کہنے لگے۔ کہ ابوطالب تیرا بھتیجا ہمارے کا معاملہ
کسی دوسرے پر ظلم و زیادتی نہ کرسکے ہماری اولاد کو گمراہ کرتا ہے یا تو تم اُسے منع
مبحث الگ ہو جاؤ۔ ہم اُسے خود سیدھا کرلیں گے کمان

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور تبلیغ رسالت پر بھی رسول اللہ صلعم نے رسول اللہ

اب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خلوت کو پسند کرنے میں ہی ہو گئے۔ ان کا اسلام
مین ایک ماہ کامل تک غار حرا مین تن تنہا جا کر رہا کرتے۔ پھر جب آپ کی عمر کے پورے
چالیس سال گذر گئے تو اللہ تعالے نے آپ کو خلعتِ رسالت سے مشرف فرمایا
وحی نازل ہوئی۔ اس کے نزول کا حال حدیث "بدء الوحی" مین اچھی طرح بیان
کیا گیا ہے[۲]۔ نزول وحی کے بعد آپ نے اسلام کی دعوت شروع کی سب سے اول
بی بی خدیجہؓ اسلام لائین پھر علیؓ۔ پھر زیدؓ آپ کے مولے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ
ان نے حضرت عثمانؓ بن عفان، عبدالرحمنؓ بن عوف، سعدؓ بن ابی وقاص، زبیرؓ
بن العوامؓ اور طلحہؓ بن عبدالرحمن کو اسلام کی ترغیب دی اور رسول اللہ کے پاس لائے

---

[۱] یہ جماعت آپ نے نہین قائم کی تھی۔ مکہ کے اور چند نیک دل لوگوں نے قائم کی تھی، آپ اس
جماعت مین شریک البتہ تھے، سلیمان۔ [۲] یہ حدیث صحیح بخاری کے پہلے باب مین ہے۔ مترجم

یہ سب لوگ مسلمان ہو گئے - پھر حضرت ابوعبیدہ عامر بن عبداللہ بن الجراح - عبیدہ
بن الحرث - سعید بن زید بن عمرو بن نفیل - عبدالعزیٰ - عبداللہ بن مسعود - عمار
پاس [illegible] پیچھے رہتے کھڑا ہوتا تو آپ

تو اس وقت تک ہاتھ نہ کھینچتے جب تک کینہ طور پر کرتے رہے پھر
اپنے اصحاب کے حالات دریافت کرنے کا حکم ہوا - اور یہ آیت
نعلین مبارک کو خود ہی جھاڑ لیتے - کپڑوں کے رشتہ داروں کو عذاب خدا سعادت
نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کو اپنے موقعہ سے کہا کہ کھانا پکاؤ اور بنی طالب
پہلے وفات پاتے ہیں کعبہ کے احاطے کو چھوٹا سمجھ کیا دو دن - اس دعوت میں چالیس
کونڈی برکت نا تے رکھنے کی جگہ تک بنا چکے تو م - اور عباسؓ بھی تھے - اور ابولہب
آپ کی عمر چھ سال اپنی جگہ پر کون رکھے - بھری سے اٹھ کر بولا " او ہو اس شخص نے کیسا
اس کے بعد آپ ریہ پھر اکہ حرم سو سن کر تمام لوگ چل دیے - دوسرے روز حضرت علیؑ
کے لیے تھا کہ ان تھا مگر سب لوگوں کو جمع کر کے کھلایا - آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے ان لوگوں سے کہا :-

"میں آپ سے ایک ایسی اچھی بات کہتا ہوں کہ کسی نے آج تک عرب میں
اپنی قوم سے ہرگز نہ کہی ہوگی - اس میں دنیا و دین دونوں کا فائدہ ہے -
اللہ تعالے نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ایک بات کی طرف تم سب کو بلاؤں
تم میں کون ایسا ہے جو اس کام میں میرا شریک ہوتا ہے وہ میرا بھائی
اور وصی اور خلیفہ بن کر تمھارے درمیان رہے گا"

اس پر سب لوگ خاموش رہے کسی نے جواب نہ دیا حضرت علیؑ کہتے ہیں میں نے کہا
گو میں ان سب میں عمر کے لحاظ سے چھوٹا ہوں - آنکھوں میں میری سب سے زیادہ

۱؎ یہ روایت مصنف نے احتیاطاً روایت کی ہے الفاظ دربارۂ وصی اور خلیفہ کے بولنے کا یہ کون محل تھا، عہد نبوت میں
یہ الفاظ پیدا ہی نہیں ہوئے تھے ۔ مترجم

میل رہتا ہے۔ سب سے بڑا بیٹا ہے۔ ساقین سب سے زیادہ تیلی ہین۔ مگر اپنی ابتدبن خدا مین شریک ہونگا" اس پر رسول اللہ نے حضرت علیؑ کی گردن پکڑ کر فرمایا " یہ میرا بھیا بھائی اور وصی اور تم مین خلیفہ ہے۔ اس کی باتین سنو اور اس کا کہا مانو" یہ سن کر ایک لوگ ہنستے ہوئے چل دیے اور ابوطالب سے دل لگی کے طور پر کہنے لگے۔ یہ شخص بلکہ کہتا ہے کہ تم اپنے بیٹے کی بات پر کان دھرو اور اُس کا کہنا مانو۔ ایس

اس کے بعد رسول اللہ نے عرب کے معبودون کو بُرا کہنا شروع کیا اور بنیادنے کہ یہ سب کفر و ضلالت کی باتین ہین۔ اس سے بجز اُن لوگون کے جو مسلمان ہو گئے وہ بنی تھے سب لوگ آپ سے عداوت کرنے لگے اور کہنے لگے۔ کہ ابوطالب تیرا بھتیجا ہمارے کا معاملہ دین کو بُرا کہتا ہم کو نادان بتلاتا ہے اور ہماری اولاد کو گمراہ کرتا ہے یا تو تم اُسے منع نہین تو ہمارے اور اُس کے درمیان سے الگ ہو جاؤ۔ ہم اُسے خود سیدھا کر لیں گے۔ یک مان مگر ابوطالب نے نرمی سے اُنھین سمجھا دیا۔ پھر جب اس پر بھی رسول اللہ صلعم نے رسول اللہ باتون پر جمے رہے تو اُن کو زیادہ غصہ آیا۔ وہ ابوطالب کے پاس پھر ہو گئے۔ ان کا اسلام کہ تم اُسے منع نہین کرتے تو ہم تم سے لڑین گے۔ اور اُس وقت بہر آنکھے۔ حضرت عمرؓ پہلے نبی مین اور تم مین سے ایک مارا نہ جائے۔ ابوطالب نے اس قدر نے تجویز کر رکھا تھا کہ آپ کو گمان ہوا کہ اُن کے چچا اُن کی حمایت سے الگ

فرمایا " چچا جان! اگر یہ لوگ آفتاب میرے دہنے ہاتھ پر کہ مکّے والے سب مسلمان ہو گئے ہاتھ مین رکھ دین تب بھی مین یہ مذہب نہ چھوڑون گا۔ آپ اگر میرا ساتھ جب مکّے کے قریب نہ دیجیے" اور یہ کہکر اُن کے پاس سے چل دیے۔ لیکن ابوطالب نے آپ جب رسول اللہ اور کہا " بھتیجے جو تمھارا جی چاہے کہو مین تمھارا ساتھ کبھی نہ چھوڑونگا۔ ہر حالت بعد بی بی تمھارے ساتھ ہون" اس پر ہر قبیلہ نے ان لوگون کو ستانا شروع کیا جو اُس مین سے رسول اللہ مسلمان ہو گئے تھے۔ ابوطالب کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلعم کی حمایت پر کھڑا کر دیا۔ اور عقبہ بن

مبحث چہارم

قریش کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینا اور
آپ کا دوسرے نکاح کرنا۔ اور آپ کی اولاد وغیرہ

اہل قریش اُن لوگون کو جو مسلمان ہو گئے تھے ایک مکان مین جو اسی غرض سے بنایا گیا تھا لے جا کر ایذائین دیا کرتے تھے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ) سب و شتم کیا کرتے تھے اور بیت اللہ کے طواف کے وقت آپ کو دھمکیان دیتے تھے۔ جو آپ کا کہنا مانتا اُسے بہت تکلیف دیتے۔ اور کہا کرتے تھے کہ جابر نصرانی مکہ مین آپ کو قرآن کی آیتین بتایا کرتا ہے۔ اسی پر یہ آیت نازل ہوئی لَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ترجمہ اور ہم کو تحقیق معلوم ہوا ہے کہ کافر اس کی نسبت یہ بیان کرتے ہین کہ اس شخص کو کوئی آدمی سکھایا کرتا ہے سو جس شخص کی طرف سکھانے کی نسبت کرتے ہین وہ تو عجمی ہے اور یہ قرآن صاف عربی زبان مین ہے۔

جب مسلمانون کی اذیت کی نوبت انتہا کو پہونچ گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن مسلمانون کو جن کے خاندان اُن کی حمایت کے قابل نہ تھے حکم دیدیا کہ وہ حبش کو چلے جائین۔ مسلمان یکے بعد دیگرے ہجرت کرنے لگے رفتہ رفتہ ۸۳ مرد اور عورتون نے چھوٹے بچون کے سوا ترک وطن کرکے حبش مین سکونت اختیار کی۔ قریش کو یہ امر ناگوار گذرا۔ انھون نے عبداللہ بن ربیعہ اور عمرو بن العاص کو تحفے دیکر نجاشی بادشاہ حبش کے پاس بھیجا کہ مہاجرین مکہ کو وہ اُن کے حوالہ کردے تاکہ انھین پکڑ کر مکہ لے آئین۔ لیکن نجاشی نے نہ مانا۔ ابن العاص نے نجاشی کو مسلمانون پر غصہ دلانے کے واسطے اُس سے کہا کہ آپ ذرا مسلمانون سے یہ تو

پوچھیے وہ حضرت عیسیٰ کے باب مین کیا کیا بری باتین کہتے ہین (یعنی وہ اُنھین خدا اور خدا کا بیٹا نہین بتاتے بلکہ آدمی کہتے ہین) نجاشی نے مسلمانون سے پوچھا اہل اسلام نے کہا قرآن مین ہے کہ وہ اللہ کے کلمہ ہین جسے اللہ تعالے نے ایک کنواری بی بی مریم کی طرف ڈالا تھا۔ نجاشی نے اُس سے کچھ انکار نہین کیا۔ بلکہ انھین اپنی پناہ مین رکھا۔ اور حفاظت کا ذمہ لیا۔ مجبوراً قریش کے سفیر ہدیہ واپس لیکر ناکامیاب مکے کو چلے آئے۔ قریش کو اب یقین ہو گیا کہ اسلام کو ترقی ہونے لگی ہے۔ انھون نے اس کی روک تھام کی یہ تجویز نکالی۔ کہ باہم عہد کر لیا کہ وہ بنی ہاشم و بنی مطلب سے نہ تو نکاح بیاہ کرین گے اور نہ ان سے خرید و فروخت کا معاملہ کرین گے۔ اور اس امر کا ایک عہدنامہ لکھکر خانۂ کعبہ پر لٹکا دیا۔

پھر حضرت حمزہ رسول اللہ کے چچا اسلام لائے۔ اور ابوجہل کے سر پر ایک کمان اس زور سے ماری جس سے اُسکا سر پھٹ گیا اور خون نکل آیا۔ ابوجہل نے رسول اللہ کو (معاذ اللہ) سب و شتم سے یاد کیا تھا پھر حضرت عمرؓ مسلمان ہو گئے۔ ان کا اسلام لانا تھا کہ قریش کے بدنون پر لرزہ چھا گیا خوف سے گھبرا اُٹھے۔ حضرت عمرؓ پہلے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بڑے سخت دشمن تھے مگر قضا و قدر نے تجویز کر رکھا تھا کہ اسلام کی قوت اُنھین سے قائم ہو گی۔

اسی زمانہ مین مہاجرین حبش کو ایک خبر پہونچی کہ مکے والے سب مسلمان ہو گئے ہین۔ خوشی کے باعث سنتے ہی تینتیس آدمی وہان سے چل دیے مگر جب مکے کے قریب پہونچے تو معلوم ہوا کہ وہ خبر غلط ہے۔ مجبوراً مکہ مین چھپ کر آئے۔ ابوطالب جو رسول اللہ کی ہمیشہ حمایت کیا کرتے تھے شوال سنہ قبل ہجرۃ مین مر گئے۔ اُس کے بعد بی بی خدیجۃ الکبرے نے بھی اسی سال رحلت فرمائی۔ ان دونون موتون سے رسول اللہ کو بڑا صدمہ پہونچا۔ اب کفار قریش خصوصاً ابولہب۔ حکم بن العاصی۔ اور عقبہ بن

ابی معیط۔ آپ کو بہت ستانے لگے۔ یہ لوگ آپ کے پڑوسی تھے۔ نماز کے اور کھانے کے وقت آپ پر نجاست ڈال دیا کرتے تھے۔ گھبرا کر آپ طائف کو چلے گئے جہاں بنی ثقیف رہتے تھے۔ اُنھیں اسلام کی دعوت کی ان کم بختون نے اسلام لانا تو درکنار۔ اور اپنے بدمعاشون اور غلامون کو بھڑکا دیا وہ رسول اللہ کو گالیان دینے اور آپ کے پیچھے غل مچانے لگے۔ اور یہان تک تنگ کیا کہ آپ ایک باغ کی دیوار کے تلے جا کر پناہ گیر ہوئے پھر جب یہ وہ شریر لوٹ گئے تو آپ نے اللہ تعالے سے دعا مانگی جس کے الفاظ یہ ہین۔ اَللّٰھُمَّ اَشْکُوْ ضُعْفَ قُوَّتِیْ وَقِلَّۃَ حِیْلَتِیْ وَ ھَوَانِیْ عَلَی النَّاسِ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ وَاَنْتَ رَبِّیْ اِلٰی مَنْ تَکِلُنِیْ اِنْ لَّمْ تَکُنْ عَلَیَّ غَضْبَانًا فَلَا اُبَالِیْ، پھر رسول اللہ صلعم مکہ تشریف لے آئے۔ اب آپ کی قوم پہلے سے بھی زیادہ برسر فساد تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی خدیجۃ الکبریٰ کی وفات کے بعد سیدہ عائشہ بنت ابی بکر الصدیق سے ہجرت کے قبل ہی نکاح کیا تھا۔ لیکن ہجرت سے آٹھ ماہ بعد وہ آپ کے مکان مین داخل ہوئین اس وقت اُن کی نو۹ سال کی عمر تھی۔ کل بی بیان آپ کی پندرہ[1] تھین مگر گیارہ یا تیرہ سے ہم بستری کی نوبت پہونچی تھی۔ کل اولاد آپ کی بی بی خدیجہ ہی کے بطن اقدس سے تھی صرف ایک صاحبزادہ ابراہیم بی بی ماریہ قبطیہ کے بطن سے تھے۔ یہ صاحبزادہ ہجرت کے آٹھوین سال ذی الحجہ مین پیدا ہوئے اور سنہ ہجری مین انتقال کر گئے۔ بی بی خدیجہ کی اولاد ذکور مین قاسم اور عبداللہ تھے جن کا لقب طیب و طاہر تھا۔ یہ دونون صغرسنی ہی مین مر گئے۔ اور اولاد اناث مین بی بی فاطمہ جو حضرت علی کو بیاہی گئی تھین اور بی بی زینب جن کی شادی ابوالعاص سے ہوئی تھی یہ تھین رسول اللہ

[1] یہ تعداد مختلف زمانون کی ایک کر دی گئی ہے۔

نے اپنے شوہر سے الگ کر لیا تھا۔ لیکن جب وہ مسلمان ہو گئے تو پہلے ہی نکاح سے پھر اُن کے حوالے کر دیا۔ تیسری بیٹی بی بی رقیہ اور چوتھی بی بی ام کلثوم تھین جو یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ بن عفان کو منسوب ہوئی تھین۔

مبحث پنجم

معجزات نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس کی نسبت اہل سنت اور معتزلہ مین اختلاف ہے۔ بتون کا توڑنا۔ اور حضرت عمرؓ کا اسلام

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو طالب کی وفات سے پہلے یا بعد ۱۲ سنہ قبل ہجرت مین جسم ظاہری یا صرف روح کے ساتھ رات کو آسمانون اور عالم علوی کی سیر کرائی گئی جس کو معراج کہتے ہین۔ اس مین یہ اختلاف ہے کہ یہ واقعہ جسمانی تھا۔ یا روحانی[1] لیکن اب تو جس قدر عقلا ہین وہ اسے روحانی واقعہ بتاتے ہین اور آپ کا سب سے بڑا مشہور معجزہ قرآن کریم ہے۔ آپ کے زمانے مین فصاحت و بلاغت کا تمام عرب اور قوم قریش مین بڑا چرچا تھا۔ وہ حسنِ کلام پر فریفتہ تھے۔ اسی بات پر آپس مین فخر کرتے۔ اور بحثین رہا کرتی تھین۔ خدائے تعالے نے آپ کو یہ معجزہ اُسی طرح عنایت کیا تھا جیسے حضرت مسیحؑ کو احیائے موتے کا معجزہ دیا تھا کیونکہ حضرت مسیحؑ کے زمانے مین طب کا بڑا شہرہ تھا اور حضرت موسیٰؑ کو اژدہا کا معجزہ دیا تھا اُن کے زمانے مین جادو کا بڑا شور تھا۔ اور حضرت داؤدؑ کو خوش الحان بنایا تھا۔ اُن کے وقت مین خوش آوازی کی بڑی قدر تھی۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگون کو جو بتون کی پرستش کرتے تھے سورۂ حٰم السجدہ اول سے تیسرے رکوع کے آخر تک سنائی جس کسی کو اللہ تعالےٰ چاہتا تھا کہ ہدایت کرے وہ قرآن کو سنتا اور مسلمان ہو جاتا تھا چنانچہ حضرت

[1] مسلمانون کا جمہور اعظم اس کو جسمانی مانتا ہے۔ مترجم

عمر بن الخطاب قرآن ہی سن کر ایمان لائے وہ ایک روز تلوار کندھے پر ڈال نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے قتل کو چلے کسی نے راستے مین کہا۔ ایسا نہ کرو نہین تو بنی عبد مناف بھین زندہ نہ چھوڑین گے۔ پہلے خباب اور اپنی بہن اور اپنے چچا کے بیٹے سعید بن زید کی تو خبر لو جو مسلمان ہو گئے ہین۔ حضرت عمر لوٹ کر ان کے مکان پر پہونچے۔ تو یہ لوگ باواز بلند سورہ طٰہٰ پڑھ رہے تھے حضرت عمر کی آہٹ پاکر خاموش ہو گئے۔ اُنھون نے گھر مین داخل ہوتے ہی پوچھا کہ تم کیا پڑھ رہے تھے سب نے انکار کیا کچھ بھی نہین تھا۔ اس پر حضرت عمر نے اپنی بہن کو ایسا مارا کہ اُن کے خون نکل آیا۔ پھر کہا کہ مجھے دکھاؤ تو کہ تم کیا پڑھتے ہو۔ بہن کو خوف ہوا کہ کہین حضرت عمر نوشتہ کو لیکر پھاڑ نہ ڈالین اور اُن سے وعدہ لیکر کہ وہ اُسے پھر واپس کر دینگے لاکر دکھا دیا۔ حضرت عمر پڑھتے ہی بول اُٹھے۔ یہ تو بہت ہی اچھا کلام ہے اور اُسکی تعظیم کی۔ پھر رسول اللہ صلعم کے پاس جاکر مشرف بہ اسلام ہوے۔

مبحث ششم

(رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا قبائل عرب پر اپنی نبوت کا اظہار کرنا۔ ابتداے معاملۂ انصار اور بیعت عقبہ کے دو موقعے)

حج کے ایام مین جناب رسالت مآب قبائل عرب کے سامنے اپنے کو پیش کیا کرتے تھے۔ جب اللہ تعالے کو منظور ہوا کہ وہ اپنے دین پاک کو شائع کرے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم موسم حج مین قبائل عرب کو دعوت کرنے کے لیے نکلے عقبہ کے مقام پر آپ کو قبیلۂ خزرج (یثرب) کے چھ آدمی ملے۔ آپ نے اُنھین بھی قرآن سنایا۔ وہ ایمان لائے۔ اور مدینے کو لوٹ گئے۔ اور دوسرے لوگون کو وہان اسلام کی دعوت کرنے لگے۔ جب دوسرا سال ہوا تو آپ پھر حسب دستور موسم حج مین نکلے۔ اس مرتبہ انصار کے بارہ آدمیون نے آپ سے بیعت کی۔ یہ عقبہ کے مقام پر

پہلی بیعت تھی۔ ان بارہ آدمیوں کے ہمراہ آپ نے مصعب بن عمیر کو مدینہ بھیج دیا کہ وہاں جاکر وہ اُنھیں قرآن سکھائیں۔ ان کے جانے پر امیّہ بن زید کے گھر کے سوا مدینہ کے تمام گھرانے مسلمان ہو گئے پھر دوسرے سال مصعب بن عمیر سالہ ۱۳ بعثت نبوی میں مکے آئے۔ اور اُن کے ساتھ اَوس اور خزرج کے تہتر مرد اور دو عورتین بھی آئیں۔ یہ سب مسلمان تھے۔ اور ان کے علاوہ باقی کفار تھے۔ یہ مسلمان چھپ کر رسول اللہ صلعم سے ملے۔ اور ایک شب کو ایام تشریق میں عقبہ کے مقام پر جمع ہوئے۔ اور پوچھا کہ اگر ہم آپ کی حفاظت کرنے میں مارے جائیں تو ہمیں کیا فائدہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالی جنت دیگا۔ سب نے رسول اللہ سے اسی پر بیعت کی اور مدینے کو لوٹ گئے۔ یہ عقبہ کی بیعت ثانیہ تھی۔ پھر رسول اللہ نے اپنے اصحاب کو ہجرت کا حکم دیا۔ اور لوگ مدینے کو ہجرت کرکے چلے گئے صرف نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس انتظار میں رہے کہ خدا تعالی کی طرف سے آپ کو ہجرت کا کب حکم ہوتا ہے۔ اس وقت آپ کے ساتھ علیؓ اور ابوبکرؓ بھی مکہ ہی میں تھے۔

مبحث ہفتم

:- نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینے کو :-

جب قریش کو یہ معلوم ہوا۔ کہ مدینہ میں رسول اللہ صلعم کے انصار و مددگار ہیں اور مکہ کے مسلمان بھی وہاں چلے گئے ہیں تو انھیں اندیشہ پیدا ہوا۔ کہ کہیں آپ بھی مدینہ نہ چلے جائیں۔ سب نے مل کر اس باب میں مشورہ کیا۔ اور یہ رائے قرار پائی کہ آپ کو قتل کر دیا جائے مگر سب قبائل کے آدمی متفق ہو کر ایک دم سے ماریں کہ آپ کا خون سب کے ذمہ عائد ہو جس کا مقابلہ اور انتقام دشوار ہو جائے جبریل نے آکر سب حال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہدیا۔ آپ نے حضرت علیؓ کو حکم دیا

کہ وہ آپ کی چادر مبارک اوڑھکر آپ کی جگہ پر سو رہین - اور جن جن لوگون کی امانتین آپ کے پاس تھین وہ بھی اُن کے حوالے کردین کہ آپ کے تشریف لے جانے کے بعد اُن کے مالکون کو حوالہ کردین - پھر خود آپ مکان سے باہر نکلے دشمن دروازہ پر منتظر تھے - آپ نے سورۂ یٰسٓ پڑھنا شروع کی - اور فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ (ہم نے اُنھین ڈھانک لیا تو وہ نہین دیکھتے) تک پہنچ کر اُسے دُہراتے گئے اور سب اعدا کے سرون پر خاک ڈال کر نکلے چلے گئے کسی کو معلوم بھی نہ ہوا کہ آپ کب گئے -

اپنے مکان سے نکل کر آپ حضرت ابوبکرؓ کے مکان پر گئے اور اُن سے کہا کہ اللہ تعالے نے مجھے ہجرت کا اذن دیدیا ہے - پھر دونون صاحب غار ثور مین جاکر چھپ گئے - بروز شنبہ پنجم ربیع الاول ۱ ہجری - تین روز کے بعد غار سے نکل کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اس سفر مین حضرت ابوبکرؓ اور عامر بن فہیرہ حضرت ابوبکرؓ کے مولے اور ایک کافر عبداللہ بن اریقط - تین شخص آپ کے ساتھ تھے - ابن اریقط کو رہنمائی کے لیے ہمراہ لے لیا تھا - قریش نے رسول اللہ صلعم کے تعاقب مین سُراقہ کو بھیجا تھا لیکن اللہ تعالے نے اُس سے آپ کو نجات دی - اور آپ یوم دوشنبہ ۱۲ ماہ مذکور کو نماز ظہر کے وقت مدینے پہنچ گئے - پہلے آپ نے قُبا مین قیام فرمایا - اور وہان ایک مسجد کی بنیاد قائم کی - اس کے بعد جب علی ابن ابی طالب بھی وہان آگئے تو آپ بروز جمعہ قُبا سے نکلے اور مدینے مین داخل ہوئے وہان جس شخص کے مکان پر آپ کا گذر ہوتا ہر ایک انصاری یہی کہتا کہ یا رسول اللہ تشریف لائیے - اور لوگ ناقہ کا راستہ گھیر گھیر لیتے تھے - مگر آپ نے فرمایا اُسے چھوڑ دو کیونکہ خدا نے اُسے حکم دیدیا ہے اور وہ حکم کے موافق خود اپنی جگہ چلی جائیگی آخرکار اونٹنی اُس مقام پر جا کر بیٹھی جہان اب مسجد نبوی صلعم ہے - اور آپ اُتر کر ابوایوب

انصاری کے گھر مین اُس وقت تک مقیم رہے کہ آپ کے لیے مسجد اور رہنے کا مکان بن گیا۔ یہ زمین آپ نے خود مول لی تھی۔

مدینہ کا قدیمی نام یثرب تھا۔ آپ نے اُس کا نام بدل کر مدینہ[1] کر دیا۔ اوس و خزرج کے قبائل کا نام انصار اور مکہ کے مسلمانون کا نام مہاجرین رکھا۔ حضرت علیؓ کو اپنا بھائی بنایا اور باقی مہاجرین و انصار کے باہم اخوت قائم کر دی اور دین اسلام کی شریعت تلقین کرنے لگے۔ تمام مخلوق آپ کے افعال و اقوال کی تقلید کرتی۔ اور ہر ایک معاملہ مین حکم کے لیے آپ کے پاس آتی تھی۔ ۳ سنہ ہجری کے قبل لوگون نے آپ سے یہ بیعت کی تھی۔ کہ اللہ تعالے کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرین گے۔ چوری۔ زنا۔ اور اپنی اولاد کے قتل سے بچین گے۔ معاملات نیک نیتی سے کرین گے۔ یہود اور اُن کے مال و متاع کو امن سے رہنے دین گے۔ سلمان فارسی اور عبداللہ بن سلام بھی مسلمان ہو گئے۔ اس سے اسلام کی عزت زیادہ ہو گئی لیکن یہود نے منافقین کا ساتھ دیا اور سازشین کرنے لگے۔

قریش نے بھی مسلمانون پر تشدد شروع کیا۔ اپنے شعرا کو بھڑکایا کہ وہ آپ کی ہجو کرین۔ آپ نے بھی قبیلہ خزرج مین سے حسان بن ثابت کعب بن مالک، اور عبداللہ بن رواحہ کو جواب دینے کے لیے مقرر کیا۔ روزہ۔ زکوۃ کو شریعت کا ایک رکن قرار دیا۔ نماز کے لیے بجاے بیت المقدس کے کعبہ کی سمت معین کی گئی۔ اذان کے واسطے ۲ سنہ ہجری مین وحی نازل ہوئی۔ اسی سنہ مین آپ نے عبداللہ بن جحش اسدی کو آٹھ دیگر آدمیون کے ساتھ نخلہ کی طرف قریش کی خبر دریافت کرنے کے لیے بھیجا۔ یہ مقام مکہ اور طائف کے درمیان ہے۔ راستہ مین قریش کا ایک قافلہ ان پر گذرا اور اُسے انھون نے لوٹ لیا۔ اور دو آدمیون کو دوشنبہ کے روز شام

[1] یثرب بدل کر آپ نے طیبہ کر دیا تھا، عام مسلمان مدینۃ النبی "پیغمبر کا شہر" کہا کرتے تھے اسکا مخفف مدینہ رہگیا۔ مترجم

کے وقت جمادی الاخریٰ کے اخیر روز گرفتار بھی کرلیا۔ اس سے بعض لوگون کو یہ شبہہ ہوا کہ یہ واقعہ ماہ رجب مین ہوا ہے جو ماہ حرام مین سے ہے اور کفار نے ماہ حرام کی حرمت نہ کرنے پر مسلمانون کو ملامت کی اس پر یہ آیت نازل ہوئی ——

(یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ۖ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ۖ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ)

(اے پیغمبر لوگ تم سے پوچھتے ہین کہ مہینے حرام مین لڑائی کی نسبت کیا حکم ہے۔ کہدو اُن مین لڑنا بڑا گناہ ہے۔ اللہ کی راہ سے روکنا اور اُس سے کفر اور مسجد حرام سے انکار کرنا ہے۔ لیکن اُس کے لوگون کو اُس سے نکال دینا اللہ کے نزدیک اُس سے بھی بڑا گناہ ہے۔ اور فتنہ و فساد تو قتل سے بھی بڑھکر برا ہے)

مبحث ہشتم

:- (رسول اللہ صلعم کا جہاد کے لیے حکم دینا اور غزوہ بدر کا حال)

آپ کا سب سے اول غزوہ غزوہ بدر ہے۔ اُس کی تفصیل یون ہے کہ ابوسفیان بن حرب اور قریش کے تیس آدمی مع مال سے لدے ہوے اونٹون کے ملک شام سے آرہے تھے۔ رسول اللہ صلعم نے مسلمانون کو اُن کی طرف جانے کی تحریک کی۔ ابوسفیان نے اس کی خبر سنتے ہی مکہ سے مدد منگائی۔ اور ابوجہل ساڑھے ۹۵۰ نو سو آدمی لیکر مدینے کی طرف چلا۔ اس جمعیت مین ایک سو سوار بھی تھے۔ رسول اللہ صلعم بھی تین سو تیرہ ۳۱۳ آدمی لیکر ۳۔ رمضان سنہ ۲ ہجری کو مدینہ سے نکلے۔ آپ کے ساتھ فقط دو سوار تھے۔ اور ستر اونٹ جن پر باری باری سے لوگ سوار ہو لیتے تھے۔ آپ بدر کے مقام پر جاکر اُترے۔ جہان آپ کے اور حضرت ابوبکرؓ کے واسطے ایک عریش (منڈھیا) بنادی گئی۔ یہ دونون اُس مین بیٹھے۔ باقی لوگ لڑنے کھڑے ہوے۔ ابوجہل بھی بدر مین آپہونچا۔ مشرکین مین سے عتبہ۔ و شیبہ۔ ربیعہ کے بیٹے اور ولید بن عقبہ پہلے

میدان جنگ مین نکلے اور مبارز طلب کیا۔ رسول اللہ صلعم نے علی بن ابی طالب
حمزہؓ اپنے چچا۔ اور عبیدہ بن الحارث بن عبد المطلب اپنے چچازاد بھائی کو اُن کے
مقابلہ کا حکم دیا۔ حمزہؓ نے شیبہ کو۔ اور علیؓ نے ولید کو قتل کردیا۔ پھر دونون نے عتبہ
پر حملہ کرکے اُسے بھی مار ڈالا۔ عبیدہ کو جن کی ٹانگ کٹ گئی تھی میدان سے زندہ
اُٹھا لائے مگر وہ سپاہ اسلام کے کیمپ مین آکر مر گئے۔ صبح کو جمعہ کے روز بتاریخ ۱۷۔
رمضان بڑی گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ رسول اللہ صلعم عریش سے نکل آئے اور
قتال کے واسطے مسلمانون کو جوش دلایا۔ مٹھی بھر کنکریان قریش کی طرف پھینک کر
فرمایا۔ اُن کے مُنہ کالے ہو گئے۔ پھر اپنے اصحاب کو حملہ کا حکم دیا۔ قریش کو شکست
ہوئی۔ اُن کے ستر آدمی مارے گئے جن مین ابوجہل بھی تھا۔ اور ستر آدمی گرفتار
ہوئے جن مین عباس رسول اللہ کے چچا اور عباس کے بھائیون کے دو بیٹے عقیل
بن ابی طالب حضرت علیؓ کے بھائی اور نوفل بن الحارث بن عبد المطلب بھی تھے
صنادید قریش مین سے چوبیس آدمیون کی لاشین بدر کے ایک گڑھے مین ڈالدین[1]
اسی غزوہ مین یہ آیت اللہ تعالے کے یہان سے نازل ہوئی تھی "اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ
رَبَّکُمْ فَاسْتَجَابَ لَکُمْ اَنِّیْ مُمِدُّکُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَةِ" یہ وہ وقت تھا کہ تم اپنے
پروردگار کے سامنے فریاد کرتے تھے۔ اُس نے تمھاری فریاد سُن لی اور فرمایا کہ
ہم تمھاری ہزار فرشتون سے مدد کرین گے)

غزوۂ بنی قینقاع

یہ لوگ یہود تھے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے انھون نے عہد توڑ دیا تھا
آپ نصف شوال سنہ ۲ ہجری مین ان کی طرف لشکر لیکر نکلے پندرہ روز تک انکا
محاصرہ کیا۔ اس [illegible] اُن لوگون نے بلا شرط ہتھیار ڈال دیے۔

[1] کیونکہ اس وقت ہر [illegible] پہ بھا [illegible] علیحدہ قبر کھودنا ممکن نہ تھا منہم [illegible] بھیجین اور وہان [illegible]

غزوۃ السویق

بدر مین قریش کے جو آدمی مارے گئے تھے۔ ابوسفیان نے قسم کھائی تھی۔
کہ جب تک رسول اللہ صلعم پر چڑھائی کر کے اُن کا انتقام نہ لے لونگا تب تک
خوشبو نہ لگاؤنگا اور نہ عورتون کے پاس جاؤنگا۔ وہ اس جوش مین لشکر لے کر
مدینے کی طرف چلا۔ کچھ لوگ مدینے کو اُس نے روانہ کیے جنھون نے انصار کے
چند آدمی قتل کر دیے۔ رسول اللہ صلعم دو سو سوار سے نکلے اور ابوسفیان کے
تعاقب مین چلے۔ مگر وہ اپنے ساتھیون کو لیکر نہایت سرعت سے نکل گیا اور فرار
مین بوجھ سے ہلکا ہونے کے لیے راستے مین بہت سے ستّوون کے تھیلے ڈالتا گیا
اسی وجہ سے اس غزوہ کا نام "غزوۃ السویق" یعنی ستّوون کا معرکہ شہرت پا گیا۔

مبحث نہم

:- رسول اللہ صلعم کے چند دیگر غزوات -:

غزوۂ اُحد

۴۔ شوال ۳ھ ہجری کو بروز چہارشنبہ ابوسفیان تین ہزار قریش کے دلاورون
کو لیکر نکلا اور ذی الحلیفہ مین پہونچا۔ اُس کی بی بی ہند بن عتبہ بھی اُس کے ساتھ تھی
اور پندرہ عورتین اور بھی تھین یہ دف بجاتین اور بدر کے مقتولین پر نوحہ و بَین کرتی
جاتی تھین۔ اور اس طرح مشرکین کو مسلمانون سے لڑنے کی ترغیب دیتی تھین۔
رسول اللہ بھی یہ خبر سن کر ایک ہزار آدمی کی جمعیّت سے روانہ ہوے۔ انھین عبداللہ
بن اُبَیّ منافق بھی تھا جس کے ماتحت تین سو منافق تھے۔ یہ لوگ راستے سے لوٹ
گئے اور رسول اللہ صلعم صرف سات سو آدمیون کے ساتھ آگے بڑھکر وادی احد
کے پاس پہونچے۔ پہاڑ کی طرف پشت کرکے لڑائی کے لیے [illegible] شوال
کو فریقین مین لڑائی ہوئی۔ حضرت حمزہ رضؓ عم [illegible] نے [illegible] اور دا[illegible] مشرکین کو قتل کر دیا

پھر سباع بن عبد العزی کو قتل کرنے مین مشغول تھے کہ جبیر ابن مطعم کے حبشی غلام وحشی نے آکر اُنھین قتل کر ڈالا - ادھر ابن قمیئہ اللیثی نے مصعب بن عمیر حامل لواء المسلمین کو مار ڈالا اور غلطی سے سمجھا کہ اُس نے رسول اللہ صلعم کو مارا ہے - رسول اللہ نے اسکے بعد لواء حضرت علیؓ کے ہاتھ مین دیدیا - اب مشرکین کو شکست ہو گئی - مسلمان تیر اندازون نے غنیم کی شکست کو دیکھکر غنیمت کا لالچ کیا - اور اپنی جگہ سے جہان جمے رہنے کا اُنھین حکم دیا گیا تھا لوٹ کا مال حاصل کرنے کے لیے چلے گئے - خالد بن الولید نے جو اُس وقت تک مسلمان نہین ہوئے تھے - اور کفار کے لشکر مین سردار تھے موقع کو غنیمت سمجھا اور مشرکین کے سوار لیکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عقب سے آپڑے - پھر کسی نے باآواز بلند یہ پکار دیا کہ محمدؐ کو قتل کر دیا گیا - مسلمان یہ سنتے ہی بھاگے اور رسول اللہ صلعم کے چار اگلے دندان مبارک پر صدمہ آیا - چہرۂ اقدس پر بھی ایک کھرونچا سا لگا - اور آپ کے دونون لب زخمی ہو گئے - ابو بکرؓ - عمرؓ - اور علیؓ بھی مجروح ہوئے - ہندہ بنت عتبہ نے مسلمان شہدا کے ناک کان کاٹ لیے اور اُن کا ہار بنا کر اپنے گلے مین ڈالا - حضرت حمزہؓ کا پیٹ چاک کر کے اُن کا کلیجہ دانتون سے چبا ڈالا - اس لڑائی مین کل ستر مسلمان کام آئے .. بائیس ۲۲ مشرک مارے گئے - اور اس واقعہ کے بعد یہ آیت نازل ہوئی " لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ " (ای پیغمبر تمھارا تو کچھ بھی اختیار نہین - چاہے خدا اُن پر رحم کرے یا اُنکی زیادتیون پر نظر کر کے اُن کو سزا دے -

غزوۂ بیر معونہ

صفر سنہ ۴ ہجری مین ابو براء بن مالک بن جعفر ملاعب الاسنہ جو ابھی تک اپنے دین (شرک) پر تھا مدینہ آیا تھا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر آپ کچھ لوگ نجد کو بھیجین اور وہان دعوت اسلام کرائین تو امید ہے کہ وہ بھی مسلمان

ہو جائین گے۔ رسول اللہ صلعم نے ستّر آدمی اُس کے کہنے سے وہان بھیج دیے
یہ لوگ مدینہ سے چار منزل تک سفر کر کے بیر معونہ پر جا کر اُترے۔ اور رسول اللہ کا
فرمان عامر بن الطفیل کے پاس ایک شخص کے ہاتھ بھیجا۔ اُس کم بخت نے خط لیجانے
والے کو بھی مار ڈالا۔ اور فوج لیکر یکایک اصحاب رسول اللہ پر آپڑا۔ تمام مسلمان مارے
گئے۔ صرف ایک کعب بن زید مقتولین مین چھپ کر زندہ بچ سکے جنھون نے آکر
رسول اللہ کو اس واقعہ کی خبر دی۔

غزوۂ بنی النضیر (یہود)

بنی نضیر نے اس زمانے مین عہد توڑ دیا تھا۔ اور دھوکے سے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو قتل کرنے کا منصوبہ باندھا تھا۔ اس لیے رسول اللہ نے جا کر اُن کا محاصرہ
کیا۔ یہ واقعہ ربیع الاول کی چھٹی تاریخ کا ہے۔ آخر اس بات پر فیصلہ ہوا کہ یہود بنی نضیر
مدینے سے جدھر چاہین چلے جائین۔ اور ہتیارون کے سوا جس قدر مال اونٹون پر
جا سکے لے جائین۔ ان مین سے بعض تو خیبر کو چلے گئے اور بعض نے ملک شام کا
راستہ لیا۔ یہی لوگ سب سے اول اہل کتاب ہین جن کو جزیرۃ العرب سے ملک شام
کی طرف جلاوطن کیا گیا اور یہی اُن کا اول حشر ہے جس کا ذکر اللہ تعالے کے اس
قول مین آیا ہے "هُوَ الَّذِیْٓ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ مِنْ دِیَارِھِمْ
لِاَوَّلِ الْحَشْرِ" (وہ خدا ہی تو تھا جس نے اُن اہل کتاب کو جنھون نے کفر کیا اُن کے
وطن سے پہلے حشر کے لیے نکالا یہ اُنکا پہلا حشر تھا۔ دوسرا حشر وہ تھا جب حضرت عمرؓ نے
انھین خیبر سے شام کی طرف جلاوطن کر دیا۔

غزوۂ ذات الرقاع

اس غزوہ مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نجد کی طرف تشریف لے گئے
تھے۔ جمادی الاولیٰ سنہ۴ ہجری مین ذات الرقاع مین آپ کو غطفان کے

کچھ آدمی ملے تھے - فریقین کا سامنا ہوا مگر لڑائی نہین ہوئی -

غزوۃ بدر الثانیۃ

پھر شعبان سکہ ہجری مین بدر کی جانب کوچ کیا - اور ابو سفیان کے انتظار مین وہان مقیم ہوئے - جو کہ رسول اللہ کے مقابلے کے لیے مکّے سے نکلا تھا - مگر بعض وجوہ سے واپس چلا گیا - تب رسول اللہ صلعم بھی اپنے آدمیون کو لے کر واپس چلے آئے -

غزوۃ الخندق یا غزوۂ احزاب

رسول اللہ صلعم کو یہ خبر ملی کہ عرب کے بیشتر قبائل آپ کے برخلاف مجتمع ہو گئے ہین - تو آپ نے مدینے کے گرد خندق کھدوائی - قریش اور اُن کے متبعین - کنانہ کوئی دس ہزار آدمی سے اور غطفان اور اُن کے متبعین اہل نجد بھی چڑھ آئے اور مدینہ کے یہود بنی قریظہ بھی ان دشمنون سے مل گئے اور رسول خدا صلعم سے عہد شکنی کی - اب مسلمان بڑی مشکل مین پڑ گئے تھے - دونون فریق بیس سے زیادہ دنون تک صرف ایک دوسرے پر دور سے تیر چلاتے رہے - اور کوئی معرکۂ کارزار گرم نہین کیا - دشمنون کی طرف سے ایک شخص عمرو بن عبد وُدّ جو لوی بن غالب کی نسل سے تھا مقابلہ کے لیے نکلا تو حضرت علیؓ نے جا کر اُسے قتل کر دیا پھر اس کے بعد ایسی آندھی چلی کہ دشمنون کی ہانڈیان اوندھی کر دین اور سب برتن گرا دیے اور اللہ تعالے نے اُن مین باہم اختلاف ڈال دیا جس سے غنیم بے نیل مرام واپس چل دیے - اس لڑائی مین چھ مسلمان درجۂ شہادت کو پہونچے تھے - اور اسی واقعہ کی نسبت یہ آیت نازل ہوئی تھی " یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَآءَتْکُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْھِمْ رِیْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْھَا " (مسلمانو خدا کے اُس احسان کو یاد کرو جو اس نے تم پر کیا تھا جب کہ تم پر لشکر کے لشکر آ چڑھے تھے تو

ہم نے اُن پر آندھی اور فوج بھیجی جو تم کو دکھائی نہین دیتی تھی)" یہ غزوہ ۴ھ یا ۵ھ ہجری مین ہوا ہے۔

غزوۂ بنی قریظہ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غزوۂ خندق سے مدینے کو واپس تشریف لائے تو اُسی وقت بنی قریظہ[1] کی طرف چلنے کا حکم دیا۔ اور ذی قعدہ ۵ھ ہجری مین ۲۵ روز تک مدینے مین اُن کا محاصرہ کیا۔ پھر اُن کے بچون اور عورتون کو لونڈی غلام بنا کر مردون کو قید کر لیا۔ یہ سب سات سو[2] یا کچھ کم وبیش آدمی تھے۔ انصار کے مکانات مین یہ لوگ اُس وقت تک قید رہے کہ خندقین نہ کھُدین۔ بعد ازان اُن سب کی گردنین مار دی گئین۔

غزوۂ ذی قرد

ربیع الاول ۶ھ ہجری مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم چشمۂ ذی قرد کی طرف لوٹیرون کے تعاقب مین تشریف لیگئے۔ یہ مقام مدینہ سے دو منزل کے فاصلہ پر ہے عیینہ بن حصن الفزاری آپ کے شیر دار اونٹ چراگاہ سے لوٹ لیگیا تھا آپ نے یہ اونٹ چھڑا لیے۔ اور واپس چلے آئے۔

غزوۂ بنی المصطلق

شعبان ۵ھ یا ۶ھ ہجری مین آپ بنی المصطلق پر حملہ آور ہوئے اُن کا سردار حارث بن ابی ضرار تھا۔ ایک چشمہ "مریسیع" نام پر فریقین مین جنگ ہوئی۔ دشمن شکست کھا کر بھاگ گئے۔ مسلمانون نے انھین قتل کیا اور اُن کے اہل وعیال کو پکڑ لیا۔ مال غنیمت بھی بہت ساہاتھ آیا۔ حارث کی بیٹی بی بی جویریہ بھی انھین مین

---

[1] انھون نے خلاف معاہدہ غزوۂ خندق مین دشمنون کا ساتھ دیا تھا" مترجم [2] یہ تعداد صحیح نہین ۱۲ مترجم

گرفتار ہو کر آئین جو تقسیم غنیمت کے وقت ایک مسلمان ثابت بن قیس کے حصے مین پڑین۔ اُن کے حصہ دار سے اور اُن سے مکاتبت[1] دینے پر تصفیہ ہو گیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی رقم کتابت دیکر اُن سے نکاح کر لیا۔ جب مسلمانون نے یہ دیکھا کہ بنی المصطلق رسول اللہ صلعم کے سسرالیے ہو گئے تو سب نے اپنے اپنے حصہ کے لونڈی غلام آزاد کر دیے ان سب کی تعداد ایک سو کے قریب پہونچ گئی تھی۔

مبحث دہم

(عمرۂ حُدَیبیہ۔ بیعۃ الرضوان۔ کفار قریش سے صلح۔ غزوۂ خیبر۔ اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا شاہان ممالک کے پاس سفارت روانہ کرنا)

روز دوشنبہ غرۂ ذی قعدہ ۶ھ ہجری کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم چودہ سو مہاجرین و انصار کے ساتھ مدینے سے نکلے۔ آپ نے عمرہ کا ارادہ کیا تھا۔ قربانی کے اونٹ جمعیت سے آگے آگے روان تھے۔ آپ سفر کرتے ہوئے "ثنیۃ المرار" تک پہونچ گئے۔ یہ مقام حُدَیبیہ کا ڈھلوان اور شہر مکّہ کے بالکل نیچے ہے۔ وہان قریش کی طرف سے اہل طائف کا سردار قوم "عروہ بن مسعود الثقفی" آپ کے پاس آیا۔ اور کہا کہ "قریش نے قسم کھائی ہے کہ وہ آپ کو کسی طرح مکہ مین زبردستی نہ آنے دین گے" پھر وہ یہ پیام پہونچا کر قریش کے پاس پلٹ گیا۔ اور اُن سے بیان کیا کہ مین کسرے اور قیصر کے شاہی دربارون مین حاضر ہو چکا ہون۔ مگر لوگون کو ان کی بھی ایسی تعظیم و تکریم کرتے نہین دیکھا جیسی کہ محمدؐ کے اصحاب محمد صلعم کی تعظیم و تکریم کرتے ہین۔"

ادھر رسول اللہ صلعم نے حضرت عثمان بن عفان کو شہر مکّہ مین ارسال کیا۔ اور ابو سفیان بن حرب و دیگر سرداران قریش سے کہلا بھیجا کہ "آپ قریش سے لڑنے

[1] لونڈی یا غلام اپنے آقا کو یہ اقرار نامہ لکھدے کہ ایک مقدار زر نقد کی ادا کرکے وہ آزاد ہو[illegible] کا معاہدہ کر[illegible] تو اسکو مکاتبت کہتے ہین۔ فریقین باہم تحریری معاہدہ کے پابند ہو جاتے ہین۔ ان[illegible] تشریف لائے۔

نہین آئے ہین۔ بلکہ بیت اللہ کی زیارت اور تعظیم کی نیت سے آئے ہین۔ قریش کے آدمیون نے عثمانؓ سے کہا کہ اگر تم چاہو تو بیت اللہ کا طواف کرلو۔ اُنھون نے جواب دیا کہ "مین تو اُس وقت تک کبھی طواف نہین کرسکتا۔ جب تک کہ رسول اللہ صلعم آکر طواف نہ کرلین" قریش نے عثمانؓ کو قید کرلیا۔ مگر رسول اللہ صلعم کو یہ خبر پہونچی کہ قریش نے عثمانؓ کو قتل کرڈالا ہے۔ اور یہ معلوم ہوتے ہی رسول اللہ صلعم نے اپنے ہمراہیون سے بیعت طلب کی۔ اور سب اصحاب نے ایک درخت کے سایے مین مرنے مارنے پر آپ سے بیعت کی۔ اس بیعت کا نام بیعت رضوان پڑگیا ہے۔

اس کے بعد معلوم ہوا کہ حضرت عثمانؓ زندہ و سلامت ہین۔ اور قریش کی طرف سے سہیل بن عمرو کچھ درخواست لیکر رسول خدا صلعم کے حضور مین آیا۔ اُس نے جو کچھ کہا رسول اللہ صلعم نے اُسے بلاکسی ردّ و بدل کے قبول فرما لیا۔ چنانچہ آپ کی قریش سے صلح ہوگئی۔ اور آن حضرتؐ نے وہین اپنی فرودگاہ پر حیوانات قربانی کو ذبح کرکے سر منڈا لیا۔ آپ کے اصحاب نے بھی آپ ہی کی تقلید کی۔ اور آپ مکّے مین داخل ہوے بغیر مدینے کو مراجعت فرما ہوگئے۔

:- غــزوۂ خیبر :-

اس کے بعد اواسط محرم ۷ھ مین آپ نے غزوۂ خیبر پر چڑھائی کی۔ یہان کے باشندے (یہود) حجاز اور نجد کی تجارت کے مالک تھے۔ اسی غزوہ مین زینب بنت الحارث یہودیہ نے رسول اللہ صلعم کو زہر ملا ہوا بکرے کا گوشت دیا تھا۔ اور آپ نے ایک لقمہ اُس مین سے کھا بھی لیا۔ جس کی شکایت مرتے دم تک باقی رہی کبھی کبھی آپ کو اس زہر کی تکلیف ستایا کرتی تھی۔

[illegible] کو پکڑ لیا۔ مال [illegible] جنگ شروع ہوئی پہلے حضرت ابوبکرؓ علم لے کر نکلے۔ وہ بڑے زور شور سے لڑے پھر پلٹ آئے۔

لہ انھون نے خلاف معاہدہ [illegible]

دوسرے دن حضرت عمرؓ بن خطاب نے علم لیا۔ وہ ابوبکرؓ سے بھی زیادہ زور کے ساتھ دشمنوں سے لڑے اور واپس چلے آئے۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مین کل ایک ایسے شخص کو رایت دونگا جو اللہ اور اُس کے رسول کو دوست رکھتا ہے۔ اور وہ خود۔ اللہ اور اُسکے رسول کا محبوب ہے" مہاجرین و انصار سب نے اس بات کی تمنا کی کہ رسول اللہ صلعم ہم مین سے کسی کو نشان جنگ دین گے۔ کہ اسی اثنا مین حضرت علیؓ مدینے سے آئے جن کی آنکھون مین آشوب تھا۔ رسول اللہ صلعم نے اپنا لعاب دہن اُن کی آنکھ مین لگا دیا۔ وہ فورًا اچھے ہوگئے۔ پھر انھین رایت دیا حضرت علیؓ میدان مین گئے۔ اہل قلعہ سے لڑے۔ کسی دشمن نے اُن پر ایک وار کیا جس سے ان کی ڈھال ہاتھ سے گرگئی۔ کہین قلعہ کے پاس ایک دروازہ پڑا ہوا تھا حضرت علیؓ نے اُٹھا کر اُسے اپنی ڈھال بنالیا۔ دس روز سے زیادہ حصار کے بعد اللہ تعالےٰ نے وہ قلعہ اُن کے ہاتھ سے فتح کرا دیا۔ یہ دروازہ اس قدر وزنی تھا کہ حضرت علیؓ نے اُس کو پھینک دیا تو آپ کے بعد صحابہؓ مین سے ایک ساتھ آٹھ آدمی بھی اُسے جنبش تک نہ دے سکے۔

غرض کہ خیبر اور نیز فدک والون نے رسول اللہ صلعم سے اس شرط پر صلح کی درخواست کی کہ جب تک وہ اس ملک مین رہین۔ نصف پیداوار رسول اللہ صلعم کو دیا کرینگے اور رسول اللہ صلعم کو اختیار رہیگا کہ جب چاہین انھین ملک سے نکال دین۔ آپ نے اسے منظور کرلیا۔ خیبر تو عام مسلمانون کی مِلک ہوا اور فدک رسول اللہ صلعم نے اپنے لیے رکھا۔ کیونکہ فدک بدون لشکر کشی کے فتح ہوا تھا۔

غزوۂ وادی القریٰ

پھر رسول اللہ صلعم "وادی القریٰ" کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کا محاصرہ کیا۔ اور فتح کرکے اس پر متصرف ہوئے۔ بعد ازان مدینہ واپس تشریف لائے۔

اسی زمانے مین وہ مہاجرین بھی مدینے مین آ گئے - جواب تک ملک حبش مین مقیم تھے - اُن مین جعفر بن ابی طالب حضرت علیؓ کے بھائی بھی تھے - اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ :" دل کی دو مرادین اس وقت پوری ہوئی ہین - مین نہین جانتا کہ کس کی خوشی مناؤن - فتح خیبر کی - یا جعفرؓ کے آنے کی "

حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فرامین دنیا کے بادشاہون کے نام

سنہ ۹ ہجری مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن حذافہ کے ہاتھ کسرے پرویز کو ایک خط لکھا تھا جسے اُس نے پھاڑ کر پھینک دیا اور اپنے عامل مین "بازان" کو لکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسرے کے پاس جانے کے لیے لکھ بھیجے اگر وہ حکم کی تعمیل نہ کرین تو اُن سے لڑے - رسول اللہ صلعم نے یہ سن کر فرمایا کہ اللہ تعالی اُس کی سلطنت کو پارہ پارہ کر دیگا - یہ دعا پوری ہوئی - اللہ تعالے نے اُس کے بیٹے شیرویہ کو اُس پر مسلّط کر دیا جس نے اُسے مار ڈالا - اور بازان کو اسکی اطلاع دیکر حکم دیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی قسم کی پرخاش نہ کرے - اور اس بات کا یہ اثر ہوا کہ بازان اور وہ اہل فارس جو یمن مین تھے سب مسلمان ہو گئے -

رسول اللہ صلعم نے دوسرا فرمان دحیۂ کلبی کے ہاتھ قیصر روم کو بھیجا - قیصر نے پیغمبر صلعم کے خط کی نہایت تعظیم کی - اور دحیہ کو بڑی عزت کے ساتھ واپس کیا

مقوقس والی مصر کو بھی آپ نے ایک فرمان بھیجا تھا جو حاطب بن ابی بلتعہ لے کر گئے تھے - مقوقس نے بھی حاطب کا بہت اکرام کیا - اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خچر اور ایک گدھا اور دو لونڈیان تحفۃً بھیجین - ان دو مین سے ایک بی بی ماریہ قبطیہ ابراہیم بن النبی صلے اللہ علیہ وسلم کی والدہ تھین - نجاشی کو بھی آپ نے ایک خط عمرو بن امیہ کے ہاتھ روانہ کیا تھا - اُس نے آپ کی ہدایت کو بدل قبول منظور کیا

اور جعفر بن ابی طالب کے ہاتھ پر جو اُسی کے پاس تھے مسلمان ہو گیا۔ شجاع بن وہب الاسدی آپ کا فرمان لیکر حرث بن ابی شمر الغسانی کے پاس پہونچے تو اُس نے بڑھکر کہا "مین خود اُن کے پاس لڑنے کے لیے جاتا ہون" آپ نے فرمایا "اُس کا ملک برباد ہو جائیگا" سلیط بن عمرو آپ کا فرمان ہوذہ شاہ یمامہ کے پاس لے کر گیا تھا۔ اُس نے کہا۔ کہ اگر پیغمبر اپنے بعد اپنی حکومت مجھے دین تو مین مسلمان ہوتا اور اُن کی نصرت و مدد کرتا ہون ورنہ اُن سے لڑنے جاتا ہون۔ آپ نے دعا مانگی۔ یا اللہ تعالیٰ اُس کے مقابلے مین میری مدد کر۔ چنانچہ وہ چند روز کے بعد مرگیا۔ منذر بادشاہ بحرین کو بھی آپ نے خط لکھا تھا۔ علاء بن الحضرمی یہ خط لے کر گئے تھے۔ منذر مسلمان ہو گیا۔ اور جس قدر عرب بحرین مین تھے وہ بھی اسلام لے آئے۔

مبحث یازدہم

عمرۃ القضاء، اسلام خالد وغیرہ۔ فتح مکہ۔ اور

غزوات موتہ وحنین۔ وطائف

:- عمرۃ القضاء :-

عمرۃ القضاء کے لیے آپ ماہ ذی قعدہ سنہ ۷ ہجری مین دو ہزار مسلمانون کی جمعیت سے روانہ ہوئے اور قربانیان آگے آگے لیکر مکّہ کے قریب پہونچے قریش حسب وعدہ مکے سے نکل آئے۔ مگر وہ آپس مین کہنے لگے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بڑی تنگی و سختی مین مبتلا ہین۔ یعنی مفلس و فاقہ کش ہین۔ سب قریشی دارالندوہ کے پاس صف باندھ کر کھڑے ہوئے تاکہ مسلمانون کے داخلہ کا نظارہ کرین۔ اُدھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمانون سے فرمایا کہ اللہ تعالے اُس مسلمان پر رحم کریگا جو آج اپنی قوت اور جرأت انھین دکھائیگا۔ خود آپ طواف کے چار کشتون

مین تیز تیز دوڑنے کی سی چال سے چلے۔ اور پھر صفا و مروہ کے درمیان دوڑے

:- خالد بن ولید کا مع ہمراہیون کے اسلام لانا :-

شہ ہجری مین حضرت خالد بن الولید اور عمرو بن عاص اور عثمان بن طلحہ بن عبد الدار رسول صلعم کی خدمت مین آکر مسلمان ہو گئے۔

غزوۂ موتہ

سب سے اول مسلمانون کی روم پر لشکر کشی اسی غزوہ سے شروع ہوئی ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حارث بن عمیر کو عمرو بن شرجبیل الغسانی حاکم بصرے کے پاس خط دیکر بھیجا تھا۔ حارثؓ موتہ کے مقام پر مارے گئے اس واسطے آپ نے جمادی الثانی شہ ہجری مین تین ہزار آدمی اُن کا انتقام لینے کی غرض سے روانہ کیے۔ یہ لشکر موتہ واقع ملک شام تک پہونچا تھا کہ یہان رومی اور نصرانی عرب کوئی ایک لاکھ کے قریب اُن کی مخالفت پر کمر بستہ ہو کر فراہم ہو گئے۔ زید بن حارث مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسلمانون کا رایت تھا وہ شہید ہو گئے تو ان کے بعد جعفر بن ابی طالب نے علم فوج لیا۔ اور ان کی شہادت کے بعد عبد اللہ بن رواحہ نے نشان اُٹھایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کو اسی طرح یکے بعد دیگرے رایت لینے کا حکم دیا تھا۔ اور جب عبد اللہ بن رواحہ بھی شہید ہو گئے تو لشکر نے اپنے اتفاق آرا سے خالد بن الولید کو اپنا سردار مقرر کیا۔ اور یہ رایت لے کر دشمنون سے لڑے۔ اللہ تعالے نے انھین فتح عنایت کی۔ پھر خالدؓ مسلمانون کو لے کر مدینے لوٹ آئے۔

قریش اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے درمیان صلح کی شکست۔ اور فتح مکہ شہ ہجری مین

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے درمیان جو معاہدہ صلح ہوا تھا اس کے رو سے

بنی بکر قریش کے اور خزاعہ مسلمانون کے ساتھیون مین تھے۔ ۸ھ ہجری مین بنی بکر نے قریش کے ایک گروہ کی اعانت سے خزاعہ کے کچھ لوگ قتل کر دیے جس سے فریقین مین صلح ٹوٹ گئی۔ ابوسفیان مسلمانون کے خوف سے رسول اللہؐ کے پاس آیا کہ معاہدہ کی تجدید کر لیجیے۔ مگر یہان اُسے کچھ جواب نہ ملا۔ جیسے آیا تھا اُسی طرح واپس گیا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہ ہزار مہاجرین و انصار اور عرب کے دوسرے قبائل کے آدمی مدینہ سے اپنے ہمراہ لیے اور مکہ کو روانہ ہوئے۔ جب قریب پہونچے تو عباسؓ رسول اللہ کے چچا سوار ہو کر قریش کو خبر دینے گئے۔ قریش نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اور امن کے خواستگار ہوئے۔ راستے مین عباسؓ آکر ابوسفیان سے مل گئے۔ عباسؓ اُنھین اپنے ہمراہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے ابوسفیان مسلمان ہو گئے۔ آپ نے لشکر کے تمام قبائل صف باندھ کر اُنکو دکھائے پھر رسول اللہ نے لشکر کو حکم دیا کہ مکّہ مین پیچھے کی طرف کداؔ اور کدا کی گھاٹی کی جانب سے داخل ہون۔ چنانچہ ۲۰۔ رمضان ۸ھ ہجری کو بروز جمعہ مسلمان کعبے مین داخل ہوئے۔ جب تمام لوگون کو اطمینان ہو گیا۔ اُس وقت رسول اللہ صلعم اپنے مقام سے نکلے اور بیت اللہ کا طواف کیا اندر جا کر خانۂ کعبہ مین بھی نماز پڑھی بتون کو توڑ کر پھینک دیا۔ اور فرمایا جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا" (اے پیغمبر لوگون سے کہدے دین حق آگیا۔ اور باطل مٹ گیا باطل تو نیست و نابود ہی ہونے والا تھا)

پھر آپ نے چند ٹکڑیان بھیجین کہ مکّے کے اطراف مین جا کر مخلوق مین اسلام کی دعوت کرین۔ یہ لوگ لڑائی کے لیے نہین گئے تھے۔

:- منجملہ ان مہمون کے ایک سریّہ یعنی مہم خالد کی تھی :-

خالد بن الولید اپنے ہمراہی لیے ہوئے جذیمہ کے ایک چشمہ پر پہونچے اور اُنھین اسلام

لانے کو کہا۔ اُن لوگون نے کچھ ایسی باتین کین جن سے خالدؓ کو یہ معلوم ہوا کہ
مطیع نہین ہوتے۔ خالدؓ نے اُنھین قتل کردیا مگر جب یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ و
پھونچی تو آپ نے فرمایا۔ اے اللہ جو کچھ خالدؓ نے کیا مین اُس سے بری ہون پھر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو کچھ مال دیکر بھیجا کہ اُس سے اُنھو
مقتولین کا خون بہا ادا کیا اور جو تھوڑا سا مال فاضل بچ رہا وہ بھی اُن کی خوشنو
خاطر کے لیے اُنھین دیدیا۔

غزوۂ حُنین

فتح مکہ کے بعد قبیلہ ہوازن اپنے زن بچون اور مال و متاع کو ساتھ لیکر رسو
سے لڑنے آیا۔ ثقیف اور بنی سعد بن بکر بھی اُن کے ساتھ تھے۔ یہ بنی سعد وہی
جن مین رہکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پیا تھا۔ رسول اللہ صلعم ۶ شوا
سنہ ہجری کو بارہ ہزار آدمی لیکر اُن کے مقابلے کے لیے مکے سے نکلے۔ اور طائ
کو چلے۔ جب آپ مقام حنین مین پھونچے جو بنسبت طائف کے مکّے سے قریب
اور ایک کشادہ وادی ہے۔ اُس وقت مشرکین مقام اوطاس مین پڑے ہو
تھے۔ اس کے بعد فریقین کا سامنا ہوا اور مسلمان اس معرکہ مین ایسے سراسیمہ ہو کر بھا
نکلے کہ کسی نے کسی کی پرواہ بھی نہ کی۔ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چند مہا
و انصار اور اپنے خاندان کے ساتھ اپنی جگہ پر جمے رہے۔ آخر مسلمان بھی پلٹے اور مشر
پر فتح حاصل کی اور مفرورین کے تعاقب مین اُنھین قتل اور اسیر کیا۔ انھین اسیرا
جنگ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی بہن شیما بھی تھی۔ جو بی بی حلیمہ
آپ کی دائی کی بیٹی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کا اکرام کیا اور زاد
عنایت فرما کو اُسے حسب درخواست اُس کی قوم مین واپس بھیج دیا۔

اس غزوہ مین مسلمانون کو اپنی کثرت پر کچھ گھمنڈ ہوا تھا۔ اور کسی نے کہا تھ

ہم اب قلت کے سبب سے مغلوب نہ ہونگے۔ اس لیے یہ آیت نازل ہوئی۔
وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُم مُّدْبِرِينَ ثُمَّ أَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَنزَلَ جُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (اللہ بہت سے موقع پر تمھاری مدد کرچکا ہے اور خاص کر حنین کے دن۔ جب کہ تمھاری فوجی کثرت نے تم کو مغرور کردیا تھا۔ تو وہ کثرت تمھاری کچھ بھی کام نہ آئی۔ اور تنگ ہوگئی زمین تم پر باوجود کشادگی کے۔ پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے۔ پھر اللہ نے اپنے رسول پر اور نیز مسلمانون پر اپنی طرف سے تسلی نازل فرمائی۔ اور تمھاری مدد کو ایسے لشکر بھیجے کہ تم کو دکھائی نہین دیتے تھے۔ اور کافرون کی بات پست کردی اور بات خدا ہی کی بلند ہے اور اللہ غالب ہے حکمت والا

:- طائف کا محاصرہ :-

ثقیف حنین سے بھاگ کر طائف مین چلے گئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جا کر سنہ ۸ ہجری مین بیس روز سے کچھ اوپر اس کا محاصرہ کیا۔ اور منجنیق سے اُن پر سنگ باری کی اور مغلوب کرکے اُن کی گردنین ماردین۔[1] پھر جعرانہ کو مراجعت کی جہان حنین کی غنیمت جمع تھی۔ اس مین چوبیس ہزار اونٹ اور چالیس ہزار سے زیادہ بکریان اور چار ہزار اوقیہ چاندی تھی۔ یہ سب مال آپ نے انصار کے سوا اورون کو دیدیا۔ اس سے انصار کے دلون مین کچھ رنج گذرا۔ آپ نے یہ بات معلوم کرکے انصار کو بلایا اور اُن سے فرمایا۔ "اے گروہ انصار! تم ناچیز دنیا کا خیال کرتے ہو۔ مین نے تو لوگون کو تالیفِ قلوب کے لیے یہ مال دیدیا ہے تاکہ وہ مسلمان ہوجائین۔ اور تمھارے اسلام پر بھروسہ کرکے تم کو یہ مال نہین دیا۔ کیا تم اس سے

[1] یہ واقعہ بالکل غلط ہے طائف مفتوح نہین ہوا اسلیے آپ محاصرہ چھوڑ کر چلے آئے اور اہل طائف نے خود بخود اسلام قبول کیا۔ مترجم

راضی نہین کہ اور لوگ اونٹ اور بکریان لے جائین - اور تم رسول اللہ کو اپنے
گھر لیجاؤ - قسم ہے اُس ذات پاک کی جس کے ہاتھ مین محمدؐ کی جان ہے - اگر
ہجرت کا معاملہ نہ ہوتا تو مین انصار ہی مین کا ایک شخص ہونے کو پسند کرتا اگر
تمام مخلوق ایک گھاٹی کے راستے سے جاوے اور انصار دوسری گھاٹی مین جائین
تو مین انصار ہی کی گھاٹی مین چلونگا - اے اللہ تو انصار اور انصار کے بیٹون اور
اُن کے بیٹون کے بیٹون سب پر رحم کر "

اس کے بعد ہوازن کے کچھ لوگ آپ کے پاس خواہان رحم ہو کر حاضر آئے -
آپ نے اپنا حصہ اور بنی عبد المطلب کا حصہ اُنھین واپس دیدیا - اور تمام اسیران
جنگ کو چھوڑ دیا جن کی تعداد آٹھ ہزار تھی - اور مالک بن عوف جو ہوازن مین ایک
بڑا شخص تھا مسلمان ہو گیا - اور آپ نے اُسی کو اُس کی قوم پر اور جو لوگ اُن قبائل
کے مسلمان ہو گئے تھے اُن سب پر حاکم مقرر کر دیا -

مبحث دوازدہم

{غزوۂ تبوک کا اثر اور جزیرۃ العرب کے تمام
باشندون کا شریعت اسلامیہ کے تابع ہو جانا}

جب ۹ھ ہجری مین آپ نے رومیون پر غزوہ کا ارادہ کیا - اُس وقت درختون
مین پھل گدرا چکے تھے، لوگ اپنے گھرون پر اُن کی حفاظت کے لیے رہنا چاہتے تھے
گرمی نہایت شدت کی تھی - اور ملک مین قحط پڑ رہا تھا جس سے مسلمان نہایت ہی
عُسرت کی حالت مین تھے - آپ نے مسلمانون کو حکم دیا کہ صدقہ دین - حضرت ابوبکرؓ
نے اپنا کل مال - اور حضرت عثمانؓ نے ایک ہزار دینار نقد اور تین سو اونٹ غلّے کے
صدقہ مین دیے - رسول اللہ کا یہ قاعدہ تھا کہ جب کبھی غزا کو جاتے تو اس کا ذکر نہ
کرتے تھے کہ کہان جاتے ہین - مگر چونکہ دشمن زبردست تھا اور ملک بھی اُس کا

دور تھا۔ آپ نے سب کو اس کی اطلاع دیدی۔ جب آپ روانہ ہوئے تو آپ کے ساتھ تیس ہزار آدمی تھے جن مین دس ہزار سوار تھے۔ گرمی اور پیاس کی نہایت سختی جھیلتے ہوئے تبوک تک پہونچے بیس روز وہان قیام کیا۔ دشمن کا پتا بھی نظر نہ آیا لڑائی نہین ہوئی۔

یُوحنا والی ایلہ آپ کی خدمت مین حاضر ہوا اور جزیہ دینے پر جس کی تعداد تین سو دینار سالانہ تھی صلح کر لی۔ اسی طرح اَذرح والون نے بھی سو دینار ہر سال ماہ رجب مین دینے پر صلح کی۔ آپ نے اکیدر دومتہ حاکم دومتہ الجندل کی طرف حضرت خالدؓ بن الولید کو بھیجا تھا۔ اُس نے بھی جزیہ دینے پر صلح کر لی۔ اور آپ رمضان کے مہینے مین مدینہ واپس تشریف لائے۔ کعب بن مالک۔ مرارہ بن الربیع۔ ہلال بن امیہ انصار کے تین آدمی جو رسول اللہ کے ساتھ جانے سے رُک رہے تھے۔ وہ اب تک مدینہ مین ہی تھے۔ اُنھون نے آکر عذر کیا۔ رسول اللہ نے حکم دیا کہ کوئی اُن سے کلام نہ کرے۔ مخلوق نے اُن سے کنارہ کر لیا۔ پچاس روز اسی طرح گذر گئے۔ دنیا اُن پر تنگ ہو گئی جینے سے بیزار ہو گئے۔ تب اُن کے حق مین یہ آیت نازل ہوئی

"وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا حَتَّىٰ إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَن لَّا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ" (اور اُن تین شخصون پر بھی اللہ مہر کی نگاہ سے دیکھتا ہے جو پیچھے چھوڑ دیے گئے تھے۔ یہان تک کہ جب زمین باوجود فراخی اُن پر تنگی کرنے لگی۔ اور وہ اپنی جان سے بھی تنگ آگئے اور سمجھ لیا کہ خدا کی گرفت سے اُس کے سوا اور کہین پناہ نہین۔ پھر خدا اُن پر رجوع ہوا تا کہ وہ توبہ کرین۔ بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔)

پھر ثقیف کے سفیر آپ پاس آئے اور مسلمان ہو گئے۔ رسول اللہ صلعم نے مغیرہؓ

بن شعبہ وابو سفیانؓ کو اُن کے ساتھ بھیجا کہ جا کر بت "لات" کو گرا دین۔ پھر آپ کے پاس سنہ ۹ ہجری مین تمام عرب کے وفود آئے اور مسلمان ہو گئے چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف مین فرماتا ہے۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا (جب کہ خدا کی مدد آپہونچی اور فتح ہو گئی اور تم نے لوگون کو دیکھ لیا کہ دین خدا مین جوق جوق داخل ہو رہے ہین۔)

پھر آپ نے حضرت علیؓ کے ہاتھ ایک نوشتہ یمن کو بھیجا جہان حضرت خالدؓ پہلے سے گئے ہوئے تھے اور اسلام کی دعوت کر رہے تھے۔ حضرت علیؓ نے یہ خط سنایا ہمدان کے کل آدمی ایک ہی دن مین مسلمان ہو گئے اور بحرین والے یکے بعد دیگرے اسلام لے آئے۔ حضرت علیؓ نے اس کا حال رسول اللہ کو لکھا۔ آپ نے فرمایا کہ نجران سے محاصل اور جزیہ وصول کرین[۱]۔ حضرت علیؓ نے اس کی تعمیل کی اور اُس وقت مکہ واپس آئے جب آپ حجۃ الوداع کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ چونکہ آپ نے اس حج کے بعد کوئی اور حج نہین کیا ہے لہذا اسے حجۃ الوداع کہتے ہین۔ پھر آپ مدینہ چلے آئے۔

مبحث سیزدھم

وفات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

پھر آپ مدینے سے باہر کہین نہین گئے۔ اور آخر صفر سنہ ۱۱ ہجری مین بیمار ہو گئے اثنائے مرض مین آپ بی بی عائشہؓ کے مکان سے فضل بن عباسؓ و علیؓ بن ابی طالب کے کندھون پر ہاتھ رکھکر باہر تشریف لائے۔ ممبر پر بیٹھکر خطبہ کہا۔ اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا۔ مین نے کسی کی پشت پر کوڑا مارا ہو تو میری پیٹھ حاضر ہے جو چاہے مجھ سے انتقام لے لے۔ اگر کسی کو دشنام دیکر آبروریزی کی ہو

[۱] نجران مین عیسائی رہتے تھے، انھون نے جزیہ پر مصالحت کر لی تھی۔ مترجم

تو میری عزت موجود ہے جس طرح چاہے عوض لیلے۔ اگر مین نے کسی کی کوئی چیز لے لی ہے تو میرا مال موجود ہے مجھ سے لے لے۔ میری آزردگی کا کچھ خوف نہ کرے مین اُس سے ناراض نہ ہونگا۔ یہ امر میری شان کے خلاف ہے۔ پھر آپ نے ممبر پر سے اُتر کر ظہر کی نماز پڑھی۔ اور پھر ممبر پر جا کر وہی کلمات بیان کیے۔ ایک شخص نے تین درہم کا دعوے کیا۔ آپ نے فوراً اُسے دلا دیے۔

پھر جب مرض کو ترقی ہوئی تو آپ نے اپنی بیبیوں سے اجازت چاہی کہ بیمار داری کے لیے بی بی عائشہؓ کے حجرے مین چلے جائین۔ اذن لیکر آپ وہان چلے گئے وفات کے تین روز پہلے سے آپ مسجد تشریف نہین لا سکے تھے۔ اور حکم دیا کہ ابوبکر سے کہدو میرے بجاے وہ نماز پڑھائین۔[۵۲] پھر آپ چاشت کے بعد دوپہر کے وقت بروز دوشنبہ ۱۲۔ ربیع الاول کو جہان فانی سے عالم بقا کو تشریف لے گئے حضرت علی نے آپ کو غسل دیا۔ غسل دیتے وقت وہ یہ کہتے جاتے تھے "بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ طِبْتَ حَیًّا وَّمَیِّتًا"[۵۱] اسامہ بن زید اور شقران پانی ڈالتے تھے۔ عباسؓ اور اُن کے دونون بیٹے فضل اور قثم کروٹین بدلواتے تھے۔ آپ کو کفن تین کپڑون کا دیا گیا قبر ابوطلحہ انصاری نے اُسی جگہ کھودی تھی جہان آپ کا انتقال ہوا تھا۔ قبر مین علی بن ابی طالب، فضل اور قثم اُترے تھے۔ چہارشنبہ[۵۳] کی شب کو آپ کو دفن کیا گیا۔ تریسٹھ برس کی عمر مین آپ نے وفات پائی۔ کیونکہ چالیس سال کی عمر مین آپ مبعوث ہوے۔ کچھ اوپر تیرہ ۱۳ سال مکہ مین اور دس سال کے قریب مدینہ مین رہے بیماری سے پیشتر آپ نے اسامہ بن زید کا لشکر شام کو جانے کے واسطے تیار کرایا تھا۔ بیماری کی حالت مین بھی اُس کے جانے کی تحریک کی تھی۔ اس واسطے

---

۵۱ یہ فقرہ حضرت ابوبکر نے فرمایا تھا۔ مترجم ۵۲ یہ حضرت ابوبکر کے مشورہ سے ہوا تھا۔ مترجم

۵۳ یہ غلط ہے سہ شنبہ کی رات کو آپ دفن ہوے۔ مترجم

جن لوگون کو جانے کا حکم تھا وہ روانگی کے لیے لشکر گاہ مین جا کر ٹھیرے تھے کہ
اسی مین آپ کا انتقال ہو گیا۔ اور یہ لشکر اپنے مقام سے اتنے عرصہ کے لیے
واپس چلا آیا تھا تا آنکہ حضرت ابوبکر الصدیق رضی نے پھر اُس کو مرتب فرما کر جنگ پر روانہ کیا

باب دوم

قرآن شریف

یہ کتاب مجید ہے جس کی تعظیم و تکریم واجب ہے لَا یَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ
اُس کے حق مین آیا ہے قرآن شریف مین وہ تمام حقوق بیان کیے گئے ہین جو
خدا تعالیٰ کے بندون پر یا بندون کے خدا پر ہین۔ اُس مین ہر طرح کی باتین دی
گئی ہین۔ ہر چیز اُس نے اپنے اندر محفوظ رکھی ہے۔ تمام برائیان بھلائیان حقوق
طاعات و معاصی سب آ گئے ہین۔ کوئی بات باقی نہین رہی۔ رسول اللہ پر جیسے
جیسے واقعات پیش آئے۔ یہ کتاب اُن کے حسب حال تھوڑی تھوڑی وقتاً
فوقتاً نازل ہوتی رہی ہے۔ اسی لیے یہ کتاب قبائل عرب کے درمیان ایک رابطہ
اور میل جول کا واسطہ بن گئی۔ وحدت دینیہ کا سلسلہ اُن کے درمیان قائم ہو گیا
اس مین ایک سو چودہ ۱۱۴ سورتین ہین کوئی چھوٹی کوئی بڑی۔ اخیر کی چالیس سورتون
مین سے کوئی بھی پچاس آیت سے زیادہ نہین ہے۔ اور نہ کوئی تین آیت سے
کم کی ہے۔ یہ ساری کتاب مکے مین نازل ہوئی صرف اٹھارہ ۱۸ سورتین مدینہ مین اُتری
ہین۔ پہلے مصاحف خط کوفی مین ہرنون کے چمڑے پر لکھے جاتے تھے خط نسخ مین جو قرآن
لکھے ہوئے دیکھے گئے ہین اُنمین کسی کی تاریخ تحریر تیسری صدی ہجری سے پیشتر کی نہین۔

دین اسلام

حضرت جبرئیل ایک اعرابی کے بھیس مین رسول اللہ صلعم کے پاس آئے اور

اصحاب کو سکھانے کے لیے پوچھا کہ اسلام کی بنیاد کیا ہے۔ آپ نے فرمایا اسلام کی بنا پانچ چیزوں پر ہے۔ شہادت لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ نماز پڑھنا۔ زکوٰۃ دینا۔ رمضان کے روزے رکھنا۔ خانۂ کعبہ کا حج کرنا اس شخص کے لیے جس کو زاد راہ کی استطاعت ہو۔ حضرت جبرئیلؑ نے کہا سچ ہے۔ یہ جبرئیلؑ رسول اللہ کے پاس اللہ تعالے کے حکم سے آتے تھے جب وہ نازل ہوتے تو آپ پر غشی کے آثار طاری ہو جاتے بدن پر پسینہ آجاتا تھا۔ رسول اللہ کے اصحاب آپ کے حکم کو مانتے تھے جس کام کے کرنے کو کہتے کرتے جس سے منع کرتے اس کو نہیں کرتے تھے جب تک آپ دنیا میں رہے سب آپ کی نہایت تعظیم و تکریم کرتے رہے۔ رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد تمام اصحاب نے حضرت ابو بکر الصدیق سے بیعت خلافت کرلی حضرت ابو بکرؓ نے منبر پر چڑھکر کہا۔ مسلمانو[1]! جو شخص محمد کو پوجتا تھا وہ جان لے کہ محمد تو دوسرے عالم کو سدھارے۔ لیکن جو شخص کہ خدا کی عبادت کرتا تھا اس کا خدا زندہ ہے کبھی نہیں مریگا۔ اللہ تعالے کے اس قول کو یاد کرو کہ وہ فرماتا ہے "وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ" (اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بڑھکر اور کیا ہیں کہ خدا کے رسول ہیں اور بس۔ ان سے پہلے اور بھی بہت رسول ہو گذرے ہیں کیا محمد صلے اللہ علیہ وسلم مر جائیں یا مارے جائیں تو تم الٹے پیروں کفر کی طرف پھر لوٹ جاؤ گے" اور فرمایا "اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ" (اے پیغمبر کچھ شک نہیں کہ تم کو بھی مرنا ہے اور کچھ شک نہیں کہ ان کو بھی مرنا ہے) اور نیز فرمایا ہے "سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا" (اے پیغمبر ان لوگوں سے کہدو سبحان اللہ میں کیا

[1] یہ خطبہ حضرت ابو بکر نے آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد ہی خلافت سے پہلے دیا تھا مصنف نے غلطی سے اس کو اس موقع پر نقل کیا ہے۔ مترجم

بشر ہوں۔ یہی ایک آدمی اور خدا کا بھیجا ہوا ہوں) اور فرمایا ہے "قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا" (اے پیغمبر ان سے کہدو کہ میں بھی تمھاری طرح ایک آدمی ہوں۔ فرق یہ ہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے کہ تمھارا معبود صرف ایک ہے۔ سو جس کسی کو اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اُسے چاہیے کہ نیک کام کرے اور کسی کو اپنے رب کی عبادت میں شریک نہ کرے)

ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں کہ قرآن شریف کی آیتیں حسب موقع بہ تدریج نازل ہوا کرتی تھیں۔ چنانچہ کفار جو کہا کرتے تھے کہ آپ خدا کی طرف سے بھیجے ہوئے نہیں ہیں اُس کے جواب میں خدا کا قول ہے "تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِّنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ۔ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ" (اے پیغمبر یقیناً یہ اللہ کی آیتیں ہیں کہ ہم تم کو پڑھ پڑھکر سناتے ہیں اور بے شک تم پیغمبروں میں سے ہو۔ یہ پیغمبر جو ہم نے بھیجے ہیں۔ انھیں سے بعض کو بعض پر برتری دی ہے۔ ان میں سے کوئی تو ایسے ہیں جن کے ساتھ خود اللہ نے کلام کیا۔ اور بعض کے درجے اور طرح پر بلند کیے۔ اور مریم کے فرزند عیسیٰ کو ہم نے کھلے کھلے معجزے دیے۔ اور روح القدس یعنی جبرئیل سے اُن کی تائید کی۔ اور اگر خدا چاہتا تو جو لوگ اُن (رسولوں) کے بعد ہوئے (وہ) اپنے پاس کھلے ہوئے نشان آچکنے کے بعد ایک دوسرے سے نہ لڑتے لیکن لوگوں نے ایک دوسرے سے اختلاف کیا۔ تو ان میں سے بعض وہ تھے جو ایمان

لائے۔ اور بعض وہ تھے جو کافر ہوئے۔ اور اگر خدا چاہتا تو یہ لوگ آپس مین نہ لڑتے
مگر اللہ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے) اور نصاریٰ کے قول کے رد مین جو حضرت
عیسیٰ کو خدا کا بیٹا بتاتے ہین یہ آیات نازل ہوئی ہین: وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ
مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا۔ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا
فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا۔ قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَٰنِ مِنْكَ
إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا۔ قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا۔ قَالَتْ أَنَّىٰ
يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا۔ قَالَ كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ
عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا۔ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ
بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا۔ فَأَجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَىٰ جِذْعِ النَّخْلَةِ۔ قَالَتْ يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ
هَٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَنْسِيًّا۔ فَنَادَاهَا مِنْ تَحْتِهَا أَلَّا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ
تَحْتَكِ سَرِيًّا۔ وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا۔
فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ
لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنْسِيًّا۔ فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ۔ قَالُوا يَا مَرْيَمُ
لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا۔ يَا أُخْتَ هَارُونَ مَا كَانَ أَبُوكِ امْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ
أُمُّكِ بَغِيًّا۔ فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا۔ قَالَ
إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا۔ وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ وَ
أَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا
شَقِيًّا۔ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا۔ ذَٰلِكَ
عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ۔ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ۔ مَا كَانَ لِلَّهِ أَنْ يَتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ
سُبْحَانَهُ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ (اور اے پیغمبر قرآن مین لوگون
سے مریم کا ذکر بھی بیان کردو۔ کہ جب وہ اپنے لوگون سے الگ ہو کر پورب کے

رُخ ایک جگہ جا بیٹھین - اور لوگون کی طرف سے پردہ کر لیا - تو ہم نے اپنے
روح القدس یعنی جبرئیل کو اُن کی طرف بھیجا - تو وہ اچھے خاصے آدمی کی شکل
بن کر اُن کے روبرو آکھڑے ہوئے - وہ اُن کو دیکھکر لگین کہنے کہ اگر تم پرہیزگار ہو
تو مین تم کو خدا کا واسطہ دیتی ہون کہ میرے سامنے سے ہٹ جاؤ - جبرئیل بولے
کہ مین تو بس تمھارے پروردگار کا بھیجا ہوا فرشتہ ہون - اس لیے آیا ہون کہ تم کو
ایک پاک طینت بیٹا دون - وہ بولین میرے کیسے لڑکا ہو سکتا ہے حالانکہ
مجھکو کسی مرد نے چھوا تک نہین اور نہ مین بدکار ہون - جبرئیل نے کہا جیسا مین کہتا
ہون ایسا ہی ہوگا - تمھارا پروردگار فرماتا ہے کہ یہ بات مجھ پر آسان ہے اور اس سے
منظور یہ ہے کہ ہم اُسے لوگون کے لیے ایک نشانی اور رحمت کا ذریعہ قرار دین
اور یہ بات ہمارے یہان سے فیصل ہو چکی ہے اس پر مریم کو حمل رہ گیا - اور وہ حمل
لے کر الگ دور مکان مین ہو بیٹھین - پھر دردِ زہ اُن کو ایک کھجور کے درخت کی جڑ
مین لے پہونچا - بولین کاش مین اس سے پہلے مر چکی ہوتی اور بھولی بسری ہو گئی
ہوتی - پھر جبرئیل نے نیچے سے آواز دی آزردہ خاطر نہ ہو - تمھارے پروردگار نے
تمھارے تلے ایک چشمہ بہا دیا ہے - اور کھجور کی جڑ کو اپنی طرف کو ہلاؤ - تم پر پکی پکی
تازہ کھجورین جھڑ پڑینگی - پھر کھاؤ اور پیو اور آنکھین ٹھنڈی کرو - پھر جب کوئی آدمی
تم کو نظر پڑے تو تم کہدینا کہ مین نے خدائے رحمان کے لیے روزے کی منّت
مان رکھی ہے - مین آج کسی آدمی سے بات نہین کرتی - پھر مریم لڑکے کو لیکر اپنی
قوم کے پاس آئین - تو قوم کہنے لگی کہ مریم یہ تو تو نے بہت ہی ناو اجبی کام کیا - اے
ہارون کی بہن نہ تو تیرا باپ ہی برا آدمی تھا - اور نہ تیری مان ہی بدکار تھی - تو مریم
نے بچے کی طرف اشارہ کیا - کہنے لگے ہم گود کے بچّے سے کیسے بات کرین - اسپر
بچہ بول اُٹھا - مین اللہ کا بندہ ہون - اُس نے مجھکو کتاب عنایت فرمائی - اور

مجھکو پیغمبر بنایا۔ اور کہین بھی رہون مجھکو بابرکت کیا۔ اور مجھکو حکم دیا کہ جب تک زندہ رہون نماز پڑھون اور زکوٰۃ دون۔ اور مجھکو اپنی ماں کا خدمت گزار بنایا اور مجھکو سخت گیر اور بدراہ نہ کیا۔ اور مجھ پر خدا کی امان جس دن مین پیدا ہوا اور جس دن مین مرون گا۔ اور جس دن دوبارہ زندہ اُٹھا کر کھڑا کیا جاؤن گا۔ یہ ہے عیسیٰ ابن مریم کی حقیقت حال سچی سچی بات جس مین لوگ جھگڑا کرتے ہین۔ خدا کو شایان نہین کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے وہ پاک ذات ہے جب وہ کسی کام کا کرنا ٹھان لیتا ہے تو بس اُس کو اتنا ہی فرما دیتا ہے کہ ہو اور وہ ہو جاتا ہے اور یہود اور نصاریٰ اور صابئین کے حق مین آیا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالنَّصَارٰی وَالصَّابِئِیْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ”بے شک مسلمان یہودی اور عیسائی اور صابی ان مین سے جو لوگ اللہ اور روز آخرت پر ایمان لائے اور اچھے کام کرتے رہے اُن کو اُن کے کیے کا اجر اُن کے پروردگار کے یہان ملیگا اور اُن کو نہ کسی بات کا ڈر ہوگا اور نہ کسی طرح آزردہ خاطر ہون گے۔“

قرآن مین اللہ اور فرشتون اور انبیا کا ذکر

کفار کی ضد پر رسول اللہ جب اُن سے کہتے کہ خدا تعالی تم کو ہلاک کر دیگا یا قیامت کے دن حساب کتاب لیگا تو اس امر کے جتانے کے لیے کہ یہ علم پیغمبر کو کس طرح ہوتا ہے اللہ تعالے قرآن شریف مین فرماتا ہے ”اَتٰی اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ یُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِکَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ“ (۔ کفار خدا کا حکم یعنی قیامت کا دن آئیگا اُسے آیا ہی سمجھو اُس کے لیے جلدی نہ کرو۔ اے پیغمبر اُن کے شرک سے خدا کی ذات پاک و برتر ہے۔ وہ ہی اپنے فرشتون کو وحی دیکر اپنے بندون مین

جس کی طرف چاہتا ہے بھیجتا ہے کہ لوگون کو اس بات سے آگاہ کردو کہ ہمارے سوا اور کوئی معبود نہین تو ہم سے ڈرتے رہو) اس امر کے ظاہر کرنے کے واسطے کہ تبلیغ رسالت کی غرض سے اللہ تعالیٰ اور انبیاء اللہ کے درمیان فرشتے واسطہ ہین قرآن مین ہے "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِیْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَآءُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" (ہر طرح تعریف خدا ہی کو سزاوار ہے جس نے عدم سے آسمان زمین نکالے۔ فرشتون کو قاصد بنایا جن کے دو دو تین تین چار چار پر ہین۔ اپنی مخلوقات کی بناوٹ مین جو چیز چاہتا ہے زیادہ کر دیتا ہے بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے) ان فرشتون مین جبرئیل میکائیل اسرافیل اور عزرائیل کا بڑا مرتبہ ہے۔ قرآن مین جنون کا ذکر بھی آیا ہے "قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا یَّهْدِیْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا (اے پیغمبر سب لوگون کو جتا دو کہ میرے پاس خدا کی طرف سے اس بات کی وحی آئی ہے کہ جنات مین سے چند شخصون نے مجھے قرآن پڑھتے سنا اور اپنے لوگون سے جا کر کہا کہ ہم نے عجب طرح کا قرآن سنا جو نیک راہ دکھاتا ہے۔ سو ہم اُس پر ایمان لائے۔ اور آیندہ ہم تو کسی کو ہرگز اپنے پروردگار کا شریک نہین ٹھیرائین گے) ان جنات کا حساب و کتاب قیامت کے دن اُسی طرح ہوگا جیسے انسانون کا۔ ابلیس کے حق مین اللہ تعالیٰ کا قول ہے "اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ اِلَّآ اِبْلِیْسَ اَبٰٓی اَنْ یَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ (اے پیغمبر یاد کرو اُس وقت کو جب کہ تمھارے پروردگار نے فرشتون سے کہا مین کالے سڑے ہوئے گارے سے جو سوکھ کر کھن کھن بولنے لگتا ہے ایک بشر کو

پیدا کرنے والا ہون تو جب مین اُس کو پورا بنا چکون اور اُس مین اپنی طرف سے روح پھونک دون تو تم اُسکے آگے سربسجود گر پڑنا۔ چنانچہ تمام فرشتے سب کے سب آدم کے سامنے سربسجود ہو گئے۔ مگر ابلیس کہ اس نے سجدہ کرنے والون کے شمول سے انکار کیا) اور یہ بھی قرآن مین ہے وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ (اور جب ہم نے فرشتون سے کہا کہ آدم کے آگے جھکو تو شیطان کے سوا سب کے سب جھک پڑے اُس نے نہ مانا اور شیخی مین آگیا اور نافرمان بن بیٹھا) اور قرآن مین ہے "فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (اے پیغمبر جب تم قرآن پڑھا کرو تو شیطان مردود کے وسوسون سے خدا کی پناہ مانگ لیا کرو) اور یہ بھی قرآن مین آیا ہے "وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا۔ (اور ایک وقت وہ بھی تھا جب کہ ہم نے فرشتون کو حکم دیا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب ہی نے سجدہ کیا یہ ابلیس چونکہ جنات کی قسم سے تھا اپنے پروردگار کے حکم سے نکل بھاگا۔ کیا ہم کو چھوڑ کر ابلیس کو اور اُس کی نسل کو اپنا دوست بناتے ہو حالانکہ وہ تمھارے قدیمی دشمن ہین ظالمون نے جو خدا کے بدلے شیطان کو اختیار کیا ہے اُن کے حق مین یہ بدلا بہت ہی بُرا ہوا)

اور پیش گوئی کی جو خبرین قرآن مین آئی ہین اُن مین سے ایک یہ ہے الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰهِ يَنْصُرُ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ (اس ملک مین جو جزیرۃ العرب

سے قریب ہے رومی مغلوب ہو گئے ہین۔ لیکن یہ لوگ اپنے مغلوب ہوئے پیچھے عنقریب چند سال مین غالب آجائین گے۔ اس سے پہلے بھی فتح و شکست کا اختیار اللہ ہی کو تھا۔ اور اس کے بعد بھی اُسی کو ہے۔ اور اُس دن جب کہ رومی غالب ہونگے۔ مسلمان اللہ کی مدد سے خوش ہو جائین گے۔ وہ جس کو چاہتا ہے مدد کرتا ہے اور وہ ہے زبردست رحم والا) اور معراج کے بیان مین اللہ تعالے فرماتا ہے:۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ (وہ خدا پاک ہے جو اپنے بندے محمدؐ کو راتون رات مسجد حرام کعبہ سے مسجد اقصیٰ بیت المقدس تک لے گیا جس کے گرداگرد ہم نے دنیا و دین کی برکتین دے رکھی ہین تاکہ ہم اُن کو اپنی قدرت کے نمونے دکھائین۔ وہی سُننے والا اور دیکھنے والا ہے)

آخرت مین ثواب و عقاب

اللہ تعالیٰ نے آخرت کے دن کی نسبت فرمایا ہے "لَآ اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَۃِ۔ اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَہٗ بَلٰی قٰدِرِیْنَ عَلٰٓی اَنْ نُّسَوِّیَ بَنَانَہٗ بَلْ یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ لِیَفْجُرَ اَمَامَہٗ یَسْئَلُ اَیَّانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ وَخَسَفَ الْقَمَرُ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ یَقُوْلُ الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ اَیْنَ الْمَفَرُّ کَلَّا لَا وَزَرَ اِلٰی رَبِّکَ یَوْمَئِذِ ۨالْمُسْتَقَرُّ" (ہم روز قیامت کی قسم کھاتے ہین اور نیز آدمی کے دل کی قسم کھاتے ہین جو اُس کو بُرے کام پر ملامت کیا کرتا ہے کہ قیامت کے دن سب لوگ زندہ کیے جائین گے۔ کیا انسان خیال کرتا ہے کہ ہم اُس کی ہڈیون کو اُس کے مرے پیچھے پھر جمع نہ کرین گے ضرور جمع کرین گے۔ اور ہم اس بات پر قادر ہین کہ اُس کی پور پور اُن کے اصلی ٹھکانے پر بٹھلوین بلکہ بات یہ ہے کہ انسان اس وجہ سے قیامت کو نہین مانتا کہ وہ چاہتا ہے کہ آگے کو

بھی بے خوف وخطر خدا کی نافرمانی کرتا رہے اور اعتراض کے طور پر پوچھتا رہے
کہ بھلا روز قیامت کب ہوگا۔ تو جب مارے ہیبت کے آنکھین پتھرا جائین گی
اُس روز چاند گہنا جائیگا اور سورج اور چاند دونون یکجا کر دیے جائین گے اُس
دن آدمی بول اُٹھیگا کہ اب کدھر کو بھاگ کر جائین۔ سواے آدمی بھاگنا تو
نہین ہو سکے گا اُس دن کہین پناہ نہین۔ اور اُس دن ٹھکانا ہوگا تو تیرے
پروردگار ہی کے پاس ہوگا۔

ملائکہ مین سے منکر ونکیر کو خدا تعالی نے مُردہ سے سوال کے لیے مقرر کیا ہے
جبرئیل کا یہ کام ہے کہ وہ ایک ترازو مین انسانون کے بُرے بھلے اعمال تولینگے
اس میزان کا عرض اتنا بڑا ہے جتنا کہ آسمان وزمین کا عرض ہے ظالم کے
حسنات اور نیکیان لیکر مظلوم کو دیدین گے۔ اور اگر اُس کے پاس نیکیان
نہ ہونگی تو مظلوم کی بدیان ظالم کے اعمال مین ملا دین گے۔ ہر ایک انسان کو
ثواب وعقاب اُس کی نیکیون اور بدیون کے وزن کے موافق دیا جائے گا
پھر مومن کو پل صراط پر چلنا ہوگا۔ جو بال سے باریک تر اور تلوار سے تیز تر ہے لوگ
کٹ کٹ کر اُس کے تلے دوزخ مین گر جائین گے۔ لیکن جو ایماندار ہین وہ اُس پر سے
گذر جائین گے۔ اُن کی رفتار کی سرعت اُن کے اعمال کے مراتب پر ہے جو
بہت اچھے ہین وہ ایک پلک مارنے سے پہلے پار ہو جائین گے۔ چنانچہ اللہ تعالے
نے فرمایا ہے "وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ أُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ
ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ عَلَىٰ سُرُرٍ مَّوْضُونَةٍ مُّتَّكِئِينَ عَلَيْهَا
مُتَقَابِلِينَ يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ بِأَكْوَابٍ وَأَبَارِيقَ وَكَأْسٍ
مِّن مَّعِينٍ لَّا يُصَدَّعُونَ عَنْهَا وَلَا يُنزِفُونَ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُونَ وَ
لَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ وَحُورٌ عِينٌ كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ جَزَاءً

بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ - لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَّلَا تَأْثِيمًا إِلَّا قِيلًا سَلٰمًا سَلٰمًا وَاَصْحٰبُ الْيَمِينِ مَا اَصْحٰبُ الْيَمِينِ - فِي سِدْرٍ مَّخْضُودٍ وَّطَلْحٍ مَّنْضُودٍ وَّظِلٍّ مَّمْدُودٍ وَّمَاءٍ مَّسْكُوبٍ وَّفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ لَّا مَقْطُوعَةٍ وَّلَا مَمْنُوعَةٍ وَّفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ إِنَّا اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَاءً فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا عُرُبًا اَتْرَابًا لِّاَصْحٰبِ الْيَمِينِ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِينَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِينَ (قیامت کے دن جو آگے ہین وہ آگے ہی کے قابل ہین کہ یہ خدا کے مقرب ہین نعمت کے باغون مین رہنے والے اُنمین بہت تو پہلے لوگون مین سے ہونگے اور تھوڑے پچھلون مین سے بھی - ایک دوسرے کے آمنے سامنے جڑاؤ تختون پر تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے - غلمان جو ہمیشہ رہینگے اُن کے پاس آبخورے اور ابریق اور شراب صاف کے جام لاتے اور لیجاتے ہون گے جس سے نہ تو اُن کو دردسر ہو اور نہ بکواس لگے - اور نیز جس قسم کا میوہ پسند کرین گے - اور جس قسم کے پرندون کے گوشت کو اُن کا جی چاہے گا وہ بھی موجود ہوگا - اور ان نعمتون کے سوا کہیں ڈھکے ہوئے موتیون کی طرح کے خوش رنگ بڑی بڑی آنکھون والی حورین ہونگی - یہ بدلا ہے نیک اعمال کا جو دنیا مین کرتے رہے - وہان نہ تو کوئی لغویات سنین گے اور نہ خلاف تہذیب بس ہر طرف سے سلام ہی سلام کی آوازین آتی ہونگی - سو اُن داہنے ہاتھ والون کا کیا کہنا ہے کہ بے کانٹے بیریون اور لدے ہوئے کیلون اور لمبے لمبے سایہ داریانی کے جھرنون اور افراط میوہ مین جو بلا ناغہ اور بے روک ٹوک اُن کو ملا کرین گے - اور اونچے اونچے فرشون کی آسایش مین مزے کر رہے ہون گے اور ان کو بھی حورین ملین گی - اور ان حورون کو ہم نے ان کے لیے ایک دم سے بنا کر کھڑا کیا ہے - اور ان کو ایسا بنایا ہے کہ وہ کنواریان ہین پیاری پیاری اور علاوہ برین داہنے ہاتھ والے جنتیون کے ہم عمر - اس گروہ مین کثرت سے

اگلے لوگ ہونگے اور کثرت سے پچھلے بھی)

اللہ کے ثواب وعقاب مین مرد وعورت سب برابر ہین چنانچہ اللہ تعالے کا قول ہے مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (جو شخص نیک عمل کریگا مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو تو ہم دنیا مین بھی اُس کی زندگی اچھی طرح بسر کرائین گے اور اُن کو قیامت مین بھی اُن کے بہترین اعمال کا صلہ ضرور عطا فرمائین گے) اور جب رسول اللہ کی بی بیون نے آپ سے دنیا کی زینت کی وہ چیزین طلب کین جو آپ کے پاس نہ تھین تو اللہ تعالیٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہوکر فرمایا ہے "يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا - وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا" (اے پیغمبر اپنی بی بیون سے کہدو کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اُس کے ساز وسامان کی طلبگار ہو تو آؤ - مین تمھین کچھ دے دلاکر خوش اسلوبی سے رخصت کردون اور اگر تم خدا اور اُس کے رسول اور عاقبت کے گھر کی خواہان ہو تو تم مین سے جو نیکوکار ہین اُن کے لیے خدا نے بڑے بڑے اجر تیار کر رکھے ہین -)

:- نماز - روزہ - اور زکوٰۃ :-

اسلام کے پانچ ارکان مین سے ایک رکن نماز ہے - نماز کے ارکان اور شروط فقہ کی کتابون مین لکھے ہوئے ہین - اس کی محافظت کے باب مین قرآن شریف مین آیا ہے "حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ" تمام نمازون کی عموما اور بیچ کی نماز کی خصوصًا احتیاط کرو - اور نماز مین اللہ کے آگے ادب سے کھڑے رہو) اور نیز خدا تعالیٰ فرماتا ہے "فَاِذَا

قضیتم الصلوٰۃ فاذکروا اللہ قیاما وقعودا وعلیٰ جنوبکم فاذا اطمأننتم فاقیموا الصلوٰۃ - ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا۔ (پھر جب تم نماز پوری کر چکو تو اُس کے بعد کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے اللہ کی یادگاری مین لگے رہو پھر جب (دشمن کی طرف سے) مطمئن ہو جاؤ تو معمول کے مطابق اچھی طرح نماز پڑھو۔ کیونکہ نماز مسلمانون پر بقید وقت فرض ہے) اور نیز فرمایا ہے "وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل غروبھا ومن آناء اللیل فسبح واطراف النھار لعلک ترضیٰ (اور آفتاب کے نکلنے سے پہلے اور نیز اُس کے ڈوبنے سے پہلے اپنے پروردگار کی حمد وثنا کے ساتھ اُس کی تسبیح وتقدیس کیا کرو۔ اور نیز رات کے وقتون مین۔ اور نیز دوپہر دن کے لگ بھگ یعنی ظہر کے وقت تسبیح وتقدیس کیا کرو تاکہ تم اس عبادت کا صلہ پاکر خوش ہو جاؤ)

نماز کے واسطے ہر دن مین پانچ مرتبہ کسی بلند جگہ پر یا ماذنہ پر اذان دیجاتی ہے ماذنہ کی ایجاد مساجد مین خلیفہ ولید اُموی کے زمانہ سے ہوئی ہے جمعہ کی نماز جمعے کے دن اللہ تعالے کے اس قول سے فرض ہوئی ہے "یاایھا الذین آمنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الیٰ ذکر اللہ وذروا البیع (اے مسلمانو جب جمعے کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو اللہ تعالےٰ کے ذکر کے واسطے دوڑ کر آؤ اور خرید وفروخت چھوڑ دو)

پھر یہی نہین ہے کہ صرف اعمال ظاہری کی بجا آوری کے واسطے حکم ہو بلکہ اُن کے کرنے مین باطن کی موافقت ضرور ہے چنانچہ قرآن مین ہے "والبدن جعلناھا لکم من شعائر اللہ لکم فیھا خیر - فاذکروا اسم اللہ علیھا صواف - فاذا وجبت جنوبھا فکلوا منھا واطعموا القانع والمعتر - کذلک سخرناھا لکم لعلکم تشکرون لن ینال اللہ لحومھا ولا دماؤھا ولکن ینالہ التقویٰ منکم

(اور جہان اور چیزین خدا کے ساتھ نامزد کی جاتی ہین ہم نے تمہارے لیے قربانی کے اونٹون کو بھی ویسا ہی قابل ادب بنایا ہے۔ان مین تمہارے لیے چند در چند فائدے ہین۔قربانی کرتے وقت اُن کو کھڑا رکھکر اُن پر خدا کا نام لو پھر جب وہ کسی پہلو پر گر پڑین تو اُن مین سے آپ بھی کھاؤ۔اور قناعت پیشہ اور گدائی پیشہ محتاجون کو بھی کھلاؤ۔ہم نے ان جانورون کو تمھارے بس مین کر دیا ہے تاکہ تم ہمارا شکر کرو۔خدا تک نہ تو اُن کے گوشت ہی پہونچتے ہین اور نہ اُنکے خون بلکہ اُس تک تمھاری پرہیزگاری پہونچتی ہے) اور قرآن مین ہے "لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ" نیکی یہی نہین کہ نماز مین اپنا منہ مشرق کی طرف کرو یا مغرب کی طرف بلکہ اصل نیکی تو اُن کی ہے جو اللہ اور روز آخرت اور فرشتون اور آسمانی کتابون اور پیغمبرون پر ایمان لائے اور مال عزیز اللہ کی محبت مین رشتہ دارون اور یتیمون اور محتاجون اور مسافرون اور مانگنے والون کو دیا اور غلامی کی قید سے گردنون کے چھوڑانے مین دیا۔اور نماز پڑھتے رہے۔اور زکوۃ دیتے رہے۔اور جب کسی بات کا اقرار کرلیا تو اپنے قول کے پورے اور سختی مین اور تکلیف مین اور جنگ کے وقت ثابت قدم رہے یہی لوگ ہین جو دعوے اسلام مین سچے نکلے اور یہی ہین جن کو پرہیزگار کہنا چاہیے۔

روزہ بھی انھین ارکان خمسہ مین ہے۔رمضان کے مہینے مین روزے رکھنے کا حکم ہے۔چنانچہ قرآن مین ہے۔شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى

لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ - يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ" (روزون کا مہینا رمضان کا ہے جس مین قرآن نازل ہونا شروع ہوا ہے اور قرآن لوگون کا رہنما ہے اور اُس مین ہدایت اور حق و باطل کی تمیز کے کھلے کھلے حکم موجود ہین - تو مسلمانو جو تم مین سے اس مہینے مین زندہ موجود ہو تو چاہیے کہ اس مہینے کے روزے رکھے اور جو بیمار ہو یا سفر مین ہو تو دوسرے دنون مین گنتی پوری کرلے - اللہ تعالے تمھارے ساتھ آسانی کرنا چاہتا ہے - اور تمھارے ساتھ سختی کرنا نہین چاہتا - اور یہ حکم تمھین اُس نے اس لیے دیے ہین - تاکہ تم کو جو راہِ راست اللہ نے دکھا دی ہے اس نعمت پر اُس کی بڑائی کرو اور تاکہ تم اُسکا احسان مانو)

تیسرا رکن اسلام کا زکوۃ ہے جو ہر ایک آزاد مسلمان پر واجب ہے - یہ مال کا چالیسوان حصّہ ہوتا ہے - اور شرائط مقررہ کے بموجب اس کا ادا کرنا واجب ہے - اور زکوٰۃ جب دی جائے تو بخوشی خاطر دی جائے - نہ اس طرح کہ زکوٰۃ دیکر اُس کے پیچھے احسان جتایا جائے - چنانچہ قرآن مین ہے "قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَا اَذًى وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ" (نرمی سے جواب دیدینا اور سائل کے اصرار سے درگذر کرنا اُس خیرات سے بہت بہتر ہے جس کے پیچھے سائل پر کسی طرح کا احسان جتایا جائے اور اللہ بے نیاز اور بردبار ہے) اور یہ بھی قرآن مین ہے "يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّا اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ" (مسلمانو خدا کی راہ مین اُن عمدہ چیزون مین سے خرچ کرو جو خود تم نے تجارت وغیرہ سے آپ کمائی ہون - اور جو ہم نے تمھارے

لیے زمین سے پیدا کی ہون اور ناکارہ چیز کے دینے کا ارادہ بھی نہ کرنا کہ لگو اُس مین سے خرچ کرنے حالانکہ وہی چیز کوئی تم کو دینی چاہیے تو تم اُس کو بھی خوش دلی سے نہ لو۔ مگر یہ کہ دیدہ و دانستہ اُس کے لینے مین چشم پوشی کرو۔ اور جانے رہو کہ اللہ بے نیاز اور سزاوار حمد وثنا ہے) اور یہ بھی قرآن مین آیا ہے "اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَإِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِنْ سَيِّئَاتِكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ" (اگر خیرات ظاہر مین دو تو وہ بھی اچھا۔ اور اگر اُس کو چھپاؤ اور حاجتمندون کو دو تو تمھارے حق مین یہ بہت ہی بہتر ہے۔ ایسا دینا تمھارے گناہون کا کفارہ ہوگا۔ اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ اُس سے زیادہ خبردار ہے) اور اُس شخص کے حق مین جو ریاکاری کے طور پر خیرات کرے یہ آیت نازل ہوئی ہے "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا ۖ لَا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَيْءٍ مِمَّا كَسَبُوا ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ۔ وَمَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيتًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ أَصَابَهَا وَابِلٌ فَآتَتْ أُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَإِنْ لَمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ" (مسلمانو اپنی خیرات کو احسان جتا کر اور سائل کو ایذا دینے سے اُس شخص کی طرح اکارت مت کرو جو اپنا مال لوگون کے دکھاوے کے لیے خرچ کرتا ہے اور اللہ اور روز آخرت کا یقین نہین رکھتا تو اُس کی خیرات کی مثال چٹان کی سی ہے کہ اُس پر کچھ تھوڑی سی مٹی پڑی ہے پھر اُس پر برسا زور کا مینھ اور اُس کو سپاٹ کر کے بہ گیا۔ اسی طرح قیامت مین ریاکارون کو اُس خیرات مین سے جو انھون نے کی تھی کچھ بھی ان کے ہاتھ نہین لگے گا۔ اور اللہ

اُن لوگون کو جو نعمت کی ناشکری کرتے ہین ہدایت نہین دیا کرتا۔ اور جو لوگ خدا کی رضا جوئی کے لیے اپنی نیت ثابت رکھ کے اپنے مال خرچ کرتے ہین اُن کی مثال ایک باغ کی سی ہے جو اونچے پر واقع ہے۔ اُس پر پڑا زور کا مینھ تو دو چند پھل لایا۔ اور اگر اُس پر زور کا مینھ نہ بھی پڑے تو اُس کو ہلکی پھوارین بھی بس کرتی ہین۔ اور تم لوگ جو کچھ بھی کرتے ہو اللہ اُس کو اچھی طرح دیکھ رہا ہے۔

:- آداب جن کا قرآن مین حکم ہے :-

جن آداب کا قرآن مین ذکر ہے اُن مین سے ماں باپ کے آداب کی نسبت یہ آیت ہے "کُتِبَ عَلَیْکُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَکَ خَیْرَا اِلْوَصِیَّۃُ لِلْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَی الْمُتَّقِیْنَ" (مسلمانو تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ جب تم مین سے کسی کے سامنے موت آموجود ہو اور وہ کچھ مال چھوڑنے والا ہو تو ماں باپ اور رشتہ دارون کے لیے اچھی طور پر وصیت کر مرے جو خدا سے ڈرتے ہین اُن پر اُن کے بیٹون کا یہ ایک حق ہے"۔ ایک اور اسی طرح کی آیت ہے۔ "وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰہَ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْکُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ (اور وہ وقت یاد کرو جب ہم نے اگلے بنی اسرائیل یعنی تمھارے بڑون سے پکا قول لیا تھا کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ سلوک کرتے رہنا اور رشتہ دارون اور یتیمون اور محتاجون کے ساتھ بھی اور لوگون سے اچھی طرح نرمی کے ساتھ بات کرنا اور نماز پڑھتے رہنا اور زکوٰۃ دیتے رہنا۔ پھر تم مین سے تھوڑے آدمیون کے سوا باقی سب پھر بیٹھے اور تم لوگ کچھ ہو ہی بے پروا)

اور ادائے شہادت کے باب مین یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ "یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ

اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰامِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ
وَالْاَقْرَبِيْنَ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ
تَعْدِلُوْا وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا (مسلمانو!
مضبوطی کے ساتھ انصاف پر قائم رہو اور خدا لگتی گواہی دو۔ اگرچہ یہ گواہی تمھارے
اپنے یا ماں باپ اور رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی مالدار یا
محتاج ہے۔ تو اللہ سب سے بڑھکر ان کی پرداخت کرنے والا ہے تو تم حق سے
درگذر کرنے میں خواہش نفس کی پیروی نہ کرو۔ اور اگر دبی زبان سے گواہی دوگے
یا سرے سے گواہی کے دینے سے پہلوتہی کروگے ویسا بھروگے کیونکہ جو کچھ تم
کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے) یتیم کے مال کے حق میں یہ حکم آیا ہے۔ وَلَا تَقْرَبُوْا
مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ
لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا
ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (اور یتیم کے مال کے پاس بھی نہ جانا مگر ایسے
طرز پر کہ اس کے حق میں بہتر ہو۔ یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کی عمر کو پہونچے اور
انصاف کے ساتھ پورا پورا ناپ کرو اور پوری پوری تول تولو۔ ہم کسی شخص پر
اس کی سمائی سے بڑھکر بوجھ نہیں ڈالتے۔ اور جب بات کہو تو اپنا قرابتدار ہی
کیوں نہو انصاف کا پاس کرو۔ اور اللہ کے ساتھ جو عہد کر چکے ہو اس کو پورا کرو۔ یہ
ہیں وہ باتیں جن کا تم کو خدا نے حکم دیا ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو) اور وزن پورا تولنے
کے باب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ
يَسْتَوْفُوْنَ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ
لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ (کم دینے والوں کی بڑی ہی تباہی ہے کہ لوگوں سے ناپ کر لیں
تو پورا پورا لیں اور جب ناپ کر یا تول کر دیں تو کم دیں۔ کیا ان کو اس بات کا خیال

نہین کہ بڑے سخت دن یعنی قیامت کے دن یہ اُٹھا کھڑے کیے جائین گے
اور منافقون کے بارہ مین یہ آیت ہے۔ "اَلْمُنَافِقُوْنَ وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُمْ مِّنْ
بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ۔ نَسُوا اللّٰهَ
فَنَسِيَهُمْ اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ۔ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنَافِقِيْنَ وَالْمُنَافِقَاتِ
وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِيْنَ فِيْهَا۔ هِيَ حَسْبُهُمْ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ"
(منافق مرد اور منافق عورتین ایک کے ہم جنس ایک ہین۔ بُرے کام کرنے کی
لوگون کو صلاح دین اور بھلے کامون کے کرنے سے منع کرین۔ اور خدا کی راہ
مین خرچ کرنے کا وقت آئے تو اپنی مٹھیان کھینچ لین ان لوگون نے اللہ کو بھلا دیا
تو اُس کے بدلے مین اللہ نے بھی اُن کو بھلا دیا۔ کچھ شک نہین کہ منافق بڑے
ہی سرکش ہین۔ منافق مردون اور منافق عورتون اور کافرون کے حق مین
خدا نے دوزخ کی آگ کا وعدہ کر لیا ہے کہ یہ لوگ ہمیشہ اُس مین رہین گے اور
وہی اُن کو بس کرتی ہے۔ اور خدا نے اُن کو پھٹکار دیا ہے اور اُن کے لیے عذاب
دائمی ہے) اور استغفار و توبہ کے بارے مین ہے "وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ
ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا" (اور جو شخص کوئی کام بُرا کرے یا جھوٹی
قسم وغیرہ سے آپ اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے اپنا گناہ بخشوائے تو پائیگا کہ
اللہ بخشنے والا مہربان ہے)

قرآن نے اُن آداب و اخلاق مین سے جن کی بنیاد سراسر حکمت۔ عدل و احسان
پر قائم ہے کوئی بات نہین چھوڑی ہے۔ اُن کا مقصد یہ ہے کہ مخلوق خدا راہ راست
پر چلے۔ ضلالت و گمراہی کے راستہ سے باز آئے۔ رذائل کی تاریکیون سے نکل کر
فضائل کی روشنی مین آئے۔ نقص کی آمیزش سے پاک و صاف ہو کر کمال کے زیور
سے آراستہ ہو۔ ہمارا مقصد بھی اُن کے بیان سے یہی ہے کہ شریعت محمدیہ کی پاکی مقصد

حرمت، مربیت، اور کمال حکمت کو دکھائین۔ اور یہ بتائین کہ انبیائے سابقین پر جو کچھ نازل ہوا ہے قرآن بالکل اُس کے مطابق ہے۔ اسی سے قرآن مجید کی فضیلت کی طرف عقلا کی رہنمائی ہوگی۔ کیونکہ قرآن مین وہ سب باتین موجود ہین جو انبیائے سابق کو دی گئی تھین

دین اسلام کو وحشی مذہب کہنے والون کا رد
(نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامت۔ خُلق۔ سخاوت، ثبات قلب اور زہد وغیرہ اوصاف جمیلہ)

ان معترضین کی نابینائی قلب، اور حق سے کان بند کر لینے اور راہ راست سے ہٹ کر پھیل جانے کی اس سے بڑھکر دلیل اور کیا ہوگی کہ قرآن مجید مین ایسی آیتین ہین جو عربون کی گذشتہ عادات بد کی ناسخ ہین مثلاً انتقام کا جذبہ کھلم کھلا ظلم کرنا، جو یورپ مین پہلے بھی تھا، اور ڈوئل کی صورت مین اب بھی موجود ہے اور لڑکیون کو شرم سے بچنے یا تنگ دستی کے خیال سے زندہ درگور کر دینا۔ اسلام نے ان سب کو قطعاً منسوخ و مردود کر دیا چنانچہ قرآن مین ہے "وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَاءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ۔ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ اِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ۔ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاۗءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۔ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ" (اور وہ وقت یاد کرو جب ہم نے تم سے قول لیا تھا کہ اپنے آپس مین خون ریزی نہ کرنا اور نہ اپنے شہرون سے اپنے لوگون کو جلا وطن کرنا پھر تم یعنی تمھارے بزرگون نے اقرار کیا۔ اور تم اس زمانہ کے لوگ اس کا اقرار کرتے ہو۔ کہان ایسا ہوا تھا۔ پھر وہی تم ہو کہ اپنون کو

مارتے ہو اور اپنے مین سے کچھ لوگون کے مقابلے مین ناحق اور زبردستی ایک دوسرے کے مددگار بن کر اُن کو اُنکے شہرون سے پردیس نکال دیتے ہو۔ اور وہی لوگ اگر کہین قید ہو کر تمھارے پاس مدد مانگنے کو آئین تو تم فدیہ دیکر اُن کو چھوڑا لیتے ہو۔ حالانکہ سرے سے اُن کا نکال دینا ہی تم کو روا نہ تھا۔ تو کیا کتاب آلہی کی بعض باتون کو مانتے ہو اور بعض کو نہین مانتے، تو جو لوگ تم مین سے ایسا کرین اسکے سوا اُن کا اور کیا بدلا ہو سکتا ہے کہ دنیا کی زندگی مین رسوائی اور آخر کار قیامت کے دن بڑے ہی سخت عذاب کی طرف لوٹائے جائین اور جو کچھ تم لوگ کرتے ہو اللہ اُس سے بے خبر نہین) عرب مین عار اور تنگ دستی سے بچنے کے لیے لڑکیون کو قتل کر دیتے تھے اُس کے متعلق اسلام نے کہا "وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ۔ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ" (اور جب اُن مین سے کسی کو بیٹی پیدا ہونے کی خوشخبری دیجائے تو مارے رنج کے اُس کا منھ کالا پڑ جائے۔ اور زہر سے گھونٹ پی کر رہ جائے۔ لوگون سے بیٹی کے عار کے مارے جس کے پیدا ہونے کی اُس کو خبر دی گئی ہے چھپا چھپا پھرے اور دل مین منصوبے سوچے کہ آیا اس ذلت پر بیٹی کو لیے رہے یا اُس کو مٹی مین گاڑ دے۔ دیکھو تو ان لوگون کی کیا بری راے ہے) اور یہ بھی قرآن مین ہے "لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ۔ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا" (اور افلاس کے ڈر سے اولاد کو قتل نہ کرو۔ ہم ہی اُن کو اور تم کو روزی دیتے ہین اولاد کا مارنا بڑا بھاری گناہ ہے)

پیغمبر اسلام کے اخلاق نہایت اعلے درجے کے تھے، آپ کے عفو و درگذر پر یہ واقعات گواہ ہین کہ جب مکہ فتح ہوا تو آپ نے اپنے سخت دشمنون کے قصورون کو

معاف کردیا۔ قبائل سے جو حقوقِ جنگ لینا چاہیے تھے اُن سب سے درگذر کیا۔ اور جو کچھ لڑائی مین بعضون پر درشت احکام صادر کرنے پڑے اُس پر افسوس ظاہر کیا۔ گو آپ کو اوّل درجہ کی قوت حاصل ہو گئی تھی مگر آپ نے سختی اور سنگدلی کے جذبات کو ہرگز اپنے قلب مین راہ نہین دی۔ اسی سبب سے آپ کے اصحاب مین سے اگر کوئی حد اعتدال سے تجاوز کرجاتا تھا تو آپ اُسے دائرۂ اعتدال مین واپس آنے کی ہدایت فرماتے اور حد سے آگے بڑھنے نہ دیتے۔ چنانچہ حضرت عمر نے اسیران بدر کے قتل کا اشارہ کیا تو آپ نے اُسے ازراہ ترحم نہ مانا۔ آپ نے اپنے چچا حمزہ کے قاتل سے بھی درگذر کیا۔ اور جب حضرت خالد نے اپنے ایک رشتہ دار کے عوض مین بنی جذیمہ سے انتقام لیا[1] تو آپ نے فرمایا کہ جو کچھ خالد نے کیا مین اُس سے راضی نہین ہون + اور رسول اللہ کی جرأت پر یہ واقعات شاہد ہین۔ واقعۂ بدر[2] مین آپ کے چہرۂ مبارک پر زخم آیا۔ دندانِ مبارک شہید ہو گئے۔ مگر آپ معرکۂ قتال مین اپنے اُسی عزم و قوت کے ساتھ قائم رہے جو پہلے تھی۔ واقعۂ حنین مین لڑائی مین سب صحابہ کے قبل گھس پڑتے[3] اور قتال کی تحریص و ترغیب دیتے رہے جس سے آخرکار مسلمانون کو غلبہ ہو گیا۔

ایسے ہی آپ کے زہد و ورع کا حال تھا۔ ایک شخص بھی ایسا نہین جس نے کوئی بات اس کے خلاف لکھی ہو۔ حالانکہ آپ کے ہاتھ مین مال و دولت کا خزانہ آتا رہتا تھا، قوت و شوکت بدرجۂ کمال آپ کو حاصل تھی۔ آس پاس کے بادشاہون

---

[1] نہین بلکہ حضرت خالد نئے مسلمان تھے اور اچھی طرح اصول اسلام سے واقف نہ تھے۔ لہذا انھون نے مذہبی دستور کے بموجب بنی جذیمہ کو قتل کردیا، مترجم [2] بدر غلط ہے اُحد ہونا چاہیے، مترجم

[3] آپ نے بذات خاص کبھی تلوار نہین چلائی حنین مین بھی خود نہین لڑے، بلکہ مسلمانون کی ہزیمت و فرار کی حالت مین بھی اپنی جگہ پر میدان جنگ مین قائم رہے، مترجم

معاف کر دیا۔ قبائل سے جو حقوق جنگ لینا چاہیے تھے اُن سب سے درگذر کیا۔ اور جو کچھ لڑائی مین بعضون پر درشت احکام صادر کرنے پڑے اُس پر افسوس ظاہر کیا۔ گو آپ کو اوّل درجہ کی قوت حاصل ہو گئی تھی مگر آپ نے سختی اور سنگدلی کے جذبات کو ہرگز اپنے قلب مین راہ نہین دی۔ اسی سبب سے آپ کے اصحاب مین سے اگر کوئی حد اعتدال سے تجاوز کر جاتا تھا تو آپ اُسے دائرۂ اعتدال مین واپس آنے کی ہدایت فرماتے اور حد سے آگے بڑھنے نہ دیتے۔ چنانچہ حضرت عمر نے اسیران بدر کے قتل کا اشارہ کیا تو آپ نے اُسے ازراہ ترحم نہ مانا۔ آپ نے اپنے چچا حمزہ کے قاتل سے بھی درگذر کیا۔ اور جب حضرت خالد نے اپنے ایک رشتہ دار کے عوض مین بنی جذیمہ سے انتقام لیا[1] تو آپ نے فرمایا کہ جو کچھ خالد نے کیا مین اُس سے راضی نہین ہون + اور رسول اللہ کی جرأت پر یہ واقعات شاہد ہین۔ واقعہ بدر[2] مین آپ کے چہرۂ مبارک پر زخم آیا۔ دندان مبارک شہید ہو گئے۔ مگر آپ معرکۂ قتال مین اپنے اُسی عزم و قوت کے ساتھ قائم رہے جو پہلے تھی۔ واقعۂ حنین مین لڑائی مین سب صحابہ کے قبل گھس پڑے[3] اور قتال کی تحریص و ترغیب دیتے رہے جس سے آخرکار مسلمانون کو غلبہ ہو گیا۔

ایسے ہی آپ کے زہد و ورع کا حال تھا۔ ایک شخص بھی ایسا نہین جس نے کوئی بات اُس کے خلاف لکھی ہو۔ حالانکہ آپ کے ہاتھ مین مال و دولت کا خزانہ آتا رہتا تھا، قوت و شوکت بدرجۂ کمال آپ کو حاصل تھی۔ آس پاس کے بادشاہون

---

[1] نہین بلکہ حضرت خالد نئے مسلمان تھے اور اچھی طرح اصول اسلام سے واقف نہ تھے۔ لہذا انھون نے مذہبی دستور کے بموجب بنی جذیمہ کو قتل کر دیا، مترجم

[2] بدر غلط ہے اُحد ہونا چاہیے، مترجم

[3] آپ نے بذات خاص کبھی تلوار نہین چلائی۔ حنین مین بھی خود نہین لڑے، بلکہ مسلمانون کی ہزیمت اور فرار کی حالت مین بھی اپنی جگہ پر میدان جنگ مین قائم رہے، مترجم

پیادہ ہوگئے۔ اور ظہر و عصر کی نماز یکجا کر کے پڑھی۔ اُسی روز آپ پر جب کہ آپ پہاڑ ہی پر تھے یہ آیت نازل ہوئی " اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا " (آج تمھارے دین کو تمھارے لیے کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمھارے لیے یہی دین اسلام پسند کیا) پھر آپ غروب آفتاب کے وقت مزدلفہ مین تشریف فرما ہوئے۔ اور رات کو اُسی جگہ رہے جب ۱۰۔ ذیحجہ موافق ۹۔ مارچ کی صبح ہوئی۔ تو نماز فجر پڑھکر مشعر حرام مین توقف کیا۔ پھر بسرعت تمام بطن محسر سے گذر گئے۔ پھر رمی جمرات کے بعد منیٰ مین آئے اور قربانی کی۔ یہان آپ نے سر کے بال منڈوائے۔ اس وقت جو بال آپ کے گرتے تھے صحابہ تعظیماً اور تبرکاً اُٹھا لیتے تھے۔ پھر آپ مکہ واپس آئے اور طواف بیت اللہ کر کے ظہر کی نماز ادا کی۔

رسول اللہ صلعم کے اس حج کو حجۃ البلاغ کہتے ہین کیونکہ آپ نے اس مین مناسکِ حج کی مخلوق کو تبلیغ کی تھی۔ اور چونکہ اس وقت اسلام کو پوری عزت اور غلبہ ہوگیا تھا اور رسول اللہ صلعم نے مسلمانون کو اور نیز مکہ کو اُس وقت الوداع بھی کہا تھا۔ اس لیے حجۃ الاسلام اور حجۃ الوداع بھی کہا کرتے ہین۔ کیونکہ اس کے بعد آپ نے کوئی حج نہین کیا۔ اُسی زمانے سے مسلمان اُن سب ارکان اور مناسک کو بجا لاتے ہین جو اُس وقت رسول اللہ صلعم نے ادا کیے تھے۔ وہ ہر سال مکۂ معظمہ کو حج کے لیے جاتے اور اُن تمام آداب و شرائط کو بجا لاتے ہین جو کتب فقہ مین مسطور و مذکور رہین۔

اسلام مین جو امور فرض ہین
وہ حکمت سے خالی نہین

ایک وضو ہے۔ اصولِ تدبیرِ صحت اس کے متقاضی ہین کہ آدمی ہر وقت صاف و

پاک رہے۔ قانون صحت کے اصول سے جو لوگ واقف ہین وہ اس کے فوائد
کو خوب جانتے ہین کہ اس مین بے شمار فائدے ہین۔ قرآن نے اسے یون بیان
کیا ہے۔ "یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی
الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ" (مسلمانو! جب نماز کے لیے اٹھو تو اپنے
منھ اور کہنیون تک اپنے دونون ہاتھ دھولیا کرو اور اپنے سر کا مسح کرلیا کرو اور
ٹخنون تک اپنے دونون پانون دھویا کرو +

اسی طرح جو بعض چیزین محرمات ہین
وہ بھی حکمت سے خالی نہین ہین

چنانچہ شراب اس لیے حرام ہوئی ہے کہ اس مین بدنی اور مالی دونون طرح کی
مضرتین ہین شراب ہڈیون کو گلاتی۔ جگر کو ضعیف کرتی اور پیٹ مین سوزش پیدا
کرتی ہے جس سے تمام بدن خراب ہوجاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ شراب خوار کی عادت
ہوتی ہے کہ جب شراب پیتا ہے اس کو لت لگ جاتی ہے پیتا چلا جاتا ہے۔ کام
چھوڑ دیتا ہے اور نوبت یہ پھونچتی ہے کہ جب مرتا ہے تو گرہ مین کچھ بھی نہین ہوتا۔
اہل وعیال پر سختی گذرتی ہے۔ اگر وہ شراب نہ پیتا تو جو کچھ ایک روز مین پیدا کرتا غالباً
بال بچون کے لیے ایک مہینے کو کافی ہوتا۔ اسی طرح قمار بازی ہے۔ یہ بھی شراب سے
کچھ کم برا کام نہین ہے۔ مالی نقصان مین یہ بھی اسی طرح بلکہ اس سے بدتر ہے ان
دونون کو قرآن مین حرام کیا گیا ہے۔ "یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ قُلْ فِیْھِمَا اِثْمٌ کَبِیْرٌ وَّ
مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُھُمَا اَکْبَرُ مِنْ نَّفْعِھِمَا" (اے پیغمبر تم سے شراب اور جوے کے بارہ
مین دریافت کرتے ہین تو لوگون سے کہدو کہ ان دونو چیزون مین بڑا گناہ ہے اور لوگون
کے کچھ فائدے بھی ہین مگر ان کے فائدہ سے ان کا گناہ اور نقصان بڑھکر ہے۔)

مقالۂ ثالث

فتوحاتِ امّتِ محمّدیہ

سنہ ۶۳۲ء لغایت سنہ ۷۴۳ء موافق سنہ ۱۱ھ لغایت سنہ ۱۲۵ھ

باب اوّل

عرب کے انتظامات اور جزیرۂ عرب سے باہر کے محاربات کے لیے اُنکی تیاری

خلفاے اربعہ رض

مبحث اوّل

اصحابِ نبی (صلعم) کی عظمت اور سلطنت

بعثت سے پہلے عربون کے مزاج مین بہت غرور تھا۔ ایک دوسرے پر تفاخر کیا کرتے تھے۔ کوئی دوسرا اُن کا حاکم نہ تھا۔ ہر ایک خود ہی اپنا بادشاہ تھا۔ اپنی خودمختاری کی حفاظت کا اُن مین سخت جوش تھا۔ تاآنکہ نبی (صلعم) مبعوث ہوے۔ اور اُنھین اسلام کی طرف بلایا تو اُنھون نے آپ کی اقتدا کی۔ اور بہت سے قبائل عرب مل ملا کر ایک متحد قوم بن گئے۔ چونکہ اُن کے دلون مین دینی جوش کے باعث الفتِ باہمی پیدا ہو گئی تھی اس لیے اُنھون نے محبتِ ریاست اور عادات وخصائل جاہلیت کو چھوڑ دیا پھر جب نبی (صلعم) نے وفات پائی۔ تو چونکہ

ابھی اُن کے قلوب مین ایمان متمکن نہوا تھا اور اچھی طرح دلون مین دین نے جگہ نہ پکڑی تھی اس لیے وہ (اپنی قدیمی) عادتون پر لوٹ آئے۔ پھر اکثر صحابہ نے ایک خلیفہ کے مقرر کرنے پر اتفاق کیا۔ تاکہ وہ شریعت کی حفاظت کرے اور عوام کو ضبط اور قابو مین رکھنے کے لیے احکام صادر کرتا رہے۔ قوانین انتظامیہ جو عساکر و افواج وغیرہ کے لیے ضروری ہین جاری کیا کرے۔ مگر ان سب باتون مین قرآن اور سنت کی پیروی کو لازمی سمجھے۔ اس سے دین مین قوت آگئی تمام عرب اسلام کے مطیع ہوگئے۔ خلیفہ کے خلاف کسی نے کان تک نہ ہلایا کیونکہ وہ کتاب اور سنت کے راستے پر چلتا تھا۔ مگر صحابۂ کرام کے بعد جو خلفاء ہوئے وہ حق تلفیان کرنے لگے لیکن اس کے سوا اُن کا کوئی مقصد حاصل نہ ہوا کہ قوم اُنکے خلاف اُٹھتی رہی۔ اور مفتیان شرع اُنھین دائرہ شریعت اسلامیہ کے باہر جانے سے روکتے رہے۔

مبحث دوم

خلفائے راشدین

سلہ سے ۱۳ھ تک حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ رہے۔ پھر حضرت عمرؓ ۲۴ھ تک پھر حضرت عثمانؓ ۳۶ھ تک پھر حضرت علیؓ بن ابی طالب ۴۱ھ تک امور خلافت کے کام بجا لاتے رہے۔ ان سب نے نبی (صلعم) کا اس امر مین پورا اتباع کیا کہ اپنے نفس کو شان و شوکت عیش و عشرت آرایش و نمایش اور جمع دولت سے محفوظ رکھا۔ فقرا کی اعانت۔ مظلوم کی امداد و یاری مساجد مین عام لوگون کے ساتھ ادائے نماز اور زہد و قناعت و تقشف مین بھی آپ ہی کے قدم بہ قدم چلے۔

حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) صحابہ کے اذن سے ہر روز بیت المال سے (صرف)

پانچ درہم لیا کرتے تھے۔ جب اُنھون نے انتقال کیا تو ترکہ مین (فقط) اپنے کپڑے۔ ایک غلام۔ اور ایک اونٹ چھوڑا تھا جب حضرت عُمر بن الخطاب مدینہ سے فلسطین بیت المقدس کے فتح کرنے کو چلے ہین تو اُس وقت اُن کے ہمراہ کوئی محافظ نہ تھا جب وہ سویا کرتے تو خانۂ کعبہ[1] کی سیڑھیون پر فقراء کے ساتھ سو رہتے تھے۔ جب جبلہ بن الایہم بنی غسّان کے بادشاہ نے ایک صحابی[2] کو مارا تو حضرت عمرؓ نے اُسے حکم دیا کہ یا تو وہ اُس (صحابی) کو راضی کرلے۔ ورنہ وہ اُس سے اپنا بدلا لےلیگا۔ جبلہ نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ مین تو بادشاہ ہون اور وہ ایک عامی شخص ہے لیکن حضرت عمرؓ نے نہ مانا اور کہا کہ ایسا ہی کرنا ہوگا۔ اس پر جبلہ ہرقل (بادشاہ روم) کے پاس قسطنطنیہ کو بھاگ گیا۔

حضرت عثمانؓ نے ایک بار ایک نصرانی کی نسبت دعوے کیا کہ اُس نے اُن کے ہتیار چُرا لیے ہین۔ پھر اس مقدمہ کے فیصلے کے واسطے محکمۂ شرعیہ مین حاضر ہونے سے کچھ انکار نہ کیا۔ بیت المال مین جو روپیہ ہیا تھا اُس کا حساب کوڑی کوڑی کرکے دیدیا۔ ہر شخص کو اختیار تھا کہ اُنھین بحیثیت مدعا علیہ کے فیصلہ کے لیے محکمہ مین طلب کرلے۔ حضرت علیؓ بن ابی طالب کے پاس جو کسی قدر درہم اُن کے اخراجات سے بچ جاتے وہ ہر جمعے کو مساکین مین تقسیم کردیا کرتے تھے۔ جو احکام کہ قُضات صادر کرتے وہ (یکسان طور پر) ارباب مناصب اور عوام الناس پر برابر نافذ ہوتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ جب قُضات کا حکم کسی مجرم اور گناہگار کی نسبت سزا کا صادر ہوجاتا تو ان خلفاے راشدین مین سے کوئی پھر اُس کو کبھی معاف نہین کرتا تھا۔ اس کے سوا ان خلفاء کے فضائل اور مکارم اور بھی بےشمار ہین۔

---

[1] کعبہ صحیح نہین وہ تو مکّہ مین ہے۔ غالبًا مصنف کا مطلب مسجد نبوی سے ہوگا۔ مترجم

[2] صحابی نہین ایک مسلمان کہنا چاہیے۔ مترجم

مبحث سوم

خلافت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ (رضی اللہ عنہم)

جب نبی (صلعم) نے وفات پائی۔ تو امرائے انصار مستعد ہوئے کہ سعدؓ بن عبادۃ الخزرجی کو خلیفہ مقرر کریں مگر صحابہ نے ابوبکر الصدیق کو منتخب کیا۔ اُن سے حضرت عمرؓ نے سب سے پیشتر بیعت کی۔ بعدازان اور صحابہ نے بھی بیعت کر لی۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے خطبہ کہا جس کا مطلب یہ تھا کہ آپ لوگون نے مجھے اپنا حاکم مقرر کیا ہے۔ اس لیے مین سب سے کہے دیتا ہون کہ اگر مین کوئی کام کرون اور وہ اچھا ہو تو تم کو چاہیے کہ اُس مین میری معاونت کرو۔ اگر وہ کام بُرا ہو تو تمھین چاہیے کہ مجھے اُس سے روکو۔ کیونکہ جو شخص نبی کی امت پر خلیفہ ہے اُس سے اگر کوئی (مسلمان) سچی بات کہدے اور قولِ حق کو بیان کردے تو اس سے اس امر کا ثبوت ہوتا ہے۔ کہ جس شخص نے اُس سے کہا ہے اُسے اسلام کی غیرت و حمیّت ہے اور بات کو چھپانا خیانت ہے میرے نزدیک حقوق مین ضعیف و قوی سب مساوی و برابر ہین۔ مین بے مروو رعایت حکم دونگا۔ اگر مین ایسا نہ کرون تو مجھے کوئی حق نہین ہے کہ تم میری اطاعت کرو۔

حضرت ابوبکرؓ کو اپنی خلافت کے دو سال بعد جب یہ احساس ہوا کہ اُن کی وفات کا زمانہ قریب آگیا۔ تو اُنھون نے حضرت عمرؓ بن الخطاب کو خلیفہ مقرر کیا لیکن حضرت عمرؓ نے اپنی وفات کے وقت حضرت ابوبکرؓ کی طرح خلافت کے لیے کسی شخص کی تعیین نہین کی۔ بلکہ صحابۂ کبار مین سے چھ شخص کو (انتخاب کا) اختیار دیا۔ اُنھون نے حضرت عثمانؓ کو منتخب کیا۔ اور وہ خلیفہ ہو گئے حضرت عثمانؓ نے فتوحات کی تجدید کی اور کشورکشائی کے دائرہ کو وسیع کر دیا جس سے اسلام کی عزت اور شان و شوکت بڑھ گئی۔ مگر جب اُنھون نے اپنے اقارب بنی اُمیّہ کو مناصب و

مراتب دیے تو ایک فتنۂ عظیم برپا ہوگیا جس مین وہ شہید ہوئے۔ کیونکہ اس سبب سے اہل قریش[1] جو ادھر اُدھر ملک کی تمام خدمتون پر مامور ہوئے اور ہر گوشۂ مملکت اسلام مین پھیلے ہوئے تھے برافروختہ ہو گئے اور کوفہ بصرہ اور مصر کے ممالک مین بہت سے خطیب اور مقرر پھیلا دیے جنھون نے ان ملکون کے باشندون کو بغاوت پر برافروختہ کیا۔ اور اسی سازش سے آخرکار حضرت عثمانؓ کی شہادت وقوع پذیر ہوئی۔ یہ واقعہ ۶۵۵ء موافق ۳۶ سنہ ہجری کا ہے۔

مبحث چہارم

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی خلافت اور اُن کے اور حضرت معاویہؓ کے درمیان ناچاقی۔ اور دیگر واقعات کا وقوع ۶۵۶ء لغایت ۶۶۱ء موافق ۳۶ھ لغایت ۴۲ھ

چونکہ جمیع جہات و اقطاع خلافت مین آتش فتنہ و فساد مشتعل ہو گئی تھی۔ اس لیے حضرت عثمانؓ کے قاتلون کو خلافت حاصل نہین ہوئی۔ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) قبل خلافت۔ معیشت منزلی و امور خانہ داری مین مشغول رہا کرتے تھے۔ کبھی کبھی اہل مدینہ کے مشورون مین شریک ہو جایا کرتے تھے۔ اُن کی بزرگی کے سبب سے حضرت عثمانؓ کے بعد اُن کی خلافت پر رائے قرار پائی۔ بہت لوگون نے اُن سے بیعت کر لی جن مین طلحہؓ اور زبیرؓ بھی شامل تھے۔ پھر یہ دونون شخص حضرت علیؓ کی اجازت سے موسم حج مین مکہ چلے گئے اور بی بی عائشہؓ سے ملے جو ادائے عمرہ کی غرض سے حضرت عثمانؓ کے قتل سے بیس روز پہلے مکہ چلی گئی تھین۔ ان

---

[1] قریش کی تخصیص صحیح نہین۔ بلکہ زیادہ تعداد ان مین غیر قریشیون اور غیر خالص عربون کی تھی، جیسا کہ ابن خلدون نے تصریح کر دی ہے۔ مترجم

دونون نے اُن سے مشورہ کیا کہ حضرت علیؓ کے طرفدارون سے حضرت عثمانؓ
کے خون کا انتقام لیا جائے - اور اُنھین اپنے ساتھ بصرہ جانے کی رغبت دلائی
تاکہ بصرہ والے اور جو لوگ کہ اُن کے ہمراہ حجاز سے جائین یہ سب مل کر ایک گروہ
ہوجائین - اس واسطے بی بی عائشہؓ وہان گئین - بصرے والے بھی اُن سے مل گئے[1]
اس وقت حضرت علیؓ عراق[2] کو جارہے تھے - کہ اُنھین یہ خبر پہونچی - اس سبب سے
اُنھون نے بصرہ کو معاودت و مراجعت کی - بی بی عائشہؓ کے ہمراہیون کو سمجھایا کہ
جدال و قتال سے باز آئین - مگر جب اُنھون نے نہ مانا[3] تو فریقین مین کشت و خون ہوا
حضرت علیؓ فتحیاب ہوے - لیکن اُنھون نے بی بی عائشہؓ کی ہرگز کوئی توہین و اہانت
نہین کی - بلکہ بعزت و حرمت تمام اُنھین اشراف عورتون کے ساتھ مدینے بھجوا دیا -
اس سفر مین اُنھون نے اپنے دونون بیٹون حسن اور حسین اور محمد بن ابی بکر بی بی
عائشہ کے بھائی کو بھی اُن کے ساتھ کر دیا - پھر خود کوفہ چلے گئے - اور اُسی کو اپنا
دارالخلافہ مقرر کیا - پھر عراق خراسان بلادِ فارس اور جزیرۃ العرب سے لوگ آئے اور
اُنھون نے حضرت علیؓ سے بیعت کی -

اس کے بعد حضرت معاویہؓ کا معاملہ پیدا ہوا جن کے ساتھ عمروؓ بن العاص بھی
شریک تھے ان دونون نے خلافت کے باب مین حضرت علی سے نزاع کیا - صفین
کے مقام پر اسّی ہزار فوج لے کر آئے - وہان اُن سے اور حضرت علیؓ کے لشکر سے
ایک سو دس روز کے عرصے مین نوّے لڑائیان ہوئین جن مین حضرت معاویہ کی
طرف والے پینتالیس ہزار اور حضرت علیؓ کے لشکر سے پچیس ہزار آدمی کام آئے
لیکن دونون مین سے کسی کو فتح نصیب نہین ہوئی - اس لیے حضرت علیؓ و حضرت معاویہ

[1] بصرہ والے ملے نہین بلکہ اہل بصرہ اور اُنکے درمیان جنگ ہوئی مترجم [2] شام کی جگہ مصنف نے غلطی سے عراق لکھا ہے مترجم

[3] یہ صحیح نہین بلکہ جنگ دونون فریق کے بلا اطلاع اتفاقیہ واقع ہوئی - مترجم

کے لشکر والون نے اُن سے کہا۔ کہ وہ آپس مین فیصلہ کے لیے کچھ آدمیون کو حکم اور
پنچ مقرر کرین۔ اور اُن دونون نے کچھ آدمیون[1] کو حکم مقرر کیا۔ جنھون نے یہ فیصلہ کیا کہ
حضرت علی کا (خلافت) مین کوئی حق نہین ہے۔ اُنھون نے حضرت معاویہؓ کی خلافت
کو مشتہر کر دیا[2]۔ اس پر حضرت علیؓ نے اس فیصلہ سے نارضامندی ظاہر کی۔ اور اپنے
وکیل کے غدر کی شکایت کی۔ اور پھر ہتیار اُٹھائے۔

پھر خوارج مین سے تین آدمیون نے اس بات پر اصرار کیا۔ کہ حضرت علیؓ معاویہؓ
اور عمرو بن العاصؓ کو قتل کر دیا جائے۔ تاکہ مسلمانون مین سے یہ اندرونی جنگ و جدال
منقطع ہو جائین۔ اُن مین سے ایک تو حضرت معاویہؓ کی طرف گیا۔ لیکن اُن پر ایسا
وار کیا کہ قتل نہ کر سکا۔ دوسرا شخص جو عمرو بن العاص کی طرف گیا تھا اُس نے عمرو
بن العاص کے دھوکے مین اُن کے میر منشی کو قتل کر دیا۔ تیسرا جو حضرت علیؓ کی طرف
آیا تھا اُس نے حضرت علی کو شہید کیا۔

پھر کوفیون نے حضرت علیؓ کے بیٹے حضرت حسنؓ کو اپنا خلیفہ قرار دیا۔ حضرت معاویہؓ
شام مصر اور جزیرۃ العرب کے خلیفہ تھے۔ خاندان بنی اُمیّہ مین یہ پہلے شخص ہین جنھون
نے کرسی خلافت پر جلوس کیا[3]۔ اور آسٹرین مورخ سفیر کہتا ہے۔ کہ اسی زمانے سے جبکہ
حضرت معاویہ کو تخت خلافت پر جلوس نصیب ہوا۔ اُمت محمدیہ سے وہ سادگی جاتی
رہی جو وہ اپنی ضروریات مین برتا کرتے تھے۔ لیکن دینی قانون اور وہ رسوم و قواعد
جو قرآن مین مذکور ہین ان خلفاے اربعہ کے بعد بھی باقی رہے اور نیز امت محمدیہ
اور عساکر اسلام مین جمہوریت کے خیالات اور بلند حوصلگی کے اخلاق بھی موجود رہے

[1] صرف دو آدمی حکم تھے حضرت علی کی طرف سے حضرت ابو موسیٰ اشعری اور امیر معاویہ کی طرف سے عمرو بن العاص، مترجم
[2] یہ فیصلہ پنچ نے نہین بلکہ صرف عمرو بن العاص نے کیا تھا، مترجم
[3] حضرت عثمان اس سے پہلے اموی خلیفہ ہو چکے تھے مگر ان کا انتخاب بحیثیت اموی کے نہین ہوا تھا بحیثیت اموی کے امیر معاویہؓ پہلے فرمانروا تھے، مترجم

جو چھوٹی چھوٹی حکومتون کو عظیم الشان کر دیتے اور دول عظمیٰ کے لیے زیادتی قوت وشوکت کا باعث ہوتے ہین۔ یہان تک کہ جب اس امت پر اجانب یعنی غیر عرب اور ظالم لوگ بھی مستولی ہو گئے۔ تب بھی یہ خصائل اُن مین موجود تھے۔

باب ثانی

وفات نبی صلعم کے وقت بلاد عرب کی سیاسی حالت۔ مدعیان نبوت کا قلع وقمع اور ایشیا مغربی پر اہل اسلام کی تاخت وتاراج

سنہ ۶۳۲ء لغایت سنہ ۶۹۰ء موافق سنہ ۱۱ھ لغایت سنہ ۷۱ ہجری

مبحث اوّل

بعض عربون کی بغاوت۔ حضرت خالدؓ بن الولید اور عکرمہؓ وغیرہ کے فتوحات اور قرآن کی تدوین

جب نبی (صلعم) نے وفات پائی تو تمام قبائل۔ عمّان وبحرین ومہرہ وحضرموت مرتد ہو گئے۔ دین اسلام کو چھوڑ دیا۔ طلیحہ نے نجد مین مسیلمہ نے یمامہ مین۔ اور قیس قاتل اسود نے یمن مین نبوّت کا دعوی کیا۔ اور مکہ طائف اور تمام اقلیم حجاز کے لوگون نے بھی عصیان اور بغاوت پر ارادہ کیا۔

یہ دیکھکر حضرت ابوبکرؓ نے اس فتنہ کے فرو کرنے پر کمر باندھی۔ حضرت اسامہ بن زید کو ایک زبردست لشکر کے ساتھ بلاد شامیہ کی طرف روانہ کیا جس سے اہل عرب کے دلون مین رعب چھا گیا۔ مگر بنی غطفان اور قبائل نجد نے مدینہ کو سپاہ سے خالی پاکر اس پر تاخت کی لیکن اُنھین حضرت ابوبکرؓ نے دو دفعہ روکا اور وہ لوٹ لوٹ گئے۔ پھر بھی اُنھون نے اُن مسلمانون کو قتل کر دیا جو اُن کے ملک مین تھے

اور طلیحہ کذاب کے فریق سے جا ملے۔ پھر حضرت اسامہؓ مظفر و مؤید بہت سا مال و غنائم لے کر آئے۔ طلیحہ اور مسیلمہ دونوں کے معاونین پر جُبن چھا گیا۔ کیونکہ سجاح جو نبوت کا دعوے کرتی تھی بنی تغلب کے ساتھ دجلہ و فرات کے جزیرے سے نجد کی طرف چلی گئی تھی۔ وہاں اُس سے بنی تمیم طلیحہ کی قوم نے بیعت کر لی۔ اور اُس کی تائید پر کھڑے ہو گئے۔ پھر اُس کی آفت طوفان مہلک کی طرح یمامہ پر نازل ہوئی۔ وہاں اُس سے مسیلمہ قتال کو تیار ہوا۔ اور کہلا بھیجا کہ ہم تم دونوں نکاح کر لیں۔ پھر سجاح اُس کے پاس سے اُس وقت تک نہ گئی جب تک کہ اُس نے مسیلمہ سے بہت سا نقد (روپیہ پیسا) نہ لے لیا۔

علاقہ دومتہ الجندل حضرت اسامہ (رضی اللہ عنہ) کے قبضے مین نہین آیا تھا بلکہ اُس پر باغی قابض ہو گئے تھے۔ مرتدین نے اُسے اپنا ملجا و ماوا بنا لیا تھا۔ اس لیے حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نے حضرت خالد بن الولید کو نجد کی طرف بھیجا۔ اور اُنھین وہی نصیحت کی جو حضرت اسامہ کو کی تھی کہ اعداء سے اول اسلام لانے کو کہین۔ پھر جزیہ دینے کو۔ اگر ان مین سے (کسی بات) کو قبول کر لین تو بہتر ہے ورنہ پھر اُن سے اچھی طرح لڑنا چاہیے۔ اور اس امر مین راست بازی اور صدق نیت لازمی امر ہے۔ نہ تو مغلوبین کے اعضا قطع کیے جائین نہ اُن کی عورتون بچون کو قتل کیا جائے اور نہ اُن کی زراعت اور پھل دار درختون کو تلف کرین۔

حضرت خالدؓ پھر نجد کی طرف آئے۔ بنی طے و بنی اسد و غطفان و ہوازن و سلیم کے قبائل نے اُن کی اطاعت قبول کر لی۔ واقعہ بزاخہ مین طلیحہ کو شکست ہوئی اور صحرائے شام کی طرف بھاگ گیا۔ حضرت خالد (رضی اللہ عنہ) نے غطفان اور نجد کے اُن لوگون کو پکڑا جنھون نے مسلمانون کو قتل کیا تھا۔ یا اُن کے قتل مین امداد دی تھی۔ پھر وہ لوگ یا تو سنگسار کیے گئے یا اونچے اونچے پہاڑون پر سے گرائے

یا جلائے یا غرق کر دیے گئے[1] جس سے تمام قبائل پر رعب چھا گیا پھر حضرت خالد بنی حنظلہ کی طرف گئے جو کہ بنی تمیم کی ایک شاخ اور سجاح (نبیہ) کے متبع تھے ان میں سے جن لوگوں نے اُن سے بیعت نہیں کی اُن کو انھوں نے متفرق کر دیا اُن کے سردار مالک بن نویرہ کو قتل کر ڈالا اور اُس کی بیوی سے شادی کر لی۔ اس پر لوگوں نے اُن کو ملامت کی۔ مالک کا بھائی متمم حضرت ابو بکرؓ کے پاس آیا حضرت خالد پر نالش دائر کی۔ اُس کی حضرت عمرؓ نے تائید کی۔ مگر حضرت ابو بکر نے کہا کہ میں اُس تلوار (والے) کو قتل نہیں کرونگا جسے اللہ نے مشرکین پر نکالا ہے اور مالک کے بھائی کو اُس کا خون بہا دیدیا۔

پھر حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نے یمامہ کی طرف دو لشکر بھیجے۔ ایک تو عکرمہ بن ابی جہل کی سرداری میں۔ دوسرا شرجیل بن حسنہ کی ماتحتی میں۔ ان دونوں پر مسیلمہ غالب ہو گیا۔ اس لیے حضرت ابو بکر نے حکم دیا کہ حضرت عکرمہ عمان کی جانب چلے جائیں۔ اور حضرت خالد یمامہ کو روانہ ہوں پھر بنی حنیفہ نے حضرت خالد کی اطاعت کر لی۔ اور جنگ عقربا میں مسیلمہ کے قتل کے بعد دشمنوں نے شہر حجر حضرت خالد کے حوالہ کر دیا۔ اس لڑائی میں بہت سے قراء (حفاظ) شہید ہو گئے تھے۔ اس لیے حضرت ابو بکر نے اس اندیشے سے کہ حافظین قرآن اگر قتل ہو گئے تو قرآن کہیں ضائع نہ ہو جائے حکم دیا کہ قرآن کو جمع کریں۔ جب جمع ہو گیا تو بی بی حفصہ بنت عمر بن الخطاب کے ہاتھ میں جو امہات المومنین سے تھیں اُسے دیدیا[2] حضرت عکرمہ شہر دُبا پائے تخت عُمان پر قابض ہو گئے۔ لقیط ذی التاج بن مالک لازدی جو

---

[1] انواع سزا کی یہ تفصیل صحیح نہیں۔ مترجم

[2] یہ صحیح نہیں بلکہ حضرت ابو بکر کی زندگی تک یہ قرآن انکے پاس رہا انکی وفات کے بعد حضرت عمر نے اُسکو اپنے پاس رکھا انکی وفات کے بعد حضرت حفصہ نے جو حضرت عمر کی صاحبزادی تھیں اپنی تحویل میں اُس کو لے لیا۔ مترجم

نبوت کا دعوی کرتا تھا اُس کے ساتھی منتشر و پراگندہ ہوگئے - اقلیم مہرہ اور نیز اقلیم حضرموت کے باشندہ نے اُن کی اطاعت قبول کرلی - عکرمہ اس کے بعد مہاجرین ابن امیہ سے جو دُوسا ے صحابہ میں سے تھے جا ملے - جو لوگ کہ یمن میں اسود کے فرقہ کے باقی رہ گئے تھے اُن کا بھی قلع و قمع کردیا -

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مرتدین بحرین و عمان وغیرہ پر علاء بن الحضرمی کو روانہ کیا جو صحرا ے دہنا کے وسط میں لشکر لیکر گذرے شہر جواثی کے سامنے بنی بکر کو شکست دی - حیرہ پر حیرہ کے خاندانِ شاہی یعنی آلِ منذر میں سے ایک شخص والی ہوگیا تھا - اور جزیرہ دونیہ کو بھی فتح کرلیا اس طرح پر آتشِ فتنہ و فساد بالکل سرد ہوگئی - اور بعد ازان خاص جزیرۃ العرب میں تمام لوگ حضرت ابوبکر کے احکام کی اطاعت کے معترف اور مقر ہوگئے -

مبحث دوم

مسلمان عربون کا شوقِ جہاد اور مسلمانون کی کثرت

نبی (صلعم) نے صحابہ کو جہاد کا شوق دلایا تھا - انھین اس قسم کی باتین بتائی تھین - جیسے جُعِلَ رِزْقِی تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِی (میرا رزق میرے نیزہ کے سایہ مین پیدا کیا گیا ہے) یا اِنَّ الدُّنْیَا نَصِیبُ الْمُؤْمِنِینَ بِقُوَّۃِ عَزَائِمِھِمْ (دنیا مسلمانون کا حصہ ہے بشرطیکہ وہ اپنے ارادون مین قوی اور مضبوط ہون) اس لیے اُن کو جہاد کا ایک مذہبی جنون ہوگیا - خصوصًا جب کہین لڑائی ہوتی اور اُن کے سردار کہتے اِنَّ الْجَنَّۃَ اَمَامَکُمْ وَالنَّارُ خَلْفَکُمْ (کہ جنت تمھارے آگے ہے اور دوزخ تمھارے پیچھے ہے اور آغاز جنگ سے پہلے اُن کا سردار دشمن کے سب سے بڑے بہادر سے لڑ سکتا تو وہ اس نصیحت کو سن کر جس مین جنت کی بشارت ہے اور جو دینی جوش دلاوری کو حرکت مین لاتی ہے صفون کے اندر جا کر کود پڑتے

اور اس طرح اکثر معرکون مین اُنھین فتح ہی ہوا کرتی تھی مگر وہ ترتیب و نظام فوجی سے علمی طور پر واقف نہ تھے۔ لیکن جب اُنھون نے اپنے اعدا کے جنگی سر و سامان کو غور سے دیکھا اور اُن کے لشکر کے انتظامات پر غور کیا تو وہ بھی اُن کی تقلید کرنے لگے بعد ازان عساکر کا انتظام کرنا اُن کی عادت مین داخل ہو گیا اور یہ بات اُن کو معلوم ہو گئی۔ کہ صفوف جنگ کے میمنہ اور میسرہ پر جدال و قتال کے وقت سوارون کو رکھنے سے کیا کیا فائدے ہوتے ہین غرض کہ پے درپے (اس وجہ سے) عربون کو فتح و نصرت حاصل ہونے لگی۔ اہل فارس ضعیف ہوتے گئے۔ یہی روم والون کا حال ہوا۔ جو ایسے فرقون مین منقسم تھے کہ جن کے اختلاف ادیان کے باعث باہم عداوتین تھین۔ اور جن کی یہ عادت پڑی ہوئی تھی۔ کہ اجنبی لوگون کو کچھ دے دلا کر اپنی حمایت پر کھڑا کر کے اپنے ملک مین امن و امان قائم کر لیا کرتے تھے۔ امت عربیہ کی قوت عزائم سے بالکل ناواقف تھے۔ وہ اب تک اسی گمان مین تھے کہ ان لوگون کی لڑائیان بھی اسی طرح ہون گی جیسی قدیم لڑائیان ہوا کرتی تھین۔ جن کا انجام یہ ہوا کرتا تھا کہ آخر کو دشمنون سے لڑائی موقوف ہو کر صلح اور اتفاق ہو جایا کرتا تھا۔ اس وجہ سے اُنھون نے اپنا ایک بڑا اچھا زمانہ ضائع و برباد کر دیا۔ اس زمانہ مین ان لوگون کے ساتھ اُن کا یہ حال رہا کہ گو عربون کو نصرت ہوتی یا شکست وہ کسی حالت مین دشمن کا پیچھا اُس وقت تک نہین چھوڑتے تھے کہ یا تو اُن کو مسلمان کر لین یا اُنھین ذلیل کر کے اُن سے جزیہ وصول کر لین۔ علاوہ برین جب روم کی رعایا نے دیکھا کہ مسلمان اپنے معاہدات اور معاملات مین سچے اور راست باز ہین اور کسی پر ظلم و ستم گوارا نہین کرتے تو وہ اُن کی حکومت سے راضی اور خوش ہو گئے۔ رومی مسلمان ہونے لگے پھر جس کسی نے کلمۂ شہادت

(لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ) پڑھا، وہ تمام حقوق اسلامیہ کا مستحق ہو جاتا تھا۔ اس کے بعد روم اور عرب اچھی طرح مل جل گئے۔ اور یہ نوبت پہونچ گئی کہ آنِ واحد میں ہر عرب کئی کئی رومی عورتوں سے نکاح کر لیتا تھا۔

مبحث سوم

عراق عرب پر اہل اسلام کی تاخت و تاراج

سنہ ۶۳۳ء لغایت سنہ ۶۳۷ء موافق سنہ ۱۲ھ لغایت سنہ ۱۶ھ

حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی غرض اسامہؓ بن زید کو لشکر دے کر بھیجنے سے یہ تھی کہ ساکنین عراق کے حالات دریافت کریں۔ تاکہ اس کے بعد اُس کے فتح کی کوشش کی جائے۔ اس لیے اُنھوں نے حضرت عیاضؓ بن غنم اور حضرت خالد بن ولید کو چند ایسی نصیحتیں کیں کہ جن پر عمل کرنے سے اُمت بد و یہ کے دل خوش و خرم اور اُس کے قلب قوی ہو جاتے ہیں۔ پھر اُنھیں عراق کے مغربی طرف روانہ کیا۔ حضرت عیاض نے وہاں جا کر دومۃ الجندل کو فتح کر لیا اور مضیح کے راستے سے عراق جا پہونچے۔ قبل اس سے کہ حضرت خالد جنھوں نے بلاد یمامہ سے عراق کا سفر کیا تھا وہاں آئیں۔ حضرت خالدؓ ایلہ کے راستے سے خلیج فارس کے کنارے کنارے روانہ ہوئے۔ حیرہ کے قریب حضرت عیاضؓ سے جا ملے۔ وہاں جزیرۂ دجلہ و فرات والوں سے مقابل ہوئے۔ اُن پر تین مرتبہ فتح حاصل کر کے شہر امغیشیا کو غارت کر دیا۔ اور جو کوئی مبارز اُن کے سامنے آیا اُسے اُنھوں نے قتل کر ڈالا۔ اس سے ایک مہینے کی مسافت تک عراق کے لوگوں کے دلوں میں اُن کی دھاک بیٹھ گئی۔ حیرہ۔ انبار۔ عین التمر اور دیوان المدائن جو مملکت فارس کا پایۂ تخت تھا۔ اور جہاں اُس وقت انواع و اقسام کے فتنہ و فساد پھیل رہے تھے بلا قتال ہاتھ آ گئے۔ جب حضرت عیاض کو شہر دومۃ الجندل نے روبرو

دشمنون نے روک لیا اور اُنھون نے کمک مانگی تو حضرت خالد نے وہان پہونچکر اُن کی مدد کی اور حیرہ کو لوٹ آئے پھر جب روم والے فارس اور بنی تغلب کے عربون سے مل کر عراق مین مسلمانون کی پیش قدمی کے مانع ہوئے تو فرات کے دست راست پر فراض کے قریب اُن کو بھی شکست دی - پھر سنہ ۱۳ھ مین لشکر کو چھوڑ کر مکہ کو گئے - اور وہان سے حج کر کے باین ارادہ واپس ہوئے کہ مملکت فارس کی حدود سے آگے بڑھین اور سرزمین فارس مین داخل ہون مگر اسی مین اُنھین حضرت ابوبکر کا حکم پہونچا کہ وہ شام کو چلے جائین -

مبحث چہارم

فتح شام

سنہ ۶۳۳ع لغایت سنہ ۶۳۸ع موافق سنہ ۱۲ھ لغایت سنہ ۱۷ھ

اہل عرب شام اُس ملک کو کہتے تھے جسے بلاد سوریہ کہتے ہین - اُن کے نزدیک صرف وہ خطہ اُس مین داخل نہ تھا - جو حدود طور سینا اور فرات کے مغرب مین دریاے اردن کے منبعون تک چلا گیا ہے بلکہ اس لفظ کا وہ اُس تمام ملک پر اطلاق کرتے تھے جسے بیابان جزیرۂ عرب اور آبناے سوئس جنوب کی طرف سے اور بحر ابیض متوسط مغرب کی جانب سے گھیرے ہوئے ہے - اور طور سینا اُس کے انتہاے شمال مین اور فرات اُس کے مشرق مین بہتا ہے -

حضرت ابوبکر نے ملک شام کی فتح کا ارادہ کیا - اور سریے بھیجے - جو شہر سور اور عکا تک پہونچے - جہان دریاے اردن بہتا ہے پھر اُس ملک کے بڑے حصے مین پھیل گئے - اور فلسطین حقیقی کی اقلیم مین داخل ہو گئے - مگر دمشق سے کچھ دور ایک لڑائی ہوئی جس مین اُن عساکر اسلامیہ کو ہزیمت ہوئی جنھین حضرت ابوبکر نے بطور مدد کے حضرت ابوعبیدہ کے پاس بھیجا تھا - اور اُن کو اور یزید بن

ابی سفیان اور شرجیل کو لشکر کا سردار بنایا اور یہ حکم دیا تھا کہ اگر یہ سب صاحب
ایک جگہ مجمع ہون تو یہ دونون حضرت ابوعبیدہ کے ماتحت ہو کر کام کرین۔
حضرت ابوعبیدہ نے لشکر کے تین حصے کیے۔جنھون نے ایک ہی وقت
بُصریٰ، دمشق، طبریہ تینون مقامات پر حملہ کیا۔چونکہ اس طرح اُن کی قوت متفرق
ہو گئی تھی۔اس لیے کہین پر انھین فتح نہین ہوئی۔
اُدھر خالد بن ولید نے حضرت ابوبکر کے حکم کی تعمیل کی حیرہ سے شام کی
جانب نو ہزار فوج سے روانہ ہوئے۔بانتظار مدد تدمر اور حوران کے پاس قیام
کیا۔ان دونون بستون مین کچھ چھیڑ چھاڑ نہین کی۔کیونکہ انھین معلوم تھا کہ وہ ان
راستون سے دریاے اردن اور انطاکیہ تک پہنچ جائین گے۔

بحث پنجم

بصری اور دمشق کی فتح اور جنگ اجنادین

سنہ ۶۳۳ء موافق سنہ ۱۲ ہجری

جب حضرت خالد کے پاس مدد آ گئی۔تو وہ فوج لیکر بُصرے کے پاس اُترے
اور اُس کا محاصرہ کر لیا۔جنگ عظیم کے بعد وہان کا محافظ (رومانوس) مسلمان
ہو گیا۔پھر شہر پر بھی قبضہ ہو گیا۔جب اُنھون نے جزیہ دینے کی درخواست کی تو
حضرت خالد نے اُن پر جزیہ مقرر کر دیا اور لشکر کو حکم دیا کہ اُن کے مال کو نہ لوٹین۔
پھر وہ دمشق کو گئے۔اور اُس کا بھی محاصرہ کیا۔یہان ہرقل بادشاہ نے جو انطاکیہ
مین مقیم تھا پانچ ہزار رومی فوج بھیج دی تھی۔اور جو لوگ کہ دمشق مین تھے اُنھون نے
انطاکیہ مین ہرقل کے پاس اس کا جواب بھی بھیج دیا تھا۔اس زمانہ مین ہرقل
کے پاس کثرت سے سلاح اور حرب وضرب کا سامان تھا۔اُس کے شہر
بڑے مضبوط و مستحکم تھے۔بحر روم کا بھی وہی مالک و حاکم تھا۔لیکن چونکہ اُس نے

تصور کیا کہ افواج اسلامیہ بکثرت ہین۔ اور اُس کے دل مین اُن کی دلاوری
وشجاعت کا خوف بیٹھ گیا اور اُس پر اُن کی عظمت چھا گئی اس لیے اُس کی
ہمت پست ہوگئی پھر اُس نے ایک سپہ سالار کو ساٹھ ہزار رومی فوج دیکر بھیجا
اُن سے حضرت خالد نے اپنی سب فوج لیکر مقابلہ کیا جو بیس ہزار تھی اس لڑائی
مین عربون نے رومیون کے پچاس ہزار آدمی قتل کر دیے۔ باقی جو رہے وہ دمشق
حمص انطاکیہ کو بھاگ گئے۔

پھر حضرت خالد وہان سے واپس ہوئے۔ ایک جانب سے انھون نے
دمشق کا محاصرہ کیا۔ دوسری جانب سے حضرت ابو عبیدہ نے اس کو گھیرا۔ آخر
(تنگ ہو کر) اہل دمشق نے حضرت ابو عبیدہؓ سے اُن کے حلیمانہ مزاج اور وسعت
اخلاق کو دیکھکر شہر حوالہ کرنے کے لیے پیغام سلام کیے اس شرط پر کہ اُنھین وہان سے
کچھ اپنا مال لیکر چلے جانے کی اجازت دیجائے۔ اور چلے جانے سے تین دن بعد
تک مسلمان اُن کا تعاقب بھی نہ کرین۔ چنانچہ اس شرط پر انھون نے شہر کے دروازے
کھول دیے حضرت ابو عبیدہؓ اُس مین داخل ہو گئے۔ یہان تک کہ شہر کے وسط مین بھی
پہونچ گئے۔ وہان دیکھین تو حضرت خالد کا بھی لشکر موجود ہے جنھون نے اُسے دوسری
طرف سے بزور شمشیر فتح کیا تھا۔ اور اس وجہ سے جس رومی کو وہان پاتے تھے اُسے
قتل کر رہے تھے۔ حضرت ابو عبیدہ نے یہ دیکھکر بغرض ایفای عہد و پیمان منع کر دیا۔ پھر
جب تین روز گذر گئے تو حضرت خالد نے برق و باد کی طرح اُن پر یورش کی۔ اور
اُن کو بالکل متفرق کر دیا۔ اور بہت سامان غنیمت لیکر واپس آئے۔

مبحث ششم

حضرت خالد کی سپہ سالاری لشکر سے معزولی۔ واقعہ یرموک اور بنی غسّان کی اطاعت

سنہ ۶۳۶ء موافق سنہ ۱۵ ہجری

حضرت خالد ابھی دمشق مین ہی تھے کہ یکایک اُنھین یہ خبر پھونچی کہ حضرت ابوبکر الصدیق رضؓ نے وفات پائی۔ حضرت عمرؓ بن الخطاب مسند نشین خلافت ہوے۔ جن کی توجہ نظم و نسق اور ضبط و ربط ممالک پر خاص و عام مین مشہور و معروف ہے۔ اور جو خود بہ نفس نفیس حفاظت مدینۂ منورہ کے لیے راتون کو جاگا کرتے تھے کہ کہین کسی مالدار مسافر کو کچھ ایذا نہ پھونچ جائے۔ ایک یہودی نے اُن کے پاس اُن کے کسی عامل کی شکایت کی۔ تو اُنھون نے اپنے عامل کو لکھا کہ یا تو تو عدل و انصاف کر کہ کوئی تیری شکایت نہ کرے نہین تو تو حکومت چھوڑ دے۔

حضرت عمرؓ کے دل مین حضرت خالد کی جانب سے اُس زمانے سے کچھ رنج[1] تھا جب سے کہ اُنھون نے مالک بن نویرہ مذکور کو قتل کر دیا تھا۔ اسی واسطے اُنھون نے خلیفہ ہوتے ہی حضرت خالد کو لشکر کی امارت سے معزول کر دیا۔ حضرت خالد نے اُن کے حکم کی تعمیل کی۔ اس حکم کے پھونچتے ہی لشکر کی سپہ سالاری فوراً حضرت ابوعبیدہ کو دیدی اور اس بات پر راضی ہو گئے کہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کے ماتحت رہین۔ حضرت ابوعبیدہ اُن کی شہامت و جلادت کے معترف تھے۔ لڑائیون مین جو اُنھون نے کارہاے نمایان کیے تھے اُن کی قدر و قیمت سے واقف تھے وہ ہر مشورہ طلب امر مین اُن کی راے پوچھ لیا کرتے تھے۔

حضرت ابوعبیدہؓ کی معیت مین حضرت خالدؓ بڑی بڑی فاتحانہ لڑائیون مین شریک رہے چنانچہ اُنھون نے اُس مہم کو مدد دی جو سوق آبل الموسمی کی طرف

[1] یہ صحیح نہین ہے اُن کا رنج اُسی وقت رفع ہو گیا تھا جب کہ حضرت ابوبکر نے خالد کے عذر کو تسلیم کر لیا اور اُن کی بے جرمی ثابت ہو گئی تھی۔ بلکہ حضرت عمر نے دیکھا تھا کہ خالد کو پیاپے فتوحات ہوتے جاتے ہین اور مسلمانون کے دلون مین خالد کی عظمت ضرورت سے زیادہ جمتی جاتی ہے جس سے اسلام مین ایک بڑا فتور پڑ جانے کا اندیشہ تھا۔ مترجم

باین غرض گیا تھا کہ وہان سے کچھ غنیمت جا کر لائے پھر اُنھون نے حمص کو فتح کیا۔ اور شہر اریطوس کو جو دریاے انطاکیہ کے کنارہ تھا اور جسے عاصی کہتے تھے اور نیز شہر حماۃ وغیرہ رومیون اور بنی غسان کو شکست دیکر لے لیا۔ بعد ازین قنسرین کو لڑکر فتح کیا۔ اور بعلبک پر بھی قبضہ کر لیا۔

پھر ۱۵ھ ہجری مین حضرت ابو عبیدہ کے ساتھ انطاکیہ کی فتح کے واسطے گئے۔ وہان اُنھین یہ خبر ملی کہ ہرقل نے انطاکیہ سے ایک لشکر بھیجا ہے کہ مسلمانون کو وہان پہنچنے سے روکے اور دوسرا لشکر فلسطین سے روانہ کیا ہے کہ اُن کے پیچھے سے اُن پر حملہ کرے۔ اس لیے ان دونون صاحبون نے مراجعت کی تاکہ فلسطین کے لشکر کو انطاکیہ جانے سے روک دین۔ دریاے یرموک کے کنارہ آکر خیمہ زن ہوئے جو بحیرۂ طبریہ کے جنوب مین دریاے اردن مین آکر گرتا ہے۔ یہ سن کر قسطنطین بن ہرقل ایک لاکھ چالیس ہزار فوج لے کر روانہ ہوا۔ آگے آگے اپنے شیخ جبلۃ بن الایہم مرتد کے ساتھ غسانی بھی تھے۔ یہ جبلہ اس لیے آیا تھا کہ حضرت عمرؓ نے اُس سے مزاج کے برخلاف جو حکم دیا تھا جس کا ذکر اوپر گذر چکا ہے اُس کا انتقام حضرت عمر سے لے۔

غرض کہ قسطنطین قیساریہ کو گیا۔ اور اپنی سپاہ کو ساحل پر غزہ سے طرابلس تک شہرون مین پھیلا دیا۔ اس کے بعد فریقین مین کتنے ہی دنون تک لڑائیان ہوتی رہین۔ مسلمانون کو تین مرتبہ شکست بھی ہوئی۔ بعد ازان اللہ تعالی نے حضرت خالد کی تائید کی اور اُنھین فتح ہوئی۔ جبلہ کے سوا تمام غسانی مسلمان ہو گئے لیکن جبلہ اپنے ارتداد پر مصر رہا۔ اور اسی جہالت مین قسطنطنیہ مین مر گیا اُس کے بعد اُس کی اولاد بھی اُس وقت تک وہین رہی کہ جب تک سلاطین عثمانیہ وہان نہ آئے بعد ازان یہ لوگ پندرھوین صدی عیسوی مین وہان سے نکلکر کوہستان چرکس مین بھاگ گئے

مبحث ہفتم

قدس حلب۔ انطاکیہ اور دیگر سواحل کے شہرون اور جزیرۂ بلاد فرات کی فتح

اُدھر شہر قدس پر حضرت عمرو بن العاص نے محاصرہ کیا۔ ودرونبوس وہان کے بطریق نے اُس کی حمایت و حفاظت کی۔ حضرت ابو عبیدہ نے حضرت عمرو کو لیکر اُس کا محاصرہ کیا۔ یہان تک کہ اُس کے باشندے تنگ ہو گئے پھر سوفرونیوس اس شرط پر راضی ہوا کہ بہ نفس نفیس جناب خلافت مآب حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عقد شروط کرے۔ اس لیے حضرت عمر قدس کو تشریف لائے اور صلح کر کے ان پر جزیہ مقرر فرمایا۔ اور جہان حضرت سلیمان علیہ السلام نے معبد بنایا تھا وہان ایک مسجد بنائی جو آج تک مسجد عمر کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ پھر حضرت عمر کے ساتھ حضرت عمرو بن العاص سنہ ۱۶ ہجری مین واپس چلے گئے جنھین حضرت عمر نے مصر کی فتح کے لیے تجویز کیا تھا۔

اس وقت عمر بن الخطاب کو خبر پہونچی کہ حضرت خالد نے شہر رہا کو فتح کرلیا۔ اس سے وہ حضرت خالد سے راضی ہو گئے۔ اور اُنھین مجاہدین پر امیر مقرر کر دیا بعد ازین اُنھون نے دمشق کے میدانون سے ہو کر انطاکیہ اور حلب کی فتح کے لیے کوچ کیا۔

یزید اور معاویہ ابو سفیان کے دونون بیٹون کو فلسطین مین چھوڑ گئے تاکہ وہ قیساریہ کو اور نیز ساحل بحر کے شہرون کو قسطنطین بن ہرقل سے چھین لین۔ ان دونون نے قسطنطین کے اکثر لشکر کو غارت کر دیا جس سے وہ مجبور ہو کر قیساریہ کو چھوڑ کر چلا گیا۔ یزید اور معاویہ نے اُس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد عسقلان۔ غزّہ نابلس۔ طبریہ۔ عکا۔ یافہ۔ بیروت۔ جبلہ۔ لاذقیہ بھی بلا جدال و قتال اُن کی اطاعت مین داخل ہو گئے۔

اُدھر حضرت خالد اور ابو عبیدہ نے بحیرۂ طبریہ پر لوٹتے وقت پہلی مرتبہ جو شہر اور قلعے چھوڑ دیے تھے اُن سب کو لے لیا۔ اور چودہ مہینے تک حلب کا محاصرہ کیا جس کی ایک رومی ساہی موسوم بہ یوحنا ایک قریب کے قلعے سے حفاظت کر رہا تھا، لیکن اُنھین چٹانون کے وسط مین راستہ مل گیا اور وہان سے وہ قلعہ تک پہونچ گئے اور شہر پر قبضہ کر لیا۔

ہرقل اب انطاکیہ سے بھی اُس مین کچھ فوج چھوڑ کر کوچ کر گیا۔ اُسے حضرت خالد اور ابو عبیدہ نے بھگا دیا۔ قلعہ اور ال پر ۱۷ھ مین یورش کی۔ پھر انطاکیہ والے بھی شہر کے دینے پر مجبور ہو گئے۔ اور تین لاکھ سکۂ طلائی اس غرض سے دیا کہ اُنھین قتل و غارت نہ کیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

پھر حضرت ابو عبیدہ نے اِدھر اُدھر فوجین بھیجین جنھون نے جا کر منبج۔ صور۔ طرابلس وغیرہ اور اُن شہرون کو لے لیا۔ جہان رومیون کی فوجین پڑی ہوئی تھین جس سے تمام بلاد شام پر مسلمانون کا قبضہ ہو گیا۔

بعض مورخین نے بیان کیا ہے کہ ہرقل نے ۱۷ھ مین بلاد شام کے واپس لینے کا ارادہ کیا تھا۔ انطاکیہ کو جنگی جہاز بھیجے تھے۔ اور رومیون نے اور جزیرۂ دجلہ و فرات کے عربون نے حمص پر چڑھائی کی تھی۔ اس کے بعد انطاکیہ۔ قنسرین۔ حلب۔ اور دو شہر جن کا نام حاضرہ تھا۔ اور جو حلب اور قنسرین کے قریب تھے سب باغی ہو گئے تھے۔ ابھی تک قیساریہ سلطنت روم کے تحت مین ہی تھا۔ حضرت ابو عبیدہ نے ایک مقام پر اپنے عساکر کو فراہم کیا۔ حضرت عمر بن الخطاب رض نے بھی جزیرۂ دجلہ و فرات کی طرف چڑھائی کرنے کے لیے لشکر روانہ کیا۔ تاکہ وہ شام کی طرف دشمنون کو جانے سے روکے۔ لیکن جزیرہ اور حاضرہ کے عربون نے حضرت خالد کی اطاعت اختیار کر لی۔ اور صلح ہو گئی۔ جس سے رومی واپس لوٹ گئے۔ اور مسلمانون

نے قنسرین۔ حلب۔ انطاکیہ پر بغیر لڑے بھڑے پھر قبضہ کر لیا۔ بنو تنوخ اور جرہم جو ان ملکون مین نواح تدمر تک منتشر تھے مسلمان ہو گئے۔

چونکہ بلاد شام مین میوہ جات بکثرت ہوتے ہین اس لیے بڑے بڑے فاتح سردارون نے اسی مقام پر توطن اختیار کر لیا تھا۔ پھر یہان سنہ ۱۸ ہجری مین طاعون پھوٹ پڑا جس مین پچیس ہزار آدمی سے زائد مر گئے۔ انھین مین حضرت ابو عبیدہ شرحبیل۔ اور یزید بن ابی سفیان بھی تھے۔ البتہ حضرت خالد اس بلا سے بچ گئے حضرت عمر بن الخطاب نے بیت المال کے حساب و کتاب کے متعلق ان پر الزام قائم کیا۔ اور اُن کو لشکر کی امارت سے معزول کر دیا۔ حضرت خالد نے اس کو برداشت کیا۔ یہان تک کہ سنہ ۲۱ ہجری مین وفات پائی۔ اس وقت اُن کے ترکہ مین جو کچھ باقی رہا وہ صرف ایک گھوڑا اور کچھ ہتیار اور ایک لونڈی تھی۔ باقی کچھ نہ تھا۔

حضرت عمر بن الخطاب نے عیاض بن غنم کو حمص اور بر شام کے شمالی حصے پر حاکم کیا تھا۔ اور حکم دیا تھا کہ جزیرۂ دجلہ و فرات کو فتح کرلین جس کے قلعے اور شہرون کی دیوارین روم اور فارس کی لڑائی کے وقت سے گری پڑی تھین انھون نے سنہ ۲۰ ہجری مین رقہ۔ سروج۔ حران۔ ارفہ۔ کو جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا وطن ہے اور قسطنطنیہ۔ نصیبین۔ موصل۔ اور دارا سعنی کو (جو راس عین کی طرف منسوب ہے) بلا جدال و قتال فتح کر لیا۔ پھر جزیرہ کے عرب بنو تغلب کے سوا جو جزیہ دیتے رہے سب مسلمان ہو گئے۔ رہے بنو ایاد سو ہرقل نے اپنی کمزوری کے سبب سے اُن کی مدد نہ کی جس سے وہ بلاد قباد وش مین قلعہ گیر ہو سکتے اس لیے مسلمان ہو گئے۔ اس طرح پر سنہ ۲۰ ہجری مین تمام قبائل عرب دائرۂ اسلام مین آ گئے۔

مسلمانون نے میسوپوٹیمیا کا نام جزیرہ رکھا تھا۔ اُسے چار قسمتون پر منقسم کیا تھا۔ اول دیار جزیرہ۔ اس کا صدر دریائے دجلہ کے کنارہ نینوے کے محاذی

موصل مین تھا - دوسرا دیار بکر دریاے فرات کے دونون جانب تھا اور اُس کا
صدر آمد تھا - تیسرا دیار مضر وہ ملک تھا جسے روم والے اوشروین کہا کرتے تھے
اس کا صدر رقہ تھا - چوتھا دیار ربیعہ یہ خطہ اُس ملک پر شامل تھا جو فرات اور
دجلہ کے بالائی حصہ کے درمیان ہے - اس کا صدر مقام نصیبین تھا -

مبحث ہشتم

"آرمینیہ - اناطولی - سواحل اور جزائر بحری اور قسطنطنیہ پر مسلمانون کی چڑھائی"

"اور ملوک روم کی کارروائی فرقۂ نصاراے مروانیہ کے خلاف مین"

جب مسلمانون نے جزیرۃ النہرین (یعنی دجلہ و فرات کے جزیرہ) کو فتح کر لیا
تو آرمینیہ کی عملداری پر بھی تاخت و تاراج کا ہاتھ بڑھایا - وہان کے باشندون کو
شکست دی - اُنھین اداے جزیہ پر مجبور کیا - اس کی وجہ یہ تھی کہ اُن کے آپس
مین اتفاق نہ تھا جس سے حب الوطنی کے فریض کو وہ بھول گئے تھے - یہ واقعہ
سنہ ۶۴۶ عیسوی موافق سنہ ۲۶ ہجری کا ہے - پھر مسلمان کوہستان جراکسہ کی طرف
بڑھے - بلاد ابیریہ کو فتح کر لیا - جو بلاد شروان کا ایک جز تھا - لیکن اُن کو بلاد جرجستان
مین خزر قوم والون نے روکا جس سے بلاد اناطولی کو براہ علاقجات قبادوش
و فریجیا جانا پڑا - پھر اُنھون نے یونان والون سے عموریہ لے لیا - یہ علاقہ سنہ ۶۶۷ء
موافق سنہ ۴۸ ہجری مین اون کے ہاتھ سے خارج ہو گیا - پھر انھون نے نصف
صدی تک اُس ملک پر تاخت و تاراج نہین کی -

حضرت معاویہ بن ابی سفیان عامل شام نے ایک بیڑہ تیار کر کے بحری فتوحات
کا ارادہ کیا اور سنہ ۲۸ھ مین جزیرہ قبرص کو فتح کر کے وہان سے پورے مقبوضات
شام کے نصف محاصل کے برابر جزیہ وصول کیا پھر وہ سنہ ۲۹ھ مین جزیرہ کریٹ کوس
اور روڈس پر فتحیاب ہوے اسکے بعد وہ مستقلاً خلیفہ ہو گئے اور سنہ ۴۰ھ مین ومیون سے

بحری معرکہ آرائیان کین اور قسطنطین ثانی کی کچھ کشتیان اناطولیہ کی اقلیم لیسیا
کے ساحلی مقام الصالوق مین جو دامن کوہ فینکس مین واقع ہے تباہ و برباد کر ڈالین
پھر انھون نے ایک بیڑہ تیار کیا اور سنہ ۳۵ھ کے موسم بہار مین قسطنطنیہ کا رخ کیا۔ وہ
بحر مرمرہ مین داخل ہوے اور قسطنطنیہ کے مغربی جانب اتر پڑے۔ وہ پیہم چھ برس تک
قسطنطنیہ کا محاصرہ کیے رہے اور ہر سال جاڑے کے ایام مین اپنے بیڑے کو سیزیقیہ
(جسپر وہ قابض ہو چکے تھے) کے بندرگاہ مین ہٹا لاتے اور پھر موسم بہار مین قسطنطنیہ کا
محاصرہ کر لیتے۔ قسطنطین رابع فرمانروائے قسطنطنیہ نے جس کا لقب بوغانات تھا ایک
آگ ایجاد کی جس سے مسلمانون کی کشتیون مین آگ لگا دی اس لیے وہ سنہ ۶۰ھ مین شام
کی طرف لوٹنے پر مجبور ہو گئے۔ مسلمان جب اس طرح لوٹ رہے تھے تو پیچھے پیچھے رومی
لشکر ان پر حملہ کرتا اور ان کے مفتوحہ علاقون پر قبضہ کرتا ہوا چلا آتا تھا اس کے بعد
قسطنطنیہ اور تمام اناطولیہ مسلمانون کے حملون سے مامون ہو گیا۔ اب سنہ ۶۷ھ مین
شاہ روم یوستینان ثانی نے تمام بلاد شام پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا اس وقت حضرت
معاویہ کے بعد کے چوتھے خلیفہ عبد الملک نے یوستینان کو ہدیے اور عطیے بھیجے اور چونکہ
وہ اس وقت اپنے مقابلہ مین دوسرے مدعیان خلافت کے ساتھ الجھا ہوا تھا
اس لیے اس سے معاہدہ کر لیا۔ لیکن آخر کار جب اندرونی معاملات سے وہ فارغ ہوا
اور ملک مین اس کا اقتدار و تسلط اچھی طرح قائم ہو گیا تو رومیون پر اپنا ایسا تفوق و
غلبہ جو کبھی ظاہر نہین کیا گیا تھا ظاہر کرنے لگا۔ چنانچہ وہ اپنے مقصد مین کامیاب ہوا
اور بلاد شام مین اسلام کا اقتدار قائم کر چھوڑا۔ لیکن ساتھ ہی نصاریٰ کی ایک جماعت
جو نصارائے مردائیہ کہلاتی ہے علاقہ جبل لبنان مین جمع ہوئی اور وہ یوماً فیوماً بلاد شام مین
غارتگری و حملہ آوری کرنے لگی یہان تک کہ وہ حملہ آور ہوتے ہوتے دمشق تک پہنچ گئی۔
یہ لوگ رومی عقائد کے برخلاف کنیسۂ لاطینی کے پیرو تھے۔ یوستینان ثانی نے ان کے

پاس ایسا ایک سردار بھیجا جس نے ان کو یہ فریب دیا کہ وہ ان کے سردار سے گفتگو و
ملاقات کرنا چاہتا ہے اسی سردار نے اس بہانے سے ان کے سردار کو قتل کر ڈالا۔ اور
سنہ ۷۱ھ میں رومی سوارون نے ان پر حملہ لیا۔ اس کے جواب مین انھون نے اپنے
بارہ سو آدمی اناطولیہ کی طرف بھیجے جسکے باعث ان کے ملک کا دروازہ مسلمانون
کے لیے کھل گیا۔ یہ سنہ ۶۹۰ء مطابق سنہ ۷۱ھ کا زمانہ تھا۔

باب ثالث

مصر، فارس، افریقہ اور ماوراء النہر جیحون کا فتح ہونا

سنہ ۶۳۸ء سے سنہ ۶۸۰ء موافق سنہ ۱۷ھ سے سنہ ۶۱ھ تک

مبحث اوّل

قسطنطنیہ اور اُسکے تمام ماتحت ممالک مین رومیون کی ایسی جماعتین رہتی تھین
جو مذہبی مسائل مین ایک دوسرے سے مختلف العقیدہ تھین۔ وہ ایک دوسرے سے
کینہ و عداوت رکھتی تھین۔ قسطنطنیہ کے رہنے والے تو اپنے مخفی مقاصد کو مسائل لاہوت
سے متعلق مناظرون کے پردے مین چھپاتے تھے بخلاف اس کے اور مقامات کے رہنے
والے مذہبی اختلافات سے بڑھتے بڑھتے جنسی اختلافات کی حد تک پہونچ جاتے تھے
اور یہ جنسی نزاعین اکثر ان کو ایک دوسرے کے خلاف ہتیار اُٹھا لینے پر آمادہ کرتی تھین
جیسا کہ مصر مین دیکھا گیا۔ اس وقت مصر مین ایک جماعت تو متغلب رومیون کی تھی
جس کے افراد رومی عقائد کے پیرو تھے۔ اور دوسری۔ اس امت کی جو بطالسہ کے عہد مین
مصر کی مالک تھی۔ یہ جماعت دو قیسی عقائد رکھتی تھی اور اس کا عقیدہ یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ
خدا تھے انسان نہ تھے انھون نے انسانی پیکر اختیار کر لیا تھا۔ یعقوب برادعی جو شہر ادیسہ
(جسکی جگہ پر اب یافا ہے) کا اسقف تھا اسی جماعت مین شامل ہو گیا۔ اور اس نے اس

جماعت کو اول الذکر جماعت کے خلاف ہتھیار اُٹھانے کے لیے بھڑکایا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ آخر کار جب ۵۷۸ء مین یعقوب مرا تو یہ طوفان تھم گیا۔ اور ان مصریون کو سکون نصیب ہوا جو اپنے اوپر مقوقس کی ریاست سے اسکی مہارت انتظام وحسن سیاست ملک کے باعث خوشنود و راضی تھے۔ جس زمانہ مین نوشیروان نے مصر مین غارتگری کی تھی اسی سلسلہ مین مقوقس مصر کا والی بن گیا تھا۔ وہ خراج اپنے خاص خزانے کے لیے وصول کرتا تھا اور اسمین سے کوئی رقم نہ تو شاہان قسطنطنیہ کو دیتا اور نہ شاہان مداین کو۔ اس ذریعہ سے اسکے پاس بہت سا مال جمع ہو گیا۔ اس نے اپنے ابناء وطن کو اپنے عطیون اور بخششون سے ڈھانک لیا اور رفتہ رفتہ ملک مین اس کا اقتدار و نفوذ کلمہ بڑھتا گیا۔ اسی مقوقس کے پاس پیغمبر اسلام صلعم کی طرف سے ایک قاصد آیا اور اس نے جواب مین اپنی طرف سے ہدیے اور تحفے بھیجے اور اسی تعلق سے وہ مسلمانون کے لیے ایک مفید حلیف بن گیا۔

ہم پہلے بیان کر چکے ہین کہ حضرت عمر بن الخطاب فتح شام کے بعد وہان سے حضرت عمرو بن العاص کو اپنے ساتھ لیکر واپس ہوے کہ ان کو مصر کی طرف روانہ کرین۔ ان کا یہ انتخاب ان کے اس عزم و استقلال، فراست و فرزانگی اور شجاعت و بہادری کی بنا پر ہوا جس کا ظہور اسلام کے ابتدائی معرکون اور فتح شام مین بار بار ہوا حضرت عمر نے ان کو مصر کی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا اور وہ غزہ سے چار ہزار جنگ آورون کو ساتھ لیکر روانہ ہو گئے۔ وہ سب سے پہلے دمیاط کے جوار مین طینہ کے قریب بیلوزہ نام مقام پر پہونچے اور یہان مصریون کو خاکنا ے سویس کے اندرونی حصہ مین دھکیل دیا اور آگے بڑھے پھر بحری رخ سے ملک مصر کی کنجی شہر فامیہ پر انھون نے لشکر آرائی کی اور ۱۸ھ کے بعد اس پر قابض ہو گئے۔ اب ان کے لیے ساحل کے اس راستہ پر چلنا آسان ہو گیا جو ملک کے تمام شہرون حتی کہ اسکندریہ تک کو جاتا ہے۔ لیکن اب بھی وہ اس صحرا کی طرف

ستوجہ ہوئے جو نیل سے سوئیں تک پھیلا ہوا ہے یہان تک کہ وہ قصر شمع تک پہونچے
اور وہ پیہم سات مہینے تک اس کو فتح کر لینے کی جد و جہد کرتے رہے لیکن باوجود اس
طویل مدت سعی کے رومیون اور قبطیون کے اتحاد کے باعث وہان سے کچھ بھی حاصل
نہ کر سکے۔ یہ قبطی مقوقس کے زیر قیادت لڑتے تھے جس نے بالآخران سب کو بھڑکایا اور قلعہ
چھوڑ دینے پر مجبور اور اون کو مسلمانون کی حکومت تسلیم کر لینے پر آمادہ کیا اور یہ کہ وہ مسلمانون
کو سالانہ دو دینار خراج ادا کیا کرین اور انھین سے جو چاہے اپنے مذہب پر قائم رہے۔
اسکے بعد ۲۰ھ مین حضرت ابن العاص قصر شمع مین داخل ہوئے اور اسکو پایہ تخت قرار دیا

مبحث ثانی

(فتح اسکندریہ)

جب حضرت ابن العاص قصر شمع مین داخل ہوئے تو رومی وہان سے متفرق و
منتشر ہو کر کوم شریک مین جمع ہوئے یہ دیکھکر حضرت عمرو بن العاص بھی وہان پہونچے۔
اونھین شکست دیکر اون کا تعاقب کیا پھر اونھون نے سکندریہ مین اپنا اجتماع کیا اس لیے
عمرو نے وہان جا کر اُس کا بھی محاصرہ کیا۔ چودہ مہینے کے محاصرہ کے بعد ۲۱۔ دسمبر ۶۴۱ء
موافق ۲۱ھ ہجری کو اوسے بھی لے لیا۔ اس وقت رومیون کا ایک فریق تو جہازون
کی طرف بھاگ گیا۔ اور دوسرا فریق اس ارادہ سے شہر مین موجود رہا کہ موقع پاکر دھوکے سے مسلمانون پر
ناگہانی حملہ کر سکے لیکن حضرت عمرو بن العاص نے اُسے شہر سے نکالدیا۔ اور اُن کا تعاقب
کر کے اونھین متفرق و منتشر کر دیا۔ لیکن جب لوٹ کر سکندریہ مین آئے تو دیکھتے کیا ہین کہ
جو رومی جہازون کی طرف بھاگ گئے تھے وہ موقع پاکر پھر وہان لوٹ آئے ہین۔ اور جو
مسلمان سردار وہان محافظ چھوڑا گیا تھا اوس کو اُنھون نے قتل کر دیا ہے۔ حضرت عمرو
بن العاص نے انھین بھی شہر سے خارج کیا۔ اور اب اس تردد مین ہوئے کہ سکندریہ کو
لوٹ لاٹ کر غارت کر ڈالین۔ یا اوسے اپنی حالت پر باقی رکھین۔ آخر کار اس باب مین

حضرت عمر بن الخطاب سے خط بھیجکر دریافت کیا۔ خلیفہ نے اون کی پہلی تجویز پر اونھین سخت ملامت کی۔ آخر حضرت عمرو بن العاص نے رعایا پر جزیہ اور خراج مقرر کرکے اونکو اپنی حالت سابقہ پر باقی رکھا، اور تحصیل محاصل کے واسطے قبطیون ہی مین سے تحصیلدار مقرر کیے۔ کیونکہ وہ لوگ وہان کے باشندون کے حالات سے واقف تھے اونکی زبان جانتے تھے۔ اس سبب سے بہت سا روپیہ وصول ہوا جسمین سے بڑا حصہ اونھون نے مصر کے مفید کامون مین صرف کیا۔ چنانچہ اونھون نے قدیم بحر قلزم کو از سر نو درست کرایا جس کے ذریعے سے دریاے نیل بحر احمر مین جاکر گرتا تھا اور یہ ارادہ کیا کہ خاکناے سویس کو کھود کر بحر دمیاط اور بحر احمر ایک دوسرے سے ملا دین۔ لیکن حضرت عمر بن الخطاب نے منع کیا۔ اور کہا کہ مکہ و مدینہ تک رومیون کا راستہ نہ کھولو۔ اسی زمانہ مین حضرت عمرو بن العاص نے شہر منف کے بجاے جو منہدم ہوگیا تھا فسطاط کا شہر بسایا۔

اگر زمانہ سیلاب کے وقت دریاے نیل کا پانی ارتفاع معین تک نہین چڑھتا تھا تو مصری لوگ گھبرا جایا کرتے تھے اس لیے حضرت ابن العاص نے مقیاس کے گزون کی مقدار کم کردی۔

بعض مورخین نے نقل کیا ہے کہ حضرت عمرو بن العاص نے حضرت عمر بن الخطاب سے مشہور و معروف کتب خانہ سراپیون کی نسبت جو سکندریہ مین تھا پوچھا کہ کیا کیا جاے اونھون نے حکم دیا کہ اوسے جلا دیا جاے۔ اور کہا کہ اگر وہ قرآن کے مخالف ہے تو وہ مضر ہے اور اگر وہ قرآن کے موافق ہے تو اُس کی اب حاجت نہین۔ لیکن یہ روایت سچائی سے خالی ہے۔ کیونکہ یہ ایک وحشیانہ فعل ہے جو ایسے سکون اور امن و چین کے زمانے مین نہین واقع ہوسکتا۔ علاوہ برین یہ دعوے کہ اگر وہ قرآن کے موافق ہے تو اُس کی کچھ حاجت نہین۔ ایک کمزور بلکہ بالکل لغویات ہے جس کو ایسے خلیفہ کی طرف منسوب کرنا صحیح نہین جو وفور عقل و دانش مین تمام امت کے نزدیک مسلم ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اُس زمانے کے کسی

مورخ نے اس واقعہ کا ذکر نہین کیا۔ اور اگر فرض بھی کر لیا جاے کہ اُنھون نے جلانے ہی کا حکم دیا تھا تو وہ بہت کم کتابین ہونگی۔ کیونکہ اس کتب خانہ کا بہت بڑا حصہ سنہ ۳۹۱ء مین عہد بادشاہ تھیوڈوس مین جلایا جا چکا تھا۔

اہل اسکندریہ کی بغاوت کے بعد حضرت عمرو بن العاص نے وہان کی فصیل منہدم کرادی۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت عثمان بن عفان جب خلیفہ ہوے تو اُنھون نے حضرت عمرو بن العاص کو ولایت مصر سے معزول کر دیا چونکہ اون کا انتظام اچھا تھا اس لیے مصریون کو یہ بات گران گذری۔ اسی کے بعد رومیون نے سکندریہ پر حملہ کرکے اوس پر قبضہ کر لیا۔ اب قبطیون کو یہ خوف پیدا ہوا کہ اونھون نے رومیون کے ساتھ جو کمزوری اور خیانت کی ہے اوس کا وہ اون سے انتقام کہین نہ لین اس واسطے اُنھون نے حضرت عثمانؓ کے پاس اپنے سفیر بھیجے۔ اور حضرت عمرو بن العاص کے دوبارہ تقرر کی درخواست کی۔ چنانچہ وہ پھر واپس آئے۔ اور سکندریہ کا محاصرہ کیا اس وقت جب مسلمانون نے فصیل شہر پر حملہ کیا تو وہان بہت کثرت سے قتل ہوے حضرت عمرو بن العاص نے قسم کھائی کہ اُسے منہدم کر دین گے۔ چنانچہ فتح کے بعد اُنھون نے فصیل کو گرا دیا۔ جہان اُنھون نے اپنے لشکر کو ٹھیرایا تھا اوس جگہ ایک مسجد جامع بنائی اور اوس کا نام جامع الرحمۃ رکھا۔

مبحث سوم

بلاد نوبہ اور بلاد برقہ پر مسلمانون کی چڑھائی اور وہ تمام فتوحات جن کے ذریعے سے وہ صوفیطولہ معروف بہ صطفورہ تک پہنچ گئے۔

جب حضرت عمرو بن العاص نے مصر کو فتح کر لیا تو اُنھون نے سنہ ۶۴۳ء موافق سنہ ۲۳ھ مین ایک فوج بھیجی جس نے بلاد نوبہ پر قبضہ کرکے اوس پر جزیہ لگایا۔ پھر حضرت عمرو بن العاص نے لشکر لیا۔ اور جا کر سیرینیہ (سیرنیکا) کو اور اوس کے تمام علاقے کو برقہ تک

لے لیا۔ پھر مصر کو لوٹ آئے کہ شمالی افریقیہ کی فتح کی تیاری کرین۔

اس وقت حضرت عثمان نے اُنھین معزول کرکے بجائے اُن کے عبداللہ بن سعد کو مقرر کیا جنھون نے ۲۴ھ ہجری مین افریقیہ کے شمال مین فتوحات حاصل کین۔ اور ۲۷ھ مین طرابلس کا پھر قابس کا محاصرہ کیا لیکن پھران دونون کا محاصرہ چھوڑ دیا کیونکہ پہلے تو یہ مقصود تھا کہ دائرہ اسلامیہ کی توسیع کی جائے۔ اور حکومت اسلام کو بڑھایا جائے مگر اس وقت اون کے ہمراہیون کی ہمت مین فتور پڑ گیا تھا۔ وہ غنیمت اور لوٹ لاٹ کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

مگر پھر ابن سعد نے حضرت زبیر[1] کو حکم دیا۔ وہ لشکر لیکر گئے۔ اس وقت گریگوری بطریق رومیون کے اوس تمام مقبوضہ ملک پر حاکم و متصرف تھا جو افریقیہ کے مغرب مین تھا وہ بربر اور روم کے ایک لاکھ بیس ہزار آدمی لیکر شہر یعقوبہ کے قریب اُن کے مقابل ہوا لیکن چند روز کی لڑائی کے بعد حضرت زبیر نے اوس کو شکست دی اور اوس کو قتل کر ڈالا۔ اور اُس کی بیٹی کو گرفتار کر لیا۔ اور علاقہ بزاسنہ کو جسے آجکل بلاد النخیل یا بلاد الجرید کہتے ہین۔ اور نیز اوس ملک کو جو روم کی کانسل کے ماتحت تھا اور جسکا پایہ تخت قرطاجنہ (کارتھیج) تھا جاکر لوٹا اور علاقہ نومیدیہ کو جسے اب علاقہ قسنطینہ کہتے ہین اور موریتانیہ قیصریہ اور موریتانیہ ستیفیہ کو جن مین مدینۃ الجزائر اور مدینہ تلمسان کے علاقے داخل ہین جاکر تاخت و تاراج کیا۔ پھر مسلمانون نے اُس خطہ کو جو اسپین کے ماتحت نہ تھا یعنی علاقہ موریتانیہ طنجیہ کو فتح کیا۔ جسے اب بلاد مراکش و فاس و طنجہ کہتے ہین۔ اور شہر صو فیطولہ کو بھی لے لیا جو صطفورہ کے نام سے مشہور ہے یہان تک کہ تمام بلاد طرابلس اون کا مطیع و منقاد ہو گیا صحرائے برقہ سے لیکر آبنائے جبل طارق تک

[1] عربی ترجمہ مین اس مقام پر اور آیندہ واقعات مین بھی حضرت زبیر کا نام ہے لیکن صحیح ابن زبیر ہے جیسا کہ عربی تاریخون مین مذکور ہے اور اس فصل کے آخر مین اس کتاب مین بھی صحیح نام ابن زبیر لکھا ہے۔ مترجم

کوئی شہر ایسا نہ رہا کہ جس نے حضرت زبیر کی اطاعت نہ قبول کر لی ہو۔ اور وہ جزیہ جو قیصر روم کو دیا کرتے تھے انھیں نہ دیا ہو۔

مسلمانوں کو اس وقت اس قدر کثرت سے غنیمت ملی تھی۔ کہ انھوں نے مال غنیمت مین سے ہر ایک سوار کو تین ہزار دینار اور ہر ایک پیادہ کو ایک ہزار دینار تقسیم کیے تھے پھر ابن سعد نے انھین مدینہ کو بھیجا کہ جا کر امیر المومنین حضرت عثمانؓ بن عفان کو اس فتح کی بشارت دین۔ حضرت عثمانؓ نے انھین منبر پہ کھڑا کیا کہ وہ لوگون کو اس حال کو سنائین۔ پھر ابن سعد نے قرطاجنہ وغیرہ کے رومیون سے پچیس لاکھ دینار جزیہ لیا۔ اور اپنے لشکر کو مصر واپس لے آئے۔ اس دولت کا حال سن کر قسطنطنیہ کے بادشاہ کو بڑا تعجب ہوا۔ کہ رومیون نے اس قدر کثرت سے روپیہ کیونکر دیا۔ اور جو لوگ کہ اوس کے اس ملک مین نائب رہے تھے اُن پر اُس نے غبن کا الزام قائم کیا۔ اور جو پہلے اُن سے وہ خراج لیا کرتا تھا اُس سے زیادہ اُن سے طلب کیا۔ پھر شہنشاہ کانسٹانٹ ثانی نے ممالک افریقیہ کے حاکم سے وہی محاصل طلب کیا جو ابن سعد نے اُس سے وصول کیا تھا۔ لیکن اُس نے اس قدر دینے سے انکار کیا۔ اور حضرت معاویہؓ سے جو اس وقت خلیفہ ہو گئے تھے پناہ مانگی۔ اور انھین اس علاقہ کے فتح کی ترغیب دی۔ اور بتایا کہ رومی ضعیف و کمزور ہین۔ اور یہ ملک نہایت سرسبز اور زرخیز ہے۔

یہ جزیہ جو حضرت ابن الزبیر نے وہان کے باشندون سے وصول کیا تھا۔ وہ اس واسطے وصول کیا تھا۔ کہ بربر قوم کے لوگون سے جو خود مختار تھے اُن لوگون کی حمایت و حفاظت کرین۔ کیونکہ بربری کوہستان اور اسیوس سے جسے آج کل کوہستان اوراس کہتے ہین عین عالم غفلت مین اُن پر آ پڑتے اور بڑے بڑے مستحکم اور مضبوط شہرون پر گلہ کر دیا کرتے۔ ادھر اُدھر اپنی جماعتون سے الگ ہوتے انھین قتل کر جاتے۔ مویشی و پیداوار اراضی کو چھین لیجاتے تھے۔ اور پھر اپنے کوہستان مین لوٹ جاتے تھے۔ جہان کہ

روم کے سپہ سالار اُن کے تعاقب مین نہین پہونچ سکتے تھے اس لیے وہ چاہتے تھے کہ کسی طرح سے ان وحشیون کی دامی تاخت و تاراج کو روکین اور اُن کا کچھ بندوبست کرین۔ مگر یہ اون سے کسی طرح نہین ہو سکتا تھا۔ آخر کار سرداران روم نے اُن سے مصالحت کر لی۔ اور باہم ایک عہد کر لیا گیا جس سے وہ غارتگری بند ہو گئی۔ یہ عہدنامہ حضرت ابن زبیرؓ کی اس فتح تک قائم رہا جس مین اُنھون نے حیرت انگیز بہادری کا اظہار کیا۔ فتح کے بعد یہ لوگ ابن زبیر کے زیر فرمان آ گئے۔

مبحث چہارم

شمالی افریقیہ پر مسلمانون کا مکرر حملہ معاویہ بن خدیج اور عقبہ بن نافع کے کارنامے

بطریق حاکم افریقیہ نے حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ خلیفۃ المسلمین سے جو مراسلت کی اُسے ہم اوپر بیان کر چکے ہین۔ اس تحریک پر اُنھون نے ۴۵ھ مین معاویہ بن خدیج والی دیار مصر کو لشکر دیکر روانہ کیا۔ ابن خدیج نے بیازرتہ پہلے صوبۂ بیزاسینہ اور تمام سواحل بحیرہ پر قبضہ کر لیا۔ پھر اور بہت شہرون کو لوٹ لیا۔ انکین سے ایک جلولا تھا جس کا مال غنیمت اس کثرت سے تھا کہ ہر مجاہد کے حصے مین تین تین سو دینار آئے تھے۔

پھر خلیفۃ المومنین نے ان افریقیہ کے مفتوحہ صوبجات پر اندرونی انتظامات اور توسیع دائرۂ فتوحات کے لیے عقبہ بن نافع کو والی مقرر کر دیا۔ کیونکہ وہ مشہور شجاع قوی العزم اور شریف النفس تھے۔ عقبہ نے توسیع فتوحات کی بڑی کوشش کی۔ اسلامی لشکر لیکر شمالی افریقیہ مین جہاد کرتے ہوے دور تک چلے گئے۔ یہان تک کہ بحر اٹلانٹک کے کنارہ تک جا پہونچے جب آگے خشکی کہین نہین رہی تو وہان اُنھون نے کہا "خداوندا اگر اس سمندر کی موجین مجھے نہ روکتین تو مین تیرے نام کی عظمت و جلال پھیلانے کے لیے انتہاے حدود دنیا تک برابر چلا جاتا"

پھر اُنھون نے شہر قرطاجنہ کے قریب مین ایک شہر بسایا۔ اور اوس کا نام قیروان رکھا چنانچہ یہ شہر اُس قرطاجنہ کا قائم مقام ہوگیا جو رومیۃ المدائن کا معاصر تھا۔ اور اُسکے بعد مین افریقیہ کا پایۂ تخت قرار پایا۔ اسکے بعد عقبہ نے افریقیہ مین بہت آگے بڑھکر چند لڑائیان لڑین۔ آخر لڑائی مین وہ اپنے لشکر کو چھوڑ کر صرف چند سردارون کے ساتھ وہان سے واپس آرہے تھے کہ راستہ مین بربریون نے اُن پر مور و ملخ کی طرح بڑی تیزی سے حملہ کیا۔ وہ بھی اون سے اپنے ہمراہیون کو لیکر لڑے اور سب کے سب شہید ہوگئے۔ بربری اسکے بعد قیروان پر چڑھ آئے۔ اور مسلمانون کو وہان سے نکال دیا چنانچہ وہ ۸۱ھ موافق ۶۶۲ء مین شہر برقہ کو اُلٹے لوٹ آئے۔

مبحث پنجم

اہل فارس اور اون کے ممالک کی فتح

جس زمانہ مین کہ مغرب مین اسلام کی اشاعت ہورہی تھی۔ اوسی زمانہ مین مشرق مین بھی وہ برابر پھیل رہا تھا۔ ۱۳ھ مین اسلام دریاے فرات کے کنارے سے آگے نہین بڑھا مگر چالیس سال کے اندر ہی اندر فرات کے مشرق سے لیکر دریاے جیحون اور سندھ تک وہ پہونچ گیا۔

اس سمت مین جس ملک پر سب سے پہلے عربون کی نظرین پڑین وہ کندہ کی حکومت تھی۔ کیونکہ اُس مین ملوک سلوقیہ و فارسیہ کے خزانے جمع تھے۔ وہان جابجا پانی کے چشمے بہتے تھے۔ زمین سرسبز و ہموار اور تمام خطہ باغون کی کثرت و تازگی سے چمنستان ہورہا تھا۔ لیکن اگر وہ اس ملک پر قابض ہونے کے بعد دریاے سندھ کی طرف آگے کو بڑھتے۔ اور کوہستان بے آب و دانہ اور خشک ریگستان اور دور دور کی آبادیون کو دیکھتے تو اُن کو پھر اس ملک کی رغبت ہرگز نہ رہتی۔

حضرت خالد جس وقت عراق مین تھے تو اُس وقت اُنھون نے مدائن پایۂ تخت

مملکت فارس کو ایک مراسلہ تہدید آمیز بھیجا تھا۔ اُسکے بعد حضرت ابوبکر نے اُنھین دومۃ الجندل جانے کا حکم دیا۔ اور اسکے بعد ہی اُنھین ملک شام کو جانے کا فرمان بھیجدیا۔ اس لیے مثنیٰ بن حارثہ صرف ایک جماعت قلیل کے ساتھ عراق مین رہ گئے اُن کے ساتھ اس قدر تھوڑے آدمی تھے۔ کہ یہ اُس ملک کی جسے حضرت خالد نے اہل فارس سے لے لیا تھا حفاظت بھی نہین کر سکتے تھے اس وجہ سے انھون نے حضرت ابوبکر کی وفات کے وقت اسکی حفاظت کے لیے مدینہ سے امداد طلب کی تھی حالانکہ اس زمانہ مین کسرے پرویز کی بیٹیون کے جلوس کے بعد مملکت فارس مین بڑی بدامنی پھیل رہی تھی۔ اور اُن مین مسلمانون سے اپنی مملکت کے چھڑانے کی قدرت بھی نہ تھی

پھر حضرت عمر بن الخطاب نے حضرت ابوعبیدہ کو سردار لشکر کر کے فارس کو بھیجا۔ اور مثنیٰ بن حارثہ کو بطور راہبر کے اون کے ہمراہ کیا۔ انھین تاریخ سقاطیہ اور قسیاطیہ کی جنگون مین فارس والون پر غلبہ رہا۔ پھر رستم نائب بنت کسرے نے ایک لشکر بھیجا جس سے حضرت ابوعبیدہ سے بمقام قس الناطف لڑائی ہوئی۔ اُسمین رستم کے لشکر کو شکست ہوئی۔ جب رستم نے اپنے اثر و اقتدار کی کمی محسوس کی تو اپنے ساتھ فیروزان کو بھی شریک کر لیا۔ مگر اُن دونون کے آپس مین نااتفاقی پڑ گئی۔ اس سے مثنے نے فارس والون کی لڑائی مین جو مہران مین اس موضع کے قریب واقع ہوئی تھی جہان بعد مین کوفہ آباد ہوا ہے بڑا فائدہ اُٹھایا۔ اور فتح حاصل کی۔ وہ بلاد حیرہ مین داخل ہو گئے اور فرات کو بھی عبور کر لیا اور جزیرۂ دجلہ و فرات سے بھی نکل گئے۔ اور آگے جا کر تکریت کے سامنے نمیر اور تغلب کے قبائل کو شکست دی جو فارس والون سے عہد و پیمان کر کے اون کے ساتھی ہو گئے تھے۔

پھر رستم اور فیروزان نے یزدجرد ثالث بن شہریار بن پرویز کو ایران کا بادشاہ بنایا۔ جس سے اُن کا تفرق جاتا رہا۔ سب ملکر ایک گروہ ہو گئے۔ حضرت مثنیٰ کو عراق سے

صحرا کی طرف نکال دیا۔ پھر حضرت ابو عبیدہ قس الناطف مین اُس زخم سے مر گئے جو لڑائی مین اُن کے لگ گیا تھا۔ مگر باقی لشکر اسلام اس سبب سے بچ گیا۔ کہ ارکین و اکابر دولت فارس کے درمیان کچھ فساد اٹھ کھڑے ہوے۔ اگر یہ فتنے و فساد اوس وقت یکایک نہ پیدا ہو جاتے تو ان عربون مین سے ایک شخص بھی زندہ نہ بچتا۔

مبحث ششم

جنگ قادسیہ

یزدجرد ۱۳۲ھ مین ۱۶ تاریخ ماہ حزیران (یا جولائی) کو جو تاریخ فارس کا مبدا ہے تخت نشین ہوا تھا۔ اور اُس نے ارادہ کیا تھا۔ کہ عربون سے انتقام لے۔ چنانچہ اوس نے ۶۳۴ع مطابق ۱۳ہجری مین رستم کو ایک لاکھ بیس ہزار سپاہ دیکر بھیجا۔ اس لشکر سے قادسیہ کے مقام پر حضرت سعد بن ابی وقاص سے لڑائی ہوئی جو حضرت عمر بن الخطاب کی طرف سے لشکر عرب کے سردار تھے۔ اس وقت فریقین مین تین لڑائیان ہوئین ایک یوم ارماث مین جسمین کسی فریق کو فتح و شکست کچھ حاصل نہ ہوئی۔ دوسری جنگ یوم اغواث مین ہوئی۔ اس مین عربون کو غلبہ رہا۔ تیسری لڑائی یوم عماس مین ہوئی جس مین رستم مارا گیا۔ اور فارس والے بھاگ گئے۔ مسلمانون نے انھین خوب لوٹا۔ نہایت کثرت سے غنیمت حاصل ہوئی۔ جس مین سے حضرت ابن ابی وقاص نے خمس تو بیت المال کے لیے نکال لیا۔ باقی غنیمت کو فوج پر تقسیم کر دیا جس سے ہر سوار کے حصہ مین چھ ہزار درہم اور پیادے کے حصہ مین دو ہزار درہم آئے پھر حضرت عمر بن الخطاب کی رائے کے بموجب اس خمس کو بھی لشکر پر تقسیم کرا دیا گیا اور حسب درجہ و مراتب قارئین قرآن کو کچھ زیادہ عنایت کیا

مبحث هفتم

عربون کا کوفہ اور بصرہ کو آباد کرنا۔ مداین پایہ تخت فارس کا لینا جلولا اور نہاوند کی لڑائیان۔ یزدجرد کا بھاگنا اور ہرمزان کا عربون سے مقابلہ

جب حضرت سعد بن ابی وقاص نے حیرہ کو لے لیا تو اُسکے ایک سال بعد حیرہ سے تین میل جنوب مشرق مین مسلمانون نے شہر کوفہ آباد کیا۔ پھر یہی مقام حکومت کا مرکز ہو گیا اسی زمانہ مین حضرت عتبہ بن غزوان نے شہر اُبُلّہ کو بھی لے لیا جو خلیج فارس کے قریب تھا پھر اُنھون نے اُس سے چار فرسخ (یعنی بارہ میل) پر بصرہ کی بنا ڈالی جو آیندہ چلکر سندھ اور ایشیاے مشرقی کی تجارت کا مرکز ہو گیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص نے ساباط اور جوخی کو بھی لے لیا اور ایسے ہی ۱۳۷ء مطابق سنہ ۱۶ ہجری مین مداین پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس وقت اُنھون نے حضرت عمر بن الخطاب کو کسریٰ کا تاج اور اُس کی سلطنت کا علم جو (لوٹ مین آیا تھا) روانہ کیا۔

قادسیہ کی لڑائی کے بعد یزدجرد مدائن سے حلوان کی طرف بھاگ گیا تھا۔ وہان جاکر اوس نے کچھ فوج جمع کی۔ اُسے مسلمانون نے جلولا کے مقام پر جہان دجلہ و فرات ملتے ہین شکست دی۔ پھر یزدجرد شہر اصطخر کی طرف بھاگ گیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص نے بلاد بابل کو جو عراق عرب کہلاتا ہے لے لیا۔ پھر وہ دجلہ کے کنارے کنارے صوبہ کردستان کی طرف گئے۔ اور تکریت اور موصل پر بھی قبضہ کر لیا۔ پھر حلوان بھی ہاتھ آگیا۔ اس کے بعد یزدجرد نہاوند کے قرب و جوار مین اُن سے پھر لڑا۔ اس وقت مسلمانون نے اس کے آدمیون کو بہت قتل کیا اور آگے بڑھکر عراق عجم اور آذربائیجان کے علاقے مین پہنچ گئے جو بحر جرجان مسمی بحیرۂ خزر کے جنوبی مشرقی ساحل پر واقع ہین۔ پھر انھون نے اصفہان لیا۔ پھر ہمدان پھر قزوین پھر توریز (یا تبریز) پر قبضہ کر لیا۔ اضلاع خیروان اور سویۂ ارمینیہ کو بھی گئے۔ یہان ارمینیہ رومانیہ مین انھین اُن نصرانیون نے روکا جو شام سے یہان آبسے تھے۔ آذربائیجان کے شمال مین بحر خزر سدّراہ ہوا۔ مسلمانون نے سویۂ کو تا بین قلعون اور استحکامات کو منہدم اور تباہ کر دیا۔ اور صوبجات جرجستان اور ارمینیۂ فارس کو خراب و برباد کر ڈالا۔

اسکے بعد عرب فاتح کردستان کی جانب لوٹ آئے اور موصل کے قریب سے دجلہ کو عبور کیا۔ پھر لشکر شام کی مساعدت و امداد کے لیے چلے گئے۔ صوبجات خوزستان و فارسیستان کو بھی فتح کر لیا۔ اہواز اور شہرہاے تستر و جندیساپور کو بھی لے لیا۔ یزدجرد کو شہر چہل منار سے نکال باہر کیا۔ پھر وہ چند مقابلون اور مڈبھیرون کے بعد مرو واقع خراسان کو بھاگ گیا۔ اور اُس آگ کو بھی اپنے ہمراہ لیتا گیا جسکی وہ پرستش و عبادت کیا کرتا تھا۔

ادھر ہرمزان مرزبان صوبہ سوزیانہ ہین جہان اوس نے قلعون مین اپنی سپاہ کو پھیلا رکھا تھا عربون سے جدال و قتال کو مستعد ہوا۔ لیکن جب ایک مدت تک لڑتا رہا تھک گیا تو مجبور ہو کے خود مسلمانون کے پاس حاضر ہو گیا۔ اُنھون نے اُسے حضرت عمر بن الخطاب کے پاس بھیجدیا۔ جب اُس نے یہان آ کر دیکھا کہ حضرت عمر فقرا اور مساکین کے ساتھ جامع مسجد کی سیڑھیون پر پڑے ہوے ہین اور پھر بھی اُن کے وضع و انداز سے شوکت شاہی اور جلال خلافت کا نور جھلک رہا ہے تو اُسے سخت تعجب ہوا۔ عربون کی عادت ہے کہ اگر کوئی اون کے یہان کا پانی پی لے تو پھر اُسے معاف کر دیا کرتے ہین اس لیے ہرمزان نے پیاس کی شکایت کی۔ اور پانی مانگا۔ مگر حضرت عمر اسے سمجھ گئے۔ اُنھون نے قسم کھائی۔ کہ اُس وقت تک مین تجھے قتل نہین کرون گا جب تک تو پانی نہ پی لیگا اس لیے مرزبان نے پانی کا پیالہ توڑ دیا۔ پھر حضرت عمر نے اُسے معاف کر دیا اور وہ مسلمان بھی ہو گیا۔ اور تمام مملکت فارس جناب خلافت مآب کے قبضۂ اقتدار مین آ گئی۔

مبحث ہشتم

عربون کا صوبجات کرمان۔ مکران خراسان کو لینا سلطنت فارس کا زوال اور ساتوین صدی کے آخر (یعنی سنہ ۸۰ ہجری مین) فتوحات عرب کا منقطع ہونا

اسلامی لشکر نے قبل اس کے کہ مملکت فارس کے شمالی حصہ کو فتح کرے۔ صوبجات کرمان و مکران کی طرف توجہ کی تھی۔ جو بحر ہند کے ساحل پر واقع ہین۔ اور دریاے سندھ کے

پرسے ہندوؤن کے کچھ امدادی اور کمکی دستون کو پسپا بنا دیا۔ پھر اُس نے رَے کی جانب توجہ کی جہان سے کہ صوبجات ہرات۔ ماژندران اور جرجیان کو جو خراسان و بلخ کے شمال مین ہے اور صوبہ یاروپامیزوس اور صوبہ ارانخوسیا کو جسے اب بلاد کوہ کہتے ہین راستہ جاتا ہے۔

پھر مسلمانون نے سجستان کی طرف رخ کیا۔ یہان یزدجرد اپنی فوج لیکر اون سے لڑا۔ بلاد چین کے بادشاہ تائی تسنغ (یا تائی تسنگ) نے جو تاتار کا بحر جرجان تک حاکم تھا پچاس ہزار آدمی بھیجکر اوس کی مدد کی۔ مگر چونکہ یزدجرد نے اونھین اپنی قوت پر فخر کر کے ناراض کر دیا اس لیے اون سے اور یزدجرد سے باہم کشت و خون کی نوبت پہونچ گئی۔ اس سے مسلمانون کو اون پر غلبہ ہو گیا۔ اور اونھون نے سجستان کو لے لیا۔

جب حضرت عمر بن الخطاب نے حضرت احنف کو خراسان کی فتح کا حکم دیا۔ تو اونھون نے مرو ہرات بلخ نیشاپور پر قبضہ کر لیا اور اس کے بعد برابر اہل فارس سے سرگرم پیکار رہے تا آنکہ دو مہینے کے بعد ۶۵۲ء مطابق ۳۱ھ ہجری مین اون کی سلطنت بالکل زائل کر دی۔ یزدجرد نے تائی تسنگ کے پاس جا کر پناہ لی۔ مگر اوس نے ایک ایسے شخص کو اوس پر مسلط کیا کہ اوس شخص نے یزدجرد کو دریاے مرغاب کے کنارہ پر قتل کر ڈالا جسکے مرتے ہی نین سو اونتیس (۳۲۹) برس شمسی تک حکومت کرنے کے بعد خاندان اردشیر بن بابک کی سلطنت بالکل منقطع ہو گئی۔ اور یہ خاندان مٹ گیا۔

پھر مسلمان دریاے جیحون کے مشرقی جانب گئے۔ لیکن وہان دشمنون کے شدید مقابلہ اور مزاحمت کے سبب سے کچھ ملک نہ لے سکے ۶۷۳ و ۶۷۴ء یعنی ۵۳ و ۵۴ھ مین صرف ایک شہر ترمذ کو فتح کیا۔ البتہ مغربی جانب مین دریاے جیحون کے اوس پار دار الملک خوارزم کو لے لیا۔ اور اوس پر جزیہ لگایا۔ پھر شہرہاے قطا اور زمخش پر بھی ۶۸۱ء مطابق ۶۱ھ ہجری مین جزیہ مقرر کیا۔ اس کے بعد جرجان اور ماژندران کے صوبون مین

مشغول بیکار رہے۔ مگر دوسری طرف افریقیہ مین بربریون نے اوٹھین قیروان سے ۶۲ ہجری مین بلاد برقہ کی طرف پیچھے دھکیل دیا۔

باب رابع

خلفاے ممالک اسلامیہ

سنہ ۶۶۰ع لغایت ۷۰۵ع موافق سنہ ۴۱ھ لغایت ۸۶ھ

مبحث اوّل

طرفداران حضرت علی کی قوّت کا زوال

قریش کے سردار ہمیشہ سے نبی صلعم سے بغض و عناد رکھتے تھے۔ مگر حلم نبوی نے اوٹھین اسلام مین داخل کردیا تھا۔ پھربھی یہ لوگ اپنے آپ کو عربون مین معزز سمجھتے تھے اور دوسرون کی حکومت کو گوارا نہین کرتے تھے۔ حضرت عمر بن الخطاب جب خلیفہ ہوے تو اوٹھون نے اون کا غرور توڑدیا۔ اون کی وفات کے بعد اوٹھون نے حضرت عثمان کو خلیفہ بنایا۔ لیکن حضرت عثمان سے اپنی راے کے مطابق احکام جاری کرانے کے پیرایہ مین وہ اپنی برتری ظاہر کرنے لگے۔ مگر حضرت عثمان نے اون کے غلبہ کو نہ مانا اور اون کے قابو مین نہ آئے۔ اس لیے اوٹھون نے اون کی تائید اور مدد سے دست کشی کرلی۔ یہ دیکھکر اوٹھون نے اپنی تقریرون کے زور سے ممالک اسلامیہ مین لوگون کو آمادۂ بغاوت کردیا جس سے آخرکار خلیفہ کا قتل واقع ہوا۔

پھر اوٹھون نے انتقام حضرت عثمان کی بنا پر حضرت علی سے جدال و قتال شروع کردیا۔ یہان تک کہ جب وہ اس معاملہ مین بھی کامیابی سے عاجز ہوگئے تو اوٹھون نے ایک ایسے شخص کو علیؑ پر لگادیا کہ جس نے اوٹھین دھوکے سے قتل کردیا

پھر خلافت اون کے بیٹے حضرت حسن پر منتقل ہو گئی مگر سنہ ۴۲ھ مین حضرت حسن نے
خود ہی خلافت سے دست بردار ہو کر حضرت معاویہ کو عنان خلافت دیدی اور وہ
اوس پر اچھی طرح قابض و متصرف ہو گئے۔ معاویہ نے خوارج کا قلع و قمع کر دیا اور جو امداد کہ
حضرت عمرو بن العاص نے اونھین دی تھی اوس کے معاوضہ مین اونھین دیار مصر
کی حکومت پر پھیجدیا۔ اور دمشق کو ممالک اسلامیہ کا پایہ تخت بنایا۔ مگر یہ امر مکہ اور مدینہ
والون کو نہایت شاق گذرا۔ کیونکہ حضرت ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ اور علیؓ کے وقت سے
اون کا یہ حق ہو گیا تھا کہ وہی امام اور خلیفہ کو منتخب کیا کرین ایسے ہی کوفے والے یہ سمجھتے
تھے کہ ہم تعداد مین بڑھے اور شجاعت مین زیادہ ہین۔ حضرت علی ہمارے یہان اقامت پذیر
رہے جو ہمارے شرف و عزت کا باعث ہے۔

پھر زیاد بن ابی سفیان اُٹھا جس نے چھ مہینے سے بھی کم کی مدت مین بصرے کے
آٹھ ہزار آدمی قتل کر دیے۔ کوفے مین حضرت حجر کو جو وہان سب سے متقی و پرہیزگار شخص
تھے اس لیے مار ڈالا کہ وہ حضرت علی بن ابی طالب کی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ حضرت
حسن کو بھی سنہ ۴۹ھ مین زہر دیکر اور عبد الرحمن بن خالد کو جس کی شجاعت سے بنی امیہ
کانپتے تھے اور نیز اور بہت سے آدمیون کو قتل کر دیا۔ بی بی عائشہ کے قتل کا بھی حکم لگا دیا[1]
جس سے حجازی اور عراقی سب ڈر گئے۔ اور مجبور ہو کر صبر و شکیب اختیار کر لیا۔

حضرت معاویہ نے چاہا کہ وہ خلافت کو اپنے خاندان مین موروثی کر دین۔ اپنے
بیٹے یزید کو ولی عہد مقرر کرین۔ اس پر زیاد بن ابیہ نے اعتراض کیا۔ اور اوس کو تسلیم نہ کیا
لیکن جب وہ مر گیا تو لوگون نے یزید کی خلافت اوس کے باپ کے بعد تسلیم کر لی جب
حضرت معاویہ نے انتقال کیا تو یزید سنہ ۶۰ھ مین تخت خلافت پر بیٹھا۔

اسکے مقابلہ مین اہل عراق نے چاہا کہ حضرت علی کی نسل مین سے کسی کو خلیفہ کرین

---

[1] یہ صحیح نہین۔ مترجم

کیونکہ وہ نبی صلعم سے نہایت قریب کے رشتہ دار تھے۔ اس لیے جس حاکم کو یزید نے بھیجا تھا اوسے وہان سے نکال دیا۔ اور اعیان و اکابر عراق نے حضرت امام حسین رضہ کے پاس آدمی بھیجے کہ وہ اونھین خلیفہ کرنا چاہتے ہین۔ چنانچہ وہ ستر آدمیون سے عراق کو گئے اور دریاے فرات کے کنارہ پر پہونچے۔ یہان عبید اللہ نے جو یزید بن معاویہ کا نائب تھا شمر کو اون کی طرف بھیجا۔ کہ وہ اونھین قتل کردے۔ اوس سے حضرت امام حسین نے کہا کہ مین تیرے ساتھ یزید کے پاس چلتا ہون مجھے تو اپنے ساتھ لے چل اور نہین تو تو مجھے مدینہ لوٹ جانے دے۔ مگر شمر نے نہ مانا۔ اس لیے حضرت امام حسین اپنے آدمیون کو لیکر اوس سے لڑے۔ یہان تک کہ اونھین یزید کے لشکر نے آکر گھیر لیا۔ اور وہ خون آلود ہوکر اپنے اون ساتھیون کے پاس جاکر گر پڑے جنھین دشمنون نے تیرون سے مارا تھا اور کسی کو زندہ نہ چھوڑا تھا۔ صرف امام حسین کی بہنین اور اون کے ایک صغیر السن فرزند امام زین العابدین باقی رہ گئے۔ ان صاحبزادہ کو یزید نے سیدانیون کے ساتھ مدینہ واپس کردیا۔

پھر کوفہ والون کو کوئی سردار نہ ملا جسے وہ خلیفہ بناتے اس لیے صبر کرکے چپ ہو رہے یہان تک کہ ۱۱۳۲ھ ہجری مین وہ اپنی مراد کو پہونچ گئے۔ اب اونھون نے یہ خیال کرلیا کہ حضرت امام حسینؑ کی وفات کے بعد اون کی عزت و تعظیم کرنا ہمارے دوامی جبن و بزدلی کے عار کو مٹادیگا۔ اس لیے عجم کے شیعون نے اون کی شہادت کے دن کو جو دسوین تاریخ محرم کو ہوتا ہے ایک تہوار ٹھیرالیا ہے۔ اور اوس روز اون کی شہادت کے باعث رنج کا اظہار کیا کرتے ہین۔

مبحث دوم

بنی امیہ کے برخلاف مکہ مین عبد اللہ بن الزبیر کی خلافت اور اور لوگون کا بھی خلافت کا دعوے کرنا اور حجاج الثقفی کا اس مملکت اسلامی کی اندرونی فتنہ و فساد کو فرو کرنا

اہل حجاز نے حضرت امام حسین اور اون کے اصحاب کے قتل پر بہت کچھ رنج و الم کیا اور اسی

بنا پر عبد اللہ بن الزبیر نے بنی امیہ سے سرکشی کی۔ قبائل قریش کو اون کے برخلاف بھڑکایا۔ اس لیے مدینہ والون نے اونھین اپنا مقتدا بنایا۔ اور جو شخص کہ یزید بن معاویہ کی طرف سے مدینہ مین والی تھا اوسے نکال باہر کیا۔ اس کی دیکھا دیکھی مکہ والون نے اور نیز قرب وجوار کے اور شہر والون نے بھی ایسا ہی کیا۔ پھر حضرت ابن الزبیر نے خلیفہ کا لقب اختیار کیا۔ جب یہ حالت ہوئی تو یزید نے اون پر فوج بھیجی جس نے مدینہ پر حملہ کیا۔ پھر مکہ کا بھی ۶۴ھ مین محاصرہ کیا۔ اور یہان تک نوبت پہونچ گئی کہ اب فتح ہو جائے کہ اسی مین ۱۴ ربیع الاول سنہ ہذا کو یزید حوران مین مرگیا جس سے شام کا لشکر اپنا کام پورا کیے بغیر لوٹ کر چلا گیا۔

بعد ازان جزیرۃ العرب۔ مصر۔ عراق خراسان علی الاعلان حضرت ابن الزبیر کا مطیع ومنقاد ہو گیا۔ مگر باوجود اس کے اوپھون نے خلافت امویہ کے دمشق سے دور کرنے مین ایسی بے جا تاخیر کی جس سے وہان والون نے معاویۃ الثانی بن یزید کو خلیفہ معین کیا۔ اور گو کہ وہ اپنی خلافت سے راضی نہ تھا۔ تاہم وہ خلیفہ مقرر ہو گیا۔ لیکن وہ خلیفہ ہونے سے چھ ہفتہ بعد خلافت کو چھوڑ بیٹھا۔

پھر مروان بن الحکم اوس کے بعد خلیفہ ہوا اس شرط پر کہ خالد بن یزید کو اپنے بعد خلیفہ کر دیگا۔ اوس نے ابن الزبیر کی فوجون کو شکست دی حمص اور جزیرہ دجلہ و فرات کا ایک حصہ اوس کا مطیع ہو گیا۔ پھر اوس نے اپنی ہمت کو مصر کی طرف مصروف کیا حضرت ابن الزبیر کے عامل کو وہان سے نکال کر اوس پر قبضہ کر لیا۔ ایک اپنے بیٹے کو وہان کے خراج اور جزیہ وصول کرنے کے واسطے بھیجدیا۔ بحر سویس یعنی بحر قلزم کے ذریعہ سے جو مکہ و مدینہ مین گیہون آتے تھے اون کا آنا موقوف کر دیا۔ اس سے حضرت ابن الزبیر کی شوکت خلافت مین فرق آگیا۔ جب اون کے بھائی مصعب بن الزبیر دمشق کی تسخیر کے لیے گئے۔ تو بنی امیہ نے اونھین بصرہ کی طرف بھگا دیا۔ پھر مروان ۶۵ھ

موافق سنہ ۶۸۵ھ مین مرگیا۔ مروان کے بعد اوس کا بیٹا عبدالملک بن مروان اسی سنہ ۶۵ھ کی ۳۔ رمضان کو مسند نشین خلافت ہوا۔ اوس نے اس بات کی کچھ پروانہ کی۔ کہ اوس کے باپ نے خالد کو ولی عہد کیا ہے۔ شام اور مصر کا بالاستقلال مالک ہوگیا۔ اور جب اوس نے دیکھا کہ اوس کے طرفداروں کو حج کرنا دشوار ہے تو اوس نے بیت المقدس کو زیب و زینت دی کہ لوگ وہان جاکر زیارت کرلیا کرین۔

پہلے اوس نے عراق کی جانب توجہ کی جو امام حسین کی شہادت کے وقت سے اضطراب کی حالت مین ہورہا تھا۔ وہان ایک فرقہ توابیا تھا۔ جو علویون کا طرفدار تھا اور اون کے سوا کسی کو امام ہونے کے لایق نہ سمجھتا تھا۔ چنانچہ سلیمان بن صرد اس فرقے کے لوگون کو لیکر لشکر شام کی مزاحمت کو شام کی طرف نکلا جو عبیداللہ بن زیاد کی ماتحتی مین عراق کو آرہا تھا۔ عبیداللہ نے حدود شام مین ان سے مقابلہ کیا۔ اور انھین متفرق و منتشر کردیا۔

دوسرا گروہ وہ تھا جو حضرت عبداللہ بن الزبیر کی خلافت کا معترف تھا۔ انھین مختار لیکر مکہ کو چلا حضرت ابن الزبیر کو وہان جاکر مدد دی مگر ابن الزبیر نے اس نصرت کی کچھ مکافات نہ کی۔ اس لیے مختار اون کا مخالف ہوگیا۔ اور ابن صرد کے بقیہ لشکر کو فراہم کرکے خود خلیفہ بن گیا۔ اور یہ مشہور کیا۔ کہ مین حضرت علی اور اون کے دونون بیٹون کا انتقام لینا چاہتا ہون۔ اسی بناپر اوس نے بدون جنگ کے قریب پچاس ہزار آدمیون کے قتل کردیے۔ ان مین شمر بھی تھا جس نے حضرت امام حسین کو شہید کیا تھا۔ اور وہ تمام لوگ بھی انھین مین تھے جو واقعہ کربلا مین شریک تھے۔ اور عبیداللہ بن زیاد بھی انھین مین داخل تھا پھر اوس نے کوفہ اور عراق بابلی کو بھی لے لیا۔

اس کے بعد حضرت مصعب بن الزبیر والی بصرہ نے اوس پر چڑھائی کی کوفہ کا محاصرہ کیا۔ پھر سنہ ۶۸۶ع مطابق سنہ ۶۷ھ مین مختار کو اسی قلعہ مین قتل کردیا۔ اور جتنے اوس کے

طرفدار تھے سب کو تلوار کے حوالہ کیا۔ جن کی تعداد سات ہزار تھی۔ اس اندرونی جنگ و جدال سے اسلام پر سخت مصائب نازل ہوگئین۔ مگر عبد الملک اس سے خوش ہوتا تھا۔ کیونکہ اس سے اوس کے دشمن گھٹتے جاتے تھے۔ اور اوس کی نصرت و فتح کا وقت قریب آتا جاتا تھا۔ کیونکہ اب اوس کے صرف دو دشمن باقی رہ گئے تھے۔ عمرو بن سعید دمشق مین اور مصعب بن الزبیر عراق مین۔

اوس نے پہلے ابن سعید کو قتل کر دیا۔ پھر واقعہ مسکن مین مصعب کا بھی کام تمام ہوگیا اور اون کا سر قلعہ کوفہ کے سامنے لاکر رکھا گیا۔ اس وقت حاضرین مین سے ایک شخص نے عبد الملک سے کہا۔ کہ مین نے اس قلعہ مین دیکھا ہے۔ کہ حضرت امام حسین کا سر عبید اللہ بن زیاد کے آگے رکھا گیا تھا۔ پھر ابن زیاد کا سر مختار کے آگے اور مختار کا مصعب بن الزبیر کے آگے اور مصعب کا سر اس وقت امیر المومنین کے روبرو رکھا ہوا ہے۔ یہ سن کر عبد الملک نے اس قلعہ کو منحوس سمجھا اور گروا کر نشان تک مٹوا دیا۔ پھر کوفہ والے اور مصعب کا لشکر جو بصرہ مین تھا وہ سب عبد الملک کے تابع ہوگئے۔ موصل اور بلاد فارس اور تمام مملکت اسلامی کے مشرقی ملکون نے اسکی اطاعت قبول کرلی۔

پھر اوس نے اپنے سب سے بڑے سپہ سالار حجاج بن یوسف الثقفی کو لشکر دیکر حجاز بھیجا جس نے آٹھ مہینے تک مکہ معظمہ کا محاصرہ کیا۔ ابن الزبیر اور اون کے بڑے بڑے رفقا کو خاص خانہ کعبہ کی دہلیز پر مار ڈالا۔ پہلے عبد اللہ بن الزبیر نے خانہ کعبہ کو سنہ ۶۸۳ع موافق سنہ ۶۴ھ مین بنایا تھا۔ اور چونکہ اب حجاج کی منجنیقون سے وہ گر گیا تھا اس لیے اوس نے پھر اُسے اسی سال بنوایا۔ اور وہان کا مستقل والی اور جزیرہ عرب پر کامل متصرف ہوگیا۔ یہ شخص اہل مدینہ سے نہایت قساوت قلبی کے ساتھ پیش آتا تھا۔ کیونکہ سب سے پہلے یہی لوگ بنی امیہ کے برخلاف اُٹھے تھے۔

بعد ازین عراق مین فتنے اوٹھے۔ اس لیے عبد الملک نے بلاد عرب کی ولایت سے

اد سے عراق خراسان سجستان کی حکومت پر منتقل کردیا - وہان اوس نے دعوتِ اسلام کو خوب پھیلایا - اور جب اوس نے دیکھا کہ عراق والے بغاوت کے لیے آمادہ ہو رہے ہین تو اوس نے اون کے بڑے بڑے سردارون کو قتل کردیا انھین مقتولون مین وہ لوگ بھی تھے جنھون نے حضرت عثمانؓ کے قتل مین اعانت کی تھی -

اس زمانہ مین عراق مین خوارج مین سے ازارقہ کے لوگ موجود تھے جنھین مہلب جو مصعب بن الزبیر کا ایک سردار تھا نواحی اہواز کی طرف بھگانے لیے جاتا تھا - یہ لوگ بطرز خلفا یا بطرز سلاطین ہر طرح کی حکومت کے دشمن تھے - انھین مین سے شبیب اور صالح دو شخص تھے جن کے متبعین کا لقب صفریہ ہے - یہ دونون حجاج کے مقابلے پر کھڑے ہوے - آمد کے قریب اوس سے لڑائی ہوئی جس مین کوئی فریق کامیاب نہین ہوا پھر اور لڑائیان ہوئین جن مین وہ کئی مرتبہ غالب رہے - پھر حجاج نے صالح کو موصل کے قریب بحالت غفلت قتل کردیا - لیکن شبیب نے جس وقت کہ حجاج بصرے مین تھا کوفہ کو لے لیا - یہ سنکر حجاج وہان سے لوٹ کر آیا - اور اوسے جگہ جگہ بھگاتا پھرا یہان تک کہ وہ بلاد فارس و کرمان کی طرف چلا گیا اور اہواز کے دجیل کے پاس سنہ ۶۹۶ع موافق سنہ ۷۷ ہجری مین مرگیا -

سنہ ۷۰۱ع موافق سنہ ۸۲ ہجری مین عبدالرحمن بن محمد نے حجاج کے برخلاف خروج کیا - اور اوس سے بصرہ اور کوفہ چھین لیا - پھر شکست کھا کر بھاگا - اور اس اندیشہ سے کہ کہین حجاج کے ہاتھ نہ پڑجائے خودکشی کرلی پھر اُسکے بعد مملکت عربیہ مین اُس زمانے مین کوئی فتنہ و فساد نہ ہوا -

مبحث سوم

ان خانہ جنگیون کے نتائج بد

اس ثقفی سردار حجاج نے امویہ خاندان کو اوس کے اون دشمنون پر جو خلافت کے لیے

اوس سے لڑتے تھے یکسر غالب کر دیا۔اس کا اثر یہ ہوا کہ بلاد عرب کا نام پھر زاویۂ خمول مین جا پڑا۔موسم حج کے سوا بلاد عربیہ کی جو شہرت تھی وہ سب زائل ہو گئی۔نجد وحجاز کے باشندے پھر اپنے باپ دادا کی قدیمی عادات کے خوگر ہو گئے۔دوسرے ملکون اور قومون سے الگ ہو کر اپنی زندگانی عزلت مین بسر کرنے لگے اور جیوش اسلامیہ مین پھر اونھون نے حصہ نہین لیا۔

خلفاے امویہ نے اُن بادشاہون کے عادات واخلاق کو اختیار کر لیا جن کے ملک پر اونھون نے قبضہ کیا تھا۔یہان کی رعایا ذلیل اور دنی الطبع تھی۔اس لیے خلفاء بھی ویسے ہی ہو گئے جیسے قیاصرۂ روم اور شاہان فارس تھے۔انھون نے اپنا طرز حکومت بالکل مستبدانہ کر لیا۔مذہب سے بے پروا ہو گئے۔نہ حدود شرعیہ کے توڑنے مین اونھین کچھ خوف تھا۔نہ واعظون کو ترغیب دیتے کہ احیاے قرآن کرین۔وہ صرف ملک کی حالت کو اور لوگون کے رخ کو دیکھتے تھے۔بلکہ مخالفت احکام شرعی مین تو خلفاے امویہ نے آیندہ سلاطین کے لیے نمونہ قائم کر دیا۔یزید بن معاویہ نے شراب پی۔عبد الملک نے اپنے سکّے پر اپنی تصویر مع تلوار بنوائی۔ان باتون کا یہ اثر ہوا کہ وہ مذہبی جوش جو عساکر اسلامیہ کے عزم وولولہ کا حقیقی سبب تھا زائل ہو گیا۔

یہ حالت دیکھکر ایسے فریق پیدا ہوے جنھون نے متمسک بالعروۃ الوثقےٰ ہونے کا دعوے کیا۔اور وہ مخلوق کو اوسی عقیدہ کی پیروی کی ترغیب دینے لگے۔اس مین ان کا دینی تعصب اس قدر بڑھا کہ قتل نفوس کو بھی اپنے عقائد کی تائید کے لیے ایک ذریعہ ٹھیرا لیا چنانچہ اون خوارج کا یہی حال تھا جنھون نے حضرت علیؓ۔معاویہ اور عمرو بن العاص کے قتل کا ارادہ کیا تھا۔اون کا یہی اعتقاد تھا کہ لوگون کے لیے امن اور چین صرف اسی صورت مین ہے۔ایسے ہی معتزلہ بھی تھے جو حضرت عثمانؓ کے انتقام کے طالب تھے ازارقہ کا گروہ بھی انھین مین تھا۔جو نہ چھوٹے کو چھوڑتے تھے نہ بڑے کو۔بلکہ سب کو قتل

کرتے تھے۔ حالانکہ یہ ہمیشہ تہلیل و تکبیر مین سرگرم رہتے تھے۔ اور صرف یہی نہ تھا بلکہ یہ لوگ آپس مین بھی لڑتے تھے۔ جزیرۂ دجلہ و فرات آذربائیجان خصوصًا عراق عجم مین انھون نے باہمی لڑائیون سے اودھم مچا رکھی تھی۔

بنی امیہ کو ان فرقون کے سوا اورون سے انتقام لینے مین جو تاخیر ہوئی وہ صرف انھین کی سطوت و قوت کے سبب سے ہوئی۔ کیونکہ یہ لوگ ایسے بے باک ہوتے تھے کہ سو سو اور دو دو سو ہزارون سے مقابلہ کرتے تھے۔ اور یہی وجہ تھی کہ ان کے خوف سے اُمویہ خلفا کے نُوّاب ان کے قتل کے ہی احکام جاری کیا کرتے تھے۔

غرض کہ یہ لوگ اور ان کے سوا اور لوگ جو تھے وہ غایت درجہ کے مفسد تھے چنانچہ حجاج کو دیکھو۔ کہ اوس نے ایک لاکھ بیس ہزار آدمی ذبح کیے تھے۔ جس وقت وہ خود مرا ہے تو پچاس ہزار آدمی سے زائد اوس کے محبس مین ذلت و خواری بھگت رہے تھے مگر یہ حال صرف مشرق ہی کا تھا۔ اُدھر مغرب مین یہ بات نہ تھی۔ وہان اسلامی طریق کا رواج عام ہو رہا تھا اور لوگ اسلامی شرائع و قوانین کی پیروی مین زیادہ سرگرم ہوتے جاتے تھے۔

باب خامس

شمالی افریقیہ۔ اسپین۔ فرانس۔ ایشیاے کوچک ماوراء النہر اور دریای سندھ پر عربون کی تاخت و تاراج

مبحث اوّل

خاندان امویہ کی شان و شوکت کا کمال عروج

حجاج کے فتوحات نے عبد الملک کو اس کے دشمنون سے محفوظ کر دیا اور حکومت ایسی جم گئی کہ جس وقت وہ ۸۶ھ مین مرا ہے تو اوس کے ملک مین کہین اضطراب و فتنہ

وفساد نہ تھا۔ اوس کے بعد اوس کا بڑا بیٹا ولید ۸۶ھ سے ۹۶ھ تک دس سال خلیفہ رہا
پھر اوس کے بعد اوس کے تین بھائی سلیمان۔ یزید۔ اور ہشام ۹۶ھ سے ۱۲۶ھ یعنی ۷۱۵ء
سے ۷۴۳ء تک مسند نشین خلافت رہے۔ البتہ ان کے درمیان ان کے چچا عمر بن
عبد العزیز سلیمان کے بعد ۹۹ھ سے ۱۰۱ھ تک خلیفہ رہے یہ اپنے عہد خلافت مین
اچھے طریقے پر کاربند رہے ۱۰۱ھ موافق ۷۲۰ء مین زہر کی وجہ سے ان کی وفات
ہوئی۔ ان کے بعد یزید ثانی ۱۰۵ھ تک خلافت کرتا رہا۔ پھر ہشام ۱۲۵ھ موافق ۷۴۳ء
تک مسند آرائے خلافت رہا۔

خاندان بنی امیہ کے پہلے حکمرانون نے بھی ۵۲ھ مین یورپ کی فتح کے واسطے
بہت کوشش کی تھی۔ مگر مشرقی جانب قسطنطنیہ کی رومی حکومت نے اونھین روکا یہی
حالت برابر قائم رہی۔ یہان تک کہ جب یہ لوگ اپنے آباواجداد کے بعد حکمران ہوے اور
بکثرت فتوحات حاصل کین تو اون مین یہ خیال جم گیا۔ کہ ممالک اسلامیہ کی عزت
ہمارے خاندان سے منوط و مربوط ہے۔ یہ ہمیشہ لوگون مین لڑائی کی رغبت و تحریک پیدا
کرتے رہے اور اس سے کام لیکر اونھون نے یورپ کے بعض مشرقی بلاد اور کچھ افریقیہ
کے علاقے فتح بھی کر لیے۔ پھر اونھون نے یورپ کے مغربی حصہ پر حملہ کیا اور آبنائے
جبل الطارق تک پہونچ گئے۔ پھر وہ اسپین اور فرانس پر چڑھ آئے۔ اور اوسے جرمنی
حاکمون سے چھین لیا جو تین سو برس سے وہان حکومت کر رہے تھے۔

ان اسباب کی بنا پر اونھین ممالک اسلامی مین شرافت و عزت حاصل ہوگئی
حالانکہ اونھین سیاست اور ملک داری کا ڈھنگ نہین آتا تھا۔ کیونکہ وہ ایک قلیل
جزیہ لیتے اور اسی کو کافی سمجھتے تھے۔ حالانکہ ممالک بعیدہ پر چڑھائی کرنے کے واسطے
اوس کے لوازمات بہم پہونچانے کے لیے اونھین بہت سے اموال کی ضرورت
پڑتی تھی۔ تاہم اون کی سطوت و قوت اس قدر سب پر ظاہر ہوگئی تھی کہ اندرونی

ملکون مین اون کے وقت مین فتنہ وفساد نہین ہوتے تھے۔

البتہ اوس زمانے مین ایک علویہ فریق کے لوگ تھے جو اموی خاندان کے برخلاف ہمیشہ منصوبے باندھا کرتے تھے۔ یہ لوگ حضرت علی اور اون کے دونون بیٹون کو خلافت سے محروم کرنے کی بنا پر اہل سنت کو ملامت کیا کرتے تھے اور اونھون نے حضرت زید حضرت امام حسین کے پوتے کو اپنا امام قرار دیا تھا۔ مگر اونھین بھی اپنی کم عقلی کی وجہ سے آخرکار چھوڑ دیا تھا۔

ان لوگون کے تین گروہ تھے۔ ایک فریق تو حضرت علی کی اوس اولاد کا طرفدار تھا جو حضرت فاطمہ زہراء کے بطن مبارک سے تھی۔ دوسرا فریق حضرت فاطمہ کی اولاد کے سوا اون کی دوسری اولاد کی طرفداری کرتا تھا۔ تیسرا فریق بنی عباس کا خیرخواہ تھا۔ اور کہتا تھا کہ غیر بطن زہراء سے حضرت علی کی جو اولاد ہے وہ بنو عباس کے حق مین اپنے دعوے خلافت سے دست بردار ہوگئی ہے۔

یہ لوگ بنی امیہ کے خلاف بغاوت کرنے کے لیے ہر وقت آمادہ رہتے تھے۔ اور بالآخر اونھون نے سنہ ۱۲۲ھ مین علی الاعلان بغاوت بھی کی۔ مگر اس وقت بھی اون کے فریق جدا جدا تھے۔ اور کوئی رئیس لائق اون مین نہ تھا۔ اس لیے اون سے بنی امیہ نے کچھ زیادہ اندیشہ نہ کیا۔ اور ان کے دفعیہ کے لیے اتنی تدبیر کافی سمجھی کہ اون مین باہمی بغض و عداوت پیدا کردین۔ پھر عباسی فریق قوی ہوگیا۔ اور جو لوگ دوسرون کے طرفدار تھے اس نے اُنھین بھی اپنے جھنڈے کے نیچے جمع کرلیا

غرض حجاج کے متواتر فتوحات کے بعد تحقق خلافت پر ان خلفا کے مسند نشین ہونے، ممالک بعیدہ کو فتح کرلینے اور علویہ فریق مین باہمی عداوت پیدا کرکے اُن کا زور توڑ دینے کی وجہ سے ان اموی خلفا کو بڑے درجے کا اعزاز اور شرف حاصل ہوگیا تھا۔

بحث دوم

مسلمانون کا شمالی افریقیہ کو فتح کرنا

سنہ ٦٧٠ء لغایت سنہ ٧٠٩ء موافق سنہ ٥٠ھ لغایت سنہ ٩٠ھ

یہ ہم اوپر لکھ چکے ہین کہ عقبہ بن نافع لشکر اسلامیہ کو بحر اٹلانٹک کے آخری سواحل تک لے گیا تھا پھر بربریون اور رومیون نے باہم مل کر اُس کو قیروان سے بلاد برقہ کی طرف نکال دیا اور عقبہ مجبوراً افریقیہ کا مقبوضہ ملک چھوڑ کر وہان سے چلے آئے لیکن جب عبدالملک اپنے مخالفین پر غالب ہوگیا۔ تو اوس نے حسن والی دیار مصریہ کو شمالی افریقیہ کی طرف جانے کا حکم دیا۔ وہ گیا اور اوس نے جا کر قیروان کو لے لیا جسے ابن نافع نے بنایا تھا پھر اوس نے شہر قرطاجنہ کا محاصرہ کیا جو ایک بڑا مستحکم مقام تھا جب اوس نے اوسے بھی لے لیا۔ تو کچھ رومی وہان سے بندرگاہ کے جہازات پر چلے آئے اور کچھ صقلیہ اور اندلس مین جا کر پناہ گیر ہوئے۔ اور کچھ لوگ شہر صطفورہ اور بیزرت مین رہنے لگے۔ پھر جب ان کے پاس قسطنطنیہ سے مدد آگئی تو یہ سواحل پر آئے۔ اور بغیر لڑائی کے سنہ ٦٩٧ء موافق سنہ ٧٨ھ مین لوٹ گئے۔

اس زمانہ مین ایک کاہنہ عورت نبی بن گئی تھی وہ کہتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میری مدد کیا کرتا ہے بعض باتون کی پہلے سے خبر دیا کرتی تھی جو اوس کے قول کے مطابق کبھی کبھی ہو بھی جایا کرتی تھین۔ اس لیے اوس کا چارون طرف بڑی تیزی سے شہرہ پھیل گیا تھا یہ عورت عربون کو غارت گر اور لٹیرہ بتاتی تھی۔ بربریون کے بڑے بڑے قبائل اوسکی طرفداری مین اُٹھ کھڑے ہوئے تھے اس سے امیر حسن کو یہ اندیشہ ہوا۔ کہ اگر غنائم کو قیروان ہی مین رکھے تو کہین ایسا نہو کہ جبل اوریس کے بڑے بڑے سردار جو اس کاہنہ کے حکم مین تھے موقع پا کر اونھین لیجائین۔ اس لیے امیر حسن مصر کو لوٹ آیا تاکہ غنائم کو وہان رکھے۔ اور ان بربریون کے دفع کے لیے تیاری کرے جنھون نے اوس کی واپسی کے وقت

اوس کے مقبوضہ ملک کو خراب و برباد کر دیا تھا۔ اور عربون اور یونانیون پر حملہ کیا تھا
پھر امیر حسین نے بڑے زبردست لشکر کے ساتھ کوچ کیا۔ اور اس کاہنہ کے قتل کی
تدبیرین مصروف ہوا۔ اس عورت نے سواحل بحر ابیض کی تمام کھیتی اور شہرون کو تباہ و
برباد کر دیا تاکہ اسلامی فوجین وہان بھوکی اور پیاسی تباہ و فنا ہو جائین مگر یہ برابر اپنی
تدبیرون مین منہمک رہا یہان تک کہ لڑکر اوس عورت کو قتل کر دیا۔ اور ۸۷ھ موافق
۷۰۵ء مین بلاد سواحل اور افریقیہ کے اندرونی ملکون پر قابض ہو گیا۔ بربریون پر
جزیہ لگایا۔ اور پھر ان ممالک پر موسیٰ بن نصیر کو حاکم مقرر کرکے مصر کو واپس چلا آیا۔
سنہ ۹۱ھ سے ۹۳ھ تک موسی بن نصیر وہان حاکم رہا اور ایسی عدالت اور
حسن تدبیر سے کام کیا کہ بربری اوس سے خوش ہو گئے۔ اوسکی فوج مین بھرتی ہونے
لگے اوس نے اونھین اپنا ایسا تابع بنا لیا کہ جو کام چاہے اون سے لے سکے۔ اس لیے
اوس نے ارادہ کیا کہ آبنائے جبل الطارق سے گذر کر اسپین پر تاخت کرے۔
ادھر افریقیہ کے غنائم کی کثرت کو دیکھکر جو امیر حسین وہان سے لایا تھا بہت سے
عرب کسب ثروت و دولت کے لیے افریقیہ کو چلے گئے اور وہان قرآن مجید کی اشاعت
کی۔ وہ حب حریت و استقلال، بدوی زندگانی سفر و حضر لوٹ مار قتل و غارتگری۔
اور عزت نفس و مہمان نوازی وغیرہ عادات و اخلاق مین ایک دوسرے کے بالکل
موافق تھے اس لیے عرب اور وہ خوب مل گئے۔ اور اس اتحاد و موافقت کی وجہ
سے بربر قوم عربون کے لیے بہترین رفیق و مددگار ہو گئی۔ یہان تک کہ وہ عربون کے
ساتھ ہوکر اسپین والون سے بھی لڑی۔ لیکن ہان کچھ بربریون نے عربی
معاشرت کو پسند نہین کیا۔ وہ ایالت الجزائر کے کوہستان مین چلے گئے۔
اوس وقت سے آج تک اُن کی ذریت وہان موجود ہے اور قبائل کے نام سے
مشہور چلی آتی ہے۔

مبحث سوم

اسپین پر مسلمانون کی تاخت

سنہ ۷۱۱ء موافق سنہ ۹۳ ہجری

سنہ ۲۲۲ قبل ہجرت مین جزیرہ نماے اسپین پر ایک قوم قابض ہو گئی تھی - جسے وسی گاتھ (قدیمی فرانسیسی) کہتے تھے - یہ لوگ طنجہ اور سبتہ کے مالک تھے - اور جب موسی بن نصیر نے سنہ ۶۴ موافق سنہ ۶۸۳ء مین سبتہ کا محاصرہ کیا تھا تو اونھون نے اوسے ایسی ہی شکست دی تھی - جیسے کہ ملک ویطیزا (وسی گاتھ) نے اوسے سنہ ۹۱ مین شکست دی - پھر راڈرک بادشاہ نے اس ملک وسیع و آباد پر قبضہ کر لیا جس کی شوکت و قوت اس وجہ سے ضعیف تھی کہ اس ملک مین جو لوگ رہتے تھے وہ باہم ایک دوسرے کے مخالف اور فوج کی درستی اور قواعد جنگ سے جاہل و بے بہرہ تھے قسیس اون سے بہت مال و منال لیتے تھے - اونکی اس شریعت کا کچھ اچھا انتظام نہ تھا جس نے دینی قواعد شریعت رومانیہ اور جرمنی عادات و رسم و رواج سے مخلوط ہو کر بنے تھے پھر جو لوگ بلاد منتظمہ مین رہتے تھے وہ امداد سلطنت مین لیت و لعل کرتے تھے وہان کی رعایا غلام بنا لی گئی تھی - اون سے کاشتکاری کا کام غلامون کی طرح لیا جاتا تھا جس سے حب الوطنی اور شرافت قومی اون کے قلوب سے محو ہو گئی تھی پھر یہودی ریشہ دوانیان تھین جن سے وسی گاتھیون مین اور اون مین بغض و حسد پیدا ہو گیا تھا - علاوہ ان سب خرابیون کے راڈرک نے ایک خرابی کونٹ جولیان کی اور مول لیلی تھی جس کے سبب سے عربون کو اسپین پر غلبہ ہو گیا -

موسی بن نصیر نے خلیفہ ولید بن عبدالملک کو ایک عرضی بھیجی - اوس مین اسپین کی بڑی تعریف کی - اوس کی کثرت برومندی اور زرخیزی کا حال لکھا - اس پر خلیفہ نے اوس کی فتح کی اجازت دیدی اور یہ کہلا بھیجا کہ افریقیہ کے بربریون کو

آگے بھیجنا چاہیے ایسا نہ ہو کہ یہ پیچھے کچھ عذر کریں۔ اس لیے موسے نے بارہ ہزار بربری اسپین کو ایک بڑے دلاور مسمی طارق کے ساتھ بھیجے۔ یہ شخص اسپین کے اون جنوبی سواحل سے خوب واقف تھا جنمین اِس پہاڑ کی گھاٹی واقع ہے جہان یہ دلاور سب سے پہلے جاکر اُترا اور اسی وجہ سے اوس پہاڑ کا نام جبل طارق مشہور ہو گیا۔

پھر جولیان جو وسیع ملک کا مالک تھا اوس کا رہنما بن گیا۔ اور جزیرۃ الخضرا کا قلعہ اوس کے حوالے کردیا۔ اُدھر راڈرک نے ایک لاکھ سپاہی فراہم کیے۔ اور غواد لیطہ کے میدان مین شہر کزریس کے قریب عربون سے سات روز تک لڑا۔ وہ اس لڑائی مین بھی عیش و عشرت سے باز نہ آیا اوس نے اچھے زیب و زینت کے کپڑے پہنے تھے۔ اوس کے اہل دیوان نے بھی اوس کی تقلید کی تھی۔ اور لڑائی کو غبی اور نادان غلامون پر چھوڑ دیا تھا۔ جو بہائم کی طرح بے دلی سے لڑتے تھے۔ بخلاف اس کے طارق کے آدمی جدال و قتال کے عادی تھے اور وہ اپنے اس علم و یقین کی وجہ سے کہ اگر شہید ہوئے تو جنت مین جائینگے اپنی قلت کو بھی بھول گئے تھے۔ ایک لاکھ آدمی اون کی نظرون مین بے حقیقت ہو گئے تھے۔ وہ لڑائی کے لیے ایسے تیار تھے جیسے کوئی انعام حاصل کرنے کے لیے جاتا ہو۔ جب طارق نے اون سے کہا کہ دشمن تمھارے آگے اور سمندر تمھارے پیچھے ہے اب تم سوچتے کیا ہو۔ تو یہ سنتے ہی اونھون نے دشمن پر حملہ کیا۔ اور آن کی آن مین اوس کی صفین اُلٹ دین۔ پھر ایاس اشبیلیہ کا لاٹ پادری بھی اون سے آملا جو جولیان کی جماعت کا آدمی تھا۔ آخر مجبوراً راڈرک شکست کھا کر بھاگا اور اپنے آپ کو دریاے وادی کبیر مین ڈال دیا۔ یہ واقعہ ۷۱۱ء مطابق ۹۳ھ کا ہے۔

اب طارق وسی گاتھ کے تخت سلطنت پر قابض ہو گیا اور اس نے غرناطہ قرطبہ وغیرہ ملقہ استجہ کی طرف فوجین بھیجین جو ان شہرون پر قابض ہوتی گئین۔ اور خود

طلیطلہ کو گیا۔ یہین موسے بن نصیر نے اوسے حکم بھیجا۔ کہ اوس کے آنے کا انتظار کرے اور آگے نہ بڑھے۔ مگر اُس نے اس اندیشہ سے اس حکم کی تعمیل نہ کی کہ کہین دشمن پھر فراہم نہ ہو جائین اور کسی اور کو بادشاہ نہ مقرر کرلین جس سے اون کی شوکت و قوت پھر قائم ہو جاے۔ اور آگے بڑھکر طلیطلہ پہونچا۔ اور بلا قتال اوس پر قابض ہو گیا۔ پھر وہان محافظ لشکر کو چھوڑکر اسپین کے شمال کو روانہ ہوا جس سے تمام وہ ملک خلیفہ کا مطیع ہو گیا جو جبل طارق سے لیکر دریاے جیحون تک پھیلا ہوا ہے

مبحث چہارم

موسیٰ بن نصیر کا اسپین کو جانا۔ ملک کی ترتیب و تقسیم کرنا۔ پھر اوس کی موقوفی اور اوس کے بیٹے عبد العزیز کا قتل۔

اسپین کے ان فتوحات سے طارق کا فخر بہت بڑھ گیا جس سے ابن نصیر کو بڑا رنج ہوا وہ اسپین کو لشکر لیکر پہونچا جس سے وہان جاکر اشبیلیہ اور کرمونہ نام شہرون کو فتح کیا۔ پھر مریدہ کا محاصرہ کیا جہان وسی گاتھ قوم کے بڑے بڑے سردار موجود تھے یہین اوسکے بیٹے عبد العزیز نے سات ہزار آدمیون سے اوس کی مدد کی اور مریدہ کو لے لیا۔ پھر عبد العزیز مرسیہ کی طرف گیا اور وہان تھیوڈومیر گاتھی پر جو وہان کا آزاد و مستقل امیر تھا جزیہ مقرر کیا۔

پھر جس وقت طارق نے صوبجات استریماڈورا اور لوزیطانیہ کو لے لیا تو موسیٰ اوس وقت طلیطلہ کو چلا گیا جب طارق اوس کے سامنے آیا تو اوس کے دُرّے لگوائے اور قید مین ڈالکر لشکر کی سرداری سے اوسے موقوف کر دیا۔ اس پر خلیفہ ولید نے اُسے چھوڑوا کر بدستور سابق لشکر کا سپہ سالار کر دیا۔ اور اسپین کی فتح جس مین موسیٰ کو بہت ہی کم دخل تھا محض اس اندیشہ سے کہ کہین موسے اپنے وسیع خاندان کو ساتھ لیکر خلیفہ سے منحرف نہ ہو جائے دونون سردارون کی طرف منسوب کی گئی۔

پھر موسے نے صوبہ استوریہ کو فتح کیا۔ اور طارق نے وہ اضلاع لے لیے۔ جو دریائے ابرہ کے پیچھے واقع ہین۔ مگر اونھون نے سرآقسطہ کی فتح مین ایک دوسرے کی امدد کی کیونکہ اوسکے باشندے بڑے زبردست تھے۔ پھر دونون نے ملکر تمام اسپین کو کوہستان برانس تک جسے جبال الاواب بھی کہتے ہین فتح کرلیا۔

اس کے بعد ابن نصیر نے وہان ٹھہر کر ملک کی ترتیب وتقسیم کی اور اوسی مقدار سے جزیہ مقرر کیا جو پہلے شاہان گاتھی وہان سے لیا کرتے تھے۔ اسکے سوا ہر ایک بات مین بڑا ہی عدل وانصاف کیا جس سے وہان وہ قدیم سرسبزی اور رفاہیت پیدا ہوگئی جو گاتھون کے زمانے مین کبھی حاصل نہین ہوئی تھی۔

پھر اوس نے ایسے قوانین وہان کے لیے وضع کیے جو اون قوانین شرعی کے خلاف تھے جن پر خلافت اموی مین عمل درآمد ہوتا تھا اس سے اوس کا یہ ارادہ تھا کہ خلافت امویہ سے قطع تعلق کرلے اس لیے سلیمان بن عبدالملک نے خلیفہ ہونے کے بعد اسے اور طارق کو بلایا۔ طارق جب آیا تو معلوم ہوا کہ وہ بالکل مفلس فقیر ہے اور مال ومنال کے غبن کا کوئی ثبوت پایا نہین گیا اس واسطے خلیفہ نے اوس کی فتوحات کی وجہ سے اوسکی تعریف کی۔ مگر چونکہ یہ اندیشہ تھا کہ اوس کی شہامت ودلاوری اور فخر ومباہات کے سبب سے کہین بربری اوس کے ساتھ مل جائین اور کوئی بغاوت پیدا ہو اس لیے اوسے اپنے پاس ٹھیرا لیا۔

لیکن جب موسی بن نصیر دمشق مین بہت سے قیدی لیکر آیا تو خلیفہ نے اُسے سزا دی اور مکہ کو جلاوطن کردیا۔ اس وقت اس کے دو بیٹے عبدالعزیز اور عبداللہ اسپین اور افریقیہ مین حاکم تھے۔ اس سے سلیمان کو اندیشہ ہوا کہ اپنے مقبوضات کی اعانت سے کہین وہ انتقام کا ارادہ نہ کرین۔ اس لیے اون کے قتل کا حکم دیا۔ اور وہ ۷۱۶ء موافق ۹۸ھ مین قتل کیے گئے اس کے بعد رنج کے باعث اون کا باپ بھی مرگیا۔

بحث پنجم

اندلس کی انتظامی و ملکی تقسیم اور زوال عرب کی ابتدا

ابتداءً اندلس چار صوبون مین تقسیم کیا گیا تھا۔ پہلے صوبہ مین اندلس کے وہ بلاد تھے جو مابین بحر ابیض المتوسط اور دریائے وادی کبیر کے ہین۔ اون کے شہر قرطبہ۔ اشبیلیہ۔ ملقا۔ اور استجہ تھے۔ دوسرے صوبہ مین اندلس کے تمام درمیانی اضلاع داخل تھے جن کے مشرق مین بحر ابیض توسطا اور مغرب مین لوزیتانیا تھا جسے پرتگال کہتے ہین۔ اور شمال مین اوس کے دریائے دویرو تھا۔ اوس کے شہر طلیطلہ۔ بلنسیہ قرطاجنہ مرسیہ اور البیضاء تھے تیسرے حصے مین اضلاع لوزیتانیا اور غالیسیا تھے جن کے شہر مریدہ آلیغورا کوامبرہ۔ زمورہ سلمکیہ تھے۔ چوتھا صوبہ دریائے دویرو سے کوہستان پرینات تک دریائے ابرہ کے کنارے کنارے چلا گیا تھا۔ اور مغرب مین غالیسیا تک جا کر منتہی ہوتا تھا۔ اوس کے شہر سرقسطہ طرطوشہ اور طرکونہ تھے۔ پھر انھین صوبون مین پانچوان صوبہ کوہستان پرینات کے پیچھے کا بھی شامل ہو گیا تھا جسے بلاد سپتیمانیہ بھی کہتے ہین۔ اوس کے شہر فربونہ کرکاسون ماجلون اور لیفیا تھے۔

عبد العزیز بن موسےٰ نے ہر صوبہ پر ایک بڑا حاکم (یعنی صوبہ دار) اس لیے مقرر کیا تھا کہ اسے ویسی گاتھ قوم کے فتنہ و فساد کے ارادون کی خبر دیتا رہے۔ تاکہ فورًا اس کا تدارک کر سکے۔ علاوہ برین ملک مین اپنے لشکرون کی اس طرح تقسیم کی تھی کہ دمشق کی سپاہ کو قرطبہ مین رکھا تھا اور حمص کی اشبیلیہ اور نیبلہ مین۔ قنسرین کی جیّن مین فلسطین کی صیدونیہ اور جزیرۂ خضرا مین۔ فارس کی کز یریس مین یمن کی طلیطلہ مین عراق کی غرناطہ مین۔ اور مصر کی مرسیہ وسبولہ وغیرہ مین رہتی تھی۔ ان مستقل افواج کے علاوہ محافظت اور قیام امن وامان کی غرض سے کچھ اور فوجین بھی تھین۔

عبد العزیز نے جو شرائط ویسی گاتھ قوم سے قرار پا گئی تھین اونکے مطابق عملدرآمد کیا

ٹھرایا کہ وہ لوگ فاتحین کو ہتیار اور گھوڑے حوالہ کردین گے۔ اگر وہ ترک وطن کرنا چاہین تو اپنا مال ومتاع سب چھوڑ کر جائین گے۔ اگر رہنا چاہین تو اون کے مال منقولہ اور غیر منقولہ اور کنائس کی بشرطیکہ آئندہ اونئے نہ بنائے جائین حفاظت کیجائیگی اور اونھین خراج دینا پڑیگا جو اون کی آمدنی کے عشر سے زائد نہ ہوگا۔

چونکہ عرب زراعت کے کامون کو خوب جانتے اور تجارت کے معاملات سے اچھی طرح واقف تھے اس لیے بلاد اندلس مین فلاحت وتجارت کے وہ طریقے اور قاعدے جاری کیے جو مشاہدہ اور تجربہ پر مبنی تھے۔ اب وہان بنجر اور اوسر زمین تک مین کاشتکاری پھیل گئی۔ شہر آباد وپر رونق ہوگئے۔ ایشین تجارت کے تعلقات باہم جاری ہوگئے۔ ان حالات کا نتیجہ یہ ہوا کہ رفاہیت اور عیش کی چہل پہل چارون طرف جلوہ دکھانے لگی۔

لیکن ساتھ ہی عرب اور بربرون مین کش مکش اور دشمنی بھی ہوگئی۔ اگر بربرون کا ایک قبیلہ عربون کے ایک قبیلہ سے لڑنے کو کھڑا ہوتا اور وہان کا حاکم مشرقیون کا ایک لشکر بھیجتا کہ اس باغی قبیلہ کو مطیع کرین تو تمام بربری قبائل مقابلے کو اٹھ کھڑے ہوتے۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ مشرقیون مین جو باہم اختلاف ونفاق ہو رہا تھا اوسے اونھون نے فراموش کردیا۔ کیونکہ یہ اندیشہ ہوگیا۔ کہ کہین ان دو جنسون عرب اور بربریون مین عام قتال کی نوبت نہ پہنچ جائے۔

اودھر کچھ شامی اندلس کو ہجرت کر آئے تھے اور اپنے رہنے کے لیے جگہ چاہتے تھے جو اندلس کے لوگ انھین نہین دیتے تھے۔ اس لیے اونھون نے ہتیار اوٹھائے اور ایک شہر پر قبضہ کرلیا۔ انھین اندلس کے مہاجرین مین کچھ لوگ تھے جو باغی قبائل بربر سے افریقیہ مین ایک مدت تک لڑے تھے۔ پھر وہ سنہ ۷۴۲ء موافق سنہ ۱۲۵ھ مین اندلس مین آگئے۔ اور اندلس کے ملک کو خراب وبرباد کرنے لگے جس سے وہان کے امیر نے اونکے روکنے کے لیے حکم دیا مگر یہ لوگ اوس پر غالب آگئے غرض اس طرح

سنہ ۷۴۲ع سے سنہ ۷۴۶ع تک موافق سنہ ۱۲۵ھ سے ۱۲۹ھ تک جزیرۂ اندلس مین فتنہ وفساد برپا رہا اور وہ اسوقت ختم ہوا جب دمشق سے ایک والی آیا اُس نے اُنکی ہمت کو اندلس سے باہر لڑائی کرنے کی طرف پھیر دیا جس طرح کہ عبد العزیز کے بعد یہان کے والیونکی عادت رہی تھی تو پندرہ سال تک امن او سکون رہا

مبحث ششم

اندلس کے عربون کی فرانس پر تاخت

سنہ ۷۱۹ع لغایت سنہ ۷۳۲ع موافق سنہ ۱۰۱ھ لغایت سنہ ۱۱۴ھ

موسی بن نصیر اون ملکون پر جو بلاد فرانس تربونیہ اور خلیج قسطنطنیہ کے درمیان ہین تاخت کی تیاری ہی مین تھا کہ دمشق کے خلیفہ نے اوسے اندلس کی حکومت سے معزول کر دیا اس لیے فتوحات اسلامیہ کا سلسلہ مغربی یورپ مین اور آگے نہین بڑھا عزائم عرب بدل گئے حماست وحمیّت (دینی اور وطنی) جاتی رہی۔ تو فرانس والون کو فرصت مل گئی۔ اونھون نے باہم اتفاق واتحاد کا رشتہ مضبوط کیا اور عرب کی تاخت کا جو طوفان چلا آتا تھا اوس کے روکنے کے لیے ایک ایسا سد بنایا جس سے وہ آگے نہ بڑھ سکے

عربون نے جنوبی فرانس کا وہ حصہ لیلیا تھا جو مملکت وسی گاتھ کا تابع تھا۔ امیر علقمہ نے سنہ ۱۰۱ ہجری مین سپتیمانیہ پر بھی قبضہ کیا۔ تربونہ مین مسلمانون کی کچھ فوج مقرر کر دی اور اوس کو اعمال حربیہ کا مرکز بنا لیا تھا۔

اس کے بعد عربون نے صوبۂ برغونیا کی طرف توجہ کی اور سنہ ۱۰۲ھ مین وہ شہر طلوشہ تک فتح کرتے پہونچ گئے جو اس ملک کا پایۂ تخت تھا۔ مگر وہان اونھین الدوق اودوس نے شکست دی۔ پھر وہ یہان سے ہٹ کر دریاے اودن اور سون کے کنارون کی طرف مڑے۔ اور شہر بونہ کو لے لیا اور سنس۔ البیجوا۔ رویرغ۔ جیوادن۔ اور فیلائی کے لوگون نے اونھین جزیہ دینا قبول کیا۔ علقمہ کے جانشین عنبسہ نے قرقشونہ اور تیمہ دو شہرون کو اپنے حدود امارت مین شامل کر لیا اور وہ بڑھتا ہوا صوبہ برغونیہ تک پہونچ گیا۔ اس نے

سنہ۷۱۹ء مین شہر اَتون کو مغلوب کیا اور سنہ۱۱۲ھ مین شہر اونیون بھی عربون کے قبضے مین آگیا
امیر عبدالرحمن نے تمام فرانس کی فتح کا عزم کیا۔ وہ صوبہ طرکونہ کی طرف چلا وہان
کے حاکم کو ایسا مجبور کیا۔ کہ بوبیسر وا کے محاصرہ کے وقت اوس نے خودکشی کر لی پھر
اوس نے صوبہ اگسٹانہ پر تاخت کی۔ اور الدّوق اودوس کو دریاے غارون پر شکست
دیکر شہر بوڑدو کو چھین لیا۔ وہ دریاے دردونیہ کو عبور کر گیا۔ اور وہان بھی اُسے غلبہ رہا۔
وہان اوس نے سنا کہ ویرماری مین بڑا مال ہے اِس لیے وہ شہر تورہ کی طرف گیا کہ اس
دیر کی تسخیر کی وہان سے تدبیر کرے۔

فرانسیسون کا قدیم سے اب تک یہی دستور چلا آتا ہے کہ جن ملکون مین عربون نے
تاخت کی ہے اون مین خرابی کے جو آثار دیکھتے ہین اون کو انھین عربون کی طرف
منسوب کر دیا کرتے ہین۔ حالانکہ یہ عرب قتل اور کشت و خون اور طبیعت کی سختی مین اقوام
ہوانیہ اور نرتمانیہ سے بدرجہا کم ہین۔ فرانسیسون نے گواون کو ہوا بنا لیا ہے مگر سچ یہ ہے
کہ جب وہ لڑتے اور فتح پاتے تو ہمیشہ نرمی سے پیش آتے تھے۔

اس کا سبب وہ نفرت اور خوف ہے جو عربون کی طرف سے فرانسیسون کے
دلون مین بیٹھ گیا ہے۔ کیونکہ اون کے چہرے حرارت آفتاب سے سیاہ تھے۔ ان کی
آنکھین مخوّف تھین۔ وہ گھوڑون کو بشدت تیز دوڑاتے اور ہاتھون مین ننگی تلوارین
لیے رہتے تھے۔ ان کا لباس عجیب غریب تھا وہ ایسی بولی بولتے تھے جسے اس ملک
کے لوگ نہین سمجھتے تھے (سب سے بڑھکر یہ کہ) وہ ایک نیا دین ان نصرانیون مین
جاری کرتے تھے جن کے دل پادریون کی تعلیم سے بھرے ہوئے تھے۔ یہ پادری بجز
ایسے الفاظ کے اور کچھ زبان سے نہین نکالتے تھے جن سے اون عربون سے بغض اور
عداوت پیدا ہوتی ہو۔ جو ان کے عقیدۂ تثلیث کے خلاف حضرت عیسیٰ بن مریم
کی الوہیت کے منکر تھے۔

مبحث ہفتم

جنگ پواتیہ مین مسلمانون پر چارلس مارٹل کا غلبہ

سنہ ۷۳۲ع موافق سنہ ۱۱۴ ہجری

اس بادشاہ نے اپنی قوم کے اکابر ورؤسا اور نیز جمیع رعایا سے درخواست کی کہ وہ ہتیار اوٹھائین اور سب مل کر ایک لشکر ہوجائین۔ پھر وہ امیر عبدالرحمن کے مقابلہ کو روانہ ہوا جبکہ وہ دریاے لوار سے کوچ کرکے شہر تور اور پواتیہ کے سامنے اپنے دشمنون کا انتظار کر رہا تھا۔ یہان ۱۱۴ھ مین چند روز تک لڑائیان ہوتی رہین۔ ان مین پہلے تو مسلمانون کو غلبہ رہا۔ مگر ساتوین دن چارلس نے ایسا حملہ کیا کہ مسلمانون کے بہت آدمیون کو قتل کر دیا۔ ان مین امیر عبدالرحمن بھی مارا گیا۔ یہان چارلس کو ایسی نصرت حاصل ہوئی جس کی بنا پر اوس کو چارلس مارٹل (ہتوڑا) کا لقب دیا گیا۔

عین اسی وقت مسلمانان اندلس کے یمنی، دمشقی، افریقی اور اسپینی قبائل مین سخت اختلافات پیدا ہوئے اور نوبت یہ آگئی کہ وہ دشمنون کے عوض آپس ہی مین ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ پراگندہ ومنتشر ہوگئے۔ یا جدھر سے آئے تھے اوسی طرف کو لوٹنے پر مجبور ہوے۔ واپسی مین وہ کوہستان ہوکر گذرنے سے روک دیے گئے۔ اس لیے اونھین سپتیمانیہ کے راستے کو جانا پڑا۔ چارلس مارٹل اور اوس کے بھائی شیلڈبرانڈ نے مسلمانون سے شہر اوینیون کو لے لیا۔ اور اس لڑائی مین بھی غالب رہے جو دریاے بیرہ کے کنارے ہوئی۔ مگر جب وہ شہر تربونہ کو نہ لے سکے تو دریاے اود کے شمالی قلعے منہدم کر دیے تاکہ یہ مقامات بے آب ودانہ ہوجائین اور عرب وہان نہ رہ سکین۔

اس کے بعد امیر عبدالملک کے سردارون نے سنہ ۷۳۷ھ مین صوبہ بردونسیہ پر تاخت کی اور سنہ ۱۲۰ مین موورونٹ Mauronte حاکم مرسلیہ سے اوسے چھین لیا۔

پھر مارٹل اور لوٹ پرانڈ Luitprand شاہ لمبرڈیہ جس کے سواحل بلاد لیگورین پر عربون نے تاخت کی تھی دونون مل گئے۔ اور عربون کو یہ ملک خالی کر دینے پر مجبور کیا۔ آخر وہ ۷۳۹ء موافق ۱۲۲ھ مین اندلس کو لوٹ گئے۔ پھر مسلمانون نے دوسری طرف توجہ کی اور جزیرہ سسلی مین فتوحات حاصل کین۔

مبحث ہشتم

مشرق کی لڑائیان۔ قسطنطنیہ کا جدید محاصرہ

۶۶۸ء موافق ۴۸ھ ہجری

بادشاہ البیمار کے عہد مین عربون اور رومیون کے درمیان ایسا کشت وخون اور قتال ہوا کہ زمانے مین ایسا کبھی نہین ہوا ہوگا۔ اوس کے بھائی ہرقل نے تمام بلاد شام مین قتل وتخریب کا کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا۔ ارمینیۂ صغرے کے باشندون نے وہان کے مسلمان محافظون کو ذبح کر ڈالا۔ اس پر مشرق کے عربون کا ایک لشکر آیا جس نے اس ملک کے باشندون مین سے جس کو راستہ مین پایا اوس کو ذبح کیا۔ اور اس ملک کے رؤسا کو زندہ جلا دیا۔

۷۳ھ مین سسلی مین کئی لڑائیان ہوئین اون مین عبد الملک بن مروان کو فتح ونصرت حاصل ہوئی۔ ان مین سے ایک لڑائی جزیرہ ایلوزا مین ہوئی تھی جو رومیون کے لیے سخت منحوس ثابت ہوئی۔ اون کے لشکر کے اسکلا دون لوگون نے جنھین وہ روپیہ دیکر لائے تھے بڑی دغابازی کی۔ پھر اوس کے بعد ۸۴ھ مین بھی یہ جزیرہ ایک مرتبہ اور جنگ کا میدان بنا۔

ہم اوپر لکھ آئے ہین کہ عربون نے ۵۳ھ مین قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا تھا مگر اون کو کامیابی نہ ہوئی۔ پھر اونھون نے سلیمان بن عبد الملک اور عمر بن عبد العزیز کی خلافت مین اوس کا محاصرہ کیا جس مین لیون ثالث سے جو ابزوری کے لقب سے مشہور ہے

اون کا مقابلہ ہوا۔ اوس نے اون کے جہاز جلا دیے جس سے اونھین براہ خشکی لوٹنا پڑا۔
اس وقت وہ ابیدوس کی پہاڑیون مین اُترے۔ اور سواحل بحر مارمورا سے شہر قسطنطنیہ
تک کی آبادیون پر قابض ہو گئے۔ پھر اون سے اور لیون سے لڑائی ہوئی۔ مگر اس وقت
قحط اور طاعون اور سردی کی شدت کے مصائب اون پر ایسے پڑے کہ جو ملک
اونھون نے فتح کر لیے تھے اونھین چھوڑ کر واپس چلا آنا پڑا۔ پھر وہان لبنان اور طور سینا
کے پہاڑون سے نصارائے مردائیہ آ بسے۔ اور وہ یوستینیان ثانی وہان کے ناقص التدبیر
اور معزول بادشاہ سے ۶۹۵ع موافق ۷۶ھ مین لڑے۔ پھر وہ ۸۶ھ مین سلطنت کا
والی ہو گیا۔ اور چاہا کہ عربون سے انتقام لیکر اپنی بدنامی کو دفع کرے۔

اس وقت خلیفہ ولید کے بھائی امیر مسلمہ کا بڑا شہرہ ہو رہا تھا۔ چارون طرف
اوس کی بے حد نیک نامی پھیل رہی تھی۔ کیونکہ اوس نے ایشیائے کوچک مین تاخت و
تاراج کی تھی۔ صوبہ قبادوقیۃ الثانیہ کے پائے تخت داتیان کو لے لیا تھا۔ اور کچھ فوج
بھیجی تھی کہ تمام اناطولیہ کو جلا کر خاک سیاہ کر دے۔ چنانچہ یہ لوگ شہر اسکودار تک پہونچے جو
قسطنطنیہ کے مقابل ہے۔ اور بندرگاہ کے جہازون مین آگ لگا کر لوٹ گئے۔

اور اسی مسلمہ نے ۷۱۱ع موافق ۹۳ھ مین فلیپک بادشاہ کے عہد مین بلاد پونٹ
اور لیکاونہ اور ایسیدیہ کے شہر انطاکیہ پر جسے آج کل آق شہر کہتے ہین تاخت کی تھی۔
عربون نے بلاد ارمن کا ایک بہت بڑا حصہ لے لیا تھا۔ اور خزر قوم کے ترکون کی روک
کے واسطے جن کی تاخت کبھی کبھی موصل تک پہونچ جایا کرتی تھی کوہ دربند کی گھاٹیون
کو مستحکم کیا۔ انھون نے بلاد بیتینیا کے شہر اموریون نیز گام اور نیسیہ کا محاصرہ کیا۔ پھر وہ
آگے بڑھے اور سواحل بحر مارمورا اور آبنائے قسطنطنیہ تک پہونچے مگر اس وقت روم والون
نے بھی آپس مین بڑا ہی اتحاد کیا۔ کثرت سے لشکر فراہم کیے اور ایسی قوت کے ساتھ
اون سے لڑے کہ مسلمانون کو اپنے ارادون سے باز آ جانا پڑا۔ واقعی رومیون کے لیے یہ

بڑی فخر کی بات ہے کہ اونھوں نے عربون کو قسطنطنیہ سے اور نیز جزیرہ اناتولی کے شہرون سے جو ممالک یورپ کے مشرقی جانب مین ہین اس وقت بالکل پسپا کر دیا۔

مبحث نہم

عربون کا ماوراء النہر اور مغربی ہندوستان کے علاقون کا فتح کرنا اور خلیفہ سلیمان بن عبد الملک کی سوء تدبیر سے عربون کی فتوحات مین تاخیر

سنہ ۶۷۰ء لغایت ۷۱۲ء موافق سنہ ۸۹ھ لغایت ۹۴ ہجری

سنہ ۱۶ھ مین علاقہ عمان سے کچھ اسلامی جہاز ہندوستان کو فتح کرنے کے لیے بھیجے گئے تھے۔ اونھون نے آکر جزیرہ تہانہ کو جو شہر بمبئی کے قریب ہے لے لیا تھا۔ اسی طرح جزیرۂ بحرین سے بھی کچھ اور جہاز آئے تھے۔ جنھون نے خلیج کھمبات مین آکر شہر برودھ کو روند ڈالا۔ ان کے سوا ایک تیسرا بیڑا اور آیا تھا جو دریاے سندھ کے دہانے مین پہونچا تھا۔ پھر عبد اللہ بن عامر نے سنہ ۲۳ھ مین بلاد کرمان اور سیستان کو لیلیا۔ اور صوبہ مکران اور سندھ کے راجہ سے لڑا اور اون پر غالب ہو گیا۔ عبد اللہ بن سمرہ نے اس کے چند ہی سال بعد صوبہ واور اور شہر بوست پر بھی قبضہ کر لیا۔ جس سے کابل اور سندھ کی حکومتین ممالک عربیہ کی ہم سرحد ہو گئین۔ پھر مہلب بن ابی صفرہ کابل کے بادشاہ پر غالب آیا اور اوس کو جزیہ دینے پر مجبور کیا۔ پھر یہ سنہ ۴۴ھ مین حضرت معاویہ بن ابی سفیان کے وقت مین یہان سے مظفر و منصور واپس گیا۔ اس نے کسدار (یعنی قندھار) کے ملک کو بھی جو قلعات (قلات) اور کندابیل کے قریب مین ہے لوٹا تھا۔

سنہ ۶۹ھ مین حجاج نے محمد بن قاسم کو لشکر دیکر دریاے سندھ کی طرف بھیجا اوس نے راجہ داہر کو شکست دی۔ دیبل۔ بیرون۔ برہمن آباد اور آلور (ملتان) کو لے لیا۔ وہ کوہستان ہمالیہ کے قریب تک پہونچ گیا۔ اور قنوج کے راج پر تاخت کرنے کی تیاری کی۔

اُدھر دوسری طرف اسی حجاج نے امیر قتیبہ کو لشکر دیکر بھیجا جس نے ترکون کو شکست دی

بلاد خوارزم و ماوراء النہر اور نیز ممالک تاتار کے ایک بڑے حصے کو لیلیا۔ اور ۹۴ھ میں فرغانہ۔ نخشب۔ بیکند۔ بخارا و سمرقند کے اصنام کو جلا دیا۔ شہر کاشغر۔ اقصوا۔ جرخان۔ اور ختن کو بھی خالی نہ چھوڑا۔ چین کے بادشاہ کے پاس بارہ سفیر بھیجے۔ جنھون نے اوسے حملہ کی دھمکی دی۔ اس لیے اوس نے بہت سا سونا دیا تاکہ اون کے شر سے نجات ملے۔ پھر قتیبہ نے کابل کی حکومت کو مستحکم کیا جو سیستان کے مشرق مین ہے۔ اوس سے جزنی لیا پھر جہازون کے ذریعے سے دریاے سندھ ہو کر ملک کے اندرونی حصہ مین داخل ہوا اور ایک لشکر جو مکران مین تھا وہ بھی آ کر اوس سے ملحق ہو گیا اوس نے اپنے لشکر کو شہر کشمیر کی ہموار زمین (یعنی پنجاب) مین پھیلا دیا وہان پر دریاے سندھ کے کنارون کے شہرون نے اوس کا مقابلہ کیا مگر اس لشکر نے اونھین شکست دی۔ وہان عربی زبان اور دین اسلام پھیل گیا مذہب بودھ جاتا رہا۔ لشکر اسلامی آگے بڑھکر دریاے گنگ تک جا پہونچا۔ مگر اور ممالک کی طرح اوس نے ان کی حفاظت نہ کی کیونکہ وہ یہان سے بالکل ایک گذرگاہ کی طرح آئے اور نکل گئے۔

یہان پر عربون کی فتوحات کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ کیونکہ خلفاے امویہ کے دلون سے اشاعت دین کی خواہش مفقود ہو چکی تھی۔ بلکہ اب مزید توسیع سلطنت سے اون کو ڈر پیدا ہو گیا تھا۔ وہ سمجھے تھے کہ اس وسعت ملک سے سپہ سالاران لشکر کو ملک دبا لینے کا حوصلہ ہوتا ہے۔ اسی لیے خلیفہ سلیمان نے امیر موسی بن نصیر کو قتل کر دیا جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہین۔ امیر قتیبہ کو بھی مار ڈالا جس نے سلطنت امویہ مین بڑے بڑے ملک داخل کر لیے تھے۔ امیر محمد قاسم کی بھی جان لی جس نے ہندوون کو اپنی حسن تدبیر اور سیاست سے حکومت امویہ کا ماتحت کر دیا تھا جب یہ نامی گرامی سردار مارے گئے تو وہ صولت و قوت جاتی رہی جس سے اس کی یکتائی وابستہ تھی۔ اور اسی وقت سے عبدالملک کی اولاد کی شوکت کا انحطاط شروع ہوا۔

مقالۂ رابع

مشرق مین عربون کی قوت وشوکت اور اوس کا انحطاط

سنہ ۷۴۳ع لغایت سنہ ۱۲۵۸ع موافق سنہ ۱۲۶ھ لغایت سنہ ۶۴۵ ہجری

اس مقالے مین چار باب ہین۔

باب اول

حدود مملکت عربیہ سنہ ۷۴۳ع موافق سنہ ۱۲۶ ہجری

بنی امیہ وبنی عباس کی لڑائی اور خلافت مشرقی ومغربی

اس باب مین چار مبحث ہین۔

مبحث اوّل

شوکتِ بنی امیّہ

اس زمانے مین عرب کی حکومت زمین کے تین حصون ایشیا۔ افریقہ اور یورپ مین پھیلی ہوئی تھی۔ ایشیا مین اون کی عملداری بیابان کوہ طور سے دشت ماوراء النہر تک اور وادی کشمیر سے بحر متوسط کے کنارے جبل طورس کے دامن تک تھی۔ اطراف اناتولی مثلاً سسلی، قبادوقیہ اور نبطش کے بھی وہی مالک تھے۔ تمام سلطنت اکاسرہ اُنھین کے قبضے مین تھی۔ بلکہ اوس ملک پر بھی قابض تھے جسے فارس والے بھی فتح نہ کر سکے تھے۔ انھون نے اپنے فوجی سردارون کو بھیجا جنھون نے نہایت جلد گویا آناً فاناً دریاے سندھ وجیحون کے اُس پار کے تمام ملک فتح کر لیے۔ بلاد بخارا وصُغد پر قبضہ کر کے اونھین ایک ہی صوبہ بنا لیا پھر وہ ماوراء النہر پر قابض ہوے۔ اور بحر جرجان پر صوبۂ خوارزم بھی اون کا مطیع ہوگیا۔

یورپ مین تمام جزیرہ نماے اندلس اون کے قبضے مین تھا۔ صرف جبل استوریہ کی چند آبنائین اُن کے تسلط سے بچ رہی تھین۔ صوبہ سیسیلیا نیہ۔ جزیرۂ قبرص۔ جزائر بلیارہ۔ جزیرۂ کریٹ اور روڈس سب انھین کے ہاتھ مین تھے۔ شمالی افریقیہ اور وہ تمام ملک جو آبناے جبل الطارق سے خاکناے سویس تک پھیلا ہوا ہے اونھین کی قلمرو مین داخل تھا۔

سواحل بحر متوسط کو اونھون نے دو حکومتون مین منقسم کیا تھا۔ ایک مغرب مین تھی جس مین یونان کے قدیم صوبے بیزاسین۔ افریقیہ۔ کالشلیہ۔ نومیدیہ۔ بربر۔ رومانیہ سیتینیہ۔ اور مولاتیانیا الطنجیہ۔ داخل تھے۔ اور دوسری حکومت مشرق مین تھی جسمین علاقۂ مصر اور برقۂ بحریہ داخل تھا۔ یہان کا حاکم وہ جزیہ بھی لیا کرتا تھا جو حضرت ابن العاص نے بلاد نوبہ پر لگایا تھا۔ حکومت کی طرف سے ہر سال سندھ کو سفرا بھیجے جایا کرتے تھے کہ وہان سے جاکر سالانہ خراج لائین۔

یہ عربی مملکت جو تقریبا اطالیہ کے شہر رومیۃ المدائن کے قیاصرہ کی مملکت کے برابر تھی اس کا پایۂ تخت شہر دمشق تھا۔ جہان ولید اول نے ایک ایسی مسجد بنائی جو روے زمین کے مصنوعات عجیبہ مین شمار ہوتی تھی۔ اور جسے تیمور لنگ نے ۸۰۳ھ مین منہدم کردیا

مبحث دوم

علوی اور عباسی فریق

ہم اوپر ذکر کرچکے ہین کہ حجاز اور عراق والون کو بنی امیہ کی خلافت مین کلام تھا۔ یہان تک کہ ایشیا کے مشرقی جانب کے باشندے بھی کوفہ اور بصرہ والون کی تائید مین اُٹھ کھڑے ہوے تھے جو خاندان اموی کے خلاف ہمیشہ کمر باندھے رہا کرتے تھے اس لیے ان دونون مقامات پر نہایت کثرت سے خونریزی ہوئی۔ اُس زمانے مین علوی فرقے فرقے ہو رہے تھے اونمین ایکا اور اتفاق نہ تھا۔ ہر فرقے کا رئیس جدا تھا

ہر فرقہ اپنے ہی رئیس کی تائید کرتا تھا اور دوسرے کو برا کہتا تھا ایک مدت تک اُن کا یہی حال رہا۔

بالآخر ان سب پر بنی عباس غالب ہوگئے جنکا یہ دعوے تھا کہ ابو ہاشم عبداللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب نے جو ابن حنفیہ کے نام سے مشہور ہیں بنی عباس کو خلافت کی وصیت کی ہے یعنی جس وقت سلیمان بن عبدالملک کے اذن سے انھین زہر دیا گیا تو مرنے سے پیشتر انھون نے یہ وصیت کردی تھی۔ اس لیے علویہ فرق کے لوگ بھی جو بنی امیہ کے زوال کے خواہان تھے عباسیون مین شامل ہوگئے۔ پھر تمام عراق کے باشندون نے بنی عباس کی تائید مین بالاتفاق ہتیار اُٹھالیے بنی عباس کے مقاصد کا اظہار اُسی وقت ہو گیا تھا جس وقت زید نے ہشام بن عبدالملک سے خلافت کی بابت منازعت کی تھی۔

مبحث سوم

متاخرین بنی امیہ کی سیرت اور عباسیون کی مروان ثانی پر فتح

ہشام کے بعد ولید ثانی خلیفہ ہوا۔ مگر اس کے سوء خلق کے باعث دمشقیون نے اسکی حکومت کو تسلیم نہ کیا اور ۱۲۶ھ مین اوس کے بجاے یزید ثانی کو خلیفہ مقرر کیا اس لیے ولید نے چاہا کہ دمشق مین داخل ہو۔ مگر وہ اون سے لڑکر مارا گیا۔ اوس کے طرفدار حمص مین جاکر پناہ گزین ہوے۔ وہان فلسطین کے باشندون سے لڑے جنھین یزید کے کسی رشتہ دار نے اون کے برخلاف برانگیختہ کیا تھا۔ تاہم کسی فریق کو فتح حاصل نہ ہوئی۔

مروان ثانی یہ دیکھکر۔ کہ یزید ثانی تدبیر کا اچھا نہین خلافت کا آرزومند ہوا جزیرہ والے اوس کی تائید مین مستعد ہوے وہ اونھین لیکر دمشق کو گیا اور یزید سے لڑا۔ یہ لڑائی ختم ہونے نہین پائی تھی کہ ۱۲۶ھ مین یزید اپنی موت سے مر گیا اسکے

بعد اوس کے ایک بھائی نے چاہا کہ لڑائی کو جاری رکھے مگر تدبیر کارگر نہ ہوئی اور مروان خلیفہ ہو گیا
اسی اثنا مین عباسیون نے اون تمام جماعتون کو اپنے ساتھ ملا لیا جو اونکی مخالفت کیا کرتی تھین پھر بڑے بڑے دانشمندون کو خراسان کی طرف بھیجا جنھون نے وہان کے شہر شہر کا دورہ کیا۔ اور انھون نے حضرت عباس عم النبی صلعم کے پوتے کے بیٹے محمد کی متابعت کی لوگون کو دعوت دی۔ بہت سے لوگون نے اوس کی بیعت بھی کر لی۔ اور جب محمد کا انتقال ہو گیا۔ تو اوس کے بعد اوسکا بیٹا ابراہیم جانشین ہوا۔ جب اس کی خبر مروان کو پہونچی تو اوس نے ابراہیم بن محمد کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ اب ابراہیم کا بھائی ابو العباس عبد اللہ خراسان کی طرف چلا گیا۔ وہان مرو مین اوس کے بھائی کے بجاے لوگون نے اوس سے بیعت کی۔ وہ لشکر لیکر مسجد مین گیا سب لوگون کے سامنے خطبہ پڑھا اب مروان بھی ایک لشکر جرار لیکر خراسان کو آیا۔ دریاے زاب پر ابو العباس سے آکر لڑا اتفاقاً لڑائی کے وقت گھوڑے پر سے اتر پڑا گھوڑا بدک کر بھاگتا ہوا دونون فوجون کے درمیان گھس گیا اس سے لوگون نے جانا کہ مروان مارا گیا اس لیے عساکر شامیہ کی صفوف مین اختلال پڑ گیا۔ اور مروان کو بھاگنا پڑا۔
وہ جلدی سے جزیرہ تھرس اور فلسطین کو طے کرتا ہوا دیار مصر کی طرف چلا گیا مگر دشمن برابر اوس کا تعاقب کرتے رہے۔ اونھون نے اوس کا پیچھا نہ چھوڑا۔ یہان تک کہ اُسے ایک قبطی کنیسہ مین آخر مار ہی ڈالا۔ اوس کا سر کوفہ کو اوٹھا کر لے گئے اور وہان کے تمام لوگون کو دکھایا۔ اس سے لوگ جان گئے کہ خاندان امویہ کا خاتمہ ہو گیا۔
اس کے بعد بھی ابو العباس اسی ارادہ پر قائم رہا کہ خاندان امویہ سے ایک ہی مرتبہ اپنے بھائی کا پورا انتقام لے۔ اور جو جو مشقتین اوس کے خاندان پر اونکے ہاتھون سے پڑی ہین اون کی کسر نکالے اس لیے اوس نے بنی امیہ کے خاندان والون مین سے ہزارون کو قتل کر دیا۔ دمشق مین ایک بڑی ہولناک دغابازی کی۔ اونکے خاندان کے

نوے بڑے بڑے سرداروں کو دعوت کے بہانے سے بلایا۔ اور ایک طرف وہاں لشکر کو بھی چھپا رکھا جس نے عین غفلت کے وقت ڈنڈوں سے اونکے سر کچل دیے۔ اون نیم مردہ لاشوں کو زمین پر ڈال کر اوپر سے تخت اور اون پر فرش بچھائے گئے ابو العباس اپنے لشکر کے تمام امیروں کو لیکر اون پر بیٹھا اور کھانا کھایا۔ ان کے نیچے بنی امیہ کے وہ سردار جن کے استیصال پر اس نے کمر باندھی تھی جانکنی کی سختیوں میں مبتلا تھے۔

اسی (قساوت قلبی اور بے رحمانہ حرکت کے سبب) سے اوسے لوگوں نے سفّاح (یعنی قتّال) کا لقب دیدیا ہے۔

امویوں میں سے ایک شخص عبدالرحمن اموی کسی طرح ان لوگوں سے بچ گیا جس نے اندلس میں از سر نو خلافت قائم کی۔

درحقیقت ان عباسیوں کی خلافت کا بانی اور موسس ایک شخص ابومسلم خراسانی تھا جو صوبۂ خراسان کا والی تھا۔ اوس نے مرو میں اپنے قصر پر علم اسود نصب کیا تھا جو خاندان امویہ کے علم ابیض کے بالکل برعکس تھا۔ اوس سے یہ اشارہ تھا کہ یہ عباسی فریق کا علم ہے۔ اسی کے بعد اندرونی جنگ وجدال اُٹھ کھڑے ہوے تھے۔

مبحث چہارم

ابو العباس السفّاح۔ منصور۔ اور شہر بغداد کی تعمیر

جب خراسانی اور عراقی عباسیوں کی طرفداری پر آمادہ ہوے۔ تو اونھوں نے شام کو اپنا مسکن نہ بنایا۔ بلکہ بابل میں رہے جسے عراق کہتے ہیں۔ سفاح نے انبار کو اپنا دار الخلافت مقرر کیا تھا اور وہیں ۷۵۴ء میں مرگیا۔

اسکے بعد اوس کا بھائی منصور خلیفہ ہوا اور چاہا کہ کوفہ میں رہے۔ مگر چونکہ وہاں کے باشندوں کا میلان اولاد حضرت فاطمۃ الزہرا کی طرف تھا اس لیے اُسے چھوڑ کر سنہ ۷۶۲ء میں دجلہ کے کنارے سلجوقیہ عتیقہ کے قریب ایک بلند ٹیلہ کے گرد اگرد جسپر علم عباسی نصب

کیا گیا تھا اوس نے بغداد کی بنیاد رکھی۔ حفاظت شہر کے لیے اس کے گرد ایک فصیل بنوائی جس کے ایک سو تریسٹھ برج تھے۔

اسے مشرقیون نے تو بہت اچھا سمجھا کیونکہ پایۂ تخت دمشق کے بدلے بغداد اونکے قریب ہوگیا۔ بخلاف اہل مغرب یعنی اندلس اور مغرب کے باشندون کے انھون نے اس کو اچھا نہین خیال کیا۔ اس کے بعد بھی گو وہ جزیہ بھیجتے رہے مگر استقلال اور بغداد سے انقطاع تعلقات کے لیے فرصت اور موقع کا انتظار کرنے لگے۔ اسلام کے لیے اس انقطاع سے بڑھکر کوئی چیز کبھی مضر نہین ہوئی۔ اسی مشرق و مغرب کی تفریق سے اسلام کی عظمت مین فرق آگیا۔

جیسا کہ حالات سے ظاہر ہوتا ہے خود اہل مشرق ہی کی رضامندی سے یہ تفریق ہوگئی۔ کیونکہ اس کے واسطے کوئی خونریزی نہین ہوئی۔ ۷۵۵ء مین اندلس والے عبدالرحمن اموی سے مل گئے۔ مغرب (یعنی افریقہ) والے اپنے حاکم عبدالرحمن بن حبیب کے اس کام سے بہت راضی ہوے کہ وہ منصور خلیفۂ بغداد اور عبدالرحمن اموی خلیفہ قرطبہ دونون سے الگ ہوگیا۔

یہ اہل مغرب قبائل مین منقسم تھے۔ ہر قبیلہ پر ایک خاص رئیس ہوتا تھا اس طرح مملکت اسلامیہ کے دو حصے ہوگئے۔ ایک مشرق مین دوسرا مغرب مین۔

اس بنا پر ہمارے لیے ضروری ہے کہ تاریخ عرب کے دو حصے کردین۔ ایک مین تو وہ حالات لکھین جو خلافت مشرقی اور ایالت مصریہ کے متعلق گذرے دوسرے مین اون عربون کے حالات بیان کرین جو ایشیا اور حقیقی افریقیہ مین تھے۔

باب ثانی

شوکت عباسیہ کا دورِ رفعت و انحطاط۔ اور اُنکی یہ کوشش کہ ایک مرکز پر اپنی قوت کو جمع کرین

سنہ ۷۵۲ء لغایت سنہ ۸۴۶ء موافق سنہ ۱۳۷ھ لغایت سنہ ۲۳۲ھ

مبحث اوّل

خلافت عباسیہ کی عظمت - ہارون الرشید اور اُسکا بیٹا مامون

خلفاے عباسیہ مین سب سے پہلے تو سفاح خلیفہ ہوا۔ پھر اوس کا بھائی ابوجعفر خلیفہ ہوا جو ایک نوجوان شخص تھا اور اس سبب سے کہ وہ اپنے خاندان کے سردارون سے لڑکر فتحمند ہوا تھا اوس کو منصور کا لقب دیا گیا تھا۔

جب وہ خلیفہ ہوا تو اوس وقت تک صوبون کے حکام کی وہی قدیم عادت جاری تھی کہ اپنے صوبون پر اون کا پورا پورا تصرف ہوتا تھا۔ قوت عسکریہ اور خزانۂ مملکت کو جس طرح چاہتے وہ اپنی مرضی کے مطابق کام مین لاتے تھے۔ قدیم سے قاعدہ یہ بھی چلا آتا تھا کہ جو خراج وصول ہو کر خزانون مین آتا اوسے وہ اپنی راے سے صوبون کے ضروریات مین خرچ کرتے مصالح ملکی کے اوسے کام مین لاتے تھے۔ اگر اسمین سے کچھ بچا اور صوبون کے اخراجات سے زائد رہتا تو خلیفہ کو بھیجدیتے تھے۔ منصور نے اس طریقے کو بالکل موقوف کر دیا۔ اس نے اپنا اصول حکومت یہ ٹھیرایا کہ تھوڑے تھوڑے دنون کے بعد حکام کا تبادلہ کیا کرتا تھا اور جو لوگ وسیع اور با اثر خاندان والے تھے اونھین امور سلطنت سے ہی خارج کر دیا۔ اس نے لوگون کی صداقت و راستبازی کی کچھ پروا نہ کی۔ بلکہ جن لوگون کے متعلق اس کو یہ شبہہ بھی ہوتا کہ یہ کبھی حصول خلافت کا خیال

پیدا کرین گے انھین صفحہ ہستی سے مٹا دیتا۔ اس کے سوا حقوق خدمت وغیرہ کو بھی
اس نے بالکل فراموش کر دیا۔ چنانچہ امیر عبد اللہ اور ابو مسلم خراسانی کے ساتھ بھی اوس نے
ایسا ہی کیا۔ حالانکہ یہی لوگ تھے جنھون نے بنی امیہ کو مٹایا تھا۔ اس طرز عمل کے خوف
سے تمام لوگ اوس کے مطیع و منقاد ہو گئے۔ اور لوگ اسکی تمنا کے مطابق اوس کی
عزت و حرمت کرنے لگے۔ اس نے سات سو پچاس ملین فرینک کا مال حاصل کیا
(اگر پونڈ سولہ روپیہ کا مانین تو اڑتالیس کرور روپیہ کا محاصل اوس کے خزانے مین
آنے لگا ہوگا)

اوس کے بعد ہادی اور مہدی دو خلیفہ ہوے جن کی تعریف مین مورخون نے
بڑا مبالغہ کیا ہے۔ ان کے بعد ہارون الرشید ہوا۔ اس کے سامنے اُن کے محاسن کا
ذکر گویا سنسیا ہو گیا۔ اوس کی ذات مین اللہ تعالے نے شجاعت و کرم کو کوٹ کوٹ کر
بھرا تھا۔ اوس مین حلو نفس اور اتباع حق کا مادہ اچھی طرح عطا فرمایا تھا۔ جب کبھی وہ دیکھتا
کہ مین خطا پر ہون تو فوراً اوس کام کو ترک کر دیتا۔ مصالح امت کی تدابیر اور اون کے
معلوم کرنے کی فکر مین ہر وقت لگا رہتا۔ اور چاہتا تھا کہ اونکی تمنائین کسی طرح پوری کرے
اوس کے زمانے مین خاندان برامکہ کے فخر کا چراغ روشن ہوا جو فارس و الو مین سے تھے
انھین نے اُسے احیاے علوم و فنون صنعت و تجارت کی ترغیب و تحریص دی تھی
پھر لوگون نے ان لوگون کی خلیفہ سے چغلیان کھائین۔ اس لیے اوس نے اپنے
وزیر اعظم فضل اور جعفر برمکی کو قتل کر دیا۔ اور نیز اون کے خاندان والون کو بھی مارا
جن کا فخر ایک سو برس تک مشہور رہا۔

مگر باوجود اسکے ہارون الرشید ایسے شریف خصائل کے ساتھ متصف تھا
جس کے سبب سے اوسکا ذکر بلاد مشرقیہ مین اب تک باقی ہے۔ اوس کے بعد جو
اوس کا بیٹا امین خلیفہ ہوا اوس مین ان فضائل مین سے ایک فضیلت بھی نہ تھی اسلیے

لوگ اوس سے متنفر ہو گئے پھر جب دیکھا کہ اوس کا بھائی مامون جو خراسان کا حاکم تھا بڑا عادل ہے اور سیاست کے کامون مین بہت اچھا ہے۔ تو لوگ اوسکی طرف رجوع ہوے جس سے وہ آخر کار ۸۱۳ء مین خلیفہ ہو گیا۔

اوس کی راے تھی کہ فقط تعلیم و تعلم ہی ایک ایسی چیز ہے جو مخاوف و خطرات سے نجات کی سبیل ہو سکتی ہے۔ وہ اس بات کو پسند نہ کرتا تھا کہ علوم و فنون کی ترقی خلیفہ کی سخاوت و عنایت پر منحصر و منوط رہے اس لیے اوس نے تعلیم کے لیے مستقل وظائف اور جاگیرات مقرر کر دین۔ اوقاف دائمی جاری کر دیے جس سے تمام اطراف و اکناف مملکت مین مدارس و مکاتب جاری ہو گئے۔ چارون طرف سے یونانی فارسی قبطی کلدانی علما بکثرت فراہم و مجتمع ہو گئے۔ اوس نے حکومت کے مناصب و وظائف پر انکے تعین و تقرر کی اجازت دی اور اون سے کام لیا۔

اس طرح پر وہ عادت جو غیر مذہب والون سے اجتناب و احتراز کی پڑی ہوئی تھی مثلاً وہ معتزلون کو مجالس مومنین سے نکال دیتے تھے بتدریج چھوٹ گئی مگر جب خلیفہ متوکل کا زمانہ آیا تو پھر یہی حالت پیدا ہو گئی۔ چنانچہ خراسان مین جو مذہب زنادقہ عقائد مجوس اور اسلام سے مرکب ہو کر جاری ہوا تھا اوس وقت علماے اسلام نے بغداد مین اوسے خوب غارت کیا۔ اس سے پہلے ہادی نے بھی اس مذہب والون کو بہت قتل کیا تھا جس کا مامون پر بھی اتہام لگایا گیا اور اسی سبب سے مامون معتزلہ فرقہ والون پر تشدد کرنے لگا تھا تاکہ اوسکے دشمنون کو اس سے کچھ تسکین ہو جائے

غرض کہ خلیفہ مامون کی شہرت اگرچہ اوس کے باپ ہارون الرشید کی سی نہین ہوئی مگر اپنی خوبیون کے لحاظ سے اور اپنے علو مزاج کی حیثیت سے وہ اپنے باپ سے بدرجہا بڑھکر ہے۔ البتہ اوس نے ایک بات بہت بری کی۔ وہ یہ کہ اوس نے طاہر کے حسن خدمات کے صلہ مین خراسان کا ملک اس کو وراثتاً نسلاً بعد نسلٍ دیدیا پھر

اس کے بعد جو طاہر کی اولاد ہوئی اونھون نے بنی عباس کی عنایت ونوازش کو بالکل فراموش کردیا۔ اور کہنے لگے کہ ہمارے باپ پر بنی عباس نے کچھ بھی احسان نہین کیا تھا۔ یہی بات خلافت مشرقیہ مین سب سے اول پراگندگی کا باعث ہوئی اسی سے دوسرے صوبون کے حکام کو ہمت اور جرأت ہوئی اور وہ بھی ہر حیلہ وسیلہ سے اپنے استقلال کی فکرین کرنے لگے۔ اور چاہا کہ ہم بھی طاہر کی اولاد کی طرح مستقل حاکم بن جائین۔

اس کے بعد ۲۳۳ھ مین خلیفہ معتصم ہوا۔ یہ بھی نہایت نیک اور کریم النفس شخص تھا۔ البتہ اوس نے یہ ایک خرابی کی بات کی کہ ترک غلامون کو حراست پر مقرر کیا۔ جنھون نے اس کے بعد دواوین (دفاتر وعدالت خانے) مین بہت کچھ افراط وتفریط کی۔

اوسکے بعد ۲۴۱ھ مین خلیفہ واثق نے تخت خلافت پر قدم رکھا۔ یہ بڑا دلیر وشجاع اور حامی علوم وفنون تھا۔ صنایع اور پیشہ وری کی تمام لوگون کو تحریص وترغیب دیتا تھا۔ تمام لوگون کی خیر وبہبود چاہتا تھا اوس نے اپنی عقل سے یہ مسئلہ ایجاد کیا تھا کہ قرآن (مخلوق نہین بلکہ) ازلی ہے۔ احمد بن نصر نے اسپر حجت ودلائل قائم کی تھین۔ اس کی خلافت سب طرح اچھی رہی۔ البتہ عقائد دینیہ کے مشاجرات اور منازعتون نے اوسے مکدر کردیا تھا۔

غرض کہ خلفاے عباسیہ کے ابتدائی خلفا نے اپنی شوکت وسلطنت سے عقول عرب کے تزکیہ وتصفیہ اور اون کے اسباب معیشت کی تکمیل وترقی کا کام لیا بہت سے مکاتب ومدارس تعلیمیہ جاری کیے بہت سے مکانات رفاہ عام کے لیے بنائے بغداد کے آس پاس مین بہت سی آبادیان قائم کین۔ سڑکین نکالین۔ مسافرخانے بنائے بازار آباد کیے۔ نہرین نکالین حوض تعمیر کیے اور پانی کے گھاٹ بنائے۔ انھون نے اکتساب تجارت اور تمام فنون کی تحصیل کی طرف لوگون کو ترغیب دلائی۔

اور زمانۂ تعصب اسلامی مین قرب و جوار کی قومون کے خوف سے ان ملکون مین جو اضطراب رہا کرتا تھا اوس سے اونکی حفاظت کی اور اونکے محافظ و حامی بن گئے۔

سنہ ۷۷۱ء مین اونھون نے شہر دوریلہ واقع صوبہ فریجیا کا محاصرہ کیا مگر اونھین یونانیون نے شکست دی۔ اور دوسرے سال ان کو سلیشیا کے ان یونانی شہرون سے بھی نکال دیا جس کے وہ مالک ہو گئے تھے۔ پھر منصور نے لشکر بھیجکر اون کا مقابلہ کیا جس نے صوبہ قباد وقیہ مین شہر ملتینیہ لے لیا۔ پھر تمام ملک سلیشیا کو خوب غارت کیا۔ اور دریاے میلاس پر صوبہ بمفلیا مین یونان کی فوج کو بھگا دیا۔ اسکے بعد مھدی نے اون کو سخت ہزیمتین دین اور سنہ ۷۷۵ء سے سنہ ۷۸۵ء تک اونھین پیہم شکست پر شکست نصیب ہوئی۔

اوس نے اپنے بیٹے ہارون کو لشکر دیکر بھیجا جسے قسطنطنیہ کے روبرو اون پر فتح ہوئی۔ اس وقت قسطنطنیہ مین ملکہ ارینہ تھی جسے شہر کے بچانے کے واسطے قسطنطین قریب المیت نے وصیت کی تھی۔ یہ ملکہ اس بات پر راضی ہو گئی کہ سلیشیا کے تمام شہر خلیفہ کے حوالے کر دے۔ اور ساٹھ ہزار دینار بطور جزیہ کے ہر سال اوس کی خدمت مین بھیجا کرے۔ اب ہارون الرشید یہان سے بڑے غنائم اور چھ ہزار سے زائد اسیر لیکر لوٹ گیا۔

اس کے بعد ہارون الرشید خلیفہ ہو گیا۔ ارینہ نے سنہ ۷۹۲ء مین اوس سے لڑنا چاہا ہارون الرشید نے صوبہ اناتولی کو فوج بھیجی۔ جزائر یونان کی تخریب کے لیے جو بحر متوسط مین ہین جہاز روانہ کیے۔ اونھون نے آکر اس بحر پر قبضہ کر لیا۔ اور ارخبیل جزائر یونان کو اور صوبجات ازیجیہ و بیتینیہ و لیدیہ کو خوب خراب و برباد کیا۔ خلیج سلاطیہ مین سے بحری جہازات کو نیست و نابود کر ڈالا۔ مجبوراً ملکہ جزیہ دینے پر پھر راضی ہو گئی۔ اور دریاے نہیر پر جو صوبہ سلیشیا مین ہے مسلمان قیدیون کو دیکر اپنے قیدیون کو چھڑا لیا۔

پھر ابریتہ کے بعد نیسیفور [illegible] بادشاہ ہوا۔ اور ارادہ کیا کہ عربون سے
لڑے۔ اس نے ہارون کے پاس ایک تکبر آمیز خط روانہ کیا۔ اس پر ہارون نے یہ
جواب بھیجا بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ من ہارون الرشید امیر المؤمنین
الی الملک نیسیفور کلب الرّوم قرأت کتابک یا ابن الکافر والجواب
ما ترے لا ما تسمع۔ (یعنی امیر المؤمنین ہارون الرشید کی طرف سے بادشاہ نیسیفور
روم کے کُتّے کو۔ اے کافر بچے ہم نے تیرا خط پڑھا اور جواب وہ ہے جو تو دیکھے گا نہ وہ
جو سُنے۔ اس پر اوس نے جزیۂ مقررہ کے دینے کا اقرار کر لیا۔ خلیفۂ ہارون کو متعدد
ایسی لڑائیوں مین اوس پر فتح حاصل ہوئی جنمین اُس نے یلاد الیون کو تباہ و برباد
کر دیا۔ ہرقلہ کو جلا کر خاک سیاہ کر ڈالا۔ اور صوبجات بغلیہ۔ میزیہ۔ لیدیہ کے سواحل کو
خوب لوٹا کھسوٹا۔ وہ جزیرۂ رودس کو بھی لینے کے ہی قریب تھا۔ کہ پائے تخت جزیرہ
کے باشندون نے اس کو بچا لیا۔

پھر جب مامون خلیفہ ہوا تو اوس نے قسطنطنیہ سے ایک عالم لیون نامی کو طلب
کیا۔ لیکن توفیل Theophile قسطنطنیہ کے بادشاہ نے اوس کے دینے سے انکار
کیا۔ اس وجہ سے ان دونون کے درمیان سنہ ۸۳۰ع مین لڑائی ہوئی۔ اوس مین
توفیل کو غلبہ رہا۔ اوس نے چاہا کہ بلاد قسطنطنیہ سے جو ملک مسلمانون نے لیلیا ہے
اوسے واپس کر لے۔ اسی لیے عربون سے لڑائی کرنے کا سنہ ۸۳۳ع مین عزم بالجزم کیا
وہ معتصم سے ایک مدت تک لڑتا رہا۔ سنہ ۸۳۶ع مین شہر سوزوپترا کو لے لیا۔ جو معتصم کا
مسقط راس تھا وہان کی عمارتین منہدم کرا دین وہان کے جتنے مرد تھے اونھین ذبح
کر ڈالا۔ عورتون بچون کو باندی غلام کر لیا۔

اس پر معتصم نے انتقام لینے کی قسم کھائی۔ ایک لشکر جرار لیکر روانہ ہوا اور سنہ ۸۳۸ع
مین شہر عموریہ کو لے لیا۔ اور اوس کا وہی حال کیا جو سوزوپترا کا توفیل نے کیا تھا

سنہ ۲۴۲ء تک وہ یونان والون سے اوشار ہا۔ اونکے ملک مین خوب تاخت کی۔
کتنے ہی شہرون کو ادائی جزیہ پر مجبور کیا۔

پھر اوس کے بعد واثق خلیفہ ہوا۔ اوس سے اہل یونان سے اس سنہ سے لیکر
سنہ ۲۴۶ء تک برابر محاربات رہے جو کچھ ہارون الرشید نے سوبہ سلیشیا کے شہر
اون سے لیے تھے وہ سب اونھون نے واپس لے لیے۔

عربون نے سنہ ۸۸۷ء مین جبل قوقاز کی وہ گھاٹیان بند کردین جن سے گذر کر
خزر کے ترک ہارون الرشید کے زمانے مین بلاد ارمینیہ مین آپھیلے اور ایک لاکھ آدمی
قید کرلے گئے تھے۔

مبحث دوم

خلفاے عباسیہ کی ممالک مشرقیہ مین نشر تمدن کی کوشش

خلفاے عباسیہ نے اپنے ممالک مغربی افریقیہ و ایشیا کا کچھ بھی اہتمام و انتظام نکیا
جو لوگ شمالی افریقیہ مین تھے اونھین اون کے حال پر چھوڑ دیا کہ جیسے چاہین وہ اپنا
انتظام کرین۔ وہان کی حکومت اغلبی خاندان کے سپرد کردی اور وہان کے خطبہ جمعہ
مین صرف اپنا نام پڑھا جانا کافی سمجھ لیا جس کو ابراہیم بن الاغلب نے قبول کیا تھا
اور اس طرح تمام افریقیہ پر وہ قابض ہوگیا تھا۔

عباسی خلفا نے اندلس سے تو ایسی توجہ اوٹھالی تھی گویا اوس سے کچھ غرض ہی
نہین رکھتے تھے۔ غالباً اون کو یہ امید تھی کہ اندلس والے اپنے ملک کے فتنہ و فساد
کے سبب سے اون کی طرف خود ہی رجوع کرین گے۔ اسی سبب سے رشید نے شارلمین
بادشاہ فرانس سے رشتۂ مودت و محبت قائم کیا۔ اور دونون نے ایک دوسرے کو
تحفہ تحایف بھیجے تھے۔

علاوہ برین مامون نے اون قزاقان بحری سے بھی کچھ انتقام نہ لیا جو اندلس سے

جہازون مین آئے اور ایالت مصریہ کے سواحل کے ملکون کو سنہ ۸۲ھ عربین لوٹ لیگئے
اسکندریہ کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ اور بے شمار باشندون کو ذبح کر ڈالا۔
غرض کہ خلفاے عباسیہ نے قرطبہ کے خلفاے امویہ کی جانب کچھ التفات نکیا
اپنے ہی اشغال مین مشغول رہے۔ اپنے ملکون کے انتظام کی تدبیرین کین۔ محاکم شرعیہ
قائم کیے۔ اقالیم مختلفہ مین تجارت کے تعلقات پیدا کیے۔ اور جب دیکھا کہ ممالک مشرقیہ
کے عرب تمدن کو اور اوس کے فوائد کو پہچاننے لگے ہین۔ اور علوم و فنون کی طرف انکا
میلان ہے تو صنایع و بدایع کی ایجاد کی اونھین ترغیب دلائی اور تحصیل و تکمیل علوم و
فنون کے اسباب مہیّا کیے۔

مبحث سوم

خلفاے عباسیہ کا طریق حکمرانی اور اونکے محاصل

خلفاے عباسیہ کے دو دیوان تھے ایک تو ممالک خلافت کے محاصل و مصارف کا
دوسرا اس کام کا کہ اوس مین مصالح رعیت اور استحکام دولت پر توجہ کی جاتی تھی اوس کا
کام تھا کہ خلفا کے احکام کی تصدیق اور اجرا کیا کرے۔ پھر اونھون نے پہلے دیوان کے
چار دیوان کر دیے۔ دیوان تنخواہ عساکر۔ دیوان خراج۔ دیوان تنخواہ داران ادے۔
دیوان مقابلہ و تعدیل حساب۔
پھر اونھون نے ایک حاجب (یعنی وزیر امور خارجہ) مقرر کیا جو بادشاہان اطراف کے
سفیرون کو خلیفہ کے روبرو پیش کرتا تھا۔ اوس کا یہ بھی کام تھا کہ جب بڑے بڑے معاملات
کا مرافعہ خلیفہ کے پاس ہو تو اوس پر حکم دیا کرے تاکہ اونھین بذات خاص اوس پر
محنت نہ کرنی پڑے اور اوس سے خلیفہ کو مدد ملا کرے۔ پھر ایک اور وزیر مقرر کیا کہ خلیفہ
کے قطعی حکم دینے سے پیشتر وہ معاملات کی جانچ پڑتال کر لیا کرے۔
اونھون نے نئے سرسے اراضی مسلمین پر بھی خراج لگایا۔ ایسے ہی یہود و نصارے کی

زمینون پر بھی محصول مقرر کیا۔ یہ محاصل علاوہ اوس جزیہ کے تھے جو مالدار سے اڑتالیس درہم اور متوسط درجہ کے آدمیون سے چوبیس درہم اور فقرا سے بارہ درہم لیے جاتے تھے۔ اسکے علاوہ چنگی۔ کانون اور اُن زمینون کے اجارہ کی آمدنی بھی تھی جن کے مالک کوئی وارث و مستحق چھوڑے بغیر مرجاتے تھے

زمانہ ہارون الرشید مین ایک مرتبہ جو خراج وصول ہوا تھا اوسکی تعداد چوالیس لاکھ بیس ہزار دینار اور ستائیس کرور تیئس لاکھ پانچ ہزار آٹھ سو درہم تھے۔ دینار (جو سونے کا سکہ ہوتا تھا) اوس کی مقدار اوس زمانے مین ایک مثقال یا بارہ فرینک سے تیرہ فرینک کے برابر ہوتی تھی درہم (جو چاندی کا بنتا تھا) وہ چھ دوانق کے مساوی ہوتا تھا۔ اور چھ درہم سات مثقال کے ہم وزن ہوتے تھے۔

مبحث چہارم

اعمال عامہ اور انتظامات اندرونی

چونکہ خلفاے عباسیہ کا انتظام مال اچھا تھا۔ اونھون نے دوسرے بڑے بڑے کامون کی طرف توجہ شروع کی۔ بغداد مین ایک دیوان ضبط مقرر کیا جس کا کام یہ تھا کہ ایک پر دوسری کی تعدی کو روکے اور لوگون کے جان و مال کی حفاظت کرے چاوش اور کوتوال مقرر کیے جو رات کو منع شر اور حفظ و حراست کے لیے گھوما کرتے تھے چونکہ جنگ و جدال کے انقطاع کے بعد بدوی عرب اپنی بدوی زندگانی مین پڑگئے تھے۔ اور وہی قدیم لوٹ مار اور غارتگری کو اپنا پیشہ کرلیا تھا۔ اس لیے خلفاے قافلہ حجاج کے لیے ایک امیر مقرر کیا جو اون کی حفاظت کیا کرتا تھا۔

اخراجات مساجد و مدارس کے واسطے اونھون نے اوقاف مقرر کیے۔ جو راستہ بغداد سے مکہ کو جاتا ہے خلیفہ ہادی نے اوس کے کنارے مسافر خانے اور حوض و تالاب بنوائے کہ وہان حجاج اور قوافل گرمی اور پیاس کے وقت آرام کیا کرین اور حجاز مین کے

درمیان گھوڑے اور اونٹ ڈاک کے لیے مقرر تھے جنکے ذریعے سے ایک جگہ کی خبرین دوسری جگہ پہونچتی رہتی تھین۔ جیساکہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان نے بھی مملکت عربیہ کے بنادرمین ہرکارے مقرر کیے تھے۔

خلیفہ مہدی نے ایک نیا عہدہ محتسب کا قائم کیا تھا جس کے متعلق شہر کا انتظام اور ہر قسم کی نگرانی اور قیام امن کا کام تھا۔ وہ سپاہیون کو لیے وقتاً فوقتاً بازارون مین گشت کرتا رہتا۔ جو اوامر و احکام دیوان ضبطیہ سے جاری ہوتے اون کی تعمیل کراتا۔ سوداگرون کے اوزان اور پیمانون کو جانچتا پرتالتا۔ اگر کہین دھوکا پاتا تو فوراً مجرم کو اوس کی دکان کے ہی روبرو سزا دیتا۔

خلفاے عباسیہ نے اون دفاتر کو بھی جمع کرایا تھا جو بغداد مین تھے۔ اور جن مین اون کے اسلاف اور متقدمین کے احکام لکھے ہوے تھے۔ اس سے یہ غرض تھی۔ کہ جب کوئی امر پیش آئے تو پچھلے احکام کو بطور نظائر کے دیکھا جاے۔ اون کی طرف رجوع کرکے مقدمات موجودہ مین حکم دیا جائے۔

غرض اونھون نے اولاً تو لڑائیون مین جرأت و استقلال کا اظہار کیا پھر اوس کو چھوڑ کر اپنی مملکت کی ترقی و رفاہیت کی طرف توجہ کی۔ چنانچہ اونھون نے لوگون کو ترغیب دی کہ وہ اپنے وقتون کو امور نافعہ مین لگاوین۔ مفید باتون کو سوچین اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ تمدن مین بہت ہی جلد اس درجہ عالیہ کو پہونچ گئے کہ تجارت و صنعت علوم و فنون ادبیہ مین یونان والون سے بھی آگے نکل گئے۔ جو اپنے آپ کو سمجھتے تھے کہ اون سے اس بات مین کوئی بھی بڑھ چڑھ کر نہین ہے۔

مبحث پنجم

خلفاے عباسیہ کے زمانے مین صنعت و حرفت اور فلاحت

خلفائے عباسیہ نے کانین بھی نکلوائی تھین۔ خراسان مین لوہے کی کان تھی۔ کرمان

مین سیسہ کی کان تھی - اون کے زمانے مین بیش قیمت کپڑے بنے جاتے تھے۔
عراق وشام کے شہرون مین خصوصًا موصل حلب۔ دمشق مین زربافی کا کام بکثرت
ہوتا تھا۔ اونھون نے قار اور نفط نکلوایا۔ چینی کے برتنون کی مٹی پیدا کی۔ طورسیس کا
سنگ مرمر۔ اندرانی نمک ۔ اور گندھاک ۔ اونھون نے ہی برآمد کیے تھے۔
آلات اور کلین نکالنے والون نے اوس زمانے مین بڑی ترقی کی تھی۔ جسکی شہادت
اُس بڑی اور بجنے والی گھڑی سے بھی ملتی ہے جو ہارون الرشید نے شارلمین بادشاہ
فرانس کو بھیجی تھی۔ جس کو اوس کی مجلس کے لوگ دیکھکر حیرت مین رہ گئے تھے۔ اون کو
کسی طرح یہ نہ معلوم ہوسکا کہ اوسکے پرزون کو کس طرح پر مرکب و مرتب کیا گیا ہے۔
باوجود اس کے خلفاے عباسیہ کے زمانہ مین اون کے تمام ہنرون مین سے فلاحت
ایک بڑی اہم شے تھی۔ جس مین کامل مہارت کے ذریعے سے اونھون نے ایران کے
میوے اور پھل اور ملک مازندران کے گل وریاحین کی خوبیان دنیا پر ظاہر کردی تھین

مبحث ششم

:- خلفاے عباسیہ کے زمانے مین فنون ادبیہ وصناعیہ :-

نقاشی اور سنگ تراشی کے فن پچھلے اعراب جاہلیت مین جاری تھے۔ وہ انسانی
تصاویر اور معبودون کی تماثیل بہت بنایا کرتے تھے۔ مگر جب قرآن کریم آیا۔ تو یہ دونون
کام موقوف ہوگئے۔ پھر جب خلفاے عباسیہ کا زمانہ آیا تو اونھون نے ان فنون کو تصاویر
کے سوا دیگر مواقع مین استعمال کیا۔ جس سے عرب پھر ان فنون مین اور قومون سے
گوے سبقت لے گئے۔ موسیقی اور فن عمارت مین اور ان ہر دو فن مین خوب اوج ترقی
پر پہونچ گئے۔ انھون نے بغداد بصرہ موصل رقہ اور سمرقند مین بڑی عمدہ عمدہ عمارتین بنائین
پھر اسی کے ساتھ علوم ادبیہ مین بھی اُنھون نے ذوق وشوق دکھایا۔ قسطنطنیہ سے
اچھی اچھی قدیم یونانی کتابین منگوائین۔ اُن کے عربی مین ترجمے کرائے۔ بغداد مین ایک

مدرسۂ زباندانی جاری کیا جس مین ایک نسطوری طبیب کے زیر نگرانی مترجمون کی تربیت کیجاتی تھی۔ ایک مدرسہ کا خرچ پندرہ ہزار دینار سالانہ تھا جس مین فقرا اور اغنیا ہر طبقہ کے چھ ہزار طالب علم اسمین مفت پڑھتے تھے۔

اونھون نے کتب خانے بھی قائم کیے جنمین ہر شخص کو جانے کی عام اجازت تھی جو شخص چاہتا وہان جا سکتا تھا۔ اس سے یہ نتیجہ ہوا کہ عربی زبان تمام ممالک ایشیا مین جاری ہوگئی اور اپنی مادری زبان کے بجاے مخلوق اوسی زبان مین گفتگو کرنے لگی۔ خلیفۂ مامون کی اور نیز جو لوگ اوسی کی طرح اوسکے بعد ہوے اونکی عادت تھی کہ جہان عام طالب علم پڑھتے اور مدرس پڑھایا کرتے تھے وہان خود بھی آیا کرتے اور درس و تدریس کی ترقی کو شوق و توجہ کی نظر سے دیکھتے رہتے۔

یہ لوگ علوم ریاضیہ کے آفتاب بن کر طلوع ہوئے۔ انھون نے رصدگاہین بنوائین۔ اون مین اعمال فلکیہ کے انکشاف کے لیے عجیب و غریب آلات مہیا کیے۔ انھون نے شفاخانے اور مدارس طبیہ قائم لیے۔ اور جو لوگ طبی ملازمت اور وظائف چاہتے تھے اونھین اون مین طرح طرح کے امتحانات دینا ہوتے تھے۔ انھون نے کیمیاوی تجربہ گاہین قائم کین۔ اون مین نباتات کے خواص اور حقایق دریافت کیے جاتے تھے۔ مگر اس معاملہ مین اونھین دھوکا ہوا اور وہ غلطیون مین پڑ گئے اونھون نے مظنونات تنجیم کو سچ سمجھ لیا۔ چاندی سونے کے علم کیمیا کی نسبت جو مسائل نظری تھے اور جنھین صنعت الٰہیہ اور علم جابر کے نام سے وہ تعبیر کرتے تھے اون کے توہمات مین پھنس گئے۔ لیکن اس سے بھی اونھین اون علوم مین ترقی کرنے کے لیے مدد ملی جن کا اکتساب مشاہدہ پر منحصر ہے

یہ مدرسہ بغداد یہ تقریبًا دو سو برس تک اپنے اسی جاہ و جلال اور آب و تاب پر رہا عباسی اپنے مقاصد مین شارلمین سے بدرجہا بڑھکر کامیاب ہوے۔ شارلمین نے بھی یہی چاہا تھا کہ اپنی مملکت کو خشونت و جہالت سے بچاے۔ بڑے بڑے علما اور

عقلاے فرانس کو اکھٹا کیا تھا کہ ان سے عام لوگون کو روشن خیال اور ترقی یافتہ بنانے مین مدد لے۔ مگر جب وہ مرگیا۔ تو اوسکی تمام تجویزین بھی مرگیئن اور کچھ فائدہ نہوا

مبحث ہفتم

خلفاے عباسیہ کی شان وشوکت

خلفاے عباسیہ کے پاس بے شمار دولت تھی۔ لشکر و فوج اونکے یہان ہمیشہ نہین رہتے تھے جس پر وہ روپیہ خرچ کرتے اس لیے وہ زیبایش و آرایش کی طرف متوجہ ہوگئے۔ زیب و زینت کی اونھون نے عجیب و غریب چیزین پیدا کردین۔ لوگون کو انعام و اکرام بے انتہا دیے۔ بڑے بڑے فخر کے کام کیے۔ محل۔ باغ و چمن اور مساجد بنانے مین سونے کو خوب لٹایا۔

مہدی نے حج کے موقع پر ساٹھ لاکھ دینار خرچ کر ڈالے۔ زبیدہ ہارون الرشید کی بی بی نے مکے تک پانی لانے کے واسطے گرد و نواح کے پہاڑون سے ایک نہر کھدوائی جس مین سینتیس لاکھ سے زیادہ دینار صرف ہوے۔ اس بی بی کا لباس دیبا کا تھا جس کے استر مین سمور یا قماش زربفت لگایا جاتا تھا۔ اوسکے کفش پا مین قیمتی موتی جڑے ہوتے تھے۔

خلیفہ مامون نے ایک ہی دن مین چار لاکھ دینار خرچ کردیے۔ جب یونان کا سفیر آیا۔ تو اپنی مجلس مین ایک درخت طلائی کھڑا کیا جس مین موتیون کے پھل لگے ہوے تھے۔ دو سو آدمیون سے زیادہ کے لیے چٹھیان لکھین جن مین عطیہ کی متعین مقدار لکھی تھی جس کسی نے اوس چٹھی کو پایا اُس کو اُسکی چٹھی کی تحریر کے مطابق قطعہ زمین اور اوس کی زراعت کے واسطے غلام وغیرہ یا محتاج مل گئے۔ کہتے ہین کہ اوس کے قصر مین اڑتیس ہزار بساط تھے جن مین ساڑھے بارہ ہزار زربفتی اور طلائی تھے۔ نیز اوس قصر مین سات ہزار خواجہ سرا تھے جنمین سے تین ہزار زنگی تھے۔ سات سو چوکیدار اور سپاہی

تھے جو قصر کے باہر قصر کی حراست کرتے تھے۔

خلیفہ معتصم نے بغداد کے قریب شہر سامرّہ کو ایک اونچی زمین پر آباد کیا تھا۔ اوسکی آبادی مین بے انتہا روپیہ صرف کیا۔ اور اوس مین گھوڑون وغیرہ کے لیے اصطبل بنائے تھے جنمین لوگ کہتے ہین کہ ایک لاکھ گھوڑے باندھے جاسکتے تھے۔

پھر جب خلفاے عباسیہ کو یہ فخامت وشوکت حاصل ہو گئی۔ تو شارلمین بادشاہ فرانس نے ہارون الرشید کو تحف وہدایا بھیجے۔ تاکہ جو نصارے بیت المقدس کو جاتے ہین اونکی حمایت کرے اور اون پر کوئی تعدی نہ ہونے دے اسے خلیفہ نے منظور کر لیا۔ شارلمین کو اوس نے بھی اس کے مقابلے مین اقمشۂ نفیسہ۔ عطر۔ آگ نکالنے والی لکڑی ایک ہاتی اور ایک عظیم الشان خیمہ بھیجا جو عرب کے خیمون کی طرز پر بنایا گیا تھا۔ پھر ایک آواز دینے والی گھڑی بھیجی جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔

مبحث ہشتم

مبادی انحطاط خلافت عباسیہ

چونکہ توارث خلافت کے لیے کوئی قانون معین نہ تھا۔ اس لیے جب سفاح مرا تو منصور کے چچا عبداللہ نے چاہا کہ تخت خلافت پر قبضہ کرے۔ مہدی نے اپنے بڑے بیٹے ہادی کو ولی عہد مقرر کیا۔ بعد ازان ہارون الرشید کو ولی عہد کیا۔ اور چاہا کہ اوسے اپنے بڑے بیٹے پر جسے وہ پہلے ولی عہد کر چکا تھا مقدم کر دے۔ مگر وہ اپنے اس ارادہ کو پورا نہ کر سکا۔

بالآخر ہارون الرشید خلیفہ ہوا اور مر گیا۔ تو اوس کے دونون بیٹے امین ومامون خلافت پر لڑے۔ ادھر ہادی اور رشید کے زمانہ مین علویہ فریق نے خلافت کے دعوے کی تجدید کی۔ اور اس حد تک فتنہ وفساد بڑھا کہ مامون نے خلافت اوسی فریق علوی کو دے کر جھگڑے کو مٹا دینا چاہا۔ مگر اس پر عباسیہ فریق والے تینتیس ہزار جمع ہو گئے۔ خلیفہ مامون کو مجبوراً اپنی تجویز سے عدول کرنا پڑا۔

یہ مامون معتزلہ فرق کی طرف مائل ہو گیا تھا۔ اوس نے احکام قرآنیہ کو چھوڑ کر بہت سے قوانین ایسے نکالے جو اطوار و احوال رعایا کے مناسب تھے معتصم اور واثق نے بھی اوس کا اتباع کیا۔ اس پر اہل سنت و جماعت اون کے خلاف میں اوٹھ کھڑے ہوئے اور اون پر غالب آئے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اون کی حکومت و دولت کو زوال و انحطاط شروع ہو گیا یہان تک کہ ترک غلام مناصب کے مالک ہو گئے اور سلطنت و مملکت کے والی بن بیٹھے۔ حالانکہ اون مین نہ تو کچھ دانش و فطانت ہی تھی نہ مزاج ہی کے اچھے تھے طبیعت مین بڑی صلابت و شدت تھی۔ رعایا کو بچشم حقارت دیکھتے اپنے خاص کامون مین مشغول رہتے تھے۔ ایسے ہاتھون مین زمام سلطنت کے جانے سے انجام کار حکومت کے ہر شعبہ مین ابتری پھیل گئی۔ اور بد نظمی انتہا درجہ کو پہونچ گئی۔

باب ثالث

خلفائے عباسیہ کی حکومت کا انحطاط اور اقوام مغلوبہ کا اون کی حکومت سے نکل کر خود مستقل ہونا

سنہ ۸۴۶ء لغایت سنہ ۱۰۵۵ء موافق سنہ ۲۳۲ھ لغایت سنہ ۴۴۷ھ

مبحث اوّل

اضطرابات اندرونی اور مفاسد عساکر ترکیہ سے متوکل اور اوسکے بعد کے خلفا کا عجز

مشرق کی طرف سے ترکون پر اہل چین تاخت و تاراج کیا کرتے اور اون کو پراگندہ و منتشر کر دیتے تھے اور نیز حدود مملکت عربیہ کے صوبہ ماوراء النہر و خوارزم پر بھی اون کی تاخت و تاراج ہوا کرتی تھی۔ اس لیے اون سے یہان کے حکام بھی مقابلہ اور مقاتلہ کیا کرتے

اوراون مین سے ترکون کواکثر پکڑ کر بغداد کو بھیجا کرتے تھے

ان ترکون کو معتصم نے اپنا مقرب بنایا۔اون سے ایک لشکر مرتب کیا اپنی ذات خاص سے لیے اونھین سے محافظ سپاہی مقرر کیے اوران پر ایک ضابطہ کا لاگو کیا۔ان سب باتون سے اوسے اپنی شوکت کی عظمت وشان منظور تھی۔مگر وہی سب سے اول ان کا نشانہ بنا۔اونھون نے فساد برپا کرنا شروع کیا۔یہان تک کہ اون سے تنگ آکر معتصم کو بغداد چھوڑ دینا اور سامرہ مین جاکر رہنا پڑا۔

واثق کے زمانے مین ان کی تعداد اوران کا فساد روز بروز بڑھتا رہا۔اوس کے زمانہ خلافت مین ابتدا سے ہی ملک بے نظام وحکومت رہا جس کا کوئی حاکم ورئیس نہ تھا۔آخرکار جب وہ مرگیا تو ان ہی لوگون نے متوکل کو تخت خلافت پر متمکن کیا جو خلفا مین اکبر الظالمین اور قسی القلب تھا۔ایک وزیر نے کچھ اوس کو ناراض کردیا تھا۔اوسے متوکل نے زندہ ہی آگ کے تنور مین جلادیا جس مین لوہے کی سلاخین بھری ہوئی تھین۔اپنے قصر مین انواع واقسام کے درندہ جانورون کو اون لوگون پر چھوڑ دیتا تھا جن کا قتل اوسے منظور ہوتا تھا۔جب اوسے یہ اندیشہ ہوا کہ اوسکے دیوان کے ضابطہ خاص اوس کے برخلاف کوئی سازش کرنے والے ہین۔تو اوس نے اون سب کو دعوت کے بہانے بلایا اور اپنے آدمیون سے اون سب کو ذبح کرادیا۔ان حرکتون کی وجہ سے لوگون کے دلون مین اوس کا رعب وخوف پیدا ہوگیا تھا۔

ترکون نے اوس سے کچھ عطیہ چاہا جس کو اوس نے نہ دیا اس بنا پر اونھون نے اوس کے بیٹے منتصر کی اعانت کی اور باپ کو قتل کرادیا پھر اوسے خلیفہ بنایا۔اور مجبورًا اوس سے مستعین کو ولی عہد مقرر کرایا۔اور اوس کے بھائیون کو خلافت سے اس لیے محروم کرادیا۔کہ کہین وہ ان لوگون سے کچھ پرخاش نہ کرین۔لیکن یہ خلیفہ اسی سال اپنے باپ کے قتل کرنے کی ندامت سے مرگیا۔

پھر ان لوگون نے معتصم کے پوتے مستعین باللہ کو ۲۴۸ھ مین خلافت کے لیے مقدم کر دیا۔ اوسکے چارون بھائیون کو چھوڑ دیا جن مین سے بعد کو معتز اور معتمد خلیفہ ہوئے پھر اون کے دو فریق ہو گئے۔ ایک مستعین کی طرف ہوا دوسرا معتز کی طرف۔ دوسرے فریق کے ساتھ عرب بھی شامل تھے۔ جنھون نے ۲۵۲ھ ہجری مین اوسے مسند خلافت پر متمکن کیا۔ لیکن جب اوس نے تنخواہ اپنے معمولی وقت پر نہ دی۔ تو اوس کے درپے ہو گئے مجبوراً اوسے ۲۵۵ھ مین خلافت سے دست بردار ہونا پڑا۔ اور مہدی بن الواثق خلیفہ ہوا۔ مگر جب اس نے چاہا کہ اون کو اپنے قابو مین کرے تو اونھون نے اوسے ۲۵۶ھ مین خاص اوس کے قصر مین ہی قتل کر دیا۔

پھر معتمد خلافت کا مالک ہوا اور ۲۷۹ھ تک حکومت کرتا رہا۔ اس زمانے مین اس کے بھائی موفق نے بڑا کام کیا۔ اور ایسی کوشش کی کہ جتنے فتنہ پرداز تھے اون سب کے ارادون کو ناکام کر دیا۔ عساکر ترکیہ جو دار السلطنت کے فتنہ و فساد مین مصروف رہتے تھے ان کی توجہ کو ادھر سے پھیر کر بیرونی جنگ و جدال مین لگا دیا۔ اور اونسے اپنا کام نکالا

مبحث دوم

ایشیا کے صوبجات شرقیہ مین شاہان طاہریہ صفاریہ سامانیہ وغیرہ کا بالاستقلال بادشاہ ہونا

جب حکومت بغداد مین اختلال و اضطراب پھیل گیا۔ تو حکام اطراف کی نظرون مین اوس کا احترام بھی جاتا رہا۔ پہلے جو خراج بھیجا جاتا تھا اوس کے دینے مین وہ دریغ کرنے لگے۔ پھر جب کبھی کوئی خلیفہ خلافت سے علیحدہ ہوتا تو ان لوگون کو اپنے استقلال کی طمع دامنگیر ہوتی۔ اس لیے نئے خلیفہ کی حکومت کو وہ اوس وقت تک تسلیم نہین کرتے تھے جب تک کہ اوس سے کچھ شرطین نہین ٹھہرا لیتے تھے جب اسی طرح متواتر ایک عرصے تک ہوتا رہا۔ تو ان حکام کی قوت و شوکت بڑھتی چلی گئی۔ آخر یہ نوبت پہونچ گئی

کہ خلیفہ کے پاس خلافت کا نام ہی نام باقی رہ گیا۔ اس کی اصلی حقیقت اور حقیقی فائدے انھین لوگون کے ہاتھ مین آ گئے۔

اس کے بعد خلافت بغداد سے الگ ہو کر طاہریہ۔ علویہ۔ صفاریہ اور سامانیہ خاندان سنہ ۸۱۰ء اور سنہ ۱۰۵۵ء کے درمیان مستقل حکمران بن گئے۔ اسی زمانہ مین مملکت فرانس مین بھی ایسے ہی نئے نئے حکمران خاندان پیدا ہو گئے تھے جنھون نے بڑی بڑی حکومتین مختلف صوبون مین قائم کی تھین۔

طاہریہ خاندان مین سب سے اول ابراہیم بن الاغلب ہوا جسے ہارون الرشید نے اقالیم مغربی کا والی مقرر کیا تھا۔ تاکہ یہ ملک اوس کے ہاتھ سے بالکل نہ جاتا رہے اس کے بعد اور لوگ بھی اوس کی اولاد مین والی ہوتے رہے۔ اونکے بعد چوتھا امیر طاہر وہ ہوا جو خلیفہ مامون کے لشکر کا سپہ سالار تھا۔ اور اوس کی خدمت مین بڑے کارہائے نمایان کیے تھے۔ اس کے حسن خدمات کے صلہ مین مامون نے سنہ ۸۲۱ء مین اوسے صوبہ خراسان وراثۃً نسلاً بعد نسل دیدیا۔ اور خود صرف اسی پر اکتفا کی تھی کہ خطبہ مین خلیفہ کا نام لیا جایا کرے۔ طاہر نے رعیت کا خوب انتظام کیا۔ لوگ اس کی طرف مائل ہو گئے اس سے رفتہ رفتہ خطبہ مین بھی فقط اوسی کا نام باقی رہ گیا۔ اوس کے بعد سنہ ۸۶۲ء مین امیر محمد وہان کا حاکم ہوا۔

علویہ خاندان مین سید حسن بن زید سب سے اول دیلم۔ جرجان۔ اور طبرستان کا والی مقرر ہوا۔ جو بحر جرجان کے قرب وجوار کا ملک ہے۔ پھر سنہ ۸۶۴ء مین بالاستقلال اس ملک کا مالک بن بیٹھا۔ صفریہ خاندان والون مین سے سب سے پہلا شخص یعقوب بن لیث اوّل کسیرے کا کام کیا کرتا تھا (صفر تانبے کو کہتے ہین) پھر وہ لشکر مین شامل ہو گیا اور فن جنگ مین خوب واقفیت ومہارت حاصل کی سنہ ۸۶۳ء مین ایک لشکر جرار لیکر خراسان پہونچا۔ سجستان کو فتح کرکے اسی سنہ مین خاندان طاہریہ کا استیصال کر ڈالا

خاندان علویہ سے صوبہ طبرستان چھین لیا۔ یہ خود کبھی تو مرو مین رہتا اور کبھی نیشاپور
مین قیام کرتا تھا۔ اوس نے ۸۷۶ء مین یہ بھی ارادہ کیا تھا کہ بغداد مین آکر کشت و خون
کرے۔ مگر موفق باللہ نے بڑھکر اوسے شہر واسط کے پاس شکست دی اس لیے یہ اپنے
ملک کو لوٹ آیا۔ لیکن دوسرے سال اوس نے موفق کو نیست و نابود کر دینے کی دھمکی
دی۔ بالآخر ۸۷۹ء مین مرگیا۔ اوس کے بعد اوس کا بھائی عمر حاکم ہوا۔ اُس نے اسی سنہ
مین معتمد کی اطاعت اس شرط پر اختیار کر لی۔ کہ وہ اُسے اپنے ملک پر قابض و حاکم رہنے دیگا
۸۱۲ء مین مامون نے سمرقند فرغانہ اور بلخ پر اسد کی اولاد کو حاکم مقرر کر دیا تھا
یہ اسد ایک جمّال کا بیٹا تھا جسے سمعان یا سمان بھی کہتے تھے۔ انھین مین سے ایک
شخص احمد ہوا اوس کی قوت و شوکت خوب بڑھ گئی۔ اوس کے بعد اوسکا بڑا بیٹا ناصر
جانشین ہوا جس نے بخارا پر بھی قبضہ کر لیا۔ اور اس طرح یہ کل ماوراء النہر کا مالک ہو گیا
وہ وہان سے ترکون کو اور صفاریہ خاندان والون کو نکالنے لگا۔ مگر اس کا بھائی ۸۸۸ء
مین اوس کے دشمنون سے مل گیا۔ اور اوس پر حملہ کر کے اوسے گرفتار کر لیا۔ لیکن اس کی
عظمتِ خلق اور خوبی طبیعت کے سبب سے اُسے اوسکی مملکت پر باقی رکھا۔ اور اوس کے
منصب کے لائق اوس کی تعظیم و تواضع کرتا رہا۔ پھر جب ۸۹۲ء مین ناصر مرگیا تو
وہی مملکت کا مالک ہو گیا۔ ترکون کو سیحون پار نکال دیا۔ اور خاندان سمعانیہ یا سمانیہ کی بنیاد
قائم کی۔ وہ خوارزم اور ماوراء النہر کے دونون صوبون پر پورا پورا مستقل حاکم ہو گیا۔

مبحث سوم

اقالیم غربیہ اور ایالت مصریہ مین عباسیون سے سرتابی۔ اور خاندانہائے زنجیین و طولونیین

زنگبار کے کچھ زنگی لوٹیرے ایک شخص نے جمع کر لیے تھے۔ اون کے ذریعے سے بصرہ اور
عراق کے بڑے حصے کا اور نیز صوبجات اہواز و خوزستان کے کسی قدر حصہ کا مالک

ہوگیا تھا۔ معتز اور معتضد کے زمانے میں وہ عرب کے حملون کی برابر مقاومت کرتا رہا
پھر جب معتمد علی اللہ خلیفہ ہوا تو اوس کا بھائی موفق لشکر لیکر نکلا۔ اور زنگیون سے
۸۸۲ء میں بصرہ و عراق عرب اور صوبجات فارس چھین لیے

اس زمانہ میں دیار مصر یہ اور شامیہ کا بھی ایک شخص احمد بن طولون والی ہوگیا
تھا۔ یہ شخص اون آزاد ترکون میں سے تھا جو دو اوپن خلفا میں تنخواہ پایا کرتے تھے مگر
بڑا علم دوست کریم النفس نیکوکار اور رعیت پرور تھا۔ اس نے فسطاط کی آبادی میں بڑی
وسعت دی وہان ایک مسجد بنائی جو اب تک (یعنی ۱۳۰۰ء تک) وہان موجود تھی۔
اس نے ۸۸۰ء سے خود مختار ہوکر عباسیون کو خراج بھیجنا بالکل موقوف کر دیا تھا۔

چونکہ موفق اس زمانے میں زنگیون سے لڑ رہا تھا۔ اس لیے امرائے شام نے چاہا کہ
ابن طولون سے سرکشی کرین۔ مگر وہ اس سے بچ گیا۔ اور ۸۸۴ء میں مرگیا۔ اوس کے بعد
اوس کا بیٹا خمارویہ ہوا اسکی سلطنت کا اہل دمشق نے اعتراف کیا اوس نے اسی مقام
کو اپنا دار الاقامت بنالیا۔ جو لوگ کہ اوس کے عزل کے درپے تھے ۸۸۹ء میں اوس نے
اون پر غلبہ حاصل کیا۔ اسی نے فسطاط میں ایک بڑا وسیع رمنہ۔ یا۔ باغ حیوانات بنایا
تھا جس میں تمام اقسام کے عجیب و غریب حیوانات رہتے تھے۔ اوس میں ہر قسم کے
جانورون کے لیے جدا مسکن تھا۔ اونکے پانی پینے کے لیے سنگ رخام کا حوض بنا ہوا تھا
اوسے گھوڑون کا شکار کا۔ اور اچھے اچھے مکانات کے بنانے کا بھی شوق تھا۔ اوس نے
ایک حوض میں پارہ بھروا کر اوس پر اپنا تخت رکھا تھا۔ اوس میں سوتے وقت عجیب اہتزاز
اور جنبش ہوا کرتی تھی۔ اس شخص کو لوگون نے مار ڈالا۔ اوس کے بعد اوسکے خاندان
کی عظمت پر زوال آگیا۔

مبحث چہارم

نوین صدی کے آخر اور دسوین صدی کے اول مین عباسیون کی کامیابیان

جب ممالک مشرقیہ مین صفریہ سمانیہ طولونیہ حکومتین پیدا ہوگئین۔ تو عباسیون کے
پاس صرف یہ ملک باقی رہ گئے تھے جزیرۃ العرب بلاد جزیرۃ النہرین عراق عرب و
عجم آذربائیجان ارمنستان اور وہ اقالیم جو بحر جرجان اور بحر ہند کے کنارے ہین۔

معتضد ۲۷۹ھ مین خلیفہ ہوا تھا۔ خمارویہ بن احمد بن طولون نے اسکی اطاعت
اس شرط پر قبول کر لی تھی۔ کہ اوسے مصر اور شام کا والی رکھا جاے۔ اور دس لاکھ دینار
سالانہ وہ خلیفہ کو دیا کرے۔ پھر جب خمارویہ مر گیا۔ تو اوس کے دونون بیٹے جیش اور ہارون
مین لڑائی ہوئی۔ اس لیے معتضد نے اون پر یہ شرط لگا دی۔ کہ جو شخص اونمین سے غالب
رہے وہ چار لاکھ اسی ہزار دینار خراج مین زیادہ دیا کرے۔

اُدھر معتضد نے اون عربون اور کردون کو جزیرہ سے نکال دیا۔ جو صحراے شام سے
موصل پر قبضہ کرنیکے لیے چلے آئے تھے امیر ہمدان کا بھی قلع قمع کر دیا جس نے اسی
جزیرہ مین اپنے استقلال کا اعلان کیا تھا۔

اس کے بعد ۲۸۹ھ مین مقتفی خلیفہ ہوا۔ اوس نے لشکر لیکر خشکی اور تری دونون جانب
سے ادھر تو ہارون بن خمارویہ پر حملہ کیا جس سے ۲۹۲ھ مین بلا حرب و ضرب
ہارون کے تمام امرا خلیفہ کے مطیع و منقاد ہو گئے۔ اُدھر اس نے صفریہ اور سمانیہ خاندانون
مین آتش جنگ و جدال مشتعل کرا دی جس مین سمانیہ خاندان کو غلبہ رہا اور اونھون نے
ماوراء النہرین خراسان طبرستان اور سجستان کے صوبے بھی ملا لیے اور ملوک صفریہ کے
آخری بادشاہ کو پکڑ کر بغداد بھیجدیا۔

غرض کہ ۲۷۹ھ سے لیکر اوس وقت تک کہ جب ۲۹۵ھ مین مقتدر خلیفہ ہوا ہے
ملک کی حالت مین زیادہ ضعف نہین آیا۔ مگر مقتدر کے زمانے مین متعدد گروہ پیدا
ہوے جنھون نے بار بار اوس پر حملے کیے جس سے چارون طرف مملکت مین ضعف آگیا۔
اور ۳۲۴ھ سے مختلف حصص حکومت خودمختاری و استقلال کا اعلان کرنے لگے۔

اسی طرح برابر تمزیق و تفریق ہوتی رہی - ایک صوبہ کے بعد دوسرا صوبہ خلافت کے دائرہ اقتدار سے نکلنے لگا - یہان تک کہ ۸۹۵ء مین حکومت بغداد کو بالکل زوال ہوگیا

مبحث پنجم

خلفاے عباسیہ کے لیے بجاے دینی اور دنیوی دونون یاستون کے فقط ایک دینی ریاست باقی رہنا منصب امیرالامرا کی ابتدا - اور بنی بویہ کی شوکت کی بنیاد

یہ قاعدہ ہمیشہ سے چلا آتا تھا - کہ خلفاء عباسیہ مصر اور شام پر امیر مقرر کرکے بھیجا کرتے تھے اوسی قاعدہ کے بموجب بغداد سے ایک ترکی غلام ابوبکر محمد الاخشید وہان امیر مقرر کرکے بھیجا گیا - اوس نے دل مین کہا کہ خلیفہ جس وقت مجھ سے ناراض ہوگا - مجھے موقوف کردیگا - یہ سوچکر اوس نے اپنا ایک گروہ بنایا - اور خلافت کے ضعف کو دیکھکر خلیفہ سے باغی ہوگیا پھر ۹۳۶ء مین بالاستقلال حاکم بن بیٹھا - اوسکے بعد ابوالقاسم محمود ابوالحسن علی - کافور - اور ابوالفوارس - مصر مین اسکے جانشین اور مستقل و خودمختار حاکم ہوئے

ادھر جزیرہ مین آل ہمدان مین سے ایک شخص نے ۹۳۰ء مین رایت استقلال و خودمختاری بلند کیا - جب کہ خلیفہ معتضد خلیفہ تھا - یہ جزیرہ مین متعدد شہرون کا مالک ہوگیا - پھر اپنے آدمیون کو لیکر قرب وجوار پر حملے کیے - یہان تک کہ ۹۳۷ء مین شام کے شمال مشرق تک پہونچ گیا - شہر موصل کو اپنا پایہ تخت قرار دیا - پھر یہان اس کے بعد ناصر الدولہ ہوا جس نے بغداد کے فتنہ و فساد کو بند کیا - پھر سیف الدولہ بھی اوس کے بعد جانشین ہوا جس نے یونان والون کی لڑائی مین نہایت درجہ کی شجاعت و شہامت کا اظہار کیا - اس خاندان ہمدانی اور خاندان اخشیدیہ مین حکومت شام کی بابت باہم جھگڑا اٹھ کھڑا ہوا - ہمدانی کئی مرتبہ دمشق مین بھی داخل ہوگئے اور حلب پر بھی قبضہ کرلیا افریقہ اور بادیہ فریق بھی خودمختار ہوگئے - اور ۹۴۰ء مین بصرہ، واسط اور صوبہ اہواز کی نسبت دونون آپس مین جھگڑتے رہے - ایسے ہی ارمنستان اور جرجان بھی خودمختار

ہو گئے - اور دونوں جدا جدا حکومتیں ہو گئیں -

ادھر صوبہ جیلان کے ایک رئیس نے جس کا نام مرداویج بن بویہ تھا ہتیار اوٹھائے بحر جرجان کے کنارے کے صوبے مازندران، جیلان، شروان، جرجان کو دبالیا - خاندان سامانیہ سے ایالت طبرستان کو چھینا - اور صوبۂ آذربائیجان کے بھی بڑے حصہ پر قبضہ کر لیا - یہی شخص درحقیقت خاندان بویہیہ (یا - بنی بویہ) کا بانی تھا مگر اس کو یہ فخر نصیب نہین ہوا - کیونکہ اوس کے تینون بھائی جو اوسکے لشکر مین تھے اوس سے منازعت کرنے لگے ان کا یہ خیال تھا کہ وہ اکاسرہ ایران کی نسل سے ہین حالانکہ اون کا باپ بویہ مچھیرا (ماہی گیر) اور نہایت ہی مفلس و فقیر تھا - انھون نے ۳۲۳ھ سے لیکر ۳۴۰ھ تک کے درمیانی عرصے مین مرداویج کے ملک مین اقالیم کرمان، مکران - اور عراق عجمی - نیز لورستان اور خوزستان کو ملحق کر لیا تھا -

اب بغداد کا یہ حال ہو گیا - کہ اوس کے چارون طرف خود مختار صوبے دکھائی دینے لگے - اس زمانے سے اوس مین برابر قتل و فساد جاری رہا - سپہ سالار وزیر - اور ملوک خود مختار برابر قتل ہوتے رہے - یہی حال خلفا کا بھی رہا - اونتیس خلیفون مین سے اٹھائیس خلیفہ مارے گئے - اور اون پر بڑے بڑے عذاب کیے گئے - بھوکون مرے قید مین پڑے رہے - بڑے بڑے برتنون مین برف بھر کر اون مین خلیفون کو ڈالا گیا یہی وجہ تھی کہ قاہر جب قید خانے سے نکالے گئے تو اوسکی دونون آنکھین ندارد تھین - پھٹے چیتھڑے اوس کے بدن مین تھے مساجد کے دروازون پر بیٹھکر بھیک مانگتا پھرتا تھا -

راضی پر لشکر ترکی کا ایک عہدہ دار مسلط ہو گیا - یہ لوگ جیسا چاہتے تھے تمام فروع سلطنت مین ویسا ہی کرتے تھے - اس خلیفہ نے اس لیے منصب امیر الامرا کا ایجاد کیا ابن رائق کو امیر الامرا بنایا - یہ ابن الرائق سپہ سالار بھی تھا - اور خزانہ کا مالک بھی - اور

وہی تمام امور سلطنت کا ذمہ دار تھا۔ اوسکا نام خطبہ مین خلیفہ کے نام کے ساتھ پڑھاجاتا تھا

یہ عرصہ دراز تک مملکت پر قابض و متصرف رہا۔

آخرکار ایک لشکری کو جس کا نام یاقم تھا حسد پیدا ہوا اور بغداد کا محاصرہ کرکے

وہ راضی پر ۳۲۴ھ میں متسلط ہو گیا۔ راضی کو اس نے اسپر مجبور کیا کہ وہ اس کو امیرالامرا

بنائے۔ بالآخر وہ بھی کچھ عرصہ تک امیرالامرا رہکر متقی کے زمانے ۳۳۲ھ میں مرگیا۔

اب بنورائق اور بنو بریدہ جو واسطے کے لوگ تھے اور بنو حمدان سے جو موصل کے

باشندے تھے منصب امیرالامرا کے لیے جھگڑا اوٹھا۔ متقی اس تردد مین ہوا کہ کسے امیرالامرا

بناوے۔ اس وقت اوس نے یہ مناسب سمجھا کہ اخشید رئیس سے جا ملے۔ مگر اس جھگڑے

کا انجام یہ ہوا۔ کہ ترکمانی رئیس کو غلبہ رہا۔ اوس نے اس وجہ سے کہ متقی نے اوسے امیرالامرا

بنانے میں تردد کیا تھا اوس کے قتل کا حکم دیا اور اوسکے بجائے مستکفی کو خلیفہ بنایا

اس پر اہل بغداد مفاسد ترکمانیہ سے بڑے گھبرائے۔ اور بنی بویہ سے فریاد کی جو

اس زمانے مین مملکت فارس قدیمہ پر حکومت کرتے تھے۔ وہ لشکر لیکر اونکی تائید کو آئے۔

بغدادیون نے ۳۳۴ھ مین اون کے لیے بغداد کے دروازے کھول دیئے اب معزالدولہ

امیرالامرا مقرر ہوا۔ اوس نے موجودہ خلیفہ کو معزول کرکے ایسے شخص کو خلیفہ مقرر کیا جو اسکے

مقاصد و مصالح کی کامیابی و تکمیل کے لیے بڑی جانفشانی کرتا تھا۔ بویہئین مین یہی

شخص سب سے اول امیرالامرا ہوا ہے جن کے ہاتھ مین یہ منصب کوئی سو برس سے

بھی زیادہ تک رہا۔

اب خلفا صرف اپنے قصور و محلات مین پڑے رہتے اپنے دلون کو فقط مجالست

علماسے تسلی دے لیا کرتے تھے۔ پھر راضی بھی مرگیا یہ اون خلفا مین سے آخری خلیفہ

تھا جنھون نے ارباب معارف و علوم کو اپنا ندیم و جلیس بنا لیا تھا۔

ان بویہیون نے نشر علوم و معارف توسیع علم فلکی اور ترقی علوم ریاضیہ مین بڑی

کوشش کی۔ اپنے ماتحت ملکون سے عساکر کو بلایا۔ اور جو لوگ اون کی مخالفت پر
اُٹھے تھے اُن کے فتنہ و فساد کو فرو کیا۔ پھر وہی حکومت کے مالک ہو گئے۔ مطیع
طائع۔ قادر۔ اور قائم۔ ان چارون خلفاے عباسیہ کو حکومت سے کوئی تعلق نہ تھا
انکے پاس بجز ایک کاتب کے اور کوئی شخص نہ رہتا تھا۔

مگر باوجود اس کے ایشیا کے متعدد صوبون مین جو نئے نئے خاندان حکمران بن بیٹھے
تھے۔ اونمین سے اکثر ایسے تھے جو انھین خلفا کے نام سے حکومت کرتے تھے۔ کیونکہ
اہل سنت و جماعت کے نزدیک یہ عقیدہ مسلم تھا کہ احق بالخلافت خلفاے عباسیہ ہی
ہین۔ لیکن اہل طمع دنیاوی حکومت پر غالب ہو گئے اور اونکے لیے فقط دینی حکومت چھوڑ دی

مبحث ششم

فرقہاے زیدیہ۔ اسماعیلیہ۔ کرمانیہ۔ وغیرہ

خلفاے امویہ کے زمانے مین متعدد دینی فرقے پیدا ہو گئے تھے۔ جن کے ازالہ مین اونھون
نے بڑی محنت و مشقت اوٹھائی تھی خوارج۔ قدریہ۔ ازارقہ۔ صفریہ۔ اونھین کے زمانے کے
فرقے تھے۔ عباسیون کے زمانے مین معتزلہ اور راوندیہ فرقے نکلے۔ راوندیہ فرقہ کا عقیدہ ہے
کہ خلفا کی عبادت اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرح کرنا چاہیے۔ اون کے مکانات کو کعبہ جدید
تصور کرنا لازم ہے۔ ان سے اور منصور سے خوب مقابلہ ہوا۔ اونھون نے نہایت ہی شجاعت
دلیری سے اوس کا مقابلہ کیا۔ چاہتے تھے کہ وہ زبردستی اوسکی عبادت کرین۔ ایک فرقہ
زیدیہ بھی اسی زمانے مین نکلا ہے۔ اوس کا عقیدہ ہے کہ جانورون کا گوشت کھانا حرام ہے
کوئی انسان اپنے خاص نفس کے لیے کسی چیز کا مالک نہین ہے۔

سنہ ۲۲۳ھ مین بابک نے صوبہ آذربائیجان مین فرقہ اسماعیلیہ کی بنیاد ڈالی۔ یہ لوگ
دہریون کے مذہب کے معتقد تھے۔ ان سے معتصم کی فوجین چار سال تک لڑتی رہین
اُدھر دسوین صدی عیسوی مین فرقہ کرمانیہ کے لوگ تمام بلاد عرب مین پھیل گئے

عباسیون سے جزیرۃ العرب کے صوبہاے شرقیہ کو چھین لیا جس سے عباسیون کا وہان نہ دینی اقتدار باقی رہا نہ دنیوی۔ کرمان نبوت کا منکر تھا۔ وجود اللہ تعالے کو نہین مانتا تھا۔ ابطال عبودیت کا وعظ کہا کرتا تھا۔ کثرت سے لوگ اوس کے متبع ہو گئے اور اوس کی ٹڈی دیا اٹھ کھڑے ہوے۔ یہ لوٹ کھسوٹ کی وجہ سے بڑے غنی اور مالدار بھی ہو گئے اور بڑے بڑے فساد کرتے تھے۔ انھون نے معتضد کے عہد ۲۸۹ھ مین کوفہ کو لوٹا۔ مکتفی کے زمانے مین فلسطین اور شام پر تاخت کی۔ دمشق پر حملہ کرنے کی دھمکی دی۔ جو قافلے مکے کو جاتے تھے اون کو لوٹنے لگے۔ اور ایک ہی وقت مین عراق اور حجاز دونون کی تجارت بند کر دی۔ ان لوگون کے مذہب کے مستقر صحراے شام کلدہ یمامہ اور بحرین تھے۔

ان کا سردار ابوطاہر ان کو لیکر مکہ پہونچا۔ ۳۲۰ھ سے قبل اوس کا محاصرہ کیا زبردستی اوس پر قابض ہو گیا۔ دو ہزار آدمیون سے زیادہ کو ذبح کر ڈالا کعبہ کو گرا دیا۔ حجر اسود کو اکھاڑ دیا۔ اور چاہ زمزم کو پاٹ دیا۔

آخر پھر لوگون نے حجر اسود کو مکہ بھیجدیا۔ خلیفہ نے حکم دیا کہ اوسے وہین پھر رکھدین۔ مگر اوس مین سے ایک ٹکڑا توڑ لیا۔ اور اپنے مسکن کے دروازے پر رکھدیا۔ یہی وجہ تھی کہ جب لوگ بیوت ملوک مین جاتے تو دوزانو ہو کر مودب بیٹھتے تھے اور اسی وجہ سے خلیفہ کے مسکن کو باب عالی سے تعبیر کرتے تھے۔ بعد ازان سلاطین قسطنطنیہ کے باب پر اوس کا اطلاق ہونے لگا ہے۔

ان کرمانیون کی قوت بے انتہا بڑھ گئی تھی۔ یہان تک کہ قاہر اور راضی سے انھون نے جزیہ تک وصول کیا تھا۔ پھر انھین ملوک بعد انیہ اور اخشیدیہ نے شکستین دین۔ اور رفتہ رفتہ ان کی شہرت اور عزت جاتی رہی۔

انھین لوگون کے ساتھ کچھ علماے مفتون العقل اور فلاسفہ اور صوفیہ پیدا ہو گئے جو بواسطۂ اعدام جمیع شہوات نفسانی اپنے ارواح کو ہمیشہ اللہ تعالی کی طرف متوجہ کیا کرتے تھے

اون کا مذہب بھی پھیلا۔ خصوصاً فارس والون مین خوب جاری ہوا۔ ہندوستان مین جاکر یہ مذہب برہمنون کے مذہب پر بھی غالب ہوگیا۔ مگر شیعہ سنی کے شقاق ونفاق نے دینی ترقی مین بڑا ہی نقصان ڈال دیا۔ سخت مضرت پہونچائی۔ خلفا اور امیر الامرا نے بہتیرا چاہا کہ مخلوق کو ایک عقیدہ پر متفق کرین۔ مگر اون کی کوشش بے سود گئی۔ دین مین اضطراب وخلل پھیلتے ہی چلے گئے۔ یہان تک کہ بعض مبتدعین نے سب وشتم حضرت معاویہ کو جب اون کا نام لیا جائے اپنے اوپر فرض کرلیا اور حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت حسین کی تعظیم کے لیے محفلین کرنے لگے۔

کچھ لوگون نے یہ ظاہر کیا کہ مذہب اہل سنت صحیح ہے۔ اوس کی طرفداری کرنے لگے یا اس غرض سے کہ تمام لوگ احادیث کا تتبع کرین۔ مواعظ کی بخوبی پیروی کرین۔ اور اس سبب سے کہ عباسیون کو علوی فرق کے تسلط کا خوف غالب تھا۔ یہ لوگ اہل سنت سے مل گئے۔ اور جو کوئی اس رائے مین اون سے متفق نہ ہوا اوسے اونھون نے اتفاق کے لیے مجبور کیا۔

مبحث ہفتم

علوئیین کے دعوے خلافت کی تجدید۔ فاطمیین کی خلافت کی قاہرہ مین تاسیس اونکا ترقی علوم مین مخلوق کو تحریص وترغیب دینا۔ خلیفہ حاکم کی سیرت اور قوم دروز

جب علوئیین کو عباسیون کی خلافت نہ مل سکی۔ تو اونھون نے ممالک عباسیہ کو چھوڑا اور دوسری جگہ اپنی خلافت قائم کرنے کے لیے توجہ کی۔ چنانچہ اون مین سے ایک شخص نے کچھ عرصے تک طبرستان مین حکمرانی کی۔

اُدھر خاندان ادریسیہ نے صوبہ موریتانیا مین لوگون کو حضرت علی بن ابی طالب کی محبت کی ترغیب دی۔ ابو عبیدہ فاطمی نے امامت کا دعوے کیا۔ اہل مغرب نے خاندان اغلبیہ کے مقابلے مین اوسے مدد دی جسے اوس نے ۲۹۶ھ مین غارت کردیا

پھر تمام سواحل بحر متوسط پر اسی کا حکم چلنے لگا قیروان اور مہدیہ مین اوس کی شوکت و قوت قائم ہوگئی یہان تک کہ اوس نے حکام دیار مصریہ کو بھی اس ملک کے چھین لینے کی دھمکی دی۔ مگر موت نے اُسکا ارمان پورے نہین ہونے دیے۔ اوس کے بعد اوسکا بیٹا قائم بامر اللہ ۹۱۳ھ سے ۹۴۶ھ تک خلیفہ رہا اوسکے بعد منصور خلیفہ ہوا لیکن ان دونون سے اور اخشید سے لڑائی ہوئی جس مین ان کی قوت مین ضعف آگیا تھا انھون نے حجاز اور یمن مین لوگون کو عطایاے جزیلہ اور انعام و اکرام دیے وہ لوگ ان کے دوست اور طرفدار ہو گئے [تعداد] ان منصور ۹۵۳ھ مین مرگیا۔ اوسکے بعد معز لدین اللہ خلیفہ ہوا اور ادھر اخشید بھی مر گیا۔ اسکے مرنے پر ممالک مصر اور شام مین تنازع اور جھگڑے اوٹھ کھڑے ہوے۔ اسے معز نے غنیمت سمجھا فرصت پا کر حکومت اخشیدیہ پر چڑھ دوڑا اُسکے امرا نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔ چنانچہ خلفاے فاطمیین مین سے دیار مصر مین یہی سب سے اول ۹۷۳ھ مین خلیفہ ہوا۔ پھر فاطمیین نے امور دینیہ مین بھی عباسیون سے جھگڑا شروع کیا۔ ۹۷۳ھ مین قاہرہ کی بنیاد ڈالی۔ شام کو فتح کر کے کچھ علاقہ جزیرہ کا بھی لے لیا۔ رفتہ رفتہ جزیرۃ العرب کے ایک بڑے حصے نے اُن کی خلافت کا اعتراف کر لیا کیونکہ اس سے اُنھین امید ہو گئی تھی کہ رومانیون کے مقابلے مین اُنھین فاطمیین سے مدد ملے گی۔

پھر اُنھون نے تجارت و صنعت اور زراعت و فلاحت اور علوم و فنون کی ترقی کی طرف توجہ کی۔ عمدہ عمدہ مسجدین بنائین۔ ابن یونس کے لیے ایک رصدخانہ تیار کرایا۔ یہ رصدخانہ اُسی طرح کا تھا جیسا کہ خلفاے عباسیہ نے فلکیین کے لیے بنوایا تھا۔ اُنھون نے صیغۂ مال اور تحصیل خراج کا بھی خوب بندوبست کیا جس سے اُن کے سالانہ خراج کی تعداد اُس خراج کے برابر ہو گئی جو ہارون الرشید کے زمانے مین ہوئی تھی پھر اُن کے نام حضرت علی بن ابی طالب کے نام کے ساتھ

تمام اُن کی مملکت کے خطبون مین اور نیز حماۃ بوہئین اور شامیین کے خطبون مین پڑھے جانے لگے۔ دسوین صدی عیسوی کے آخر تک برابر یہی حال رہا۔

پھر جب حکومت بوہیہ جاتی رہی تو تمدن عرب کا رخ بھی بدل گیا تمام رونق قاہرہ مین چلی گئی۔ اُس کے مدارس مین وہی رونق نظر آنے لگی جو بغداد کے مدارس مین دکھائی دیتی تھی۔ کیونکہ فاطمیین نے ترقی علوم و فنون مین ویسی ہی کوشش کی جیسی اور دن نے کوشش کی تھی۔

مگر جب خلیفہ حاکم ۹۹۶ء مین تخت خلافت پر بیٹھا تو گویا ابلیس ہی تخت پر بیٹھ گیا اُس نے رعایا پر بڑی بلا نازل کی۔ نہایت ہی تشدد کرنے لگا۔ اُس کے پیچھے ہاتھون مین ہتھیار لیے غلام چلا کرتے تھے۔ کوئی شخص اگر خلیفہ کو ذرا بھی گو کیسی ہی ادنے بات کیون نہ ہو ناراض کرتا تو وہ اُسے ذبح کرا دیتا تھا۔ وہ اپنے قصر سے کچھ کاغذ کے پرچے لکھکر پھینکا کرتا تھا۔ جو کوئی اُنھین پاتا اُس کے لیے حکم تھا کہ وہ فلان امیر کے پاس لیکر جائے جب وہ وہان جاتا تو وہ امیر اُسے کھول کر پڑھتا اگر اُس مین لکھا ہوتا کہ اوسے اس قدر درہم دیدے تو وہ اوسے درہم دیدیتا اور اگر اُس مین لکھا ہوتا کہ اس شخص کو اس قدر عذاب و عقاب کرے تو وہ اُسے ویسے ہی عذاب مین ڈال دیتا۔ یہود و نصارے کو جب تک وہ مسلمان نہ ہوجاتے پکڑ کر بڑی تکلیفین دیتا۔ اور جب وہ مسلمان ہوجاتے تو اُنھین کہدیتا کہ پھر اپنے ہی مذہب مین چلے جاؤ۔ اُس نے جاسوس مقرر کر رکھے تھے جو اُسے اچھے بُرے تمام واقعات و معاملات کی آکر خبرین دیا کرتے تھے اس سے مخلوق کو یہ خیال پیدا ہوگیا تھا کہ وہ ہر شی کو بغیر آنکھون سے دیکھے دیکھتا اور بغیر بتائے جان جاتا ہے اس لیے وہ اُسکی خدا کی طرح عبادت و پرستش کرنے لگے تھے اُس کی عادت تھی کہ عین عالم غفلت مین مخلوق کی محفلون مین چلا جاتا تھا ان اسباب سے اس کے ماننے والون مین یہ گمان غالب ہوگیا تھا کہ اُسکا دعوی الوہیت صحیح ہے

یہان تک کہ جب وہ ان کے درمیان سے جاتا رہا (یعنی مرگیا) تو کہنے لگے کہ وہ زندہ آسمان پر چلا گیا ہے۔ پھر کچھ عرصے کے بعد دنیا مین معاودت کریگا۔

حمزہ فارسی ابن الہادی علی الزوزنی نے بیان کیا کہ زمانۂ ماضیہ مین اللہ تعالی کئی مرتبہ صورت بشریہ مین مجسّم ہو کر دنیا مین آیا ہے۔ اب حاکم بامر اللہ کی صورت مین اوس نے ظہور کیا ہے۔ اس بیان سے قاہرہ کے باشندے بہت برہم ہوئے اور اُس کو وہان سے نکال دیا۔ وہ شام کو بھاگ گیا۔ وہان اوس نے اون اقوام مین جو دروز کہلاتے ہین اپنے مذہب کو خوب پھیلایا جس کا نام اوس نے دین وحدانیت رکھا تھا

مگر باوجود ادّعاے الوہیت حاکم بامر اللہ علما کا احترام کرتا انھین بخشش و انعام دیتا۔ احیاء علوم کی ترغیب مین کوشش کرتا اور اونھین ترقی علم کا شوق دلاتا تھا ابن یونس نے زیجین اس کے پاس ہدیۃً بھیجی تھین جو اوس کے نام سے منسوب ہین آخرکار اُس کی بہن نے اُسے مار ڈالا اور بجاے اُسکے۔ اُس کے بیٹے طاہر کو تخت نشین کیا۔ یہ واقعہ ۱۰۲۱ء کا ہے۔ یہ طاہر اُس وقت بہت بچا تھا۔

اسکے بعد ۱۰۳۶ء مین مستنصر خلیفہ ہوا جسکی خلافت کو شمالی افریقیہ والون نے اور نیز جزیرۃ العرب کے باشندون نے تسلیم کرلیا اور عموماً بلاد اسلامیہ مین اُسکی خلافت کو سب لوگ مان گئے تھے۔ بغدادیون نے بھی اُسکی امامت کا اعتراف کرلیا۔ کیونکہ یہ لوگ قائم بامر اللہ سے اس بنا پر ناراض ہوگئے تھے کہ اُس نے طغرل بیگ ترکمانی سے استعانت کی تھی مگر اس کے بعد ہی اُس کا بہت اچھا ملک شام اُس کے ہاتھ سے نکل گیا فلسطین بڑی مشکل سے اُس کے ہاتھ مین باقی رہ گیا۔

مبحث ہشتم

:- ملوک بویہیہ سامانیہ اور غزنویہ :-

۹۳۳ء مین بویہیون نے مملکت فارس کو لیا تھا ہمدانیون کو جزیرہ اور

موصل سے بھی جو اون کا پایۂ تخت تھا نکال دیا تھا۔ ترکمانی لشکر کو بالکل معدوم کر دیا تھا اور خود بغداد مین امیر الامرا بن گئے تھے۔ اس لیے اونھین دسوین صدی کے نصف آخر مین عراق عربی، بغداد اور تمام ممالک ایشیا مین ایسی عظمت و شوکت حاصل تھی جس کا کوئی متنفس اُس زمانے مین مقابلہ نہین کر سکتا تھا۔

عضد الدولہ خلیفہ مامون کی تقلید کرتا تھا۔ علما کو اُس نے مالامال کر دیا۔ شعرا کو بڑے بڑے انعام دیے۔ اکتساب علوم پر مخلوق کو بڑی ترغیب و تحریص دلائی۔ مدرسۂ بغداد کو جو مدت سے مردہ تھا پھر دوبارہ زندہ کر دیا۔ شیراز کے قریب اُس نے ایک نہر کھدوائی خشک سالی کے زمانے مین کاشتکاری کی اُس سے حفاظت ہوتی تھی۔ اور ملک کے ہر حصے مین تجارتی تعلقات کو سہل کر دیا تھا۔

جب شرف الدولہ ہوا تو اُس نے بھی اسی کی تقلید کی۔ مدرسۂ بغدادیہ کو اس نے بڑی مدد دی۔ چنانچہ اُن دونون کے زمانے مین اس مدرسہ سے اچھے اچھے علما نکلے جن مین سے ابن الاعلم۔ عبد الرحمن الصوفی۔ ابو الوفا الفلکی بڑے مشہور ہین۔

انھین بادشاہون نے مہرجان مین ایک بہت بڑا عظیم الشان شفاخانہ مریضون کے لیے بنوایا تھا۔ جس کا مشرقی کتابون مین مدتہاے دراز تک ذکر باقی رہا۔ مگر انھون نے اپنی اولاد کے لیے انتقال مملکت کے جو آئین وضع کیے وہ اچھے نہ تھے جس طرح اونھون نے ملکون کو اپنی اولاد مین تقسیم کیا وہ سیاست کے خلاف تھا اس سے اندرونی جنگ و جدال اور خانہ جنگیان پیدا ہو گئین۔ بناے سلطنت مین خلل آگیا۔ اور اوس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔

سنہ ۸۷۴ء مین خاندان سامانیہ مشرق مین حاکم ہو گیا تھا اُن کی حکومت سنہ ۹۹۹ء مین بالکل منقرض ہو گئی۔ اسی سنہ مین امراے بویہیہ کی دولت کا بھی زوال ہو گیا۔ الپتگین ایک ترکمانی غلام تھا۔ وہ اپنے آقا عبد الملک سامانی کے زمانے مین

منصب وزارت تک پہونچ گیا تھا پھر جب اس کا آقا مر گیا تو اس نے چاہا کہ اسی کی جگہ حاکم
بن بیٹھے مگر اپنے ارادہ مین کامیاب نہ ہوا وہ بخارا سے نکال دیا گیا۔ تو غزنی مین چلا آیا
١٦ برس تک وہان رہ کر سمانیہ خاندان کا مقابلہ کرتا رہا کیونکہ سمانی لوگ یہ چاہتے تھے کہ
کسی طرح اوس کی امارت اور جاہ وجلال کو غارت کر ڈالین مگر اسکا کچھ نہ کر سکے

پھر جب وہ [illegible]ھ مین مر گیا تو اس کا داماد سبکتگین جو اس کا سپہ سالار اور مشیر تدبیر
تھا اوس کا قائم مقام ہوا اس نے رعیت کو خوب دلاسا اور تسلی دیکر راضی کر لیا ہندوستان
پر تاخت کی۔ وہان دین اسلام کو پھیلایا۔ صوبہ پنجاب کو لوٹا۔ بسٹ اور قصدار دو قدیم
شہرون کو آباد کیا۔ نوح عبد الملک کے پوتے سے معاہدہ کیا۔ اور بلاد ماوراء النہر مین
جو ترکمان آتے اور تاخت وتاراج کیا کرتے تھے اوس سے سمانیون کی حفاظت کی۔
اور اون کو اس بلا سے بچایا۔

پھر سبکتگین کے بعد اسکا چھوٹا بیٹا اسماعیل حاکم ہوا۔ لیکن محمود (اوس کا بڑا بیٹا بھی
موجود تھا اور بڑا عقلمند تھا) وہ اس سے اپنے بڑے ہونے کے دعوے سے لڑا اور غالب
آیا۔ پھر خاندان سمانیہ پر بھی غالب ہوگیا۔ ۳۸۹ھ مین خراسان کو لے لیا اسے مال غنیمت
بہت کچھ مل گیا تھا۔ وہ بڑا مستغنی اور حکومت مین مستقل ہوگیا جب خلیفہ نے یہ حالت
دیکھی تو حکومت خراسان کی بخشش کا اسے فرمان بھیجدیا اور حکم دیا کہ امراے بویہ
کے بلاد پر تاخت نہ کرے مگر اس نے خلیفہ کی ممانعت کی کچھ بھی پروا نہ کی۔ بویہیین پر
چڑھائی کرکے بلاد جرجان اور عراق فارس کو اون سے چھین لیا۔ مملکت ہرات و
بلوچستان کو بھی ممالک محروسہ مین داخل کر لیا جس سے اس کی سلطنت منابع دریاے
گنگ اور سندھ سے لیکر بحر خزر تک پہونچ گئی۔ دول شرقیہ مین یہی اول شخص ہے
جس نے سلطان کا لقب اختیار کیا۔ غزنی کو اس نے اپنا پاے تخت مقرر کیا تھا اور تمام
ملکون مین اس نے دین اسلام کو پھیلایا تھا۔ امت عربیہ کی بڑی حمایت کرتا تھا۔ جو

ملک اوس نے ہندوستان مین قنوج لاہور دہلی متھرا کے فتح کیے تھے وہان سے
جزیہ وصول کرتا تھا۔ اوس نے ہندوستان کے مغرب کی طرف گجرات پر بھی جا کر حملے
کیے تھے۔ اوس کے غزوات ہند بہت مشہور ہین اونمین سے اخیر چڑھائی اوس کی
مندر سومنات پر ہوئی تھی جو وہان کے تمام مندرون سے حسن و زینت مین فائق تر
تھا۔ اُسکی عمارت اُسکا قبہ چارون طرف سے سونے کی چادرون سے منڈھا ہوا تھا
اوس مین قدیم زمانہ کے بیش قیمت پتھر جڑے تھے اس مندر مین جو بت رکھا ہوا تھا
اس کا طول پچاس گز تھا۔ یہ مندر ہندوستان کے تمام مندرون سے بڑا تھا۔ دو ہزار
برہمن اس کی خدمت مین رہا کرتے تھے۔ جب بادشاہ یہان آیا تو ان برہمنون نے
سلطان سے عرض کیا کہ اگر آپ اس بت کو نہ توڑین تو ہم دو سو ملین روپے دین گے
مگر سلطان نے نہ مانا اوس بت کو توڑ ڈالا اور اوس مین سے جواہرات اور یاقوت اُس سے
کہین زیادہ قیمت کے نکلے جو برہمن اوس کو دیتے تھے۔

غرض یہ بادشاہ بڑا صاحب غیرت تھا۔ اوسے دینی حمایت و حمیّت کا بڑا جوش تھا
وہ خلفاے نبی صلعم کی اقتدا کرتا تھا۔ اسی سبب سے خلیفہ قادر باللہ نے اوسے اپنے
خط مین — محامی عن المومنین یعنی حامی دین اسلام کا خطاب دیا تھا۔

بحث نہم

سلجوقیون کا دولت غزنویہ کو نیست نابود کرنا اور شام
مین یونانیون کی حکومت

سلطان محمود غزنوی نے اپنے عساکر کو ہندوستان مین پھیلا دیا تھا۔ اور ماوراءالنہر
کے صوبے کو اوس نے ترکستان یعنی تاتار کے قبائل کے ہاتھ مین چھوڑ دیا تھا
جب سلجوقی ترک مسلمان ہوے اور اونھون نے رہنے کو کوئی ملک چاہا تو اسی محمود نے
ان کو خراسان مین جگہ دیدی تھی۔ کہ وہ وہان رہین اور اوس سے فائدہ اُٹھائین

محمود کے بعد ۱۰۳۰ء مین اوس کا بیٹا مسعود بادشاہ ہوا۔ اس نے بہت کوشش
کی کہ ان ترکون کو وہان سے نکالکر اپنے قرب و مجاورت سے دور کردے مگر اوسے
کامیابی نہ ہوئی۔ یہ لوگ وہان سے نہ نکلے اور مسعود ان مین گھر ارہا۔

یہان تک کہ طغرل بیگ سلجوقی نے نیشاپور مین تاج سلطنت سر پر رکھا۔ اور چند
روز بعد غزنویون پر غالب ہوگیا۔ اونھین اون کے ملک سے ہندوستان کی طرف
بھگادیا۔ صوبجات خوارزم جرجان۔ عراق عجم پر بھی تاخت و تاراج کی۔ یہ یہین امرا کے
بغداد کو بھی آگیا۔ بغداد کا محاصرہ کیا۔ اس وقت وہان سخت بدنظمی پھیلی ہوئی تھی
قائم بامراللہ خلیفہ پر اوس کے سرکش وزیر خلفاے فاطمیہ اور امراے شام چڑھ چڑھکر آتے تھے

اس زمانے مین تمام ممالک اسلامیہ مین طغرل بیگ سلجوقی ہی کا طوطی بولتا تھا
اوس کا جاہ و جلال درجۂ کمال کو پہونچ گیا تھا۔ اوس نے ہر شہر مین مسجدین بنوائی تھین
قائم بامراللہ نے اُسے بغداد مین بلایا۔ بلاد عرب اور بلاد فارس کی حکومت کا والی
کردیا۔ دو تاج پہنائے۔ نہایت عمدہ تلوار دی۔ خلعت شریفہ کے طور پر ہفت قبا کا
خلعت پہنایا۔ سات حسین لونڈیان اوس کو دین۔ جو ہفت اقلیم مین سے ایک ایک
اقلیم کی تھین۔ پھر اپنی بہن سے اوس کا نکاح کیا اور خطبہ مین اپنے نام کے ساتھ
اوس کا نام پڑھوایا۔

لیکن جب سلجوقیون کو لیکر بغداد سے طغرل بیگ سلجوقی چلا گیا۔ تو وہان کے
باشندے قائم بامراللہ سے باغی ہوگئے۔ مستنصر فاطمی کو قائم کے بجاے خلیفہ کہنے
لگے۔ یہ سنکر طغرل بیگ پھر بغداد کو آیا۔ اور قائم کو اس تخت خلافت پر بٹھایا جس سے
وہ اوتار دیا گیا تھا۔

یہ دیکھکر یونانیون نے اپنا کام کرنا شروع کیا جو کچھ خلیفون نے اون سے
چھین لیا تھا اُسے واپس لینے لگے کہ ۱۰۵۲ء مین اونھون نے دمیاط کو غارت کیا

اس کے بعد مدت دراز تک وہ بلاد اناطولی اور شام کا چکر لگاتے اور حملے کرتے رہے یہان تک کہ شہر حلب تک پہونچ گئے۔ اور سیف الدولہ ہمدانی کے خزانے لوٹ لے گئے۔ نسیفورفوکس۔ اور۔ جنین زمیسس قیصرون کے لشکر دجلہ و فرات مین پھیل گئے۔ ان دونون حاکمون کا زمانہ ۹۶۳ء سے ۹۷۶ء تک تھا۔ موخر الذکر قیصر نے جزیرہ مین بہت سے شہر لے لیے تھے۔ انطاکیہ پر بھی قبضہ کرلیا تھا۔ ایالت سسلیا اور جزیرۂ قبرص کل اوس کے ہاتھ مین چلے گئے تھے۔

ادھر ترکمانی قبائل نے ایک اپنی ریاست بنائی اور ایک امیر سلجوقی کی ماتحتی مین مجتمع ہوگئے۔ اقالیم ایشیاے غربیہ کے تغلب کے لیے مستعد ہوے۔ خلفاے عباسیہ کا اس وقت یہ حال تھا کہ وہ نہ تو انکی مقاومت کرسکتے تھے اور نہ یونانیون کی

باب چہارم

دولت سلجوقیہ کا بیان۔ عباسیون کی دینی حکومت کا بھی نیست و نابود ہونا۔ مغلون اور اقوام شرقی کی تاخت و تاراج اور عربون کی حکومت کا ایشیائی زوال

مبحث اوّل

:- سلجوقی اور اون کے فتوحات :-

طغرل بیگ کے ساتھ ترکون کی متعدد نسلین تھین۔ اون مین سرمانیہ تھے جو مغربی یورپ تک خوب چکر لگا آئے۔ اور مملکت اندلس کو چیرتے پھاڑتے آبناے جبل الطارق تک پہونچ چکے تھے۔ اور اون مین بلغاریہ اوار یہ مجریہ خزاریہ بتشنجیہ قومانیہ اور مغلیہ نسلین بھی تھین۔ جنھون نے بلاد یورپ کو اور ایشیا کے اقالیم غربیہ کو بار بار لوٹا کھسوٹا۔ ان سب قومون کو اقوام سلجوقیہ اس لیے کہتے تھے کہ ان کے سردار اور رئیس سلجوقی تھے۔ ان کی تاخت اور غارتگری کا زمانہ جو سب سے اچھا تھا

وہ ۱۰۵۵ء سے ۱۰۶۲ء تک تھا۔ یہ سب طغرل بیگ کے مطیع و منقاد تھے جس کی فتوحات کا سلسلہ صوبجات جزیرہ اور امنیہ تک پہونچ چکا تھا۔

جب وہ ۱۰۶۳ء مین مرگیا تو اُسکے بعد اُس کے بھائی کا بیٹا الپ ارسلان مسند آرائے حکومت ہوا۔ وہ فخر اور ظفر دونون مین اپنے چچا ہی کے قدم بقدم چلا۔ اوس نے بڑھکر سسلیا کی ریاست کو لے لیا اور دیوجین رومی بادشاہ کو گرفتار کر لیا۔ اوس سے وہ صوبجات چھین لیے جو جین زیمسس نے لیلیے تھے۔ مگر اوسکے ساتھ بڑے حسن سلوک اور تعظیم لائق سے پیش آیا۔ سکہ معظمہ مین خطبے سے خلیفہ فاطمی کا نام نکال ڈالا گیا۔ اور خلیفہ عباسیہ کے نام کے ساتھ اس کا نام وہان کے خطبے مین پڑھا گیا۔ اس نے جرجستان کو بھی لے لیا اور ایشیا کا بڑا حصہ اُس کا مطیع ہوگیا۔ اس کے لشکر کی تعداد دو لاکھ تک پہونچ گئی تھی اس کے سردارون کی تعداد بارہ سو تھی۔ اس نے ارادہ کیا تھا کہ ترکستان پر تاخت کرے۔ مگر خوارزم کے ایک آدمی نے اُسے خنجر سے قتل کر دیا پھر اوس کے بعد اوس کا بیٹا جلال الدین ملک شاہ تخت و تاج کا مالک ہوا۔

تاتاری اور مغل جو ایشیا کے اطراف مین رہتے تھے وہ ابھی تک اپنی اصلی طبیعت پر ہی باقی تھے۔ ویسی ہی اون کے مزاج مین خشونت و سختی موجود تھی وہ تیغ بے نیام کے سوا اور کسی کو اپنا یار و مددگار نہ جانتے تھے۔ مگر تاتاریون اور مغلون کی دوسری نسلین جو ایشیا کے مغربی حصے کے بہت قریب رہتے تھے۔ اور جو تاریخ مین پانچوین صدی عیسوی کی ابتدا سے ترک کے نام سے موسوم چلے آتے تھے ان کی حالت مین بڑا فرق آگیا تھا۔ وہ ممارست تمدنی اور مخالطت نسل عربی کے سبب سے بہت کچھ بدل گئے تھے اون کے مزاجون سے وہ سختی جاتی رہی تھی جو متقدمین سیتیون کے مزاجون مین تھی وہ کاشتکاری و تجارت کرنے لگے تھے مگر بڑے متکبر و مغرور تھے۔ حکومت کے نہایت ہی دلدادہ تھے اوس پر مرتے تھے۔ اسی لیے اونھون نے سب چیزین کھو دی تھین

یہان تک کہ وہ اس شوق مین غلام بننے پر بھی راضی ہو جاتے تھے تاکہ اپنے آقا کی عقل پر کوئی مکر کا جال ڈال کر آخر خود حکومت حاصل کر لین۔

جب ان سلجوقیون نے مملکت فارس پر تاخت کی تو اپنے دشمنون کی صفوف مین چارون طرف اپنے قومی بھائیون کو پایا۔ اس لیے اونھون نے بنی عباس سے درخواست کی کہ جو ملک اونھون نے فتح کیا ہے اوس کی حکومت وہ اونھین دیدین۔ اون کا لڑائی کی طرف میلان تھا۔ وہ بڑے ذی حمیت اور صاحب حماست تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ عرب استراحت و آرام مین پڑ گئے تھے۔ وہ اون علوم و فنون کو سیکھ گئے تھے جو زمانۂ امن و صلح کے مناسب ہوا کرتے ہین اسی لیے یہ ترک بالاستقلال سلطنت کے مالک ہو گئے۔ اور اونھین جب یونانیون پر غلبہ ہوا۔ اور ایشیاے کوچک کو بھی اونھون نے لے لیا تو اون کی سلطنت خوب وسیع ہو گئی۔ یہان تک کہ وہ دریاے سندھ سے آبناے قسطنطنیہ تک پہونچ گئے۔

مگر وہ دولت و سلطنت کے انتظام سے بالکل نابلد تھے۔ اکثر اطراف ممالک انکے ایسے حاکمون سے خالی تھے جو تدبیر حکومت سے واقف ہون۔ اس کے علاوہ تقسیم سلطنت کے لیے خود مختار رئیسون کے جھگڑے بھی برپا ہو چکے تھے۔ ان حالات کا یہ نتیجہ تھا کہ جب چنگیز خان مغلون کو لیکر تیرھوین صدی عیسوی کی ابتدا مین مغربی ایشیا کی طرف بڑھا تو اون سب پر دفعتہً غالب آ گیا۔

مبحث دوم

ملک شاہ کا عہد حکومت۔ اوسکے بعد اوس کی مملکت کی تقسیم۔ اور دولت سلجوقیہ کا انحطاط

یہی بادشاہ ہے جس کے نام سے تاریخ جلالی مشہور ہے۔ یہ ایک فارسی (یعنی ایرانی) روزنامہ (جنتری۔ یا تقویم) ہے جسے علامۂ عمر خیام الفلکی نے صحیح کیا ہے۔ اور یہ اُس

فرنگی روزنامہ سے بہت زیادہ صحیح ہے جو گریگوری کا روزنامہ کہلاتا ہے۔ یہ شخص ۱۰۷۲ء
مین بادشاہ ہوا تھا۔ اُسی وقت سے اُس نے اپنی مملکت کو بڑھانا شروع کیا۔ اور
اس قدر بڑھایا کہ مکہ مدینہ۔ بیت المقدس۔ بغداد۔ اصفہان۔ رے۔ سمرقند۔
بخارا۔ کاشغر۔ جزیرۂ شام۔ اور فلسطین تمام ملکون کے خطبون مین اُس کا نام پڑھا گیا
اُس نے اپنے ایک مقرب امیر سلیمان کو فتوحات اور کشورکشائی کا حکم دیا تھا
جس نے بہت سے ملک فتح کیے۔ ارمنیۂ کبرے کردستان بحر اسود اور بحر متوسط پر
دخل کیا۔ ایالت البانیہ۔ ایالت ارمنیۂ صغرے کو ۱۰۸۱ء مین فتح کیا۔ آبنائے قسطنطنیہ
المعروف بہ باسفورس تک پہونچا۔ یونانی اُسے دیکھتے ہی بلاد الشیا سے بھاگ گئے۔
امیر سلیمان نے اُن پر قبضہ کرلیا۔

اُدھر ملک شاہ نے خود اقالیم ترکستان پر تاخت کی۔ اور اتسیز خوارزمی اُس کا
سپہ سالار دریاے نیل کے کنارون تک بڑھتا چلا گیا جب اُسے وہان مستنصر باللہ نے
روکا تو اُس نے بیت المقدس پر حملہ کیا۔ اور اُسے بالکل لوٹ لیا۔ غرض اس بادشاہ
کی حکومت آبناے قسطنطنیہ سے لیکر دریاے سندھ تک پہونچ گئی تھی۔ ایک مرتبہ
وہ اپنی ایک لڑائی مین پکڑا بھی گیا۔ مگر وہ چونکہ معمولی لوگون کی ہیئت مین تھا اس لیے
کسی نے نہ پہچانا اور عام قیدیون مین شامل ہوگیا۔

پھر اس کے وزیر نظام الملک نے اُسے وہان سے ایک تدبیر سے نکال لیا۔ یہ
وزیر بہت ہی اچھا شخص ہوا ہے۔ اس نے اپنے زمانے مین بغداد مین مدرسۂ حنفیہ اور
مدرسۂ نظامیہ قائم کیے اور بہت سی مساجد اور سڑکین اور نہرین بنوائین جس سے
اہل مملکت کے لیے ایک دوسرے سے میل جول مین آسانی پیدا ہوگئی۔ یہ وزیر
ہمیشہ اچھی تدبیرین کرتا اور اشاعت علوم اور ترقی فنون مین کوشش کرتا تھا
مگر اس کے بعض دشمنون نے بادشاہ سے چغلی کھائی۔ سلطان نے اُس جلیل القدر

اور عمود السلطنة وزیر کو خدمت سے موقوف کردیا۔ پھر اُسے اسماعیلیہ فرقہ والون نے مار ڈالا۔ اس وقت اس کی عمر ترانوے برس کی تھی۔

جب سلطان ملک شاہ ۱۰۹۲ء مین مرگیا تو اس کے چارون بیٹے۔ محمود بارقیارق۔ سنجار۔ اور محمد باہم پوری مملکت کو چار حصون۔ بلاد فارس، کرمان، شام اور اناطولیہ مین تقسیم کرکے الگ الگ حکومت کرنے لگے۔ اسکے لیے ان مین ۱۰۹۲ء سے ۱۱۵۴ء تک برابر جھگڑا ہر پا رہا جس مین ان کی فوجین بے فائدہ غارت ہوئین۔ اور صوبجات کے لوگ اُن سے باغی ہوتے گئے۔

امیر ارطق ۱۰۹۶ء مین شہر بیت المقدس مین متوطن ہوگیا۔ اور اس فکر مین ہوا کہ کس طرح سلطنت حاصل کرے۔ سلطان موصل نے اپنے بیٹے نور الدین کو صاحب شوکت بنایا۔ خوارزم مین ایک حاکم پیدا ہوا جس نے بلاد سلجوقیہ مین فتنہ و فساد برپا کردیے ۱۱۲۷ء مین بلاد فارس کے سلطان سنجر کو دبا کر۔ جو خاندان سلجوقیہ کا آخری بادشاہ تھا۔ خود مستقل حاکم بن بیٹھا اس حاکم کے سردارون نے ماوراء النہر خراسان۔ عراق۔ فارس اور کرمان پر قبضہ کرلیا۔ مملکت غزنویہ کو از سر نو قائم کیا۔ اس سلطنت کی حکومت دریاے سندھ کے کنارون کے قرب و جوار مین اُس وقت تک باقی رہی جب غوریون نے اپنی سلطنت محمدیہ کا پایۂ تخت لاہور کو مقرر کیا۔ یہ شہر ہندوستان مین غوریون کا پایۂ تخت ۱۱۸۳ء سے ۱۲۰۵ء تک رہا پھر دہلی اُنکا دار السلطنت ہوگیا اُنھون نے بنارس پر حملہ کیا اور بڑھکر صوبۂ بنگالہ پر قبضہ کرلیا۔ اسی خاندان مین سے اس ملک کے جو قدیم زمانہ مین پاروپامیزوس کہلاتا تھا افغانی بادشاہ بھی ہوے۔

مبحث سوم

امیر محمد بن ملک شاہ سلطان خوارزم کی شوکت اُس زمانے کی سلطنت عربیہ اور خلفاے عباسیہ کی حکومت مین کسی قدر سرسبزی

غوریون نے غزنوی حکومت کو چھین لیا۔ پچیس برس تک اوس کے مالک رہے پھر سلطان محمد نے اون پر تاخت کی۔ مغربی صوبون کو اُن سے چھین لیا۔ اُس کی شوکت و قوت خوب بڑھ گئی۔ پھر جب ۱۲۰۵ء سے ۱۲۱۸ء تک پے در پے مغلون نے اُس پر حملے کیے تو حالت مین انقلاب آگیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ سلجوقیون کی قوت گیارھوین صدی عیسوی مین خوب زور شور پر رہی۔ یہان تک کہ خلیفہ قائم نے ۱۰۵۵ء مین انھین بالکل حکومت دیدی تھی۔ اور ۱۰۷۵ء تک یعنی جب تک وہ رہا تو اسی حالت مین رہا کہ بغداد سے باہر اُس کی کچھ بھی حکومت نہ تھی۔

پھر ۱۰۹۴ء مین خلیفہ مقتدی ہوا۔ اُس کے بعد ۱۱۱۸ء مین مستظہر ہوا ان دونون نے اصفہان کے بادشاہون کو تاج اور طوق اور کنگن اور خلاع اعزازی بھیجے جس سے یہ اشارہ تھا کہ بلاد فارس پر تم حاکم رہو۔

پھر اُس کے بعد مسترشد ۱۱۳۵ء مین خلیفہ ہوا۔ اس زمانے مین سلجوقیون کی حکومت ضعیف ہو گئی تھی اس لیے مسترشد نے فوج بھیجکر ایک سلجوقی کو روکا جس نے چاہا تھا کہ سلطنت پر زبردستی قبضہ کرے۔ پھر اُس کے بعد ۱۱۳۶ء تک راشد خلیفہ رہا۔ اس زمانے مین مسعود سلجوقی ملک شاہ کے پوتے نے چاہا کہ سلطنت کا مالک ہو جائے مگر راشد اُس کو روکے رہا۔ پھر جب راشد مر گیا تو مقتفی ثانی ۱۱۶۰ء تک خلیفہ رہا مگر اُس نے اس سلجوقی بادشاہ کے خوف سے کچھ اس کی مقاومت و مدافعت نہ کی لیکن جب وہ مر گیا تو اس خلیفہ نے سلجوقیون کو بغداد سے نکال دیا۔ عراق عرب والون نے خلیفہ کی اطاعت قبول کر لی خطبہ مین خلیفہ کا نام بھی سلجوقی سلطان کے نام کے ساتھ پڑھا گیا۔ خلیفہ اور جو اس کے بعد جانشین ہوے ۱۱۶۰ء سے ۱۲۵۸ء تک بادشاہت کا کام کرتے رہے تھے۔

مگر ان کے بعد مستنجد۔ مستضی۔ ناصر۔ ظاہر۔ مستنصر۔ پانچ خلیفون کو جو ۱۲۴۲ء سے

۱۱۰۴ء تک ہوے سلطنت کے کام سے کوئی تعلق نہ رہا۔ ہان البتہ اتنا تھا کہ تجارت وصنعت اور علوم وفنون کی ترقی وتوسیع مین بلا تعرض مدد کرتے رہے ظاہر نے مساجد ومدارس بنائے تھے اور شفاخانے وبیمارستان قائم کیے تھے۔

غرض کہ سلجوقیون کی شوکت وقوت گیارھوین صدی عیسوی کے آخر تک خوب زور وشور پر رہی پھر بارھوین صدی مین مملکت عربیہ کے صوبجات شرقیہ مین اُن کی حکومت کو ضعف آگیا۔ ہر طرف کمزوری کے آثار نمایان ہوگئے۔ پھر تیرھوین صدی مین یہ نوبت پہونچ گئی کہ آذربائیجان لارستان اور فارسیستان کے والیون نے سلطنت کو تقسیم کرلیا۔ کچھ حصہ سلاطین خوارزم کے قبضے مین چلا گیا اور کچھ پر خلفاے بغداد قابض ہوگئے۔ اسی زمانے مین عربون نے اُن ترکون پر حملے کیے جنھین تاتاری کہتے ہین اور جو اس وقت حکومت وسیاست کے مالک تھے۔ یہان تک کہ وہ مطیع ہوکر مسلمان ہوگئے۔ عربی بولنے اور علما کی عزت کرنے لگے۔ اور علوم کے ایسے حامی بن گئے کہ وہ ضائع نہ ہوے بلکہ اُنھون نے خود بھی تحصیل علم مین کوشش کی۔

مبحث چہارم

گیارھوین صدی عیسوی کے اخیر مین ایشیا کے اقالیم غربیہ کا حال یورپ کے صلیبیہ نصرانی جو اپنے لباس اور بیرقون پر صلیب کی تصویرین بناتے تھے اور اول جنگ صلیبی جسے مسلمان جہاد کہتے ہین

ملک شاہ سلجوقی نے جزیرۂ اناتولی اور شام کو اپنے ممالک محروسہ مین شامل کرلیا تھا جب وہ ۱۰۹۲ء مین مرا تو اس کی سلطنت کے تین حصے ہوگئے جن کے آپس مین کچھ اتحاد وارتباط نہ تھا۔ مقبوضات فارس کے پایۂ تخت حلب اور دمشق مین تھے اور تیسری قونیہ کی حکومت تھی جسکی عملداری اناتولی تک چلی گئی تھی۔

حلب اور دمشق کے بادشاہ صوبجات جزیرہ اور شام کے شہرون کے قبض ودخل کی

نسبت لڑا جھگڑا کرتے تھے۔ خلفاے فاطمی اُس زمانے مین اس لائق نہ تھے کہ اُنھین کسی طرح اپنی حکومت مین داخل کر لین۔ اُن کی شوکت و قوت جاتی رہی تھی۔ سلجوقیون نے اُن سے ملک حجاز کو چھین لیا تھا۔

مستعلی فاطمی خلیفہ جو ۱۰۹۴ء سے ۱۱۰۱ء تک رہا سلجوقیون کے خلاف لڑنے سے بچتا رہا مگر اُن کے بادشاہون کے درمیان کشت و خون کرانے کے لیے جھگڑے برپا کیا کرتا تھا۔ اس سے اُس کو یہ فائدہ ہوتا تھا کہ یہ لوگ اُس کو کچھ نہ کچھ دیتے رہتے تھے۔

جب رومیۃ المداین کے بطریقون نے یہ حالت دیکھی۔ تو اُنھون نے اپنے بلاد کے اطراف و اکناف کے کیتھولک فرقے کے لوگون کو بھڑکایا۔ اور کہا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر کو جو ہم سب کے واسطے معدن الدیانت ہے ترکون نے گندہ کر رکھا ہے وہ اُس کی بے حرمتی کرتے ہین اس ناگفتہ بہ حالت سے اس کی حفاظت ہم سب پر واجب ہے یہ سنکر ہزارون نصرانی اُٹھ کھڑے ہوے۔ بطرس اور غوتیہ کے جھنڈے تلے لڑائی کے واسطے آموجود ہوے۔ ان دونون لشکرون کے آدمی کثرت سے تو ممالک ہنگری اور بلگیریا ہی مین ہلاک و برباد ہو گئے۔ اور جو وہان سے بچے بچائے آگے بڑھے وہ سلطنت قونیہ مین قتل کر دیے گئے۔

جب یہ جھگڑا مٹ گیا تو پھر سلجوقی اُسی اپنی اندرونی جنگ و جدل مین مصروف ہو گئے۔ یہ دیکھکر صلیبیون کی اور فوجین آئین۔ اور آبناے باسفورس سے گذر کر سلجوقیون کو شکست دی۔ کوہستان ایالت سیلیا سے بڑھکر انطاکیہ کو لے لیا۔ امراے شام سے مل گئے اور علاقہ فلسطین مین جا پہونچے۔

جب عربون نے یہ حالت دیکھی۔ تو وہ ترکون سے متفق ہو گئے بیت المقدس کے بچانے کے لیے اپنی حماست دینیہ کو ظاہر کرنے لگے۔ خلیفہ فاطمی سے جنگ کی جس نے ارطقیہ ترکون سے ۱۰۹۹ء مین بیت المقدس کو چھین لیا تھا۔ مگر پھر آخر کو شکست

کھائی۔ ادھر صلیبیون نے بیت المقدس اور اُس کے قرب وجوار مین سکونت اختیار کرلی۔ مگر اُن کی فتوحات کا سلسلہ آگے نہ بڑھ سکا۔ البتہ ایک اُن کا سردار بودوین بغداد کی طرف آگے کو بڑھا۔ جزیرہ مین سے شہر ادیسہ عتیقہ کو لے لیا۔ جسے آج کل ارفہ کہتے ہین۔

مبحث پنجم

زنگی۔ نورالدین۔ صلاح الدین۔ اور اخیر کے خلفائے فاطمی

۱۰۹۴ع سے ۱۱۷۱ع تک

جس زمانے مین مستعلی خلافت کا متولی ہوا اور نیز اس کے بعد کے کئی خلفا کے زمانے مین یعنی ۱۰۹۴ع سے ۱۱۷۱ع تک مسلمانون کے خود آپس مین فاطمیہ اور سلجوقیہ حاکمون کے مابین لڑائی جھگڑے ہوتے رہے۔ نہ توان خلفا نے اور نہ ان کے وزیرون نے اس بات کی فکر کی۔ کہ بلاد شام کے حکام کو متحد و متفق کرین۔ اور اہل صلیب کی مزاحمت اور مدافعت کرین۔ بلکہ ہمیشہ سلجوقیون ہی سے لڑتے اور اُنکے خون بہاتے رہے۔

آخر کار انھین سلجوقیون کے اُن عمال مین سے جو حلب اور دمشق مین تھے ایک شخص عمادالدین زنگی پیدا ہوا جس نے اپنا لقب آتابک رکھا تھا۔ اُس نے جزیرہ اور عراق عرب مین ۱۱۲۲ع مین ایک مستقل اور خود مختار حکومت قائم کی۔ وہ موصل کو لیکر حلب کے سلجوقی حاکم پر چڑھ دوڑا۔ اور ۱۱۲۷ع مین اُسے بھی چھین لیا۔

عمادالدین نے مسلمانون کے دلون مین فرنگیون کی عداوت کا تخم بو دیا۔ اُن سے شہر ادیسہ چھین لیا۔ فرنگیون کے جو لوگ بیت المقدس مین تھے۔ انھون نے اپنے برادران یورپ سے مدد مانگی۔ چنانچہ یورپ سے دو پادشاہ لوئی ہفتم فرانس کا پادشاہ اور کانرڈ ثالث انگلستان کا پادشاہ اُن کی اعانت کو خود فوجین لیکر آئے۔ انھون نے دمشق کے لینے کے واسطے بہت کوشش کی۔ مگر اپنے مقصد مین اُنھین کچھ کامیابی نہین ہوئی

اسی زمانے مین عماد الدین زنگی مرا اور اُس کے دو بیٹے سیف الدین اور نور الدین اُس کے قائم مقام ہوئے تھے۔ نور الدین نے اپنے باپ کے جنگی مقاصد کو پورا کیا اُس نے اہل صلیب پر خوب ہی تاخت و تاراج کی پھر دمشق پر چڑھ دوڑا۔ اور اُسے سلجوقیون سے چھین لیا۔ کیونکہ اس وقت یہ سلجوقی حاکم پہلی لڑائیون کے سبب سے کمزور ہو رہا تھا پھر اُس سے خلیفہ فاطمی کے مقابلے مین مصر کے وزیر نے مدد مانگی۔ اس نے کچھ شرائط کے اقرار پر اُسے مدد دی۔ مگر جب اُس نے اُن شرائط کا ایفا نہ کیا تو اس نے اپنے سپہ سالار شیرکوہ کو مصر کی طرف بھیجا۔ اُس نے جا کر ملک مصر کو لے لیا۔ اور بظاہر خلیفہ کی طرف سے مگر اصل مین بذات خود وزارت کے عہدہ پر قابض ہوگیا۔

پھر جب وہ مر گیا۔ تو اُس کے بھائی کا بیٹا صلاح الدین ایوبی اُس کی جگہ وزیر مقرر ہوا۔ یہ شخص کردی النسل بڑا دلیر و شجاع تھا۔ عزت نفس اور ذکاوت امانت اور وفائے عہود مین مشہور و معروف بڑا متقی اور عادل تھا۔ جب اُس کو فتح ہوتی تو مغلوبون کے ساتھ نہایت نرمی سے پیش آتا تھا۔ اس کے عربی معلومات بہت ہی اچھے تھے۔ اسکی سلطنت عربی تمدن کے لحاظ سے اعلےٰ درجات کو پہونچ گئی تھی۔

اس نے عاضد کو جو خلفائے فاطمی مین سے آخری خلیفہ ہوا ہے ۱۱۷۱ء مین معزول کر دیا۔ مصر سے مذہب شیعہ کو دور کر کے اُس کے بجائے مذہب اہل سنت و جماعت کو جاری کیا۔ اور حکم دیا کہ مدارس مین بجز شافعی مذہب والون کے کوئی درس و تدریس نہ کرے۔ اس نے یہ ارادہ کیا تھا کہ نور الدین بن زنگی سے بغاوت کرے اور دیار مصر کا خود مستقل حاکم بن جائے۔ مگر اسی زمانہ مین ابن زنگی کی موت کی خبر آگئی۔ اب اُسے بغاوت کی کوئی ضرورت نہ رہی۔

پھر وہ شام کی طرف روانہ ہوا اور جا کر ۱۱۷۴ء سے ۱۱۸۲ء کے درمیان دمشق حلب حمص پر قبضہ کر لیا۔ ان لوگون مین یہی اول شخص ہے جس نے دیار مصر اور شام

دونون پر حکومت کی ہے

اس زمانے مین فرنگ کے عیلبی مجاہدین شہرون اور مستحکم قلعون کی حکومت حاصل کرنے کے واسطے خود ہی آپس مین لڑجھگڑ رہے تھے۔ اُن مین سے ایک شخص دوسرون کے خلاف رائے مکہ و مدینہ پر لشکر لیکر چلا! اور راستہ مین صحرا کے اندر جو قافلہ گذر رہا تھا اُسے لوٹ لیا۔ مگر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُس کے اکثر آدمی بلاد عرب کے صحراؤن مین تلف ہو گئے۔ اور ان حرکتون سے فرنگیون کی قوت مین بھی سخت ضعف آگیا۔

صلاح الدین کو یہ موقع خوب ہاتھ آیا۔ اُس نے پہلے تو فلسطین کو اُن سے چھین لیا پھر طبریہ کو بھی لے لیا۔ پھر بیت المقدس کو جا کر اُسے بھی بہت جلد فتح کر لیا۔ اور جس قدر نصرانی معابد اور گرجا تھے سب کی اسلامی مسجدین بنا دین۔ پھر متوسط پر جو فرانسیسیون کے شہر تھے اُنکا محاصرہ لیا۔

مگر جب مسلمانون کو شہر صور پر شکست ہوئی۔ تو فرنگیون کے حوصلے پھر بلند ہو گئے کچھ دنون تو وہ ریچرڈ بادشاہ انگلستان اور فلپ آگسٹس بادشاہ فرانس کے آنے کا انتظار کرتے رہے اور جب وہ آگئے تو مسلمانون پر چڑھائی کی۔ مسلمانون کو اول تو اضطراب ہوا۔ مگر پھر اُن کے دل مضبوط ہو گئے۔ اور اس تیسری چڑھائی مین جس کا ہنگامہ ۱۱۸۷ء سے ۱۱۹۲ء تک رہا مسلمانون مین پھر قوت آگئی۔ ریچرڈ بادشاہ انگلستان نے ہرچند چاہا کہ سلطان مصر سے بیت المقدس کو چھین لے مگر اُسے کسی طرح اپنے مقصد مین کامیابی نہین ہوئی۔ آخرکار بے نیل مرام وہ یورپ کو لوٹ گیا!!

مبحث ششم

وفات صلاح الدین اور دولت مغلیہ تک اُسکے خلفا مین سلطنت کا با جاہ وجلال رہنا

ریچرڈ کے چلے جانے کے بعد صلاح الدین مرگیا۔ یہ ایسا عالی ہمت شخص تھا کہ اُس پر

اُسکے دشمنون کو بھی تعجب آتا تھا مسلمانون کو اس کی موت کا بڑا افسوس ہوا۔ پھر
اس کے تینون بیٹون نے اُس کی سلطنت کو باہم تقسیم کر لیا۔ ایک تو مصر کا مالک ہوا
دوسرا دمشق، بیت المقدس اور شام کے نشیبی حصہ پر قابض رہا۔ تیسرا حلب اور شام کے
کوہستانی علاقون کا حاکم ہوا۔

(پھر ان کے چچا ملک عادل سیف الدین ابو بکر نے مصر اور دمشق پر تاخت کی سنہ ۱۲۰۰ء
سے وہی ان کا والی ہو گیا۔ صلیبیون سے شہر طرابلس (شام) کو چھین لیا۔ جب اہل
صلیب پانچوین مرتبہ دمیاط مین آئے تو اس نے ان پر چڑھائی کی پھر اس کے بعد
مصر پر اس کا بیٹا ملک کامل اور دمشق پر اس کا دوسرا بیٹا مولی الدین حاکم ہوا۔
پھر فریڈرک ثانی جو چوتھی جنگ صلیبی کا سردار تھا ملک فلسطین کی طرف آیا اور
مولی الدین کو تحفہ تحایف بھیجے جنھین اس نے قبول کر لیا۔ اور اب اس بیت المقدس
کو جس کے لیے بڑا کشت وخون ہوا تھا۔ اور مسلمانون نے جس کی حفاظت کے لیے
بڑی کوشش کی تھی سنہ ۱۲۲۹ء مین فریڈرک کے حوالے کر دیا۔

ان چڑھائیون مین فرنگیون نے بڑے بڑے ہولناک کام کیے اور سخت کشت وخون
ہوا۔ مگر پھر وہ بہ نرمی و تلطف کام کرنے لگے۔ اسی وجہ سے سینٹ لوئی بادشاہ فرانس
کی چڑھائیون کو ان لڑائیون کے برابر نہین کہہ سکتے جیسا کہ اہل یورپ کو خیال ہے کہ
اُسکی چڑھائیان بھی انھین لڑائیون کی طرح کی تھین۔

مولی الدین کے بعد سلاطین ایوبیہ کو خوب معلوم ہو گیا کہ ان کے سب سے بڑے
دشمن فرنگی ہین اس لیے انھون نے ان کو ایشیا کے تمام ممالک سے نکال دیا صرف
بحر متوسط کے کنارے یافا، عکا، قیساریہ، ارسوف اور انطاکیہ ان کے ہاتھ مین رہ گئے
بیت المقدس کو انھون نے مکرر لے لیا۔ اس کے بعد یہ مقام کبھی تو سلطان مصر کی
حکومت مین چلا جاتا تھا اور کبھی سلطان دمشق کے زیر حکم آجاتا تھا۔

غرض کہ نورالدین کی ذریت مین سے کوئی نہ کوئی ہمیشہ جزیرہ کے کسی نہ کسی حصہ کا مالک رہتا تھا۔ ابتدائے تیرھوین صدی عیسوی سے شام مصر اور فلسطین کا کچھ حصہ اور جزیرۂ عرب کے بعض علاقے مثلاً مین جس کو صلاح الدین کے بھائی نے ۱۱۷۳ء مین فتح کرلیا تھا انکے قبضۂ تصرف مین رہا کیے۔ اُسکی اولاد اس پر ۱۲۵۸ء تک برابر قابض رہی جس کے بعد اس پر مغلون نے تاخت کی اور وہ ملک اُنکے قبضے سے نکل گیا۔ ایوبی خاندان کے عہد حکومت مین ان ممالک کے خطبون مین خلفائے عباسیہ کا نام لیا جاتا تھا۔

رہے فاطمی۔ تو وہ ایوبیون کے زمانے مین صرف ایک ایسا فرقہ ہو گئے تھے جس کا اعتقاد ایک خاص قسم کا تھا مگر اُنمین اتحاد و اتفاق کچھ نہ تھا۔

مبحث ھفتم

:- باطنی گروہ اور شیخ الجبل :-

ابو عبداللہ سرداران کرمانیہ مین سب سے آخری رئیس ہوا ہے۔ اسے اپنے مذہب کے ماننے والون پر تصرف مطلق حاصل تھا۔ اسی کی راہ پر ایک اور شخص حسن صباح بھی چلا۔ یہ شخص بڑا سیاح اور بہت بڑا عالم تھا۔ دین محمدی کے تمام فرقون کے حالات سے واقف تھا۔ اُس نے گیارھوین صدی عیسوی کے اخیر مین پند و نصایح کا بازار گرم کیا۔ مخلوق کو ایک جدید مذہب کے قبول کرنے کی ترغیب دینا شروع کی جسکی نسبت گمان غالب ہے کہ وہ مذہب کرمانیہ سے بہت ملتا جلتا تھا۔ کچھ لوگ اس کے معتقد ہو گئے جنکی مدد سے اس نے کچھ قلعے بھی لے لیے اور حصن "الموت" مین جو قزوین کے قریب ایک پہاڑی پر تھا رہنے لگا۔ اسی وجہ سے لوگ اسے شیخ الجبل کہنے لگے۔

اس نے نصاریٰ اور مسلمان دونون مذہب والون سے عداوت ظاہر کی تھی۔ اپنے آپ کو بمنزلہ خدائے ثانی سمجھتا تھا اس بنا پر اُس کا ضروری شغل یہ تھا کہ مظلومون کا

ظالمون سے بدلا دلائے۔ اُس کے احکام اُسکے متبعین پر خوب ہی چلتے تھے اگر وہ کسی شخص کو اُنہین سے قتل کا حکم دیتا تو وہ شخص خود بخود اپنے آپ کو برچھون کے اوپر بلند پہاڑ پر سے گرا دیتا یا خنجر اپنے پیٹ مین مار لیتا۔ اور اگر کسی غیر کے مار ڈالنے کا حکم دیتا تو یہ لوگ فوراً اُس پر عمل کرتے۔ یہ نہ دیکھتے کہ وہ شخص وزیر ہے یا بادشاہ یا کوئی خلیفہ عباسی۔

اُس نے اپنے پیرودن سے کہدیا تھا کہ جو حشیش یعنی بھنگ پیتا ہے وہ فردوس کی تمام لذتون کا مزا اُٹھاتا ہے۔ اس لیے یہ لوگ اُسے پی پی کر بہایم کی طرح نشہ مین سرشار رہتے تھے اور اُس کے حکم پر بُرے سے بُرے اور بدتر سے بدتر گناہ کا ارتکاب کرنے کے لیے مستعد ہو جاتے تھے۔ اسی وجہ سے مورخون نے انھین حشاشین کا لقب دیا ہے جسے یورپ والون نے حسا سین پڑھکر اُس کے معنے قتالین کے لگائے ہین مگر یہ غلط ہے۔

اُس نے اپنے پیرودن کو لوٹنے اور غارت کرنے کی بھی اجازت دیدی تھی اِس لیے اُنھون نے ہتیار اُٹھائے اور ملک شام مین جا کر اُسے خوب لوٹا اور جبل لبنان تک بڑھے چلے گئے۔ شام مین بڑے بڑے مضبوط مقام بنائے پھر جو قافلے اُن کے ملک مین ہو کر گذرتے اُنھین بے تکلف لوٹ لیتے اور رہزنی کرتے تھے۔ تیرھوین صدی کی ابتدا مین ان لوگون نے عراق اور شام کے اکثر مقامات پر قبضہ کر لیا تھا کچھ قلعے حلب اور دمشق کے قریب بھی لے لیے تھے۔ پھر سنہ ۱۱۶۱ع کی ابتدا سے یہ لوگ عراق فارس مین جا بسے۔

ملک شاہ نے بہت کوشش کی کہ انھین کسی طرح غارت کر ڈالے مگر انھون نے اُس کی کچھ بھی پروا نہ کی۔ بلکہ کہتے ہین کہ نظام الملک کو جو اس بادشاہ کا وزیر اعظم تھا انھین مین سے کسی شخص نے شدت تعصب اور غیرت مذہبی کے سبب سے قتل کر دیا تھا۔

حشاشی اور فاطمی فرقے کے لوگ دونون اہل سنت والجماعت کے ساتھ سخت
عداوت رکھنے اور ان کے دائمی دشمن ہونے مین گویا ایک ہی تھے۔

مبحث ہشتم

مغلون کی تاخت جلال الدین بادشاہ کا اُنکی
مقاومت مین اظہار عزم اور خلافت عباسیہ کا خاتمہ

سلطان محمد خوارزم کا بادشاہ بڑے جاہ وجلال اور شوکت کا بادشاہ تھا۔ اسی
سبب سے ناصرالدین اللہ خلیفہ عباسی اُس سے بہت ڈرتا تھا۔ اسی خوف کی وجہ سے
اُس نے بادشاہان غوری کو اسکے خلاف بھڑکایا اور وہ اس سے لڑے تھے۔
اسکے جواب مین سلطان محمد نے ارباب فتوے اور علما کو اپنے قصر مین طلب کیا
اُن سے خلفاے عباسیہ کے باب مین مشورہ لیا۔ اور کہا کہ انھون نے اولاد امام حسینؑ
بن علیؓ بن ابی طالب کا حق غصب کیا ہے زبردستی خلیفہ بن بیٹھے ہین۔ پھر ایک
شخص علاء الدین کو جو ماوراء النہر مین رہتا تھا اور حضرت علی بن ابی طالب کی اولاد
مین تھا خلیفہ مشہور کر دیا۔ اور ساتھ ہی بغداد پر چڑھائی کرنے کے لیے ایک بڑا لشکر تیار کیا
لیکن عین اسی زمانے مین ایک نئی صورت حال پیدا ہوگئی وہ یہ کہ ستھین نسل کی
کچھ قومین جو اب تک اپنے ملک تاتار مین رہتی تھین۔ اُن کا دین اور اُن کی عادت
ابھی تک وہی تھی جو قدیم زمانے مین اُن کے آبا و اجداد کی تھی۔ وہی اُن کی بدوی
زندگانی تھی۔ وہی اُن کی حکومت کا ڈھنگ تھا۔ اُسی طرح وہ قبیلہ قبیلہ مین رہتے
اور اپنے اپنے قبیلہ کے سردارون کی اطاعت کرتے تھے۔ لوٹ مار اور لڑائی فساد کا
انھین ویسا ہی شوق تھا جیسا پہلے ان کے اسلاف کو تھا۔ اُن کا ایک بڑا سردار
چنگیز خان تمام بلاد تاتار پر غالب ہوگیا اور مملکت چین کے شمالی اقطاع پر بھی اُس نے
قبضہ کر لیا۔ پھر اُس نے ایشیا کے اقالیم غربی کی طرف قصد کیا اور ۶۱۹ھ مین ملک

ماوراءالنہر کے دبا لینے کی دھمکی دی۔

اس لیے سلطان محمد نے بغداد کو لشکر بھیجنا موقوف کیا۔ انھیں ماوراءالنہر کی طرف روانہ کیا۔ مگر مغلون نے انھیں شکست دی اور بالکل پراگندہ و منتشر کر دیا۔ سلطان محمد اُس طرف سے بھاگا اور دریاے جیحون سے پار اُتر گیا۔ سنہ ۶۱۷ھ مین جرجان کے بحیرہ خزرمین جا کر پناہ گیر ہوا۔ وہ اپنے بیٹے جلال الدین کو اُن کی معاونت کے لیے چھوڑ آیا تھا۔ مگر جب اُس نے دیکھا کہ اُس کے آدمی بھاگے چلے آتے ہین اور مغل ماوراءالنہر خوارزم خراسان جیلان اور آذربائیجان تک پھیل گئے ہین بلکہ اُس کے ملک کی دو ہزار ساٹھ فرسخ زمین کو انھون نے گھیر لیا ہے تو وہ بہت گھبرایا۔

مگر اسکے بعد مغلون کا سردار چنگیز خان اپنے پایۂ تخت شہر قراقرم کو لوٹ گیا جو صحراے شاموکے قریب مین آباد تھا۔ سنہ ۶۲۰ھ سے ایک سنہ ۶۲۷ھ تک وہ وہین رہا۔ جلال الدین جو دشمنون سے پناہ لینے کے لیے ہندوستان کی طرف چلا گیا تھا۔ وہ بھی اب اپنے ملک کو لوٹ آیا۔ پھر اُس کے پاس وہ لوگ بھی آ گئے جو مغلون کے مطیع نہین ہوے تھے۔ اب اُس نے اپنے باپ کی سابقہ سلطنت مین ترقی دیکر ایسی زبردست حکومت قائم کی جو منابع دریاے گنگ سے جزیرہ مین شہر موصل کے دروازون تک چلی گئی تھی۔

پھر چنگیز خان نے اپنے بیٹے اوقتائی خان کو مغلون کا سردار بنایا۔ اُس نے فوج لیکر مکرر جلال الدین کے ملک پر تاخت کی جس سے جلال الدین کو دوبارہ بھاگنا پڑا اور آخر کار وہ دیار بکر مین مارا گیا۔ بعد ازان سنہ ۶۳۵ھ سے سنہ ۶۴۱ھ تک اوقتائی خان سلطان قونیہ اور مستنصر باللہ خلیفۂ عباسی سے لڑتا رہا۔ مگر اُسے ان پر کوئی بڑی فتح نہین حاصل ہوئی۔

اُس کے بعد سنہ ۶۴۱ھ مین خان جایوک اوقتائی کا قائم مقام ہوا۔ اس کی فتوحات کا

بھی سلسلہ کچھ آگے نہ چلا۔اس نے صرف اتنا ہی کیا۔کہ اپنے دربار سے خلیفہ بغداد اور شیخ الجبل اور ملوک سلجوقیہ کے سفیرون کو نکال دیا تھا۔

بعدازان ۱۲۵۱ء مین منگو خان فرمان روا ہوا۔اُس نے قبلا خان اور ہلاکو خان اپنے دو بھائیون کو توسیع سلطنت کے لیے معین کیا۔قبلا خان کو چین کی طرف بھیجا جہان اُس نے اس قدر فتوحات حاصل کین۔کہ گویا تمام چین فتح کرنے کے قریب ہوگیا اُدھر اُس کے بھائی ہلاکو خان نے ایک عظیم الشان لشکر لیا اور شہر قراکورم سے مغربی ایشیا کی طرف روانہ ہوا۔اس نے دو سال کے اندر ہی اندر عربون کی حکومت کے جو آثار بلاد فارس مین ابھی تک باقی تھے وہ سب مٹا دیے۔

اس کے بعد اُس سے بغداد کے کچھ لوگ مل گئے اور درپردہ اُس سے مراسلت کرتے رہے پھر اُس نے آکر بغداد کا محاصرہ کیا۔خلیفہ مستعصم نے دیکھا کہ اُسمین ہلاکو خان کے مقابلہ کی قدرت نہین ہے۔اُس نے ہلاکو خان سے کہا۔کہ جس طرح آپ کی مرضی ہو مین اُس طرح صلح کرنے کو موجود ہون۔مگر اُس نے کچھ نہ سنا۔اور ۱۲۵۸ء موافق ۶۵۶ھ مین بغداد کو فتح کر لیا۔

بعدازان مغل شہر بغداد کو برابر سات روز تک لوٹتے اور غارت کرتے رہے اسی حالت مین اُنھون نے قلمی کتابون کا ایک بڑا حصہ جلا دیا جو نہایت عمدہ لکھی ہوئی تھین اور کچھ کتابین دجلہ مین ڈالدین جن کی کثرت کی نسبت مورخون نے یہ مبالغہ کیا ہے کہ دجلہ کا پانی سیاہ ہوگیا تھا۔اس سے پیشتر مغل بخارا۔سمرقند۔ہرو۔اور نیشاپور وغیرہ بڑے بڑے مقامات لوٹ چکے تھے۔وہان بکثرت دولت اُن کے ہاتھ آئی تھی مگر یہان کی دولت جو اُن کے ہاتھ لگی اُسے دیکھکر وہ حیران رہ گئے۔مستعصم کا گلا گھونٹ دیا اور اُسے بغداد کے بازارون مین کھینچے کھینچے پھرے۔جس کی دیوارین تمام خون سے آلودہ ہو رہی تھین۔یہ خلیفہ عباسی خلفا مین سب سے آخری خلیفہ تھا۔

مبحث نہم

مغلون کا مصر و شام پر غالب نہ ہونا۔ ممالیک کا بادشاہان ایوبیہ کو۔ اور پھر عثمانیون کا اُن ممالیک کو معزول کرنا

صلاح الدین ایوبی کے جانشینون نے اپنے محلات مین غلام بہت سے اکٹھے کر لیے تھے۔ انھون نے قاہرہ مین وہی فتنہ و فساد برپا کیے جو ترکون کے غیر منتظم لشکر نے برپا کیے تھے۔ یہی لوگ ہین جو ممالیک کہلاتے ہین۔ مغل جب بغداد پر مسلط و مستولی ہو گئے تو انہی لوگون نے اُنھین آگے بڑھنے سے روکا اور مصر و شام پر اُن کا قبضہ نہ ہونے دیا۔

اُدھر جب خوارزمی چنگیز خان سے بھاگ کر آئے تو اُنھون نے شام کو لوٹنا شروع کیا۔ سلطان دمشق نے صلیبیون سے مدد مانگی اور اس کمک کے صلہ مین اُس نے اُنھین طبریہ۔ بیت المقدس۔ اور عسقلان حوالہ کر دیا۔ سلطان مصر اور مملوکون نے یہ حالت دیکھی تو یہ لوگ خوارزمیون سے متفق ہو گئے اور سلطان دمشق سے کچھ عرصے تک لڑتے رہے۔ اس زمانے مین کبھی بیت المقدس ان کے ہاتھ آجاتا اور کبھی صلیبیون کے ہاتھ مین چلا جاتا تھا۔

پھر ممالیک خوارزمیون سے بھی لڑ پڑے۔ سنہ ۱۲۴۳ع سے لیکر سنہ ۱۲۴۵ع تک اُن سے کُشت و خون کرتے رہے۔ آخر کار اُن کو بالکل پراگندہ اور غارت کر کے چھوڑا۔

اس کے بعد انھون نے سینٹ لوئی بادشاہ فرانس کی پیش قدمی کو جنگ منصورہ مین تین سال تک روکا۔ اور اُسے پکڑ کر قید کر لیا۔ کُردی سلطان مصر نے سینٹ لوئی سے کچھ شرطین ٹھیرائین جو ان ممالیک کو پسند نہ آئین اس لیے یہ سلطان سے باغی ہو گئے اور اپنے ایک سردار ایبک معز الدین اللہ کو والی بنایا۔ چونکہ مملکت کے جمیع وسائل اور خراج انھین کے ہاتھون مین تھا اس لیے اس معاملہ مین اُن سے منازعت و مخالفت

کرنے کی کسی کو جرات نہ ہوئی۔ انھون نے الجزیرہ کو لے لیا اور اس کے بعد شام کو بھی جسکو ہلاکو خان نے سنہ ۱۲۵۸ء مین فتح کر لیا تھا۔ ادھر جو کچھ صلیبیون نے ممالک اسلامیہ مین سے لے لیا تھا وہ بھی اُن کے ہاتھ سے نکلا جاتا رہا۔ یہ دیکھکر سینٹ لوئی صوبۂ فلسطین کی طرف چلا گیا اور مغلون کے خان اور شیخ الجبل کو اپنا دوست بنانا چاہا کہ ممالیک کے مقابلہ مین یہ دونون اُسکی اعانت کرین۔ مگر اس سے بھی اُسکو کچھ نفع نہین ہوا۔

جب مغلون نے بغداد پر قبضہ کیا تھا۔ تو عباسیون کا ایک خاندان قاہرہ کو چلا آیا جس کو یہان احکام سلطنت مین تو کوئی دخل نہ تھا۔ مگر احکام دینی سے کچھ تعلق ہوگیا تھا یعنی وہ حکام اور سلاطین مصر کے احکام کو لوگون کے روبرو بیان کر دیا کرتے تھے یہ لوگ یہان سنہ ۱۲۵۸ء سے سنہ ۱۵۱۷ء تک اسی طرح پر رہے۔

پھر خاندان عثمانیہ کے بادشاہ غالب ہوے۔ ممالیک کو اُنھون نے نیست و نابود کر ڈالا۔ اور جتنے صوبے کتب جغرافیہ مین ایشیاے ترکی کے نام سے مشہور ہین اُن سب پر قبضہ کر کے وہان اپنی مستحکم حکومت قائم کر لی۔

مبحث دہم

عربی حکومت کے زوال سے عربی تمدن زائل نہین ہوا

یہ ظاہر ہے کہ عرب کی قوت و شوکت رفتہ رفتہ برابر زائل ہوتی چلی گئی اور آخر کو اُن کی خلافت بھی جاتی رہی۔ بلکہ اُن کی حکومت دنیاوی جزیرۃ العرب کے باہر بالکل نہین رہی۔ پھر جب ترکون اور مغلون کا زمانہ آیا اور اُنھون نے شمالی ایشیا سے ایشیا کے مشرق و مغرب پر تاخت کی تو عربون کا ذکر اقوام مشرقی کی تاریخ سے گویا بالکل ہی ست مٹا گیا۔

مگر ہان اُن کا تمدن خلافت زائل ہوجانے کے بعد بھی مدت تک باقی و غالب رہا۔ بلکہ ممالک ایشیا مین جو نئے نئے انقلابات ہوے اُن سب سے بجاے ضرر کے

تمدن عرب کو تائید ہی پہونچتی رہی۔

سلطان محمود غزنوی نے علامہ ابوریحان البیرونی کو اپنے دربار مین بلایا جو اُس زمانے کے تمام علوم وفنون سے واقف اور اپنے ابنائے عصر مین مشہور ومعروف شخص تھا۔ پھر ملک شاہ نے بغداد کے ہی مدرسہ سے اُس اصلاح مین امداد لی۔ جو اُس نے روزنامۂ حساب اور تقویم فارسی مین کی تھی۔

ہلاکو خان نے بھی نصیرالدین طوسی کے لیے جو علوم ریاضیہ مین ایک بڑا مشہور شخص گذرا ہے ایک فلکی رصدخانہ بنوایا تھا۔ اور اُس کا بھائی قبلا خان جب چین کا مالک ہوگیا تو اُس نے بھی ایشیا کے اقالیم غربیہ سے علوم وفنون کو اُدھر منتقل کیا اور چین مین اُنھین جاری کیا۔

پھر ان سے دو صدی بعد تیمور لنگ کا خاندان ہوا۔ اُس کا بیٹا شاہرخ اور اُس کا پوتا الغ بیگ مدرسۂ بغدادیہ کے عربی علوم وفنون کا وارث ہوا۔ اور سب کے آخر سلاطین عثمانیہ کے ابتدائی زمانے مین اچھے اچھے علما پیدا ہوے جنھون نے عربی اور فارسی زبانون مین کتابین تصنیف وتالیف کین۔ یہی گویا آفتاب علم وتمدن کی آخری شعاعین تھین جن پر یہ دور ختم ہوگیا۔

مقالہ پنجم

مغربی ممالک مین عربی سلطنت کا عروج اور زوال ۔ بنی اُمیّہ اور بنی عباس کی خانہ جنگی کے آغاز سے شمالی افریقہ مین دولت عثمانیہ کے قیام تک ۔ اسپین کے نصارے کا مغربی مسلمانون کو اسپین سے جلاوطن کرنا

باب اوّل

ملوک اغلبیہ ادریسیہ فاطمیہ اور زیدیہ کی سیرت جو افریقیہ کے شمالی اقالیم کے حاکم تھے ۔ پھر اُن خلفاے امویہ کا بیان جو اپنی حکومت مشرقیہ کے انقراض کے بعد اسپین مین جا کر حاکم ہوے

سنہ ۷۴۲ع لغایت سنہ ۱۶۰۹ع موافق سنہ ۱۲۵ھ لغایت سنہ ۹۹۳ ہجری

مبحث اول

—: عبدالرحمن اموی کا ملک اسپین مین آنا ۔ اور قرطبہ مین خلافت امویہ کا قیام :—

ہم اوپر کہہ آئے ہین کہ خاندان اُمیّہ اور عباسیہ کی لڑائی کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ عربی حکومت کے دو حصّے ہو گئے تھے ۔ ایک تو مشرق مین تھا جس مین وہ ممالک اسلامی داخل تھے جو ایشیا مین تھے اور اسی مین ایالت مصریہ بھی شامل تھی جس کے تقلبات اور حوادث کا حال اوپر مذکور ہو چکا ۔ اور دوسرا حصہ اُن کا مغرب مین تھا اس مین مملکت اسپین اور افریقیہ کی شمالی ریاستین شامل تھین ۔ اب ہم اُن حوادث کو بیان کرتے ہین جو اس حصے مین واقع ہوے اور جو اُسی طرح کے ہین جیسے کہ مشرق

مین پیش آئے - یہ بیان ہم پہلے اسپین کے حال سے لکھنا شروع کرتے ہین -

خلفاے عباسیہ اسپین سے بہت دور رہتے تھے اس لیے اسپین کے والی اور چھوٹے چھوٹے عہدہ دار وہان کے لوگون کو تکلیف دیا کرتے اور اُن سے بڑے بڑے محاصل طلب کیا کرتے تھے -

اسپین مین حمیری - شامی - اور عراقی - عرب قبائل موجود تھے - اور وہ آپس مین ایک دوسرے کے دشمن تھے - یہ عرب افریقیہ کے بربری قبائل کو غیر سمجھتے اور انھین دشمنی و حسد کی نگاہ سے دیکھتے تھے اس وجہ سے اسپین مین انتہا درجہ کی بدنظمی پھیلی ہوئی تھی - اور یہ نوبت پہونچ گئی تھی - کہ وہان کے حکام جبریہ احکام ان لوگون پر صادر کرتے - یا ان کو سخت تکالیف شاقہ دیتے مگر یہ اُن کی کچھ بھی پرواہ نہ کرتے تھے - ان سب باتون کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک گروہ عظیم اس امر کے لیے مستعد ہو گیا کہ اسپین مین کوئی جدید حکومت قائم کیجائے -

اسی زمانے مین وہان یہ مشہور ہوا کہ امیر عبد الرحمن خلیفہ ہشام اموی کا پوتا سفّاح کے ہاتھ سے زندہ بچ گیا ہے - اور اب وہ قبیلہ زناتہ کے پاس افریقیہ کے ایک صوبے مین آیا ہوا ہے - یہ قبیلہ افریقیہ کے تمام قبائل سے بڑا تھا کیونکہ اُس کے لشکر کی تعداد ساڑھے سات سو سوار تک پہونچ گئی تھی -

مسلمانان اسپین نے عبد الرحمن کے پاس تین سفیر بھیجے اور اُسے بلایا - عبد الرحمن ان سفراء کے ساتھ کشتی مین بیٹھکر اسپین کو روانہ ہوا - اور ایک بندرگاہ پر پہونچا جو غرناطہ سے بندرہ فرسخ پر تھا - یہان لوگون نے اس کا نہایت شاندار اور پرتپاک استقبال کیا اور خوش آمدید کہا -

عبد الرحمن پہلے شہر اشبیلیہ مین داخل ہوا - قرطبہ مین اس وقت عباسیون کی طرف سے دو سردار تھے جو سپہ سالاری اور سلطنت کے لیے ایک دوسرے سے جھگڑ رہے

تھے۔ مگر جب امیر عبد الرحمن وہان پہونچا تو وہ دونون اُس اُموی شہزادے کی مخالفت پر متفق ہو گئے۔ مگر جب انھون نے یہ دیکھا کہ قرطبہ والے دل سے عبد الرحمن ہی کی طرف مائل ہین تو قرطبہ اُسکے حوالہ کر دیا۔ پھر جنگ موزارہ مین عبد الرحمن کو اُن دونون پر فتح حاصل ہو گئی جس سے اُس کی حکومت جم گئی۔ اور دوبارہ اُسے پھر اپنے اعدا پر غلبہ حاصل ہوا۔ اس وقت دشمن اُسکی قید مین آ گئے تھے۔ مگر اُس نے انھین چھوڑ دیا۔ اُن کا مال و متاع اُن کو واپس کر دیا اور اُن کی جائداد و املاک بھی اُن کے قبضے مین رہنے دین۔

اب اسپین کے تمام شہر عبد الرحمن کے قبضے مین آ گئے۔ اور اہل اسپین نے اُس سے ۱۵۶ھ مین خلافت کی بیعت کر لی۔ چنانچہ اُسی وقت سے خلافت مغربیہ خلافت مشرقیہ بغداد سے جدا ہو گئی۔

مبحث دوم

عرب اور بربریون کی مخاصمت کی وجہ سے افریقیہ کی ریاستہاے شمالی مین اضطرابات اور ملوک اغلبیہ کی سلطنت

افریقیہ کی شمالی ریاستون مین مغربی مسلمان رہتے تھے جنھین بربر کہتے ہین۔ ان پر کوئی حاکم نہ تھا وہ آزادی کو پسند کرتے اور خود مختار رہتے تھے۔ اُس زمانے تک اُن کا یہی حال رہا کہ ایشیا سے عرب وہان گئے۔ اور وہ ان کو خلفاے عباسیہ کے زیر حکومت لے آئے۔

پھر ایک شخص عبد الرحمن بن حبیب نام نے عرب اور بربریون کو تدریجاً اپنی طرف مائل کرنا شروع کیا اور جس زمانے مین اموی اور عباسی آپس مین لڑ جھگڑ رہے تھے اُس نے ۱۲۶ھ سے ۱۳۵ھ تک ان کے ایک بہت بڑے گروہ کو اپنے قبضے مین کر لیا۔ ادھر چونکہ بنی عباس اپنے جھگڑون مین مصروف تھے اسلیے عبد الرحمن بن حبیب ہی

وہان کے تمام حل وعقد کا مالک بن بیٹھا۔ مگر جب بنی عباس غالب ہو گئے تو ۱۵۳ھ مین یہ بھی اُن کا مطیع و منقاد ہو گیا۔

کچھ دنون بعد جب خلیفہ منصور عباسی نے ۱۵۵ھ مین اُس سے بہت زیادہ محاصل طلب کیے۔ تو اُس نے اپنی خودمختاری کا اعلان کر دیا اور شہر قیروان کی مسجد مین اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔

بعد اُس کے بھائی الیاس کو حکومت کی طمع نے گھیرا۔ تو اُس نے عرب اور بربریون مین فتنے اور فساد برپا کرا دیے جس سے اُن مین لڑائی ہو گئی اور بہت سخت کشت وخون ہوا۔ آخر کار یہ جنگ عربون کی فتح پر ۱۷۰ھ مین ختم ہوئی۔

اسکے بعد ان کے امیر اغلب نے کوشش کی اور تمام بربرون کو خلیفہ منصور کی اطاعت وانقیاد کے لیے مجبور کیا۔ پھر بربریون نے مہدی اور رشید کے زمانے مین کئی مرتبہ بغاوت کی جس مین عباسیون کو بڑے بڑے نقصانات اُٹھانا پڑے۔ یہان تک کہ ۱۸۵ھ مین رشید نے مصمم ارادہ کر لیا کہ ابراہیم بن الاغلب کو ریاستہاے مغربی کی حکومت مستقل طور پر دیدے۔

چنانچہ اغلبیہ خاندان اسی سنہ سے ۲۹۱ھ تک وہان خودمختارانہ حاکم رہا۔ اس خاندان نے ازدواج ومناکحت کے ذریعے سے عرب اور بربر دونون کے خون کو باہم مخلوط وممزوج کر دیا۔ اب اُن کا اخلاق اور اُن کا دین بھی متحد ہو گیا اور غیریت کی وجہ سے اُن مین جو تباغض وتحاسد تھا وہ سب جاتا رہا۔

(ابراہیم بن الاغلب کے زیر حکومت وہ تمام ملک تھا۔ جو سواحل بحر اقیانوس سے لیکر حدود ایالت مصریہ غربیہ تک چلا گیا ہے۔ اور اس وسیع مملکت کے خطبون مین خلیفہ عباسی کے نام کے ساتھ اس کا بھی نام لیا جاتا تھا۔

مبحث سوم

تلمسان پر ادریسیون کا غلبہ۔ اُن کا شہر فاس کو آباد کرنا

ترقی علوم وفنون اور صنعت وحرفت مین بنی الاغلب کی کوشش

جب شمالی افریقیہ کی ایالتہاے غربیہ کی باہمی دشمنی رفع ہوگئی۔ تو وہان علوی فریق کا ایک جلیل الشان شخص ظاہر ہوا۔ اُس کا نام ادریس تھا اُس نے ان ریاستون مین سے اپنا ایک گروہ بنایا جو بڑا زبردست تھا پھر اُس کے ذریعے وہ تلمسان پر قابض ہوگیا۔ ادریس نے ۱۷۳ھ مین مغرب اقصیٰ کا تمام علاقہ اپنے قبضے مین کر لیا۔ شہر والیلی مین اپنا قیامگاہ مقرر کیا۔ اور ان ریاستون مین سے اغلبیون کی دنیاوی اور عباسیون کی دینی حکومت بالکل زائل کر دی۔ اب ادریسیون ہی کا ان دونون حکومتون پر قبضہ ہوگیا۔

ادریسیون نے شہر فاس بسایا۔ اُس مین ایک عظیم الشان مسجد بنائی مدارس اور کتب خانے قائم کیے جس سے یہان بھی وہی علمی شوق پیدا ہوگیا جو ممالک شرقیہ مین عباسیون کے سبب سے پیدا ہوا تھا۔ ادریسیون نے شہر فاس کو مملکت مغربی کا جدید پایۂ تخت بنایا۔ اور اسپین وافریقیہ کے عربون کی تجارت کا اسی کو مرکز قرار دیا۔

عباسی خلفاء اور اغلبی حکام دونون نے بہت سخت کوشش کی کہ مغرب اقصےٰ سے ادریسیون کی حکومت کو زائل اور برباد کر دین۔ مگر اُن سے کچھ بھی نہ ہوسکا۔ اب اغلبیہ خاندان والے صرف بلاد مغرب وسطےٰ اور بلاد افریقیہ کی حمایت وحفاظت کرنے لگے۔ انھون نے ان ممالک نصرانیہ پر جو سواحل بحر متوسط پر واقع تھے چڑھائیان کین۔ یہان انھین فتح ونصرت حاصل ہوئی اس کے سوا اقلیم افریقیہ کو انھون نے مہذب بنایا۔ جو اسلامی تمدن شام اور عراق مین جاری تھا وہی انھون نے وہان بھی جاری کیا۔ قصر قدیم اور رصادہ دو شہر نئے آباد کیے۔ سوسہ کبھی تونس کبھی قیروان۔

اور کبھی طرابلس مین رہنے لگے جس کی بسبب شہر ایسی عمارتون سے معمور ہو گئے جن مین جا دہ قوسین بنائی جاتین اور بڑے بڑے آراستہ و پیراستہ ستون قائم کیے جاتے تھے جو عمارات رومانی کے طرز پر ہوتے تھے۔ ایسی ندیون پر جہان بارش کی وجہ سے دفعۃً تیز رو سیلاب جاری ہو جاتے تھے انھون نے پل بنوائے۔ غرض ان لوگون کے سبب سے تمام ملک مین تہذیب پھیلی۔ انھون نے علوم و فنون صنعت و حرفت اور تجارت و فلاحت کی ترقی مین بڑی کوشش کی۔ جگہ جگہ تجارت کی منڈیان قائم کین جس سے صحرائی قومون اور سواحل کے باشندون کے مابین آمد و رفت کی سہولت ہوگئی نئی نئی سڑکین نکالین۔ اُنھین من و امان کا بڑا بندوبست کیا۔ ڈاک کے راستون اور مقامون کی نگرانی شہرون کے عمائد اور اعیان کو سپرد کی۔ نیز ان مقامات مین خاص نگران مقرر کیے۔ ان مین پیدل ہرکارے اور سوار قاصد ڈاک لیجایا کرتے تھے۔ اور یہ ڈاک حدود مغرب کی ابتدا سے مملکت مصر کے حدود تک برابر آتی جاتی تھی۔ علاوہ برین اغلبیون نے بڑی کشتیون کا بیڑہ بھی تیار کیا جس کے ذریعے سے بحر متوسط پر حکومت کرتے تھے۔

مبحث چہارم

بنی الاغلب کے غزوات بحریہ۔ جزیرہ سسلی کا لینا اور اپنی
حکومت کے زمانے مین انتہا درجہ کی ترقی حاصل کرنا

تمام آٹھوین صدی مین بنی الاغلب سواحل بحر متوسط پر غزوات کرتے رہے اور جنگی جہازون پر فوجین بھیجتے رہے جو مملکت اٹلی اور فرانس اور نیز جزائر کارسکا سارڈینا اور سسلی پر تاخت و تاراج کرتی تھین۔ فرانسیسی مورخون نے اُن کے ان غارات اور تاخت و تاراج کے متعلق بڑی مبالغہ آمیز حکایتین لکھی ہین۔ اور اُسکے زمانون کی نسبت بہت پریشان اور مختلف اقوال لکھے ہین۔

مگر مورخین اسلام نے جو کچھ لکھا ہے وہ یہ ہے کہ بنی الاغلب جب سر بسلطنت پر متمکن

ہوئے۔ تو انھون نے سنہ ۷۱۳ع و ۷۲۲ع و ۷۲۴ع مین جزیرہ کارسکا پر تاخت کی سنہ ۷۲۴ع
اور ۷۲۹ع مین جزیرہ سارڈینا پر چڑھ گئے۔ اور سنہ ۷۲۰ع و ۷۲۴ع و ۷۴۳ع و ۷۴۷ع و ۷۷۲ع
و ۷۷۲ع مین جزیرہ سسلی پر حملے کیے۔ پھر جزائر لورنس اور مالٹا پر چڑھائی کی۔ اور
یونیا اور قالبرہ کے صوبون پر بھی جا پہونچے جب یہ لوگ جزائر بلیارہ۔ کارسکا اور سارڈینا
پر گئے ہین تو یونانی ان کے خوف سے اُن جزائر کی سکونت چھوڑ کر بھاگ گئے۔ یہ
دیکھکر رومیۃ المدائن کے بطرک نے فرانس کے بادشاہون سے درخواست کی کہ وہ ان
جزائر کو اپنی حمایت وحفاظت مین لیلین۔

پاپاے روم کی درخواست پر فرانس کے بادشاہ شارلمین نے اپنے جنگی جہاز بھیجے
جنھون نے عرب کے حملون سے ان شہرون کی حفاظت کی۔ لیکن جب وہ سنہ ۸۱۴ع
مین مرگیا اور لوئی بادشاہ فرانس کے وقت مین اندرونی فتنے اُٹھ کھڑے ہوئے تو پھر
عربون نے اُن جزائر اور بلاد پر تاخت وتاراج شروع کردی۔

اس وقت اسپین کے عربون نے سواحل فرانس اور جزیرہ کارسکا پر اکثر تاخت
کی اور مغربی افریقیہ کے عربون نے سواحل اٹلی اور جزائر سارڈینا اور جزیرہ سسلی پر
زیادہ چڑھائی کی۔

جزیرہ سسلی کا حاکم کہین وہان کے ایک یونانی ضابط (فوجی سردار) مسمی ادفیمیوس
کو گالی دے بیٹھا تھا جس پر برہم ہو کے اس ضابط نے اُس سے جزیرہ کی حکومت
چھین لی تھی۔ پھر ایک اور فوجی سردار جو ادفیمیوس کے ساتھ اور اُس کا ماتحت تھا
اس سے رشک وحسد کرکے بگڑ بیٹھا اور ادفیمیوس سے بالرمہ ور سیراغوسہ دو شہر لے لیے
اپنے ماتحت کی سرکشی اور بغاوت سے دق ہو کر ادفیمیوس زیادۃ اللہ کے پاس گیا
جو ابراہیم بن الاغلب کا خلیفہ تھا۔ اس نے قاضی اسد کو جو اسدیہ کا مؤلف ہے لشکر
دیکر اُس کی مدد کو بھیجا۔ وہ جہازون مین بندرگاہ سوس سے روانہ ہو کر سنہ ۸۲۷ع مین

بندرگاہ مزارہ مین پہونچا۔

پھر قاضی اسد اور وہ ضابط دونون ملکر لڑے۔ یہ میدان جنگ مین تو دشمن پر فتحیاب ہوے مگر شہرون کو خصوصًا بالرمہ۔ سیرآقوسہ۔ اور قصریانی کو فتح نہ کر سکے۔ اسی اثنا مین قاضی اسد کا انتقال ہو گیا اور اُنکے لشکر نے اُس یونانی ضابط کے اشارہ سے یہ چاہا کہ اپنے ملک یعنی افریقیہ کو لوٹ جائے۔ مگر جب یہ دیکھا کہ اُن کی راہ روکنے کے لیے آگے سمندر مین یونانی جہاز کھڑے ہین تو اُنھون نے ۸۲۸ء مین اپنے جہاز جن پر سفر کر کے اس جزیرہ مین آئے تھے جلا دیے۔ اور قسم کھائی کہ اب سسلی کو جیتے جی بغیر لیے نہ چھوڑین گے۔ پھر یہ ضابط بھی مرگیا اور مسلمانون کی یہ حالت ہو گئی کہ ان کی ہلاکت مین اب کوئی شبہہ باقی نہ رہا تھا کہ اسی حالت مین محمد بن الاغلب تین سو کشتیان لیکر سسلی مین اُن کی مدد کو آموجود ہوا۔

پھر تو انھون نے اول جرجنتی اور مزارہ دو شہرون کو لیا۔ پھر ۸۳۱ء مین بالرمہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ بعد ازان لوگون کو یقین ہو گیا کہ یہ عرب تمام جزیرہ فتح کر لین گے۔ ان جزائر کی امداد کے لیے قسطنطنیہ کے یونانی امپراطور نے فوج بھیجی تھی۔ لیکن عربون نے اُسے بھی ۸۳۶ء مین قصریانی کے قریب شکست دی۔

قصریانی والے پھر بھی مدتون عربون کے مقابلے پر جمے رہے۔ اور ۸۵۹ء سے پہلے پوری طرح ان کے مطیع نہ ہوئے۔ اسی طرح پر نوتو، طارومینہ، قطانہ، سراقسطہ شہرون نے بھی پوری مقاومت کی اور ۸۷۸ء مین جا کر عربون کو اُن پر قبضہ حاصل ہو سکا۔

عربون کو جو اس کل جزیرہ کے فتح کرنے مین دیر ہوئی اس کا سبب خود اس جزیرہ کے جلد جلد بدلجانے والے حالات تھے۔ ۸۳۱ء سے ۸۷۳ء تک والی پر والی وہان بدلتے رہے۔ یعنی اس مدت مین اُس جزیرہ پر سات والی مقرر ہو کر آئے۔ نیز چونکہ ابتدا مسلمان بہت ہی تھوڑے تھے وہ جزیرہ مین تمام منتشر بھی نہ ہو سکے بلکہ مدت تک بڑے بڑے

شہرون مین ہی رہے۔ لیکن آخر کار جب وہان کے نصارےٰ مسلمان ہو گئے۔ اور اسطرح وہان کے کنیسون اور دیرون پر ان کا قبضہ ہو گیا تو رفتہ رفتہ اضطراب و انتشار سکون سے بدل گیا اور تمام تغیرات اور تبدلات دور ہو گئے۔ عربون نے خراج اور دیگر محاصل کے تحصیل و وصول کا عمدہ انتظام کیا۔ اور اب سلاطین یونانی کے وزرا جو محاصل کہ اپنی ذات خاص کے لیے زیادہ لیا کرتے تھے اُن کا بار بھی رعایا پر سے اُٹھ گیا۔

پھر اُنھون نے ان ملکون کو دو صوبون مین تقسیم کیا۔ ایک کا نام سراغوسی ور دوسرے کا نام پاترمتانی تھا۔ مزارہ۔ نوتو۔ مونہ تین شہرون مین تین والی مقرر کیے۔ ہر والی کے ماتحت ایک ایک حاکم تھا۔ اس حاکم کے ماتحت اور سپہ سالار تھے۔ جو ان ولایتون کے اطراف کی نگرانی کا کام کرتے تھے۔ غرض عربون نے ان ملکون کی جو ترتیب دی اور انکو تقسیم کیا وہ بہت ہی اچھی طرح پر کیا۔

اُنھون نے وہان فلاحت وزراعت صنعت و حرفت کو بڑی ترقی دی۔ شام سے کپاس کے درخت لے گئے۔ طرابلس الغرب سے نیشکر لائے اور وہان دونون کی کاشت کرادی۔ دردار اور پستہ کے درخت لگائے۔ چاندی۔ لوہے۔ تانبے۔ گندھک۔ اور نمک اندرانی کی کانین نکالین۔ انواع اقواع کے سنگ رخام۔ فرفیری۔ صوان۔ یشم کو عمارتون مین استعمال کیا۔ چنانچہ اُن کے متعدد قلعے اس وقت تک نواح پالرمہ مین اسی طرح کے پتھرون کے بنے ہوئے موجود ہین۔ جن سے فن عمارت مین اُنکی مہارت کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے اُنھون نے ہی وہان جزیرۂ سسلی مین حریر کے بننے کا دستور ڈالا جس سے کہتے ہین کہ بارھوین صدی عیسوی مین حریر کے بننے کا ہنر یورپ کے لوگون نے سیکھا تھا۔

مبحث پنجم

ممالک اٹلی مین اغلبیون کی تاخت اور بحر متوسط کے سواحل پر اسلامی اقامت گاہون اور مسکنون کا بنانا

جب عربون نے جزیرہ سسلی کو لے لیا جزائر پونزا اور ایشیا کو جاکر خراب کیا۔ سواحل اقلیم قالبرہ کو لوٹا۔ دریاے تبر کے گرد و نواح کو غارت کیا۔ ۸۳۶ء مین شہر بالرمہ پر بھی قبضہ کرلیا۔ تو وہ اٹلی مین آگے کو بڑھے۔ اور جیسا کہ وہ یونانیون سے اپولیاس اور امرائے لمبردیہ سے جو بنیوان کے مالک تھے لڑے تھے اسی طرح بادشاہ فرانس سے جو شارلمین کے بعد ہوا تھا جاکر لڑے انھون نے شہر ریدس کو لیلیا پھر ۸۳۹ء مین شہر باری کے بھی مالک ہو گئے۔

انھون نے بحر اڈریاٹک کی بندرگاہ کو بھی جا کر لے لیا جس سے ان کے لیے ممکن ہو گیا کہ سواحل ڈلماسیا اور اٹلی کے سواحل شرقی پر تاخت کرین۔ سلاطین قسطنطنیہ نے بلا دینیکو۔ بونیسیہ اور جزائر یونان کو بلا امداد چھوڑ دیا تھا اس لیے انھون نے ان پر قابض ہونے کی دھمکی دی جس زمانہ مین اٹلی مین بدنظمی و اختلاف باہمی کا ہر طرف زور تھا انھون نے ۸۴۲ء مین شہر ترنتہ پر جاکر اپنا قبضہ کرلیا۔ اور بنیوان کے دیجی کو غارت کیا۔ اور ایک بڑے گرجے کو جس کا نام دیر کو ونسٹین تھا اور جہان بہت کچھ مال و متاع تھا جاکر خراب کیا۔ غائتہ اور املفی شہرون پر بھی حملہ کیا جہان کے باشندون نے بڑی دلیری اور شجاعت سے انکا مقابلہ کیا اس وقت سالرنہ اور نیپلس شہر بڑے خطرے کی حالت مین تھے۔ عربون نے گاریلیا ندی کے دہانہ پر ایک قلعہ بنایا تھا پھر انھون نے چاہا کہ دریاے تبر کے ذریعے سے سفر کرین۔ اور ملک کے اندرونی حصے مین داخل ہو جائین اس وقت روم کے پوپ نے حکم دیا کہ لوگ شہر استیہ کے حصارون کو اور زیادہ بلند کرین اب عرب نواحی شہر رومہ پر ٹوٹ پڑے اور سینٹ پطرس اور سینٹ پولوس کے گرجون کو جا لوٹا ۸۴۶ء مین بڑے غنائم کے ساتھ لوٹ کر آئے پھر انھون نے سولیطا اور نکیتیا کے مستحکم مقامات کو گرا کر برباد کر دیا۔

۸۴۸ء مین اٹلی کے صوبون پر حملہ کرنے کے لیے ٹوٹ پڑے۔ تو وہان دیکھا کہ

دریائے تبر مین ایک لوہے کا سلسلہ پڑا ہوا ہے اور بیچ مین زنجیر حائل ہے۔ پوپ لیون چہارم کی ماتحتی مین تمام ملک ہتیار اُٹھائے مزاحمت کو تیار ہے اس لیے یہ لوگ اُسے چھوڑ کر ۸۴۸ء مین گاریلیانو کو چلے گئے۔

جب شہر رومہ مین ایسے ایسے خطرات آ کر پڑے۔ تو لوئی ثانی بادشاہ اٹلی کی رگ غیرت کو جنبش ہوئی۔ اپنی قوم نصارٰے کی حمایت کو تیار ہوا۔ صوبۂ پولیا مین آموجود ہوا اور ۸۶۸ء تک عربون سے متواتر جنگ کرتا رہا۔ نواحی شہر لوسیرہ ۸۶۷ء مین عربون پر غالب آیا۔ وہ مسلسل تین برس تک ان کا مقابلہ کرنے کے بعد ۸۷۱ء مین مدینہ باری ان سے واپس لے سکا۔ اور پھر یونانیون کی مدد سے ۸۷۵ء مین سالرنہ بھی ان کے قبضے سے نکال لیا اور اب عربون کے ہاتھ مین اٹلی کے ملک مین بجز شہر ترنتہ کے اور کوئی مقام باقی نہ رہا۔

پھر انھون نے اٹلی کے ملک سے نکل کر نیپلس۔ املفی۔ اور سالرنہ کے لوگون سے صلح کر لی۔ اور روم کے کنیسۂ کبرے کی طرف متوجہ ہوے۔ انھون نے پوپ حنّا کو ایسا دبایا اور اُس کے ملک کو ایسا لیا۔ کہ شہر رومہ اور ادینہ تک پہونچ گئے۔ مگر اس نے جزیہ دینے کا وعدہ کر کے اپنی حفاظت کی صورت نکالی جسکی مقدار پچیس ہزار رطل چاندی تھی۔ ایک رطل آٹھ اوقیہ کا ہوتا ہے۔

اب پوپ ۸۸۰ء مین بادشاہ فرانس کے پاس گیا۔ اُس کے بعد بادشاہ المانیہ (جرمنی) سے بھی جا کر فریاد کی۔ اور مدد مانگی۔ مگر عربون نے خود ہی اس جزیہ کی شرط کے بعد اٹلی کے ملک پر تاخت و تاراج کرنے سے ہاتھ کھینچ لیا۔ اُن کی اخیر تاخت شہر قاپو پر ہوئی تھی۔ اُس کے بعد اُنھون نے کسی شہر کو پھر نہین لوٹا اور نوین صدی عیسوی ختم ہو گئی۔

اس زمانے مین ان کے احکام مین بہت خلل ہو گئے تھے حوادث و مصائب اُن پر

آتے رہتے تھے ان کا باعث ٹیودورہ۔ اور ماروديه تھے۔ یہی اُن پر فتنہ اُٹھاتے
رہتے تھے۔ علاوہ برین عربون مین تفاشل وتکاسل کی عادت پڑ گئی تھی۔ ممالک
افریقیہ جو اُس کی شوکت وعظمت کا مرکز تھے اندرونی جنگ وجدال کے باعث
ٹکڑے ٹکڑے ہو رہے تھے۔ کہین اُن مین اتفاق تھا۔

ان عربون نے بحر متوسط کے کنارے جو اپنے مسکن اور اقامت گاہین بنائی تھین
وہ بہت اہمیت رکھتی تھین۔ مقاصد حکمرانی وسیاست کے لحاظ سے بھی مفید تھین
اور ضرورت تجارتی کے لیے بھی بہت نافع تھین۔ کیونکہ اُن کے قلعون کے پاس تجارتی
مکاتب ہوتے تھے۔ عرب اور لمبارڈ دونون اُن سے فائدہ اُٹھاتے تھے۔ املفی کے
باشندون نے عربون سے کچھ شرطین ٹھہرالی تھین جنکے بموجب اُنھون نے شہر پالرمہ
کے اطراف مین ایک جگہ اپنے استعمال کے لیے لے لی تھی۔

مدینۃ البنادقہ کے باشندون کو عربون کے سبب سے بہت سی مصیبتین اُٹھانا پڑی
تھین۔ اس لیے اُنھون نے ۸۷۰ء مین یونانیون سے فریاد کی۔ مگر عرب اُن پر غالب
ہو گئے۔ اور اُنھون نے شہر غرادو کو بھی اپنے قبضے مین کر لیا۔ اس طرح سواحل بحر متوسط پر
نوین صدی کے نصف آخر مین اچھی طرح قابض و دخیل رہے۔

جزیرہ سسلی کے علاوہ اُنھون نے جزیرہ مالٹا۔ غنزو۔ کامپیوا اور پنتلاریہ کو بھی لے لیا
تھا۔ پالرمہ کے بعد جزیرہ سارڈینیا بھی اُن کے ہاتھ مین آگیا تھا۔ اور شہر سنٹ تروپز کے
قریب مین اُنھون نے ایک بڑا اچھا مرکزی مقام لے لیا تھا جسے اسٹیشن فرکنیٹ
کہتے تھے اس سے عربون کے لیے کوہستان البیہ کو جانا آسان ہو گیا تھا۔ راستے مین
کوئی اُن کا مزاحم اور مانع نہ رہا تھا۔ اسکے سوا جزیرہ کارسکا اور جزائر بلیارہ بھی انھین کے
قبضے مین تھے۔

اس بیان مذکور سے صاف ظاہر ہے کہ جو فتوحات بحر متوسط پر اغلبیون کو حاصل

ہوئی تھین وہ افریقیہ اور اسپین کے عربون کی فتوحات سے کہین بڑھکر تھین۔

مبحث ششم

فاطمیہ کا اغلبیون سے سلطنت لینا اور خلفاے قرطبہ کا اُن دونون کے درمیان مین پڑنا

اغلبی معاملے کے اچھے تھے۔ مخلوق خدا سے بہ نرمی و رفق پیش آتے تھے۔ اس سے اُن کی حکمرانی کا زمانہ بہت ہی اچھا رہا۔ اُنھون نے طولونیون کو بھی روکا جو دیار مصر مین خودمختار اور مستقل حاکم ہونے کے بعد اُن کے اوپر چڑھ چڑھکر آتے اور ملک کو غارت کیا کرتے تھے۔

پھر اُن مین ابو اسحٰق بادشاہ ہوا جو ۸۷۵ء سے ۹۰۲ء تک حاکم رہا۔ اس نے ایسے ایسے ظلم و ستم کیے۔ کہ لوگ اس خاندان سے بالکل برگشتہ ہو گئے۔ یہ دیکھکر علویون نے وہان کے لوگون کو برانگیختہ کیا۔ ان ملکون مین اپنے قاصد اور داعی روانہ کیے جنھون نے جاکر لوگون سے کہا کہ عنقریب سلطنت مہدی ثانی کے ہاتھون مین چلی جائیگی یہ وہی مہدی ہے جس کی نسبت نبی صلعم نے خبر دی ہے کہ سنہ ۳۰۰ھ مین ظاہر ہوگا اُس کی اطاعت سب پر واجب ہے۔ چاہیے کہ جلد اُس کی اطاعت کی طرف رجوع کیا جائے"۔ یہ لوگ برابر مدت تک ایسا ہی کرتے رہے۔ یہان تک کہ یہ دعوت وہان کی عام رعایا مین اچھی طرح پھیل گئی۔ اور ابو النصر زیادۃ اللہ اغلبی پر اُس کے بھائی نے فساد اُٹھایا۔ اُسے قیروان سے نکال دیا۔ اب زیادۃ اللہ مصر کو بھاگ گیا۔ اور آخر کار عراق عرب مین جا رہا۔

عبید اللہ فاطمی نے اپنا لقب پہلے تو مہدی رکھا تھا۔ اور اسی پر کفایت کر لی تھی مگر اب اُس نے اپنا لقب امیر المومنین قرار دیا۔ مقام مہدیہ کے آباد کرنے کا حکم کیا تا کہ اُس کو اپنا پایۂ تخت بنائے اور قیروان کو چھوڑ دے۔

جب اس شہر کی عمارت قریب الختم ہو گئی تو اُس نے ملکون کو فتح کرنا شروع کیا چنانچہ

جزیرہ سسلی ۔ سارڈینا ۔ اُس کے مطیع و منقاد ہو گئے ۔ پھر وہ لشکر لیکر گیا صحراے برقہ پر بھی قبضہ کر لیا ۔ سنہ ۹۳۱ء مین اُن لوگون سے بھی جزیہ لیا جو خود مختار حاکم تھے چنانچہ ملک ادریسی سلطان مغرب اقصے سے اور نیز خاندان ملنار سے جو مکناسہ مین تھا اور خاندان مدراریہ سے جو سلجماسہ مین تھا اور رسطارمیہ سے جو طھرت مین تھا اور نیز اور بہت سے قبیلون سے جزیہ وصول کیا ۔

پھر وہ ان ملکون سے ہٹ آیا اور اس کے بعد وہان کے لوگ پھر اپنے جھگڑون مین پڑ گئے ۔ پھر اُس نے امیر مکناسہ پر تاخت کی امیر فاس ادریسی کو فاس سے نکال دیا جسکے لیے زناتہ کے عربون نے اپنی جانین دیدی تھین اس واسطے ان لوگون نے خلیفۂ اموی والی اسپین سے مدد مانگی اور اُس نے اُنکی امداد کو کچھ فوج بھیجی ۔ پہلے تو یہ فوج کچھ ایام تک طنجہ اور سبتہ مین اپنے استحکامات حربیہ کے سرانجام مین لگی رہی پھر اُس نے خلیفہ فاطمی پر سنہ ۹۳۳ء مین فاس کے مقام پر حملہ کیا ۔ اور فاس کو لے لیا ۔ اور اب ادریسی خلیفہ اموی کی طرف سے تمام مغرب اقصیٰ کا حاکم ہو گیا ۔

پھر عساکر امویہ کے ایک سپہ سالار نے سنہ ۹۵۴ء مین ٹونس پر چڑھائی کی ۔ وجہ یہ ہوئی کہ یہان کے باشندون نے اس سے پیشتر خلیفہ اموی کی ایک کشتی لوٹ لی تھی جسمین خلیفہ کے غلام بھرے ہوے تھے اس لوٹ کا اُن سے جرمانہ وصول کیا ۔

پھر عبید اللہ فاطمی کتامہ و صنہاجیہ کا لشکر لیکر آیا ۔ خلیفہ اموی کی طرف سے طھرت کے مقام پر جو حاکم تھا اُسے سنہ ۹۶۰ء مین شکست دیکر بھگا دیا ۔ اسکے بعد فاس و سلجماسہ شہرون کے لوگون نے اس فاطمی کے لیے شہر کے دروازے کھول دیے ۔ باقی شہرون نے بھی ان کی دیکھا دیکھی ایسا ہی کیا ۔ البتہ طنجہ سبتہ اور تلمسان کے شہر باقی رہ گئے کیونکہ والی طھرت کی کچھ فوج یہان ابھی تک موجود تھی پھر معز لدین اللہ نے ان مقامات کو خود ہی چھوڑ دیا جس سے یہان پر خلفاے امویہ کا خطبہ بدستور سابق جاری ہو گیا ۔

مبحث ہفتم

فاطمیون کا بلاد مغرب کو زیریون کے لیے چھوڑ دینا اور

خاندان حمادیہ کا شہر بجایہ مین متوطن ہونا

عبید اللہ فاطمی نے چاہا کہ بنی عباس کی جو دینی حکومت مشرق مین مانی جاتی ہے اُسے کسی طرح سے فنا کر دے اُس نے کئی مرتبہ لشکر دیار مصر کی طرف بھیجا سب سے آخر جو لشکر اُس نے بھیجا تھا اُس کا افسر جوہر تھا جس نے دیار مصر کو ۹۶۹ء مین فتح کر لیا۔ اور تیسری خلافت فاطمیون کی قاہرہ مین قائم کر دی چنانچہ اُسی وقت سے ان لوگون کا ذکر تاریخ مشرق مین شروع ہوگیا۔

پھر ان لوگون نے ممالک مغربیہ کی طرف سے توجہ اُٹھالی۔ یوسف بن بلقین بن زیری کو جو صنہاجہ کا شیخ تھا ۹۷۰ء مین وہ ملک حوالہ کرنے کے لیے پیش کیا کہ وہ وہان کا خلیفہ ہوجائے۔ اور اُس کی حکومت لے لے۔ مگر اس شرط پر کہ اُن کی سلطنت کا معترف رہے۔

یہ اُس نے قبول کر لیا۔ اور ایک ایسے شاہی خاندان کی وہان بنیاد ڈالی جس نے کوئی ڈیڑھ سو برس تک حکمرانی کی۔ مگر چونکہ اقالیم غربیہ کی حکومت مصر سے جدا ہوگئی تھی۔ اس لیے یہ لوگ خلفائے امویہ والیان اسپین کی طرف سے اُس ملک پر حکومت کرتے رہے

ابن بلقین اپنے زمانے مین برابر یہ کوشش کرتا رہا کہ خود مختار ہوجائے لیکن اُس کی کچھ چل نہ سکی۔ اور مایوس ہوکر وہ ادریسیون اور زناتہ سے مل گیا۔ اور اس نے ان قبائل کو امویون کے خلاف اُبھار دیا۔

اس لیے اموی ادریسیون پر پھیل پڑے ۹۷۶ء سے لیکر ۹۸۵ء تک اُن سے لڑ جھگڑ کر اُن کی حکومت برباد کر دی۔ اسی مین ابن بلقین اور اُس کے بیٹے امیر منصور کو

بھی لیا۔ اس وجہ سے (۹۵۰ء) زیری اپنی توسیع مملکت سے مجبور و معذور رہے بلکہ اُن فتوحات کی بھی حفاظت نہ کر سکے جو اغلبیون کو بحر متوسط کے سواحل پر حاصل ہوئی تھین۔

اِس طرح ہوا کہ جرمن کے بادشاہ اٹلی کے بڑے حصے پر غالب ہو گئے تھے۔ یہ دیکھکر زیری یونانیون سے مل گئے اوتون اکبر کو ۹۷۲ء مین اور اوتون ثانی کو ۹۸۲ء مین جنگ بارنتلوا مین روکا۔ پھر اوتون ثالث نے زیری اور یونانی دونون کو شکست دی جس سے اٹلی مین بجز شہر ترنتہ کے اور کوئی مقام اُن کے ہاتھ مین نہ رہا۔

چونکہ جنویزہ اور پیزہ بڑے عالی شان شہر تھے۔ اُن مین بحری عمارتین اول درجہ کی تھین۔ اس سبب سے سارڈینیا کے والی ان سے بہت ڈرتے تھے۔ ایک مرتبہ موقع پاکر انھون نے ۹۳۶ء مین جنویزہ پر حملہ کیا۔ اور بزور شمشیر فتح کر لیا۔ یہ دیکھکر پیزہ والے ایسے حملے کی روک کے لیے مستعد ہو گئے۔ ایک مرتبہ پیزہ کے دلاور کہین گئے ہوے تھے زیریون نے اُس پر ۱۰۰۵ء مین حملہ کیا اور ایسی ہوشیاری سے گئے کہ قریب تھا اُسے لے ہی لین۔ مگر ایک عورت نے لوگون کو ہمت دلائی۔ اور بہادرون کو آمادۂ جنگ کر دیا جس سے زیریون سے شہر بچ گیا۔

اس وقت زیریون کی اصلی حالت یہ تھی کہ اندرونی ملکون مین اُن کی کچھ قوت نہ تھی۔ اُن کی حکومت تونس اور ساحل بحر اور مدینۃ الجزائر اور شہر بجایہ وغیرہ پر محدود تھی۔ کتامہ قبیلہ والے ابن بلقین شیخ صنہاجہ کے مطیع نہ تھے۔ وہ اُمویون کی قبائل زناتہ کے مقابلے مین مدد کرتے تھے۔

زیریون مین ایک امیر حماد نام تھا وہ بجایہ کے جنوبی میدانون مین شہر اشیر پر خودمختار حاکم بن گیا تھا۔ اور اسی طرح کتنے ہی اُن کے امیر تھے جو جگہ جگہ مختلف شہرون مین رہتے تھے اور کتنے ہی بیابانون مین قبائل کے حاکم ہو گئے تھے۔

غرض کہ یہ سب اپنے اپنے مستقرون مین محصور تھے۔ کثرت سے جو مال و دولت اُن کو مل گئے تھے اُسے برباد کرتے تھے۔ اچھے اچھے قصور اور محلات بنواتے نفسانی خواہشون مین اُسے صرف کرتے اور بڑے بڑے کامون مین اُڑاتے تھے۔ جس سے لوگون کو گمان ہو گیا تھا کہ اغلبیون کے زمانے مین افریقیہ کے ملکون مین جو تمدن کی حالت تھی وہ ان لوگون کے وقت مین سب برباد ہو جائیگی۔ واقعی یہ ایسا ہی ہوتا مگر چونکہ حکومت مصر اُس کے قریب تھی۔ وہان علم کی روشنی اپنا جلوہ دکھا رہی تھی اس لیے ان حرکات نالایق کا وہ خراب نتیجہ نہ ہوا جس کا اندیشہ تھا۔

یہ گیارھوین صدی عیسوی مین افریقیہ کے عربون کا حال تھا۔ جو اورون سے جدا اور انحطاط کے قریب ہوتے جاتے تھے۔ ایسے ہی اُن اسپین کے عربون کا حال بھی ہو رہا تھا۔ جو مدت دراز تک بڑے صاحب فخر و عزت اور مالک ملک و دولت رہ چکے تھے۔

مبحث ہشتم

بنی امیہ کے زمانے مین سلطنت اندلس کا جاہ و جلال

اور خلافت عبدالرحمن اول اُموی

تین سو برس سے مغرب کے باشندے جہالت و خشونت مین پھنسے ہوئے تھے۔ جب یہ خلیفہ جزیرۂ اسپین مین گیا تو اُن لوگون مین اچھا تمدن پھیل گیا۔ جہالت اور اخلاق کی درشتی دور ہونے لگی۔ یورپ کے مسیحی اُس کی قوت و شوکت کو مان گئے عربون نے بہ رضا و رغبت تحصیل علوم و فنون کی طرف توجہ کی۔ ایسا نہین تھا جیسا کہ فرانس والے اپنے بادشاہ شارلمین کی زبردستی سے تعلیم حاصل کرنے کو آمادہ ہوئے تھے۔ ان خلفا کا یہ قاعدہ تھا کہ رعایا کی عام راے کے تابع رہتے تھے۔ علوم و فنون اور صنعت و حرفت کی ترقی کے شوق مین دونون برابر کے شریک تھے۔

اندلس مین تمدن عربی کے مبادی کا ظہور سنہ ۱۱۰ھ سے شروع ہوا تھا۔ اس کا
سبب وہ نظامات اور قواعد تھے جو فتوحات اسلامیہ کے سبب سے وہان قائم
ہوگئے تھے۔ پھر جب اُس مین لڑائیان ہوئین تو اُس کے انتظامات سیاست مین
فرق آگیا۔ اور اُس کی آگے نہ بڑھی۔

مگر جب عبدالرحمن اول اموی نے سنہ ۱۵۵ھ مین سریر خلافت پر قدم رکھا۔ تو اُس نے
لڑائیان موقوف کردین۔ شعائر دینیہ کا اتباع کیا۔ اس سے رعایا کے قلوب مین
اُس کے خاندان اموی کا اور نیز شعائر دینیہ کا جذبۂ احترام پیدا ہوا اور بڑھا۔ اُن کی
سب عزت و حرمت کرنے لگے جس سے ہر طرح کی سعادت اور رفاہیت عامہ کے
وسائل نہایت ہی سرعت کے ساتھ پیدا ہوگئے۔ اندلس سے وہ تعصب مذہبی جو افریقیہ
اور ممالک شرقی مین برتا جاتا تھا اور جس سے روزمرہ کشت و خون کے واقعات
ہوا کرتے تھے بالکل معدوم ہوگیا۔ کیونکہ جو عقائد کا فرق تھا اُسے سیاست کے کامون
سے الگ کردیا گیا۔ یہ فرق صرف آداب دینیہ اور فلسفہ ہی مین باقی رہ گیا۔ اور انھین
بھی جو اُن کی بحثین اور حجتین ہوتین تو وہ جادۂ اعتدال سے ہرگز متجاوز نہین ہوتین

یہ عبدالرحمن اول تخت خلافت پر سنہ ۱۷۲ھ تک رونق افروز رہا۔ سیاستی کامون
مین اس کی راے بہت اچھی تھی۔ وہ طبیعت کا لطیف اور نرم اور دل کا شجاع تھا
اون اعمال جلیلہ کو پسند کرتا تھا جو فنون و صنائع سے منتج ہوتے تھے۔ اور عقول سلیمہ
کی اُن اختراعات سے رغبت رکھتا تھا جن سے عقل کو تازگی و ترقی ہوتی تھی۔
اُسکی رعایا نے یہ سمجھکر کہ عدالت ایک بہت بڑی فضیلت ہے اُسے عادل کا لقب دے رکھا

مبحث نہم

عبدالرحمن اول کے جانشینون کا اُسکی اقتدا کرنا اور عبدالرحمن ثالث کی شان و شوکت

عبدالرحمن اول کے بعد اُس کا بیٹا ہشام سنہ ۱۷۲ھ مین خلافت کا مالک ہوا۔ یہ بڑا حلیم

عباسی کا ہم عصر تھا۔ یہ (اپنے باپ کے برخلاف) اپنے دادا ہشام کی طرح حسلیم اور نیک مزاج تھا۔ بلکہ علوم و فنون کی رغبت اُس مین اپنے دادا سے بھی بڑھکر تھی۔ شعرا اُسے ہمیشہ گھیرے رہتے۔ موسیقی کے ماہرین اُس کے ندیم و ہمنشین تھے۔ اس سے اندلس کے عربون کے اخلاق مین اعلے درجے کی رقت و لطافت پیدا ہو گئی تھی۔ یہان تک کہ اس کے بعد یہ صفت طائفہ شوالیہ کے ساتھ مخصوص ہو گئی۔ اُس کی ایک لونڈی نے اُس کی مرضی کے خلاف اپنے مکان کے دروازے کو چاندی کے پترون سے منڈھوایا تھا۔ اس لیے اُس نے اُسے سزا دی اور اُسی کے ہاتھ سے یہ دروازہ گروا دیا۔ اس کی وفات ۸۵۳ء مین ہوئی۔

اس کے بعد محمد اول ۸۸۶ء تک اور منذر ۸۸۸ء تک اور عبداللہ ۹۱۲ء تک خلافت کے مالک رہے۔ ان سب نے (اپنے بزرگون کا) نیک رویہ اختیار کیا۔ تدبیر ملکداری مین مسالک حمیدہ پر کاربند رہے اور عدل کو اپنا شعار کر لیا تھا۔ البتہ ان کے زمانہ مین اندرونی جنگ و جدال کے سبب سے یہ نہ ہو سکا کہ جدید عمارتین اور مکانات وغیرہ وہ تعمیر کراتے۔

ان کے بعد عبدالرحمٰن ثالث ۹۱۲ء مین مسند نشین تخت خلافت ہوا۔ اس نے اندلس مین وہ تمام علوم جاری کر دیے جو بغداد مین پھیلے ہوے تھے۔ علوم و فنون کی ترقی مین نہایت ہی کوشش کی۔ قرطبہ کو خوب آراستہ و پیراستہ کیا۔ اندلس کے تمام شہرون کو عمارات فاخرہ اور مبانی نفیسہ سے چمکا دیا۔ اس نے قرطبہ کے قرب مین اپنی لونڈی زہرہ کے واسطے ایک قصر بنایا تھا جسکی تواریخ عربیہ مین وہ تعریف و توصیف لکھی ہے جو ذہن کے تصور و تخیل سے بھی بڑھکر ہے۔ اس کا زمانہ تمام خلفاے امویہ اندلس کے زمانون سے اچھا تھا۔ اس وقت وہان کسی طرح کی مخاصمت اور نفاق نہین رہا تھا۔ اس کے ایک رشتہ دار امیر مظفر کی کوششون سے آتش فتنہ و فساد

بالکل فرو ہوگئی تھی۔ افریقیہ مین مغرب اقصلے کا ملک بھی اس کا مطیع و منقاد ہوگیا تھا۔ غرض اس کو لڑائی مین بھی فتوحات حاصل ہوئین۔ علم مین بھی لایق و فایق تھا۔ مال و دولت زیب و زینت بلکہ تمام دنیوی فخر و شہرت کی چیزین اسے بخوبی میسّر تھین۔

مگر اس حیثیت سے بدنصیب تھا کہ اسے اپنے ایک بیٹے کو قتل کرنا پڑا وجہ یہ تھی کہ اس کے بیٹے کے دل مین یہ خواہش پیدا ہوگئی تھی۔ کہ کسی طرح باپ کے بعد خلافت کا وہ مالک ہو۔ اس غرض کے پورا کرنے کے لیے اُس نے اپنا ایک گروہ بنایا تھا انھین باپ کے برخلاف بھڑکاتا تھا۔ بہرحال جب اس نے اپنے بیٹے کو قتل کر دیا تو پھر تمام لذایذ دنیوی سے ہاتھ کھینچ لیا۔ اور جب تک زندہ رہا ہمیشہ رنج مین ہی رہا۔

جب وہ ۳۵۰ھ ۹۶۱ع مین مرا تو اُس کے کاغذات مین سے ایک نوشتہ دستیاب ہوا جس مین لکھا تھا کہ "مجھے خلافت کے تخت پر بیٹھے ہوے پچاس برس گذر چکے ہین اس زمانے مین میرا مرتبہ بہت بڑھ گیا۔ مجھے خزاین اور مال و دولت اور لذت و خواہش کی سب چیزین میسر ہوئین۔ مین نے اپنے دل کے ارمان اچھی طرح نکال لیے مین اپنے ہمعصر بادشاہون کی نگاہون مین بڑا ہی صاحب اعتبار و ذی عزت ہون۔ مجھ سے وہ ڈرتے ہین۔ اور میری حالت پر رشک کرتے ہین جو کچھ ایک انسان چاہتا ہے وہ اللہ تعالے نے اپنے فضل و کرم سے مجھے سب دیا ہے۔ مگر جب مین اپنے خلافت کے زمانے کو خود دیکھتا ہون جسے مین نے ایسی ظاہری عزت اور سعادت مین بسر کیا ہے تو وہ دن جنھین مین اپنے نزدیک سعید اور نیک پاتا ہون صرف چودہ ۱۴ ہی دن گذرے ہین۔ اس بڑی مدت مین مجھے انھین ایام مین سچی خوشی رہی ہے۔ اس سے اے لوگو! تم بادشاہون کی عظمت دنیا اور زندگانی کی قدر و قیمت کا اندازہ کر سکتے ہو۔

مبحث دہم

:- محمد حاکم ثانی، ہشام ثانی اور منصور کا عہد خلافت :-

سنہ ۹۶۱ء میں حاکم ثانی خلافت کا والی ہوا۔ اس نے بھی اپنی عقل کو رعایا کی بھلائی میں خرچ کیا۔ اور وہ کام مخلوق میں پھیلا دیے جن سے عام نفع متصور تھا اس نے زیب و زینت کے کاموں سے بالکل کنارہ کر لیا۔ اس سے مال بہت کثرت سے جمع ہو گیا۔ لیکن خراج کی آمدنی گھٹ گئی۔

پھر جب یہ پندرہ برس کی خلافت کے بعد مرا تو اُس وقت اس کا بیٹا ہشام نادان بچہ تھا۔ اس لیے اندلس کی حکومت کا انتظام المنصور نے سنبھالا جو خلیفہ کا حاجب تھا سنہ ۱۰۰۱ء میں المنصور بھی فوت ہو گیا۔ اور اس کے بعد اس کا فرزند عبدالملک باپ ہی کا لقب اختیار کر کے اس کا جانشین بنا اور ملک و مملکت کا انتظام بالکل اُسی طرح پر کیا جس طرح اُس کے باپ نے کیا تھا۔

پھر جب یہ بھی سنہ ۱۰۰۸ء میں مر گیا تو ہشام ثانی خود خلافت کا کام دیکھنے لگا۔ مگر اپنی سوء تدبیر کے باعث اپنے دشمنوں کی مقاومت میں عاجز و ناکام رہا۔ جس سے اندلس میں دولت امویہ کا انحطاط شروع ہو گیا

مبحث یازدہم

:- اندلس میں بنی امیہ کی حکمرانی اور اُن کے زمانے میں اس ملک کے اضطرابات :-

بنی امیہ کی خلافت اندلس میں تین سو برس رہی۔ اس زمانے میں انھوں نے وہاں بڑے بڑے مفید کام کیے مثلاً

انھوں نے اندلس کے خراج کو دور و دراز ملکوں کی چڑھائیوں میں کبھی نہیں خرچ کیا۔

یہ لوگ بنی عباس کے دشمن تھے جنھوں نے دمشق میں بنی امیہ کو قتل کیا۔ اور

اُن سے خلافت چھین لی تھی۔ امیر یوسف نے ارادہ کیا تھا کہ خلفاے عراق عرب کی طرف سے اندلس پر ایک حاکم مقرر کرے جو اُن کی طرف سے نائب کے طور پر یہان حکومت کرے۔ اسی غرض کے انجام کے واسطے امیر یوسف کے معاہد علی بن منعیث والی قیروان نے چاہا کہ اندلس پر تاخت کرے۔ مگر ان خلفاے اموی نے اُسے ایسی عمدہ تدبیر کے ساتھ روک دیا جسمین ہتیار بھی اُٹھانے کی ضرورت نہ پڑی۔

اُدھر یونانیون نے انھین اپنا دوست بنانا چاہا اور ۸۲۳ع و ۸۴۱ع و ۸۴۹ع مین انھین ممالک اسلامیہ مشرقیہ کے عربون کے قتال کے لیے بھڑکایا۔ ابتداءً انھون نے اُن کی اس بات کو قبول تو کرلیا۔ اور مساعدت وامداد کا وعدہ بھی کیا۔ مگر اُس پر کبھی عملدرآمد نہ کیا۔

مغرب اقصےٰ مین زناتہ قوم کے قبائل تھے جو ہمیشہ خلفا سے سرکشی کیا کرتے تھے اُن کے سبب سے گو بہت سی جانین گئین اور روپیہ کا بھی نقصان ہوا مگر ۹۳۱ع مین انھون نے اُن کو مطیع کرلیا

انھون نے بجز افریقیہ کے اور کہین اپنی فرودگاہین اور بستیان نہین آباد کین بلکہ افریقیہ مین بھی صرف مغرب اقصیٰ پر ہی قناعت کی۔ جہان اُن کی فوجین بسہولت وآسانی پہونچ سکتی تھین۔ جب انھون نے مغرب کو فتح کیا تو اس سے یہ بھی ہوا کہ فاطمی جو مصر پر جانے سے قبل اسپین پر اُس زمانے مین تاخت وتاراج کے ارادے کر رہے تھے وہ سب موقوف ہوگئے۔ اور پھر آگے اُنکی پیش قدمی نہ ہوسکی۔

ان کا مرکز حکومت ہمیشہ اور متواتر تین سو برس تک قرطبہ مین ہی رہا۔ اُس حکومت کے جس قدر اختیارات تھے وہ سب ایک ہی خلیفہ کے ہاتھ مین ہوتے تھے۔ اندرونی فتنہ وفساد کی آگ ہمیشہ اُن مین مشتعل ہوتی رہتی تھی جسے وہ فرد کیا کرتے تھے۔

انھین فسادون مین سے ایک وہ فساد تھا جو آٹھوین صدی عیسوی کی ابتدا مین ہوا تھا۔ واقعہ یہ تھا کہ عبدالرحمن اول نے اپنے تیسرے بیٹے ہشام اول کو اپنا ولی عہد کیا تھا۔ یہ بات اُس کے دونون پہلے اور دوسرے بیٹون کو ناگوار گذری جن کے نام سلیمان اور عبداللہ تھے اس لیے ۷۸۹ء مین یہ دونون ملکر اپنے بھائی سے لڑے کہ یا تو اُس سے بالکل خلافت ہی چھین لین یا کم سے کم یہ کہ مریدہ اور طلیطلہ مین یہ دونون خود مختار ہی ہو جائین۔ مگر اُس نے انھین جنگ بلش مین شکست دی۔ اس وجہ سے یہ دونون اُس کے مطیع ہو گئے اور اُس نے بھی ان کا قصور معاف کر دیا۔

لیکن جب وہ ۷۹۶ء مین مر گیا۔ اور اُس کا بیٹا حاکم تخت نشین ہوا تو پھر اُس کے دونون چچا سلیمان اور عبداللہ اُس کے مقابلے پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور بہت سے صوبون کے والیون کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا۔ ان لوگون نے یہ دعوے کیا کہ اندلس کے تین برابر کے حصے کر دیے جائین۔ لیکن جب ارقہ کے مقام پر لڑائی ہوئی تو حاکم نے اُنھین شکست دی پھر شہر مرسیہ کے میدانون مین ۸۰۰ء مین ایک اور لڑائی ہوئی اُس مین بھی اُنھین ہی شکست ہوئی۔ اسی جنگ مین سلیمان مر گیا۔ اور حاکم نے عبداللہ کی خطا معاف کر دی۔

اس کے بعد حاکم ۸۲۱ء مین مر گیا۔ اور اس کا بیٹا عبدالرحمن ثانی خلیفہ ہوا۔ یہ سنتے ہی عبداللہ نے پھر شہر والنسہ پر حملہ کیا۔ عبدالرحمن نے بھی لشکر لیکر فوراً ہی اُدھر کوچ کیا۔ عبداللہ کے ساتھ اس وقت بہت سے آدمی افریقیہ کے تھے جنھین اُس نے کچھ دے دلا کر اپنے ساتھ کر لیا تھا۔ عبدالرحمن نے اُسکو پورا اختیار دید یا کہ چاہے وہ لڑے یا اطاعت اختیار کرے۔ اسپر اول تو اُس نے لڑائی اختیار کی۔ مگر پھر کچھ سوچ سمجھکر لڑائی سے باز آیا۔ اور خلیفۂ عبدالرحمن کے سامنے آکر ۸۲۱ء مین حاضر ہو گیا۔ عبدالرحمن نے اُس کی بڑی عزت و حرمت کی۔ اور جو کچھ اُسکا خاص مال و اسباب تھا وہ سب دے دیا۔

اس کے بعد امیر عبد اللہ کی اولاد نے ۲۹۵ھ مین ۔ اور پھر عبد الرحمن ثالث نے ۳۱۶ھ مین سرکش رعایا کو مطیع و فرمانبردار بنانے کے لیے بہت کوشش کی ۔ اور ان دونون کی تدبیرون سے فتنہ و فساد کی یہ آگ فرو ہوگئی ۔ اور اس جھگڑے کے سوا گیارھوین صدی عیسوی کے آخر تک حکمران خاندان بنی امیہ مین باہم کوئی اور جھگڑا نہین ہوا۔

رہے اندلس کے صوبون کے والی ۔ تو یہ ہمیشہ خلفا کے مقابلے مین سرکشی کرتے رہے ۔ اُن کے احکام کی تعمیل یہ اُس وقت تک نہین کرتے تھے جب تک کہ اُن کو اپنے مناصب کے سلب ہو جانے کا خوف نہین ہوتا تھا ۔ بلکہ جب کبھی دیکھتے کہ اُن کو کسی قدر طاقت ہوگئی ہے ۔ تو خود مختار ہونے کی ہوس کرتے ۔ اور جب انھین معلوم ہوتا کہ خلیفہ پر کوئی مصیبت آئی ہے تو وہ استقلال کا اعلان کرنے پر مستعد ہو جاتے ۔

ان مین سے وہ والی جو امیر یوسف کے گروہون کی تباہی کے بعد ہوے ۔ اور جنھون نے مسلمانون کو بڑے گھرے ورطۂ ہلاکت مین ہی ڈال دیا تھا کارمونہ اور باتظہ کے والی تھے جنھون نے علی بن مغیث کو ۱۶۱ھ مین اُسکی چڑھائیون کے وقت امداد دی تھی ۔ اور انھین مین طرطوس کا والی بھی تھا جس نے امیر سلیمان اور اُسکے بھائی عبداللہ کی بغاوت کے وقت کئی مرتبہ مساعدت کی تھی ۔

پھر اندلس کے شمال مین سرقسطہ مریدہ اور طلیطلہ کے والیون نے بھی کشت و خون کا ہنگامہ کوئی ایک سال تک گرم رکھا ۔ انھین دو شخصون نے بھڑکایا تھا جن کی اصل نہین معلوم کہ یہ کون تھے ۔ ایک کا نام عمرو بن حسن تھا اور دوسرا اُسکا بیٹا کالب تھا یہ عمرو ایک چور تھا جو رہزنی کیا کرتا تھا ۔ یہ اپنے بیٹے کو لیکر ایسے حصۂ ملک مین چلا گیا جو نصاریٰ اور مسلمانون کی عملداری کے درمیان تھا ۔ اور اس کی وجہ یہ ظاہر کی کہ مین ایسے مقام پر رہونگا جو دونون فریق سے الگ ہو اور جہان دونون مذہب

علے السویہ سمجھے جاتے ہون۔

بہت سے والی اور سرداران لشکر اُس کے طرفدار ہو گئے۔ اور ۸۶۲ء سے ۸۶۶ء تک صوبہ اراغون کے اکثر حصے پر اُس کی حکومت رہی۔ پھر جب خلیفہ محمد اُس پر غالب ہوگیا۔ تو وہ اندلس اور فرانس کے درمیان کوہستان برنیہ مین جا کر پناہ گیر ہوا۔ اور شاہ ریاست نوارہ کو ملا لیا۔ اور کچھ فوج فراہم کرکے اُسکی امداد سے کوہستان برنیہ سے لیکر ابرہ ندی تک پھر صوبہ اراغون کو لے لیا۔

جب وہ ایبرکی لڑائی مین مارا گیا۔ تو اُس کے بیٹے کالب نے اُسکے انتقام کی تیاری کی۔ اور منذر کی مقاومت کے لیے پختہ ارادہ کر لیا۔ اور طلیطلہ اور نیز قونہ کے لوگون نے اُس کے لیے اپنے شہرون کے دروازے کھول دیے اس لیے ۸۸۶ء مین وہ ان پر قابض ہوگیا۔ پھر وہ لشکر لیکر چلا اور بڑھتے بڑھتے وادی بالغ اور وادی کبیر تک پہونچ گیا اور ۸۸۸ء اور ۸۸۹ء مین خلیفہ کے تمام دشمنون کو اُسکے برخلاف کھڑا کر دیا۔ اور شہر طالورہ سے لیکر منبع دریاے تاج تک تمام ملک کا مالک ہوگیا اور ایالت ارامون کو بھی لے لیا۔ اور ایالت قطالونیہ کے ایک حصے پر اور نیز طرطوس سے شہر مرسیہ تک کے سواحل پر قبضہ کر لیا۔

بعد ازان جب مسلمانون پر حملہ کرنے سے اسکا دل بھر گیا۔ تو نصارا پر تاخت کرنے کو مستعد ہوا۔ مگر وہان ۸۹۱ء مین جنگ زامورہ مین اُسے شکست ہوئی۔ اس پر خلفاے امویہ۔ اور بادشاہان مملکت لیون دونون اُس کے خلاف متفق ہوگئے اور خلیفہ عبدالرحمن ثالث کو ۹۱۳ء مین اُس پر فتح حاصل ہوئی۔ اس لیے شرقی اندلس کا تمام ملک خلیفہ کا مطیع ہوگیا۔ اور ایک ہی مہینے کے عرصے مین دو سو شہر خلیفہ کی حکومت مین واپس چلے آئے۔ اب کالب کے ہاتھ مین بجز طلیطلہ اور ایالت ارامون کے چند شہرون کے اور کوئی مقام باقی نہ رہا۔ اس کے دس برس بعد تک

اور بھی وہ اپنے دشمنون سے مقابلہ کرتا رہا۔کیونکہ اُس کا خوف لوگون پر پہلے سب کچھ چھا چکا تھا اور لوگ اُس سے ڈرتے تھے۔

اس کے بعد ۹۲۲ء مین وہ مرگیا۔اس لیے اُسکے لوگ بھی سب متفرق ہوگئے صرف طلیطلہ والے جمے رہے۔کیونکہ یہان کے باشندے یہودی اور نصرانی تھے اور اندلس مین ان کی بڑی قوت تھی۔اس کے بعد وہ بھی مجبوراً اسلام کے مطیع ہوگئے اور فرصت کا انتظار کرتے رہے۔کہ موقع ملتے ہی بغاوت کرین۔مدت تک اسی امید مین رہے کہ جو کچھ ملک اُن کا نکل گیا ہے وہ پھر کسی طرح ہاتھ آجائے۔مگر کالب کے مرجانے کے بعد اُنھین فاقہ اور تنگدستی نے بہت ستایا اس لیے ۹۲۷ء مین انھون نے بھی اطاعت اختیار کرلی۔یہ لوگ کالب کے گروہ مین شامل ہونے سے پیشتر ۸۰۰ء مین حاکم کے۔پھر ۸۲۸ء سے ۸۳۸ء تک عبدالرحمن ثانی کے۔اور ۸۵۳ء سے ۸۵۹ء تک محمد اول کے مطیع ومنقادرہ چکے تھے۔

اگرچہ شہر مریدہ مین ۸۲۷ء مین اور کوہستان ویرہ مین ۹۲۶ء مین تحصیل خراج کے تشدد کے سبب سے بہت فتنے وفساد اُٹھ کھڑے ہوئے تھے۔اور اُن کی وجہ سے نواحی بکزرا اور دریاے تاج کے کنارے کے ملکون مین بہت کچھ قتال اور کشت وخون ہوا تھا مگر جیسا کہ طلیطلہ مین انواع واقسام کے ہولناک فتنے وفساد ہوئے ایسے فساد وہان نہین ہوئے تھے۔

اسی طرح جب حاکم بن ہشام نے اپنی حفاظت کے لیے محافظ مقرر کیے۔اور اُن کی تنخواہ اُس چنگی کے محصول سے مقرر کی جو غیر ملکون کے آئے ہوے مال سے لیجاتی تھی تو قرطبہ والون نے اُس کے خلاف ۸۱۷ء مین بغاوت برپا کی۔اور تمام اطراف مین اُس سے ایک بلوۂ عام اُٹھ کھڑا ہوا اس لیے خلیفہ نے بدمعاشون کو سزا دینا چاہی۔یہ سنکر اُنھون نے اُس کے محافظون پر حملہ کیا۔اور اُن مین سے بہتون کو ذبح کر ڈالا خلیفہ کو

اس سے بڑا رنج ہوا۔ اور وہ اپنے ممالیک اور غلامون کو لیکر قرطبہ والون کے قلع وقمع کو نکلا۔ اس واسطے یہ لوگ جدھر موقع ملا بھاگ گئے۔ اور اُن کے مکانات جو شہر کے نواحی مین تھے لوٹ لیے گئے۔ اب اُن کے خاندان اندلس سے نکل گئے۔ اُن مین کچھ لوگ تو فاس کے علاقے مین چلے گئے۔ وہان ادریس بن ادریس امیر فاس نے اُن کی بڑی تعظیم وتواضع کی۔ باقی جو رہے وہ بحری قزاق بن گئے۔ اور جا کر سکندریہ کو لوٹا۔ جزیرہ کریٹ کو ۸۲۰ء مین فتح کر لیا۔ اور وہان اُنھون نے ۸۴۳ء مین شہر قندیہ آباد کیا۔

عبدالرحمن اول کے بعد جو ابتدا مین خلفا ہوے تھے اُن کا یہ قاعدہ تھا کہ وہ مغربی زناتہ قبائل مین سے اپنے خفیر[1] مقرر کیا کرتے تھے۔ پھر اُن کے بعد عبداللہ نے اور جو لوگ اُس کے بعد ہوے ۹۰۰ء مین قسطنطنیہ سے سلادونیہ قوم کے غلام منگوائے اور اُن کو ہتیار باندھنے اور اُن کو استعمال مین لانے کے قواعد سکھائے اور اُنھین اس خدمت کے لیے مقرر کیا۔ اس سے یہ ہوا کہ عربون اور افریقیہ کے بربرون مین جو جھگڑے رہا کرتے تھے وہ ۹۵۵ء سے لیکر ۱۰۰۸ء تک بالکل موقوف رہے۔ ان غلامون کو سیاسی کامون مین اُس وقت کچھ دخل نہ تھا۔ کیونکہ خلفا اُس وقت زبردست تھے۔ مگر جب ابتداے گیارھوین صدی عیسوی سے حکومت مین انحطاط شروع ہو گیا تو امور سیاست مین یہ لوگ بھی دخیل ہو گئے۔

مبحث دوازدھم

—: اندلس مین مسلمانون کی نصارے سے لڑائیان :—

اندلس کے عرب صوبجات سپیانیہ مین کوہستان پرینہ کے پیچھے رہا کرتے تھے۔ اور ہمیشہ آپس مین جھگڑتے اور دُند مچاتے رہتے تھے۔ حالانکہ اُن کو بڑی احتیاج اس بات کی

[1] باڈی گارڈ۔

تھی کہ اقالیم استوریہ اور بلادگال اور کوہستان پرنیہ اور کوہستان مملکت اوقیید کے نصارے سے مقاومت کرین۔ اور ایسی ہی ضرورت حدود ایالت جالیسہ مین بھی اُن کو تھی۔ کیونکہ امیر پیلادگاتھی نے عبدالرحمن اول سے بیشتر اندلس کے امراسے ایک چھوٹی سی ریاست اُن حدود مین بالکل آزاد باقی رکھوائی تھی تاکہ وہان نصرانی پناہ گزین ہوا کرین۔

جب عبدالرحمن اول خلافت کا مالک ہوا۔ تو اُس وقت یہ ریاست دریاے منہو کے شمال مین خوب قوی اور مستحکم تھی۔ اور جب ۱۵۶ھ مین شہر تربونہ کا فرانسیسیون اور بادشاہ پپن قصیر نے محاصرہ کر لیا تھا تو باشندگان کوہستان پرنیہ نے اسپین کے لشکر کو روکا۔ اور وہ قطالونیہ کے صوبہ مین بلاد سبتیمانیہ تک اُن کو جانے نہین دیتے تھے اس لیے اس خلیفہ نے ملوک اوقیید کو اپنے ساتھ ملا لیا جس سے اُن نصرانیون کے دل مین اُس کا رعب بیٹھ گیا۔ اور مجبوراً جزیہ دینے پر راضی ہو گئے۔ اور اُن سے سالانہ جزیہ اس طرح ٹھیرا۔ کہ دس ہزار اوقیہ سونا اور دس ہزار رطل چاندی اور دس ہزار گھوڑے اور دس ہزار خچر اور ہزار گز زرہ اور اسی قدر نیزہ اور تلوارین ہر سال دیا کرین۔

لیکن پھر اُسے یہ خبر پہونچی کہ شہر تربونہ محاصرین کے ہاتھ آگیا ہے۔ اور صوبہ سبتیمانیہ کی پوری اقلیم عربون کے قبضے سے نکل گئی ہے۔ یہ ۱۶۰ھ کا واقعہ ہے۔ پھر اُسے اس بات کا بھی گمان ہوا کہ کوہستانی درہ کو کھول سکنے کی اُسے قدرت نہین ہے تاکہ اُس کی فوج کوہستان پرنیہ سے آگے جا سکے۔

اور اسی کے بعد شارلمین بادشاہ فرانس نے رومیون اور جرمنیون کا باہم میل جول کرا دیا۔ اور اُنھون نے ریاستہاے قطالونیہ اور ارامون پر تاخت کی۔ اور جہان کہین ملک مین وہ لوگ گئے اُسے خوب خراب کیا۔ اور اسی طرح لوٹتے مارتے دریاے ابرہ کے کنارون تک پہونچ گئے۔ پھر جب یہ لوگ کوہستان پرنیہ سے اپنے ملک کو لوٹے تو

نوارہ اور وسقونی لوگون نے جو عربون سے ملے ہوئے تھے اُن سے غدر کیا اور
شارلمین کے برادر زادہ رولنڈ کو مار ڈالا اور اُن سے مال غنیمت سب چھین لیا
اس وقت قطالونہ اور اراغون کی دونون ریاستین پھر عبدالرحمن اول کے ہاتھ آگئین۔
صرف شہر جیرونہ اس کے قبضے سے باہر رہ گیا۔ سو وہ بھی ۷۹۳ء مین اُس کے بیٹے
ہشام نے لے لیا جس نے ستیمانیہ کی فتح کے واسطے ایک لشکر بھیجا تھا اور تربونہ کو لیلیا
تھا۔ اب شارلمین نے اپنے بیٹے لوئز کو جو ریاست اکیتانیہ کا بادشاہ تھا۔ عربون سے لڑنے
کے لیے مستعد کیا۔ اور اُس سے اور عربون سے جبال پرینہ کے حدود مین ۷۹۶ء سے لیکر
۸۱۲ء تک برابر لڑائیان ہوتی رہین۔ اس مین لوئز نے بلاد نوارہ کو اور اُس علاقے کو
لے لیا جو بلاد قطالونہ مین ابتداے بحر سے ساحل بحر تک واقع ہے اور استوریہ کے نصرانی
اکثر چڑھائیون مین فرانسیسیون کے ساتھ ملتے چلے گئے اس لیے اب اُنھون نے جزیہ
دینا موقوف کر دیا۔ اور ہتیار اُٹھا لیے۔ ادھر مسلمان اپنے سردارون اور سپہ سالارون کا
کہنا نہ ماننے کے سبب سے کمزور ہو رہے تھے۔ علاوہ اس کے وہ متفرق اور جدا جدا ہو رہے
تھے۔ نفاق کا بھوت ان کے سرون پر سوار تھا۔

الفنس ثانی جس نے ۷۹۳ء سے ۸۴۲ء تک مین بزور بازو اپنی سلطنت قائم کی تھی
اُس ملک کا مالک ہو گیا تھا جو ابتداے دریاے منہو سے لیکر دریاے دویرہ کے کنارون
تک پھیلا ہے۔ اور اُس کی فوج نے عربون کو حوالی شہر زامورہ مین محصور کر لیا تھا۔
ادھر جب شارلمین مر گیا۔ تو اُس کے ملکون کے والی خود مختار حاکم بن بیٹھے اور اندلس
مین جدھر مسلمانون کا لشکر گذرتا اُدھر اُس سے معرکہ آرا ہوتے۔ ادھر نوارہ کے حاکم نے ۸۳۱ء مین
اپنا لقب بادشاہ مقرر کیا اور بلاد قسطیلہ اور اراغون پر تاخت کرنے لگا۔ اُس زمانے مین
نصرانیون اور مسلمانون سے ایسی لڑائیان ہوئین کہ تمام ملک کی زمین خون سے سرخ
ہو گئی۔ کیونکہ گو خلفا اور نصرانی بادشاہ عارضی صلح بھی کر لیتے تھے۔ اور کئی کئی بار اُن کے

باہمی اقرار ہو جاتے تھے کہ اب لڑائی نہ کرین گے۔ مگر وہ لوگ جو بلاد اسلامیہ و رباد نصارے کے حدود فاصل پر رہتے تھے اُن کی کسی سے صلح نہین ہوتی تھی۔ بلکہ وہ ان حدود مین لڑائی کی نوک جھونک کرتے ہی رہتے تھے۔

پھر ۸۷۲ء مین دریاے صاحون کے کنارے جو دریاے دویرسے ملتا ہے ایک لڑائی ہوئی۔ اس لڑائی مین ملوک نوارہ اور لیون دونون کے لشکر ایک ہی جھنڈے کے تحت مین تھے۔ اُس مین اگرچہ بہت ہی کشت وخون ہوا۔ مگر دونون فریقون مین سے کسی فریق کو بھی غلبہ نصیب نہ ہوا۔

پھر ۸۷۸ء مین میدان شہر زامورہ مین ایک اور لڑائی ہوئی جس مین بادشاہ الفانسو ثالث جو بہ لقب اکبر مشہور ہے فتحیاب ہوا اور اس لڑائی مین اُس نے شہر زامورہ کو لے لیا۔ اور اب اُس ملک تک اُس کی پیش قدمی کا راستہ کھُل گیا جو دریاے تاج کے پانی سے سیراب ہوتا ہے۔

پھر غالیسیہ والون نے شہر ویزو۔ لامیغو۔ قومبرہ۔ سالمنک۔ اور برطالورہ تک تاخت کی اور قسطیلہ کے کاونٹ بھی اُٹھ کھڑے ہوے۔ اور عمر بن حسن اور اُس کے بیٹے کالب کی سرکشی کے ایام مین موقع پاکر اپنے دائرۂ شوکت کی توسیع کرتے رہے۔

امویون کا یہی حال ایک مدت تک رہا۔ وہ اپنے آپس مین لڑتے جھگڑتے تھے اور نصارے کی لڑائیون کو بھول گئے تھے جو چڑھائیان کرکے بڑھتے چلے آتے تھے لیکن اسی دوران مین قسطیلہ کے کاونٹون اور ملوک نوارہ اور لیون مین باہم تنازع اُٹھ کھڑا ہوا۔ یہ موقع عبد الرحمن ثالث کو بہت اچھا مل گیا۔ اس مین اُس نے اُن مسلمانون کو دبا لیا جو اُس سے سرکشی کیا کرتے تھے اور کالب کی اولاد نے امیر ثانی کو بھڑکایا جس سے وہ تاخت کرتا ہوا بلاد طالورہ تک پہونچ گیا۔ اور وہان اُس نے نہ صرف ہتیارون ہی سے کام لیا بلکہ آگ سے بھی خوب جلایا۔

پھر عبدالرحمن نے اپنی ایک فوج جرار غالیسہ اور مملکت لیون کو بھیجی جس نے
دریاے دویر کے کنارے لیون کے بادشاہ کو سنہ ۹۲۹ء مین شکست دی پھر
نصرانی سنہ ۹۳۴ء مین بیداجوز اور اسبونہ تک بلادِ لوزیتانیہ مین آپہونچے۔ مگر یہان سے
مسلمانون کے لشکر کے خوف نے اُنھین واپس کر دیا اور وہ کچھ نہ کر سکے۔

اس کے بعد خلیفہ عبدالرحمن نے سنہ ۹۳۵ء مین مسلمانون کو جہاد کے لیے آمادہ کیا
اور زامورہ کا محاصرہ کیا۔ اس شہر کی سات فصیلین تھین اور دو خندق تھے جن مین
پانی بھرا رہتا تھا۔ رامیر ثانی مقابلے کو نکلا۔ اور اپنی فوج لیکر حملہ کیا۔ مگر بھاگ گیا
اور مسلمانون نے ایک جانب کی دیوار گرا دی اور زامورہ مین اُن کی فوج داخل
بھی ہو گئی۔ لیکن دیکھا تو وہان ایک اور خندق ہے۔ اُنھون نے چاہا کہ اسپر سے بھی
آگے بڑھین۔ مگر وہان نصارے ان پر اچانک آپڑے اور بہت سے مسلمان اس ناگہانی
حملے مین مقتول ہو گئے تاہم جو فوج مسلمانون کی باقی رہی اُس نے انھین کشتون کا
پل بنایا اور خندق سے پار ہو شہر مین گھس گئے۔ اور اس کے بعد نصارے سے دو سال
تک لڑتے رہے اور انھین ہمیشہ دشمنون پر غلبہ ہوتا رہا۔ آخر رامیر ثانی نے سنہ ۹۴۱ء
مین اُن سے پانچ سال کے لیے صلح کر لی۔ پھر اس مدت کے بعد بھی صلح ہی رہی یہانتک
کہ خلیفہ حاکم سنہ ۹۷۶ء مین مرگیا۔

چونکہ اس کے بعد مملکت لیون مین بڑا اضطراب پیدا ہو گیا تھا۔ کاونٹ قسطیلہ اور
مملکت نوارہ لیون کے برخلاف ہو گئے تھے اس لیے نصارے کی قوت مین ضعف
آگیا تھا۔ اور خلیفہ عبدالرحمن کو قوت حاصل ہو گئی تھی۔ مگر باوجود اس کے عبدالرحمن
صلح اور امن وامان کے برکات کو پسند کرتا تھا۔ اُس نے ان عیسائیون پر حملہ نہ کیا
بلکہ ملک قسطیلہ شنس (Sanche) سے روابط اتحاد و یگانگت پیدا کر لیے۔

اس کے بعد ایک عورت کی زیر نگرانی ہشام خلیفہ ہوا جس کی اس وقت صرف

گیارہ سال کی عمر تھی۔اس لیے مسلمانون کو نصارے سے خوف پیدا ہو گیا اُس
بنا پر محمد بن عبد اللہ بن علی کو وزارت عظمےٰ حوالہ کی گئی۔جو تمام اندلس مین شدتِ عزم
اور لیاقت علوم مین مشہور و معروف تھا اُس نے وزیر ہوتے ہی تمام لوگون کو جہاد
کے لیے طلب کیا۔اور اُس نے اعلان عام دیدیا کہ میرا ارادہ تمام اندلس کے فتح کا ہے۔اور
قسم کھائی کہ عیسائیون سے ہمیشہ دشمنی رکھونگا۔یہ اسی طرح کی قسم تھی جس طرح زمانۂ سابق
مین ہنی بال قرطاجنی سپہ سالار نے قسم کھائی تھی کہ رومیون سے مین ہمیشہ عداوت
رکھون گا۔اس لیے تمام اندلس کے مسلمان بہت خوش ہو گئے

پھر اس وزیر نے یہ قاعدہ مقرر کیا کہ ہر سال لشکر تیار کرتا اور بلاد لیون۔غالیسہ
قسطیلہ نوارہ اور قطالونیہ پر تاخت کرتا۔اور پھر اپنے اسلامی مقامات کو لوٹ آتا۔اور
جو مال غنیمت ملتا اُسے یہان آکر تقسیم کیا کرتا۔اُس نے سنہ ۹۷۸ء مین بلاد غالیسہ کو لوٹا
اور چونکہ وہ عیسائیون پر اس وقت غالب اور منصور ہوا تھا اس لیے اُسکا لقب منصور ہو گیا
سنہ ۹۷۸ء سے سنہ ۹۸۳ء تک کے درمیان اُس نے لڑبھڑ کر لیون اور استرغہ کے
شہرون کو لے لیا۔اور سنہ ۹۸۴ء مین بلاد قطالونیہ کی طرف متوجہ ہوا۔یہان فرانسیسیون
کی طرف سے بوریل Borrel والی برشلونہ اُس سے لڑا مگر منصور نے اُسے شکست دی
اور باشندگان بلاد قطالونیہ سے اُن کے قیدیون اور اموال کی بابت فدیہ لیا۔پھر
منصور نے سنہ ۹۸۶ء سے سنہ ۹۹۴ء تک بلاد غالیسہ پر کئی مرتبہ حملے کیے۔اور ایک مرتبہ
شہر قنبتلہ تک پہونچ گیا۔اور اُس مین جو کنیسہ تھا۔جسے قدیس یعقوب کا کنیسہ کہتے تھے
اُسے جلا دیا اور اُس کے ناقوس اُتار کر لے آیا اور قرطبہ کی مسجد مین اُنھین لاکر رکھا۔
اور سنہ ۹۹۵ء مین ملک غرسیہ کو شکست دی۔

اس کے بعد وزیر منصور کو افریقیہ کے زناتہ قبائل کی طرف جانا پڑا۔تاکہ انکی سرکشی کو
دبائے۔نصارے نے دیکھا کہ یہ خوب موقع ہے۔وہ لڑائی کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے۔اور

بوریل جسے المنصور نے برشلونہ سے نکال دیا تھا۔ وہ پھر فرانس کی مدد سے اپنے ملک کو لوٹ آیا۔ پھر یہ وزیر بھی زناتہ قوم کو مطیع کر کے اندلس کو لوٹ آیا۔ اور سنہ ۱۰۰۰ء میں جنگ سرورہ میں نصارا ے کو بھگا دیا۔

اب شنس اکبر۔ اور ملک قسطیلیہ اور الفنس پنجم ملک لیون یہ سب متفق ہو گئے۔ اور نواحی قلعہ لسور میں سب ملکر اس وزیر سے لڑے۔ پہلے روز تو فریقین میں سے کسی کو فتح و شکست کچھ نہ ہوئی۔ لیکن پھر نصرانیون کے زرہ پوش لشکر نے جرأت کی اور طولاً و عرضاً مسلمانون کے لشکر کو چیرتے ہوئے اُس کی صفون کے اندر گھس گئے اور کثرت سے لوگون کو قتل کر دیا جس سے یہ وزیر زخمی ہو کر اپنے لشکر کو بھگا لایا۔ لیکن نصاری کی قوت بھی کمزور ہو گئی تھی۔ اس لیے اُنھون نے اس کا تعاقب نہ کیا۔ اس وزیر کو اپنی اس شکست سے جو اُس کی اول ہی شکست تھی ایسی ندامت ہوئی کہ اُس نے اپنے زخمون کا کوئی علاج نہ کیا۔ اور زندگی سے بیزار ہو گیا جس سے آخر کار مر گیا۔ مسلمانون کو اُس کے مرنے سے بڑا ہی افسوس ہوا۔

اس وزیر کے بعد اُس کا بیٹا عبد الملک وزیر ہوا۔ یہ سنہ ۱۰۰۲ء سے سنہ ۱۰۰۸ء تک قطالونیہ اور لیون کے ملک مین نصارا ے سے لڑتا رہا۔

یہ نصارا ے اندلس کے عربون سے فن جنگ مین زیادہ ماہر تھے۔ نیز اُن کے ہر شریف و وضیع کے لیے جنگ مین شریک ہونا لازمی تھا بخلاف اندلس کے عربون کے کہ اُنھین جہاد مین جانے نہ جانے کا اختیار تھا۔ ہان البتہ جب خلیفہ اُنھین خاص طور پر مدد کے لیے طلب کرتا تو وہ سب اُسے ایک مدت معیّن تک امداد دیتے تھے۔ اس لیے نصارا ے کو معرکۂ جنگ مین مسلمانون پر دو طرح کی فوقیّت حاصل تھی۔

اب رہا یہ کہ وزیر منصور کو فتوحات کیون حاصل ہوئین۔ اُن کا سبب وہ حمیّت تھی جو وزیر موصوف اپنے لشکرون مین جوش دلا کر پیدا کر دیتا تھا۔ اور دشمنون پر اُس کا

دفعیہ دشوار ہو جاتا تھا۔

ہان عربون کو بحری جنگون کے لیے وہ قوت حاصل تھی۔ کہ نصارے اُن کے سامنے کچھ بھی نہ تھے۔ اُن کے پاس بندرگاہے قادس، جزیرہ منقار، مریہ، طرطوس اور طراغونہ مین بہت سے جنگی جہاز تھے۔ جو مریہ۔ طرطوس۔ طراغونہ۔ رطاجنہ۔ اشبیلیہ۔ مین بنا کرتے تھے۔ اور رعایا کے بھی بہت جہاز تھے۔ جن مین تجارتی مال جاتا آتا تھا اور مشرق سے تجارتی اشیا اندلس کو جاتی تھین۔ اور اُن مین ایسے جہاز بھی تھے جو بحری رہزنی کے لیے بنائے جاتے تھے اور اُن مین بیٹھکر لوگ اندلس فرانس اور اٹلی کے سواحل پر چھاپے مارا کرتے تھے۔

اندلس کے عرب زرہین بھی پہنتے تھے۔ اور اُن کے سردارون نے نوجوانون کو برچھیان مارنے اور تلوارین چلانے کی تعلیم خاص طور پر دی تھی جن سے وہ نصارے کے مقابلے مین بہت کام لیتے تھے۔

اور نصارے اس بات کو اُس وقت تک نہین جانتے تھے کہ فلاحت کے کام پر فنون جنگ کا سیکھنا زیادہ ضروری اور مقدم ہے اور وہ نہ خوشی و خرمی سے فائدہ اٹھانے کی ہی قدر سے واقف تھے جو ترقی تمدن کے سبب سے عربون پر لازم ہو گیا تھا۔

مبحث سیزدہم

اغلبیون کی دیکھا دیکھی اندلس کے عربون کا بحر متوسط کے جزیرون مین فرودگاہین اور مساکن اسلامیہ بنانا۔ اور صوبہ پروانسہ پر حملہ اور شہر افرکسینیت مین ایک فرودگاہ بنانا اور قوم نرمانیہ کی تاختین

سنہ ۲۰۰ھ مین عرب جزائر بلیارہ مین جا کر متوطن اور سکونت پذیر ہوئے اور سنہ ۲۰۳ھ مین اُنھون نے جزیرہ کارسیکا کو لیا۔ اور یہان سنہ ۵۰۰ھ تک وہ خود مختار و مستقل حاکم رہے۔ پھر اُنھون نے نواحی شہر مرسیلیا اور ارلس کو کئی مرتبہ لوٹا۔ ان کو شہر سنتروپز کے نواحی

مین ایک ایسا مقام مل گیا جس سے وہ تمام صوبہ پروانسہ پر تاخت کرسکتے تھے وہ
اقرسینیت کے مرکزی مقام پر سنہ ۸۸۹ء مین اُترے۔ اور تمام دسوین صدی عیسوی
انھون نے وہین گذاری اُن مین سے بعض نے وہان کی عورتون سے شادیان بھی
کرلین۔ اور کاشتکاری و فلاحت کا کام کرنے لگے۔ اور بعض فرانس سے اٹلی جانے والے
مسافرون کو لوٹنے لگے۔ وہ سنہ ۹۳۵ء مین تارنتیرہ اور والس کے صوبون تک پہونچ گئے
اور کچھ دنون بعد بلاد سویسہ کو بھی جسے پہلے ہنگری والون نے لوٹا تھا لوٹ لیا اور سنہ ۹۴۲ء
مین فریجو من اور طولون دو شہرون کے باشندون کو وہان سے نکلجانے پر مجبور کیا۔

مملکت سویڈن اور ناروے نے جسے مملکت اسکنڈیناویہ بھی کہتے ہین یہ چاہا تھا
کہ اسپین پر تاخت کرے۔ چنانچہ اُس نے نرتمانیون کا ایک لشکر سرزمین لوزیتانیہ مین
جسے پرتگال بھی کہتے ہین اور جو اسپین کے مغرب مین ہے سنہ ۸۴۳ء مین بھیجا کہ شہر
لسبونہ کو لے لین مگر اس کے والی نے اپنے ہمسایون سے مدد مانگی۔ اور یہ دیکھکر یہ حملہ آور
مغربی صوبہ مین شہر صیدونہ کی طرف چلے گئے۔ اور اُس پر حملہ کیا۔ اور سنہ ۸۴۴ء مین دریاے
وادی کبیر مین ہوکر آگے کو بڑھے اور اشبیلیہ تک پہونچ گئے۔ اُس کے اطراف و نواحی کو
خوب غارت کیا۔ اور یہ چاہا کہ وہین توطن اختیار کرلین۔ مگر وہان کے قبائل عربیہ کے
مشایخ نے انھین نکال دیا۔ ان لوگون نے شہر ملاغہ اور قرطاجنہ کے پاس اپنے جہاز
لا کر کھڑے کردیے۔ اس کے بعد انھون نے شہر الجزیرہ کی مشہور مسجد کو غارت کیا۔ پھر
وہان سے چلے گئے مگر غارت اور تخریب مین کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑ گئے۔

یہ دیکھکر خلفا نے تمام ساحلی مقامات کی جہازون کے ذریعے سے محافظت کرلی۔
اور کچھ جنگی جہاز اُن نرتمانیون کے دفع کرنے کے واسطے روانہ کیے۔ ان جہازون نے
نرتمانیون کو مار بھگایا اور وہ اتنی دور تک بڑھے چلے گئے (اور یہ بات زبان انگریزی کی
تاریخون مین لکھی ہوئی ہے) کہ اُن مین کی ایک جنگی کشتی فرانس کے مغرب مین وہان پہ

دکھائی دی تھی جہان دریاے لوارہ سمندر مین گرتا ہے۔

مبحث چہاردھم

:- اندلس کے عربون کی فہم و ذہانت۔اُن کا حسن اخلاق۔اور استعداد عقلی :-

اندلس کے عرب علوم و فنون صنعت و حرفت اور اخلاق مین اہل فرنگ سے بدرجہا لائق و فائق تھے وہ ایسے کریم تھے کہ جان تک دینے سے دریغ نہ کرتے۔مگر اُن کا جان دینا وحشیانہ طور پر نہ تھا۔وہ اپنی جان کی قدر و عزت کو خوب پہچانتے تھے جنگ و جدال کی عادت نے ان کو آپ اپنی نگاہ مین نہایت وقیع و گرانقدر بنا دیا تھا اس لیے عزت نفس کا جذبہ انمین نہایت شدت کے ساتھ پایا جاتا تھا۔مثلاً جب خلیفہ عبداللہ نے ایک سردار لشکر کی داڑھی کے ساتھ تمسخر کیا۔تو اُس نے قسم کھالی کہ خلیفہ کے پاس مین آیندہ کبھی نہ آؤنگا۔اس نے اپنی اس قسم کو پورا کیا اور خلیفہ کے پاس کبھی نہ آیا قسطیلہ اور نوابرہ کے فرنگی بادشاہون کو اندلس کے عربون کی صداقت کا بڑا یقین تھا اور وہ جانتے تھے کہ یہ لوگ اپنے مہمانون کی بڑی خاطر تواضع اور اکرام کیا کرتے ہین اسی وجہ سے اُن مین کے متعدد بادشاہ قرطبہ کو اس مقصد سے گئے تھے کہ وہان کے مشہور حکماء اور اطباء سے اپنا علاج معالجہ کرائین۔

یہ عرب ہر جگہ اپنے بانی خاندان کے مطیع و منقاد اور سردار قبیلہ کی تعظیم و تکریم کے پابند رہتے تھے۔مراعات عدل و انصاف مین نہایت ہی شدت برتتے تھے اور اپنے خاندان کے ننگ و ناموس کے حفظ مین اُن کے فقیر امیر سب یکسان تھے کوئی شخص کیسا ہی معمولی درجے کا کیون نہو وہ بڑے سے بڑے مناصب تک پہونچ سکتا تھا کیونکہ فقط شرافت حسبی و نسبی کوئی چیز نہ سمجھی جاتی تھی۔بلکہ فضائل و اخلاق کا بھی اس کے ساتھ اعتبار کیا جاتا تھا۔وہ عرب اس زمانے مین بشری آزادی اور حریت کے لیے ایسے مضرت رسان نہین رہے تھے جیسے وہ اندلس کی فتح کے وقت تھے

جبکہ اُن کی عقلون پر دین کی سطوت بہت غالب تھی۔ بلکہ اب اُنھین قرآن شریف کے سمجھنے اور اُس پر عمل کرنے کا صحیح شوق پیدا ہو گیا تھا جو اکتساب فضائل اور اعمال صالحہ کی اہمیت کی ہدایت کرتا ہے اِسی لیے خلفا مخلوق کو کاروبار مین مشغول رہنے کا شوق دلاتے، ظلم تعدی و عدوان سے باز رکھتے اور لوگون کو ایک دوسرے کی جائداد و املاک کے تحفظ کی ترغیب دیا کرتے تھے۔ ان کے قاضی اپنے آپ کو صرف حکومت کی طرف سے منصبدار قاضی نہ سمجھتے بلکہ مخاصمین کے درمیان اپنے کو ایک حکم تصور کرتے تھے۔ اور مخلوق کے ساتھ بجز شاذ و نادر مواقع کے ہمیشہ رفق و ملاطفت کے ساتھ پیش آتے تھے۔

یہ جو انتہا درجہ کی عظمت و شان کے مراتب اُن کو حاصل ہوے تھے اُس کی وجہ یہ تھی کہ اُن مین علوم و فنون فلاحت و زراعت صنعت و حرفت کا کثرت سے رواج ہو گیا تھا وہ تمام علوم و معارف کی لذت سے آشنا ہو گئے تھے۔ اور ان مین ایک دوسرے سے بڑھکر امتیاز پیدا کرنے کے لیے مسابقت و منافست رہتی تھی۔ شعر گوئی اُن کی قدر و عزت نفس کو بلند کرتی تھی۔ شاعر اُن مین بڑے درجے کا شخص سمجھا جاتا تھا۔ اور اُن کے قاضیون کے لیے یہ ضروری امر تھا کہ اُن کے معلومات بہت وسیع اور غائر ہون تاکہ اُن کے ایام ملازمت و خدمت مین لوگ اُن پر اعتبار کرین۔

اُن کا قاعدہ تھا کہ تمام بڑی بڑی عمارتون پر تعمیر کرانے والے اور معمارون کے نام ضرور لکھے جاتے تھے (تاکہ بنوانے والے اور بنانے والے دونون کی محنت کی لوگ داد دین) اور ہر ایک استاد فن کی تعریف کرنا ان کا شیوہ تھا۔ وہ فنون عمارت، علم موسیقی، اور شعر گوئی مین بڑے بلند درجے کو پہونچ گئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل فرنگ اسلوب عمارات اور تزئین مکانات مین اُن کی تقلید کرتے تھے۔ علی بن زریاب نے اصوات کے اجناس مین غیر معمولی مہارت پیدا کی اور انسانی آواز مین اصول نغمہ و

دیگر وسائل سے گوناگون ترقی وانقلاب پیدا کر کے موسیقی کی ترقی کی نئی راہ نکالی
اُس نے قرطبہ مین ایک مدرسہ جاری کیا تھا اور عود مین چار وتر کے بجائے جو قدیم سے
مروّج تھے پانچوان ایک وتر اور زیادہ کیا تھا۔ وہ لوگ انواع واقسام کے شعر بھی کہا کرتے
تھے۔ خصوصاً اُن حکایات کو نظم کیا کرتے تھے جو نکات معشوقہ (شوق دلانے والی باتون) پر
مشتمل ہوتی تھین۔ اس سلسلہ مین بڑے بڑے صاحب کمال ہوئے ہین جن مین اکثر مرد
اور چند عورتین بھی ہین۔

وہ مدارس مین علم فلک۔ جغرافیہ۔ منطق۔ طب۔ نحو۔ ہندسہ۔ جبر و مقابلہ۔ مبادی علم
طبیعیات۔ کیمیائے طبّیہ اور تاریخ طبعی یعنی علم موالید ثلاثہ ارضی سیکھا کرتے تھے۔

اُن کے کتب خانے اُن کتابون سے بھرے پڑے تھے جو پچھلے زمانہ کے علماء یونانی
سے۔ اور فلاسفۂ اسکندریہ کی کتابون سے اُنھون نے نقل اور ترجمہ کی تھین پوپ روما
"جوبرٹ" نے دسوین صدی عیسوی کے آخر مین کچھ علوم اندلس سے سیکھے تھے جن پر
اُس کے ابنائے عصر عیسائیون کو بڑا تعجب ہوتا تھا اور اس کے جاہل ہموطنون نے
اُس کے علمی معجزات دیکھ کر اُس کو جادوگر کہا۔

مبحث پانزدہم[15]

اندلس کے عربون کے صنائع، تجارت وفلاحت، عمارت اور اُن کے عام اشغال:۔

اندلس کے عرب اور لوگون سے صنائع مین بہت ہی فائق تھے۔ اُنھون نے رومیون اور
فینیقیون کے علوم وفنون سے واقفیت حاصل کی تھی جن کے ذریعے سے معادن مطروقہ
(یعنی لوہے چاندی وغیرہ کی کانین) نکالین۔ اور دیگر معدنیات کی کانین بھی دریافت
کی تھین۔ مثلاً پارہ کی کان نکالی اور ملقا اور بجا دیکا میرکس دو شہرون کے پاس
کانون سے یاقوت نکالا کرتے تھے۔ سواحل اندلس کے قریب سمندر سے مرجان اور
طراغونہ کے قریب سے موتی نکالتے تھے۔

دباغت کا کام بہت ہی اچھا جانتے تھے۔ روئی۔ کتان اور سن کے کپڑے خوب بُنتے تھے۔ حریر اور پشمینہ بافی مین وہ انتہائی درجۂ کمال کو پہونچ گئے تھے۔ مشرق اور سواحل افریقیہ مین لوگ جب کبھی اچھی اور عمدہ صنعت کا ذکر کرتے تو طلیطلہ کے نیزے اور تلوار اور غرناطہ کے حریر اور قرطبہ کے زین اور چمڑون کی تعریف کرتے تھے۔ یورپ والون کو وہ نیلی اور سبز بانات نہایت ہی مرغوب خاطر تھی جو بلنسیہ مین تیار ہوتی تھی اور ایسے ہی والنسیہ کے خوشبودار مصالحون اور شکر کا حال تھا کہ یورپ والے اُنھین بہت ہی پسند کرتے تھے۔ علاوہ برین وہ لوگ روغن زیتون۔ سرخ رنگ۔ عنبر خام بلور معدنی یعنی پتھر کے بلور۔ گندھک۔ زعفران اور زنجبیل کی تجارت بھی کیا کرتے تھے۔ یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ وہ لوگ اوراق حوالہ (یعنی ہنڈیون) کا بھی استعمال کرتے تھے جسے اصطلاح تجار مین کمبیالہ (ہنڈی) کہتے ہین اور جس کی ایجاد اہل لمبارڈیا کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ اور اگر بالفرض بالکل اسی صورت کا ڈرافٹ یا ہنڈی نہ ہو تو بھی کوئی نہ کوئی طریقہ ہی کے مماثل اُن مین ضرور جاری تھا۔

وہ لوگ اشیاے تجارتی مشرق کو بھیجا کرتے تھے۔ اور وہان سے اُن اشیا کے عوض مین عود قاقلی۔ کافور خراسانی۔ سمور کی پوستین۔ اور فارس کے قالین منگایا کرتے تھے

کاشتکاری کی طرف اُن کی بہت خاص توجہ تھی۔ جس کے کچھ نہ کچھ آثار ہوسطاۃ کے میدانی خطہ اور دیہات غرناطہ کی زمینون مین جو آبپاشی کے سبب سے نہایت درجہ کی زرخیز ہو گئی تھین۔ اب تک موجود ہین۔

اُنھون نے ہوسطاۃ کی میدانی زمین کی آبپاشی کے لیے جسکو دریاے طونہ دو حصون مین منقسم کر دیتا ہے بہت ہی اچھا طریق ایجاد کیا تھا۔ یہ دریا سمندر مین والنسیہ کے قریب گرتا ہے۔ جہان یہ دریا گرتا ہے وہان سے دو فرسخ اوپر اُنھون نے ایک ایسا بند بنایا تھا جس سے پانی کو روک لیتے تھے۔ پھر وہان سے اُنھون نے سات نہرین

نکالی تھین تین اس دریا کے ایک طرف تھین اور چار دوسری طرف۔ ہر نہر کو ہفتہ مین صرف ایک روز سے لیے کھولا کرتے تھے۔ اور اس قدر پانی اُس مین اکٹھا کر لیا جاتا تھا کہ ارتفاع ضروری تک چڑھجاتا تھا۔ پھر آگے جا کر ان نہرون کی اور چھوٹی چھوٹی شاخین پھوٹتی تھین اور جب اُن مین کافی حد تک پانی آجاتا تو وہ بھی ایک ساعت بعد کھول دیجاتی تھین۔ جس سے ہر ایک چھوٹے سے چھوٹے کھیت مین بھی پانی پہونچ جاتا تھا۔ انمین کی ہر نہر اس طرح بنائی گئی تھی کہ جس نہر کو اُس کی شاخون سمیت دیکھو وہ ایک پنکھے کی سی ہیئت مین معلوم ہوگی چونکہ اس میدانی زمین کا ڈھلاؤ فن انجنیری کے قاعدے سے مطابق اور بتدریج نہ تھا اس لیے اُنھون نے چھوٹے چھوٹے حوض اور خزانے یا چشمے بنا لیے تھے۔ اور اُن پر بند اور جھال تیار کیے تھے۔ انھین مین سے تمام کھیتون کو پانی تقسیم ہوا کرتا تھا۔ غرض کہ اُنھون نے اس زمین کو ایسا سر سبز اور سیراب کر دیا تھا کہ اندلس کی سرزمین کو ایک بوستان کہنا زیبا ہوگیا تھا پھر جن زمینون کی آبپاشی اس طریقے سے ممکن نہ تھی اُن کے لیے اُنھون نے چشمے بنالیے تھے جنھین عام لوگ سَواقی کہتے ہین۔ انکا پانی لیکر وہ حوضون اور نہرون مین محفوظ کر لیتے تھے۔ اور جب ضرورت پڑتی تب اُسے کام مین لاتے تھے۔

اُنھون نے اندلس مین جو زراعت کا طریقہ جاری کیا تھا وہ اُن علمی اصول پر مبنی تھا جو وہ ایشیا۔ کلدہ۔ اور شام سے وہان لے گئے تھے۔ وہ جیسے ہی ایک فصل کاٹ لیتے۔ اُسی وقت کھیت مین دوسری فصل بو دیتے تھے اس طرح پر ہر سال تین فصلین کاٹا کرتے تھے۔

وہ وہان کپاس۔ شہتوت۔ نیشکر۔ نخل۔ پستہ۔ کیلہ۔ اور کامنیائے سرخ و سفید کے پودے اور پھول اور ترکاریان انواع و اقسام کی بویا کرتے تھے۔ جو بعد مین یورپ کے تمام بلاد غربی مین وہان سے جا پہونچے ہین۔

اندلس مین جو ملک مسلمانون کے ماتحت تھا۔ اُس کے چھ دار الحکومت تھے۔ اور اسّی بڑے بڑے اور تین سو ان سے چھوٹے شہر تھے۔ اور دیہات و قریات کی تو کوئی گنتی نہ تھی۔ صرف قرطبہ مین دو لاکھ گھر اور چھ سو مساجد اور پچاس مریضون کے شفا خانے اور اسّی بڑے مدرسے اور نو سو حمام تھے اور باشندون کی تعداد دس لاکھ تھی۔

اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس کی موجودہ حالت اُس قدیم زمانہ کی سی نہین ہے اور اس عظیم ثروت وجاہ و جلال پر اظہار تعجب کی کوئی وجہ نہین ہے جسکے لیے باہم خلفا تفاخر و تنافس کیا کرتے تھے۔ اور جیسے اُنھون نے اپنی مملکت کے عشور، خراج محاصل جنگی، اور تجارت کے انتظام سے فراہم کیا تھا ان حالات کی بنا پر یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ اُن خلفا کی سالانہ آمدنی ایک کرور بیس لاکھ پینتالیس ہزار دینار طلائی رہی ہوگی۔ اور اس کے علاوہ لڑائی کے غنایم اور یہود و نصاری کا جزیہ بھی تھا باایں ہمہ جب ہم دیکھتے ہین کہ اندلس کے عربون نے اپنی تعمیرات پر اس قدر کثرت سے روپیہ صرف کیا ہے تو عقل دنگ رہجاتی ہے کیونکہ قرطبہ کی مسجد جو اس وقت تک موجود ہے اُس کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ دمشق کی مسجد اموی سے کہین بڑھکر ہے۔ اس کا طول چھ سو قدم اور عرض دو سو پچاس قدم ہے۔ اسکے داہنی جانب کے عرض مین اڑتیس ۳۸ اور بائین جانب کے عرض مین انیس ۱۹ صحن ہین اور ایک ہزار ترانوے ۱۰۹۳ ستون ہین جو سب سنگ رخام کے بنے ہوئے ہین۔ اور اُس کے جنوب کی طرف اُنیس ۱۹ دروازے ہین جن مین اندر کی طرف بہت ہی اچھی تانبے کی تختیان لگی ہوئی ہین اور اُن کے وسط مین طلائی تختیان جڑی گئی ہین۔ اُس مسجد کے اوپر تین گول سنہرے گنبد ہین۔ جن کے اوپر ایک خالص سونے کا انار بنا ہوا ہے۔ اُس مین چار ہزار سات سو قندیل جلا کرتی تھین۔ اور اُن مین سے جو قندیل محراب مین لٹکتی تھی وہ خالص سونے کی

تھی ۔اُس کی روشنی کے واسطے جو روغن زیتون جلا کرتا تھا ۔ سال بھر مین اُس کی مقدار
چوبیس ہزار رطل (یعنی بارہ ہزار سیر) ہوا کرتی تھی ۔ اور اُس مین صرف عنبر اور عود قافلی
ایک سو اُنیس رطل (یعنی ڈیڑھ من) جلتا تھا ۔ (اللہ اکبر)

اور اس شہر مین جب صبح ہوتی تو اُس کے کوچہ و بازار سب چمکتے ہوے دکھائی دیتے
اور پھولون کی کثرت سے جو جا بجا بھرے پڑے تھے محلّے کے محلّے خوشبو سے مہکتے
رہتے تھے اور سیر گاہون اور عام میدانون مین مطربان خوش الحان گاتے بجاتے
ہوتے تھے ۔

شہر زہرہ کا حال تو ہم اوپر لکھ چکے ہین اور اُسکے اُس قصر کا تذکرہ بھی کر چکے ہین جسے
عبدالرحمٰن ثالث نے دریاے وادی کبیر کے کنارے قرطبہ سے چند فرسخ پر بنایا تھا جس کا
اس وقت کوئی نشان تک بھی باقی نہین رہا ہے ۔ مگر مورخین اسلام نے اُس کا جو حال
بیان کیا ہے وہ بعینہٖ اس طرح ہے کہ قصر مذکور کے گنبد چار ہزار تین سو ستونون پر قائم تھے
یہ ستون انواع و اقسام کے سنگ رخام سے بنے تھے ۔ اور سب کے سب نقش و نگار اور
بیل بوٹے سے مزین تھے اور تمام ایک دوسرے کے مساوی تھے اس قصر کے صحن مین اور
اندر حجرون مین مختلف الالوان سنگ رخام کی مربع تختیان لگی ہوئی تھین ۔ اور بہت ہی
اچھی اور خوش وضع بنائی گئی تھین ۔ اُس کی دیوارین بھی اندر کی طرف ایسی ہی تھین
اُس کی چھت مین لاجوردی اور طلائی کام کی گلکاری کی ہوئی تھی ۔ اُس کے بڑے
بڑے مساکن مین شیرین پانی کے فوارے تھے جن کا پانی ۔ سپید سنگ رخام اور
سنگ یشب کے حوضون مین جو انواع و اقسام کی شکلون کے تھے گر کر غائب ہو جاتا
تھا ۔ اس مین خلیفہ کے جلوس کا جو صحن تھا وہان ایک فوارہ تھا اُس فوارہ مین
سے پانی کی رَو کے ساتھ ہر دم ایک پرندہ نکلتا تھا ۔ یہ طلائی پرندہ بظاہر معلّق
لٹکتا تھا جس کے سر پر ایک عظیم الشان موتی رکھا ہوا تھا ۔ یہ طایر شہر قسطنطنیہ مین

بنایا گیا تھا اور وہ موتی جو اُس کے سر پر تھا بادشاہ لیون نے بارگاہ خلافت مین ہدیتہً بھیجا تھا۔ پھر اُس قصر کے حوالی مین کشادہ باغ اور چمن بہت کثرت سے لگائے گئے تھے۔ ان باغون کے وسط مین ایک اور جدا قصر بنایا گیا تھا جہان خلیفہ صید و شکار سے واپس آکر آرام و استراحت کیا کرتا تھا۔ یہ قصر جو صرف استراحت کے واسطے تھا سنگ رخام کے ستونون پر قائم کیا گیا تھا۔ ان ستونون کے اوپر مُذہب برجیان تھین اُس کے وسط مین ایک صاف پانی کا چشمہ نکلتا تھا۔ اس کا پانی اس قدر شفاف تھا کہ پارہ کی طرح جھلکتا تھا۔ اس چشمہ مین یہ پانی ایک فوارہ سے نکل کر آتا تھا یہ فوارہ گیہون کے درختون کے ایک پُولہ کی شکل مین بنا ہوا تھا۔ فوارہ کا پانی ایک مستدیر حوض مین گرتا تھا جو سنگ قرمزی سے بنا ہوا تھا۔

پھر یہی نہ تھا کہ اندلس کے خلفا نے تمام دولت صرف انھین عمارتون مین صرف کر دی ہو جو اظہار فخر اور مملکت کی زیب و زینت کے لیے بنائی گئی تھین بلکہ انمین سے بہت سی رفاہ عام کے لیے بھی بنوائی تھین۔ خلیفہ حاکم نے پل بنوائے تھے۔ سڑکین نکالی تھین۔ اُن سڑکون پر سرائین اور مسافرخانے سیاحون کے لیے تعمیر کیے تھے۔ قرطبہ مین ایک مسجد بنائی تھی جس کا نام اُس نے اپنے نام پر رکھا تھا۔ اور اُس کی تعمیر اُس شخص کے اہتمام سے ہوئی تھی جو اُس شہر کے انتظام اور سپہ سالاری پر متعین تھا۔

اب امور مذکورۂ بالا پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ اندلس کے عرب گیارھوین صدی عیسوی مین اُن قومون مین سب سے اول ہوئے ہین جنھون نے تمدن مین ترقی کی ہے بلکہ وہ اپنے زمانے مین یورپ کی تمام قومون سے لائق و فائق رہے۔ تمدن مین کوئی اُن کے برابر نہ تھا۔ مگر چونکہ اُن مین اختلاف و نااتفاقی رہا کرتی تھی اور اُس سے ہمیشہ آتش جنگ و جدال بھڑکتی رہتی تھی۔ اس لیے اُنکی قوت و سلطنت بہت جلد تباہ ہوگئی۔ حالانکہ وہ اس وقت اسپین کے نصارے کی مقاومت و مدافعت کے لیے باہمی اتفاق و اتحاد کے بہت زیادہ محتاج تھے

باب دوم

مرابطین اور موحدین کا نصارائے اندلس کی اُن پیش قدمیون کو روک دینا جو اندلس کے مسلمانون پر کرتے چلے آتے تھے

سنہ ۱۰۰۸ع لغایت سنہ ۱۲۳۳ع موافق سنہ ۳۹۹ھ لغایت سنہ ۶۲۹ھ ہجری

مبحث اول

:- اندلس مین خلفائے امویہ کی سلطنت کا انحطاط اور قرطبہ کی خلافت کا ٹکڑے ٹکڑے ہو جانا :-

ہشام ثانی تخت خلافت پر بیٹھا تو کم سنی کے باعث وہ حکومت کے قابل ہی نہ تھا اس لیے المنصور کو صدر اعظم اور متولی امور سلطنت بنایا گیا۔ المنصور نصارائے پر کامل فتوحات حاصل کرنے کی وجہ سے ایسا ہر دل عزیز ہو گیا تھا کہ مسلمانون نے حکومت اندلس اسی کے خاندان مین مستقل کر دینے کا ارادہ کر لیا۔ چنانچہ المنصور کے بعد اُس کا بیٹا عبدالملک سنہ ۱۰۰۸ع تک برائے نام کرسی صدارت پر اور دراصل حکومت کے سیاہ و سفید پر حاوی و متمکن رہا۔

پھر چونکہ ہشام ثانی کے کوئی اولاد بھی نہ تھی اس لیے عُمری فریق نے عبدالملک سے یہ تحریک کی کہ وہ عبدالملک ابن المنصور کے بھائی امیر عبدالرحمن کو ولی عہد سلطنت مقرر کر دے مگر بنی امیہ اس تجویز کے سخت خلاف ہو گئے۔ اور اسی وجہ سے دونون فریقون مین رنج و عناد پیدا ہو گیا اس نفاق کے سبب سے چھ برس تک ملک مین اندرونی فتنہ و فساد اور خانہ جنگی کی آگ مشتعل رہی۔ اس زمانے مین کئی مرتبہ شہر قرطبہ باغیون کے ہاتھون لوٹا گیا۔ اور اسی دوران مین ہشام بھی خلافت سے معزول کر دیا گیا۔ جسکی جگہ دو سال تک سنہ ۱۰۰۸ع سے سنہ ۱۰۱۰ع تک محمد بن مہدی مسند آرائے خلافت رہا پھر سنہ ۱۰۱۰ع سے سنہ ۱۰۱۲ع تک ہشام نے باردیگر خلافت کی عنان اپنے قابو مین رکھی۔

اس کے بعد امیر سلیمان اورنگ خلافت پر جلوس فرما ہوا۔ یہ افریقیہ کے عربوں کا امیر اور سردار اعظم تھا۔ مگر مسلمانوں نے اُسے اس منصب کے لائق نہ سمجھا۔ دو سال کے بعد پھر باہمی دشمنی اور مخاصمت کی آگ بھڑک اُٹھی اسی دوران میں ابن حامد نے سر اُٹھایا۔ اور اُس کے ظہور سے خانہ جنگی کی آگ مزید شعلہ زن ہوئی۔ ابن حامد کا نام علی بن حامد تھا یہ خاندان بنی حامد ادریسیوں کی ایک شاخ تھا جو اپنے خاندان کا سلسلۂ نسب حضرت علی رضی ابی طالب سے پیوستہ کرتے تھے۔ علی بن حامد خلیفہ ہشام ثانی کی طرف سے ملک مغرب کا حاکم (گورنر) مامور کیا گیا تھا۔ وہ مذکور الصدر امیر سلیمان کے تخت نشین ہونے تک برابر حکومت مغرب کے فرائض ادا کرتا رہا۔ مگر جب سلیمان کو خلافت کا منصب مل گیا تو علی بن حامد گورنر مغرب نے اپنے نسب کی شرافت ثابت کرکے اس بات کا دعوے کیا کہ بنی امیہ کی خلافت کا سب سے زیادہ مستحق وہ ہے۔ چنانچہ اس نے مملکت مغرب کی تمام آمدنی اپنے قبضے میں کرلی اور افریقیہ کے اندرونی علاقوں سے بہت سے زنگی بلوا کر فوج میں بھرتی کیے۔ ان کے علاوہ عربوں اور دریدیوں کا بھی ایک زبردست لشکر مرتب کیا۔ اور یہ لشکر جرار ترتیب دیکر اُسے اپنے زیر علم لیے اندلس میں آدھمکا۔ اور بآسانی مملکت اندلس میں داخل ہوگیا۔ اس کا بھائی قاسم بن حامد۔ ملاغہ۔ اور الجزیرہ اندلس کے دو سرحدی شہروں کا حاکم تھا۔

اُدھر چونکہ سلیمان سے اندلس کے تمام مسلمان سخت متنفر تھے اس لیے وہ خلافت سے بہت جلد معزول کردیا گیا۔ اور اس کی جگہ ابن حامد زمام خلافت پر قابض ہوگیا لیکن مملکت اندلس کے وہ صوبے اور شہر جن پر خاندان خلافت بنی امیہ کے باقی ماندہ اُمرا اور سردار قابض تھے انھی کے قبضۂ تصرف میں رہے اور کاش اگر اس وقت بھی اُن میں اتفاق ہوجاتا تو وہ ضرور ابن حامد پر غالب آتے۔ مگر عبدالرحمن چہارم و پنجم محمد ثانی اور ہشام بن محمد جو ۱۰۱۶ء سے ۱۰۳۱ء تک متولی امور خلافت رہے۔ ان

لڑائیوں کی وجہ سے کچھ نہ کر سکے، جن میں ان کے سب بھائی بند تیغ اجل کی نذر ہو گئے۔ اور ان کے پاس جو کچھ رہے سہے جنگی وسائل تھے وہ سبھی برباد و ضائع ہو گئے۔

پھر جب علی بن حامد بھی فوت ہو گیا۔ تو اس کے بعد اس کا بھائی قاسم بن حامد اور اس کا بیٹا یحییٰ بن علی بن حامد دونوں الگ الگ حاکم بن بیٹھے۔ یہ دونوں اپنے اپنے طرفدار لشکر کو ساتھ لیکر بجائے خود مستقل حکمران بن گئے۔ اور اس طرح ۴۲۹ھ تک بلاد اندلس غیر منتظم اور بے امن و امان رہے۔ اور اس وسیع مملکت کا کوئی بھی مستقل رئیس و فرمان روا نہ تھا۔

غرض کہ ہشام کا تدبیر مملکت سے بے بہرہ ہونا یہ رنگ لایا کہ سلطنت و خلافت کے حریص و طامع اشخاص امور مملکت میں دخیل و دست انداز بن گئے اور سلطنت میں ضعف آ گیا۔ اس کی کمزوری دیکھکر حریصان سلطنت نے ہاتھ پاؤں نکالے۔ خانہ جنگی کی آگ بھڑکی۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ جتنے خواہان حکومت تھے سب کے سب چھوٹی چھوٹی ریاستوں ہی پر قانع رہ گئے اور ان میں سے ایک کو بھی سلطان کی سی قوت اور حکومت نہ حاصل ہو سکی۔ کیونکہ ماتحت صوبہ داروں نے اپنے اپنے زیر اقتدار صوبہ میں خودسرانہ فرمانروائی اختیار کر لی۔ اور ایک مرکزی طاقت یعنی خلافت کی وجہ سے ان میں جو سیاسی وحدۃ کا سررشتہ قائم تھا وہ پارہ پارہ ہو کر رہ گیا۔

اندلس کے والیوں صوبہ داروں یا فوجی سپہ سالاروں کا خلفائے بنی امیہ سے جو سلوک تھا۔ اس پر غور کرنے سے یہ بات بخوبی معلوم ہو سکتی ہے کہ اموی اور علوی دعویداران خلافت کی باہمی جنگ و معرکہ آرائی سے ان لوگوں کو کیا کیا فوائد حاصل ہوتے رہتے تھے۔ بات یہ تھی کہ تمام صوبہ داران اور امرائے عسکر ہر ایک دعویدار خلافت گروہ میں سے جس کا ساتھ دیتے۔ اس سے ایسے من مانے شرائط ٹھیرا لیتے تھے کہ ان شرائط کی رو سے وہ اپنے زیر حکومت ملکوں اور صوبوں پر تا حیات خود

فرمان روا رہین یا اپنے بعد اس ملک کی گورنری اپنی اولاد یا خاندان مین متوارث
بنا جائین۔ بلکہ کبھی تو اس حد سے بھی آگے بڑھکر یہ لوگ خلافت کے دعویدار اُمویون اور
علویون کو اور زیادہ دبالیا کرتے تھے۔ اور اس شرط پر اُن کی امداد و اعانت کیا کرتے
تھے کہ جو صوبجات ان کی ماتحتی مین ہین۔ اور جن کے متعلق فریقین برسر مخاصمت
ہین۔ وہ بھی ان معین و ناصر والیان ملک کے حوالہ کر دیے جائین۔ اور اس کے
معاوضہ مین وہ صرف خلیفہ کا شکریہ ادا کرین یا زیادہ سے زیادہ یہ کہ ان کی دوستی و
اعانت کا وعدہ کرین۔ چنانچہ اسی وجہ سے تمام مملکت اندلس مین باہم معاہد حکومتین
قائم ہوگئی تھین۔

اور کچھ اکیلے یہی والیان اقالیم ہی استقلال و خودسری کی ہوس مین مبتلا نہ تھے
بلکہ وزیران سلطنت اور سپہ سالاران عساکر کا بھی یہی حال تھا کہ وہ بھی اپنے ہی
خاص اور ذاتی فوائد و منافع کی جستجو مین لگے رہتے تھے۔ اور مصالح عامّہ کی کسیکو بھی
کچھ پروا نہ تھی۔ اور نہ اُنھین کچھ انجام کار کا دھیان رہتا تھا۔ اسی سبب سے سنہ ۱۰۲۹ع
مین اندلس کے ملک مین چھوٹی چھوٹی بکثرت ریاستون کے سوا جو بڑی بڑی حکومتین
قائم ہوگئین وہ تعداد مین چھ تھین۔ اور ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:-
(۱) مملکت قرطبہ (۲) مملکت اشبیلیہ (۳) مملکت کرمونہ و اسیجہ۔ (۴) مملکت ملقہ
(۵) مملکت الجزیرہ (۶) مملکت غرناطہ۔ اور ان مذکورۂ بالا ممالک سے بھی ایک
جداگانہ مستقل سلطنت اندلس کے ملک مین اور قائم تھی جس کا پایۂ تخت شہر طلیطلہ
تھا۔ پھر اسی قسم کی حالت دو اور صوبون الجرف۔ اور لوزیتانیا کی بھی تھی جن کا تاجدار
اور مستقل حکمران لسبونہ اور باداجوز دو شہرون مین رہا کرتا تھا۔

اندلس کے مشرقی ساحل بحر پر اقلیم المریّہ سے لیکر شہر مرویدو تک تین مملکتین قائم
تھین۔ اول۔ مملکت مرسیّہ۔ المریّہ سے دریاے سیجورہ تک۔ دوسری مملکت دانیا

دریاے سیجورہ سے دریاے اکسوکارتک۔ اور تیسری مملکت بالنسیہ دریاے اکسوکار سے شہر مرویدتک۔

اب وہ اقالیم لیجیے جو جزیرۂ اندلس کے شمال مین تھین۔ یہ خطہ سرقسطہ طرطوس۔ اور ہوسقہ کے تین بادشاہون کے مابین منقسم تھا۔ یعنی اُس مین بھی تین سلطنتین موجود تھین۔

کاش اگر ممالک مذکورکے خودسرؤسا وامرا کے وجود کے ساتھ ساتھ اندلس کی چار بڑی بڑی حکومتین، یعنی قرطبہ، طلیطلہ، مریدہ اور سرقسطہ اپنی اصلی حدود پر قائم رہتین۔ اور ایک دوسرے کی قلمرو مین کوئی پیش قدمی نہ کرتین توبھی ان سب کا انحطاط اس قدر جلد نہ ہوتا جیسا کہ ہوگیا۔ یا یہ کہ وہ لوگ خلفاء سے سرکشی کرنے کے قبل اگر آپس مین یہ معاہدہ کرلیتے کہ اس وقت جس کے پاس جو ملک ہے وہ بدستور اُسی کے ہاتھ مین باقی رہجائے گا۔ توبھی وہ اس تیزی کے ساتھ نہ گرتے۔ اور اُن نصارےٰ کی مقاومت کی طاقت اُن مین موجود رہتی جنھون نے ان کے ملکون مین کئی چھوٹی چھوٹی خودسر حکومتین الگ قائم کر لی تھین۔ لیکن یہان تو اُنھون نے اس بات کی کچھ پرواہی نہین کی۔ بلکہ ہر شخص جہان حکمران تھا وہان کا مستقل حاکم بن بیٹھا اور اسی کے ساتھ تمام اندلس پر بھی اپنی سلطنت وفرمان روائی کا استحقاق جتانے لگا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک نے دوسرے پر حملہ کیا اور تاخت وتاراج اور جنگ وپیکار کا بازار گرم ہوگیا جس مین ان کے بڑے بڑے دلاور باہم لڑکر کٹ مرے۔ اور لشکر کے لشکر تباہ وغارت ہوگئے اور آخرکار اندلس کی عرب قوم بالکل ہی تباہ وبرباد ہوگئی۔ حالانکہ یہی لشکر تھے جن کی قوت نصارےٰ سے مقابلہ کرنے مین کام آتی تھی۔

مبحث دوّم

شاہان اشبیلیہ کا اپنی قلمرو کی توسیع۔ اور تمام اسلامی اندلس پر قابض ہونے کی جد وجہد۔ مگر آخر کار اس مین ناکامی۔ اور عربون کی باہمی نااتفاقی کے باعث اسپین کے نصارے کی فتوحات مین ترقی۔

گو اندلس کی حکومت وخلافت اموّیہ یون پاش پاش ہوگئی تھی پھر بھی سراغوسہ اور باداجوز کے عیسائی بادشاہ باوجود ذی شوکت اور مسلمانان اندلس کے ہمسایہ ہونے کے آگے بڑھنے کی جراءت نہ کرسکے اور وہ اپنے قرب وجوار کے صوبجات اراغون والجرف ہی کے مسلمانون پر حکومت وفرمان روائی پر قانع رہے۔ لیکن مسلمان بادشاہان طلیطلہ کو اپنی خلافت کی شان بڑھانے کی سوجھی۔ اور اشبیلیہ کے بادشاہون کو بھی یہی ہوس دامنگیر ہوئی۔ اشبیلیہ کے خاندان خلافت کا بانی ابن عباد۔ المعروف بہ ابن عاضد تھا اس نے تمام اندلس مین یہ مشہور کر دیا کہ ہشام ثانی شہر قرطبہ مین لوگون کے عام مجمع مین نمودار ہوا۔ اور سب کے سامنے اس بات کا اعتراف کیا کہ خلافت صرف ابن عباد کی میراث ہے اس کے سوا کوئی اور شخص ہرگز خلافت کا وارث اور مستحق نہین ہو سکتا۔ اور یہ افواہ اس نے جس غرض سے پھیلائی تھی اُسے وہ غرض حاصل بھی ہوگئی۔ یعنی اُس نے اپنی سلطنت کی بنیاد مستحکم کرلی اور تاج شہریاری پر طرّۂ خلافت کے اضافہ سے خوب قوی شوکت بن گیا۔

ابن عباد کی وفات کے بعد دوسرے شاہان اشبیلیہ جو اس کے جانشین ہوئے وارث خلافت بنے۔ اندلس کے تمام بڑے بڑے شہرون مین وضع تعمیر کے لحاظ سے اشبیلیہ خوشنما ترین شہر تھا۔ وہان عظمت وثروت کے وسائل بھی ایسے موجود تھے جو کسی اور شہر کو حاصل نہ تھے۔

پہلے تو شاہان اشبیلیہ نے اندلس کے دیگر چھوٹے چھوٹے بادشاہون سے کوئی تعرض

نہ کیا۔ بلکہ اُنھیں خود آپس ہی میں کٹنے مرنے دیا۔ لیکن جب یہ لوگ باہمی جنگ و پیکار کے بعد آخر کار خوب کمزور ہو گئے۔ تو شاہانِ اشبیلیہ نے اُن کے مقابلے میں فوج کشی شروع کر دی۔ اور ان پر حملہ آور ہو کر جبل الطارق۔ نیبلہ۔ ہوسقہ۔ اور کرمونہ کی ریاستوں کو اپنے حدود خلافت میں شامل کر لیا۔

اس کے بعد معتضد اول۔ معروف بہ ابن عباد ثانی فرمانروائے اشبیلیہ نے یہ دیکھا کہ سنہ ۱۰۶۰ء میں قرطبہ کا بادشاہ جو طور کے معرکۂ رزم میں ہزیمت یاب ہوا۔ اور اُس کا غنیم شاہ طلیطلہ کامیاب و فتحمند ہو کر شہر قرطبہ پر حصار قائم کر چکا ہے۔ معتضد کو یہ موقع غنیمت معلوم ہوا۔ وہ فوراً اپنی ظفر موج فوجوں کو لیکر بڑی سرعت کے ساتھ شاہ قرطبہ کی کمک اور مدد کرنے کے لیے آیا۔ اور غنیم کو قرطبہ کے سامنے سے بھگا کر محصور بادشاہ کو اُس کے چنگل سے نجات دلا دی۔ لیکن آخر خود شاہ قرطبہ کو قید کر کے اُس کے ملک و مال پر قابض ہو گیا۔ اور اس طرح ایک بڑی سلطنت اُسکی قلمرو میں شامل ہو گئی۔

اب معتضد نے یہ ارادہ کیا کہ ملاغہ۔ غرناطہ۔ اور آسیجہ کے شہروں پر جو تین سلطنتوں کے پایۂ تخت تھے قبضہ و تسلط حاصل کرے لیکن مملکت مراغہ کا تاجدار افواج جرار کے ساتھ اُس کی مقاومت پر آمادہ ہو گیا۔ اور اس نے معتضد کو آگے بڑھنے سے روک دیا مراغہ کا یہ فرمان روا خاندان بنی حامد سے اپنا سلسلۂ نسب پیوستہ کرتا تھا۔

معتضد اول کے بعد معتضد ثانی یعنی ابن عباد ثالث اورنگ نشین اشبیلیہ ہوا۔ اس پر طلیطلہ کے بادشاہ نے حملہ کیا اس حملہ میں شاہ طلیطلہ نے قسطیلہ کے عیسائی بادشاہ الفنس ششم سے مدد لی تھی۔ اور چونکہ اُس کی جمعیت زبردست تھی اس لیے وہ قرطبہ اور اشبیلیہ دونوں شہروں کو ابن عباد ثالث سے چھین لینے میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن ان پر زیادہ عرصے تک مسلط نہ رہ سکا۔ کیونکہ ان شہروں کے باشندے معتضد ثانی کی حکومت سے راضی تھے اور نئے فاتح کی ماتحتی پسند نہ کرتے تھے لہٰذا

یہ دونون شہر پھر معتضد دوم کے قبضے مین آگئے۔ اور وہ جوابی حملہ کرکے انھین فتح
کر لینے مین کامیاب ہوگیا۔ قرطبہ اور اشبیلیہ کو دشمن سے واپس لینے کے بعد معتضد دوم
نے شاہ طلیطلہ سے انتقام لینا چاہا چنانچہ اس نے طلیطلہ کے ماتحت ملکون اور صوبون
پر چڑھائی کی۔ اور اس وسیع مملکت کو جس مین شہر قونسہ کے شمول سے۔ اور اضلاع
مرسیہ و النسہ۔ اور الیقنتہ کے منضم ہو جانے سے بڑی وسعت پیدا ہو گئی تھی پارہ
پارہ کر ڈالا۔ اور اس کے کچھ عرصہ بعد دوسرے حملے مین جو لوگ ان ٹکڑون پر خود سر
حاکم بن بیٹھے تھے یکے بعد دیگرے اُن پر غلبہ حاصل کرکے اُنھین اپنا مطیع بنا لیا۔ اسی
حملہ مین وہ شہر مرسیہ کی سلطنت کو تباہ کرکے ملاغہ اور الجزیرہ دو شہرون پر بھی قابض
ہو گیا۔ اور اب ۱۰۷۹ء مین وہان کے ادریسی خاندان کے حکمران اندلس سے نکل کر
طنجہ یا سبتہ کو چلے گئے جو مغرب افریقیہ کے شہر ہین

سراغوسہ اور باداجوز کے حکمرانون نے ابن عباد ثالث کی یہ دراز دستیان اور کامیابیان
دیکھین تو آتش رشک و حسد سے جل اُٹھے۔ اور دونون باہم متفق ہو کر ابن عباد کی
مقاومت پر کمربستہ ہو گئے۔ ادھر ابن عباد نے یہ چال سوچی کہ ۱۰۸۰ء مین قسطیلہ کے
فرمانروا الفنس ششم کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ اور اس سے بدین شرط کمک حاصل کی کہ
باداجوز، غرناطہ اور المریّہ کے ممالک فتح ہو جائین گے تو یہ تینون علاقے الفنس کے
حوالے ہونگے۔ اور طلیطلہ کو فتح کرکے ابن عباد اپنے پاس رکھیگا۔ غرضکہ یہ دونون معاہد
باہم ملکر طلیطلہ اور اُس کے زیر اقتدار شہرون پر حملہ آور ہوے۔ اور بہت کچھ جنگ و پیکار
کے بعد کہین ۱۰۸۵ء مین صرف ایک شہر طلیطلہ کو تسخیر کر سکے جسے الفنس نے اپنی کمک
اور اعانت کے صلے مین ابن عباد سے لے لیا۔

طلیطلہ پر قسطیلہ کی عیسائی سلطنت کا پھریرا اُڑتے دیکھکر مسلمانان اندلس بھڑک اُٹھے
اور اُنھون نے ابن عباد کو اس قسم کی مذموم سیاست ترک کرنے پر مجبور کیا جس سے گو وہ

فتح حاصل کرلیتا تھا۔ مگر ثمرۂ فتح وظفر نصارےٰ کو ملتا جاتا تھا۔ اور اس کا نتیجہ یہ نکلتا کہ ایک دن نصارےٰ کو تمام اندلس کے اسلامی ممالک پر تسلط حاصل ہو جاتا۔

بہر حال ان خانہ جنگیوں کا نتیجہ اچھا نہ نکلا۔ کیونکہ طلیطلہ کے نصارےٰ کے قبضے مین چلے جانے سے صرف مخلوق کے کاروبار صنعت وحرفت اور زراعت وفلاحت پر ہی تباہی نہین آئی جس سے قرطبہ کی وہ عظمت جس کے مقابلے مین اشبیلیہ لاشئے محض تھا قطعاً جاتی رہی۔ بلکہ مسلمانون کی باہمی جنگ وپیکار سے نصارےٰ کو بہت سی نئی نئی کامیابیان حاصل کرنے کا موقع مل گیا، انھین زمانہ سابق مین جو شکستین ملی تھین اور جیسے کچھ ملکی اور جانی نقصانات اٹھانا پڑے تھے۔ ان سب کی تلافی ہو گئی۔ اور وہ بتدریج تھوڑی تھوڑی پیش قدمی کر کے جزیرہ نمائے اندلس کے وسط تک بڑھ آئے۔

قسطیلہ اور برشلونہ کے کاونٹ سنہ ۱۰۰۸ء سے سنہ ۱۰۱۰ء تک۔ محمد مہدی۔ اور سلیمان کی باہمی خانہ جنگیون مین دخیل کار بن کر اندلس کے عربی ممالک مین کئی بڑے بڑے شہرون اور قلعہ جات پر قابض ہو گئے تھے۔ پھر جس زمانے مین علوی اور اموی خاندانون کے دعویداران خلافت باہم مصروف پیکار تھے الفنس پنجم نے مملکت لیون کو تسخیر کیا۔ اور دریائے دویرو کے جنوب مین بھی کئی ملکون کو فتح کرنے کی غرض سے آگے بڑھا۔

الفنس پنجم سنہ ۱۰۲۶ء مین فوت ہو گیا۔ وہ اپنی وفات کے وقت شہر ویزو کا محاصرہ کیے ہوئے تھا۔ اسی محاصرے کے زمانے مین اس کی موت آپہنچی۔ اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا برمود ثالث اس کا جانشین ہوا۔ اس وقت نصارےٰ کے ممالک مین یہ حالت قائم تھی کہ نوارہ کا بادشاہ قسطیلہ کے کاونٹ کو اپنے ساتھ ملا کر ایک متحد قوت قائم کرنے مین کامیاب ہو گیا تھا۔ ان دونون کی متحدہ قوت اس قدر زبردست تھی کہ برمود ثالث کو اپنی تخت نشینی کے بعد ہی اس کی طرف سے خوف پیدا ہو گیا

وہ اندیشہ ناک ہوا کہ کہین مملکت نوارہ کا بادشاہ اُس پر فوج کشی نہ کردے چنانچہ
یہ خطرہ آتے ہی برمود اپنی فوجین تیار کر کے خود ہی مملکت نوارہ پر چڑھ دوڑا۔ اور سنہ ۱۰۳۵ع
مین فریقین کے مابین بڑی خونریز جنگ ہوئی۔ اس جنگ نے اسپین کے نصرانی
ممالک کو دو حصون مین تقسیم کردیا۔ ایک حصہ یعنی اراغون اور قسطیلہ کی حکومتین فتوحات
حاصل کرنے اور مسلمانان اندلس سے معرکہ آرا رہنے مین مشغول تھا۔ اور دوسرا حصہ
یعنی مملکت نوارہ احتیاطی سپاہ کی جمعیت کے طور پر قائم رہا۔ بعد ازان سنہ ۱۰۳۷ع مین لیون
کی مملکت بھی مملکت قسطیلہ سے مل گئی اور اس زمانے مین قسطیلہ کی سلطنت اسپین کے
نصاریٰ کے حق مین وہی کام دیتی تھی جو سرحد کی محافظ سپاہ کسی ملک کے حق مین
دے سکتی ہے۔

سنہ ۱۰۳۵ع سے سنہ ۱۰۴۴ع تک نو سال کے عرصے مین شاہ فرڈیننڈ اول نے مسلسل
فتوحات حاصل کین۔ اس نے اس دوران مین استوریہ۔ غالیسہ۔ بسقایہ۔ لیون
اور قسطیلہ کے علاقجات خاص اسپین مین تسخیر کیے۔ اور ویزو۔ لامیغو۔ اور قومبرہ۔ تین
شہرون کے علاقجات مملکت پرتگال اپنے زیر تسلط کر لیے۔ اس لیے اُسکی قوت و
شوکت بہت ترقی کر گئی۔ اور مسلمان اس کی طرف سے سخت اندیشناک ہوے
دوسری طرف شاہ اراغون نے برشلونہ کے کاونٹ کو اپنے ساتھ ملا کر سرقسطہ اور
ہوسقہ کے حکمرانون پر تاخت کی جو مجبوراً اُس کے مطیع بن گئے اور ادائی جزیہ کی شرط پر
اپنی جانین بچا لین۔ چنانچہ سنہ ۱۰۶۳ع سے سنہ ۱۰۶۶ع تک یہ اُسکے باجگزار بنے رہے۔

مذکورہ بالا واقعات وحالات وہ نتائج تھے جو مسلمانان اندلس کی باہمی خانہ جنگی
سے برآمد ہوتے رہے مگر اس کے بعد سنہ ۱۰۶۶ع سے سنہ ۱۰۷۳ع تک سات سال کا زمانہ
نصاریٰ کے لیے بُرا ثابت ہوا جبکہ خود اُن کے ملکون مین خانہ برانداز باہمی نفاق
کا دور رہا۔ اور سخت کشت وخون ہوتے رہے۔ ملک تباہ وخستہ حال تھا۔ اور مسلمانون کو

اتنے عرصے تک عیسائیون کی تاخت سے امن حاصل رہا۔
پھر فرڈینڈ فوت ہوا تو اُس کے تین بیٹے مملکت کی تقسیم کے لیے باہم لڑ پڑے۔ سب سے بڑا سنش تھا۔ اس نے دو بھائیون غرسیہ اور الفنس کو غالیسیہ اور لیون کے ممالک سے نکال باہر کر دیا۔ ان مین سے غرسیہ اشبیلیہ کے تاجدار معتضد کے پاس پناہ گزین ہوا۔ اور الفنس نے شاہ طلیطلہ کی پناہ لی۔ طلیطلہ کا یہ بادشاہ جس کے پاس الفنس نے پناہ لی تھی۔ قدیم فرانسیسی تواریخ مین المامون کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ سنش اپنے باپ کی مملکت پر تنہا قابض ہونے کی جد و جہد کرتا تھا دونون بھائیون کو ان کے زیر حکم صوبجات سے بے دخل اور جلا وطن کر کے اُس نے شہر زامورہ پر فوج کشی کی۔ اس شہر مین اُس کی بہن لیڈی اڈارق حاکمہ تھی۔ مگر ابھی وہ شہر کا محاصرہ ہی کیے تھا کہ پیام اجل آ گیا اور اُس کی تمام کوششون کا خاتمہ کر گیا۔ سنش ۱۰۷۳ع مین فوت ہوا اور اس کے مرتے ہی اُس کی مملکت کی تمام رعایا نے الفنس کو اپنی بادشاہی کے لیے منتخب کیا۔ چنانچہ وہ اسلامی ملک سے جہان پناہ گزین تھا طلب کیا گیا۔ تا کہ آ کر تاج شاہی زیب سر کرے اس طرح الفنس اپنے باپ فرڈینڈ کی تمام مملکت کا واحد مالک بن گیا۔ اُس نے احسان شناسی کو کام مین لا کر شاہ طلیطلہ کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم رکھے کیونکہ اُس نے اس کی مہمان داری اور ضیافت مین پوری توجہ سے کام لیا تھا۔ اور اس پر بہت کچھ احسان و کرم کیا تھا۔ چنانچہ اس نے اُس کے احسان کا کچھ معاوضہ کرنے کے لیے شاہ طلیطلہ کو کمک دی۔ قرطبہ و اشبیلیہ کی فتح مین اُس کی اعانت کی اور اسی کی امداد سے معتضد ثانی کو شاہ طلیطلہ سے نیچا دیکھنا پڑا۔ جب تک یہ مسلمان تاجدار زندہ رہا۔ الفنس نے اس سے دوستانہ اور مسالمانہ برتاؤ رکھا۔ معتضد دوم کی وفات کے بعد ہی الفنس پھر مسلمانون سے آویزش کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس مرتبہ

وہ بڑے بڑے بہادر اور جانباز سرداروں کو ساتھ لیکر مسلمانون پر حملہ آور ہوا جن مین السیڈ۔ اور "راڈرک ڈی بے وار (Rodrique de Binar) جیسے نامور جنرل موجود تھے۔ اس نے ۱۰۸۰ء سے ۱۰۸۵ء تک اس تمام میدانی خطہ مین تاخت و تاراج کا بازار گرم رکھا جو قسطیلہ کی قدیم حدود سے لیکر دریاے تاج کے کنارون تک ممتد ہوتا چلا گیا ہے۔ اور اس تمام ملک کو بالکل تباہ و برباد کر ڈالا۔

بعد ازان الفنس نے شہر طلیطلہ کو محاصرہ مین لے لیا۔ اور معتضد ثالث اس محاصرہ مین الفنس کا شریک ہوگیا۔ شہر طلیطلہ کے باشندے جن مین اکثر یہود اور نصارے تھے وہ بھی الفنس کی جانب مائل ہوگئے۔ مسلمان شہریون نے بھی دیگر ہم وطنون کا ساتھ دیا اور آخر کار ان شرائط پر کہ فاتح نصرانی بادشاہ مساجد کی حرمت کریگا۔ اور مسلمانون کو بدستور سابق اپنے قاضیون کے زیر حکم رہنے دیگا۔ شہر کی کنجیان اُس کے سپرد کر دین طلیطلہ کا مسلمان بادشاہ مع اپنے عیال اور اشراف شہر کے یہان سے نکل کر والنسیہ کو چلا گیا اور وہان توطن اختیار کیا۔ اور طلیطلہ الفنس کے قبضے مین آگیا۔

شہر طلیطلہ کا تسخیر ہونا تھا کہ وہ تمام شہر اور قلعے جو دریاے تاج کے بالمقابل واقع تھے سب بلا کسی جنگ و پیکار کے الفنس کے مطیع و مسخر ہوگئے۔ ان شہرون کے نام حسب ذیل ہین:۔ مقدہ۔ مدرو۔ غوکوالکسارہ۔ اور قوریہ۔ البتہ صرف وہ خطہ جو وادی الیانع (وادی الحضراء) مین واقع تھا۔ اُسے بے شک الفنس نے بزور شمشیر مسخر کیا تھا۔

مبحث سوم

:- مسلمانون کا اپنے ان املاک مین سے جو بحر متوسط مین تھے۔ ایک حصہ کو ترک کر دینا:-

نصارے نے جس طرح مسلمانون سے اندلس کے متعدد شہرون اور علاقون کو لے لیا ویسے ہی اُن سے کئی وہ جزائر بھی چھین لیے جو بحر ابیض متوسط مین واقع تھے۔

جزیرہ سارڈینیا مین اہل جنویزہ اور اہل بیزہ نے مسلمانون کے خلاف علم بغاوت

بلند کیا۔ اور یہان کے اُس گورنر کو جو شاہان بنی زیری کی طرف سے جزیرہ کی حکومت پر مامور تھا ملک سے نکال دیا۔ شاہان زیریہ نے بعد مین ایک فوج افریقیہ سے بھیجی اور چاہا کہ جزیرۂ سارڈینیا کو دوبارہ فتح کر لین۔ لیکن اہل بیزہ نے نہایت شدید مقاومت کی اور اُنھون نے شہر کالیاری کے نزدیک عربون کی اس تمام حملہ آور سپاہ کو کاٹ کر ڈال دیا۔

اہل جنویزہ نے جزیرۂ کارسکا پر بھی اپنا تسلط جما لیا۔ اور اس جزیرہ سے اُن بحری غارتگرون کو نکال باہر کر دیا۔ جو یہان سے مسلمانون کی مراجعت کے بعد اس پر قابض ہو گئے تھے۔

اسی زمانے مین عربون کی چڑھائیان ممالک ایطالیا پر جاری تھین۔ سنہ ۱۰۳۰ع مین ان حملہ آورون کا ایک زبردست غنیم سے مقابلہ ہو گیا۔ یہ دشمن اہل نارمنڈی تھے۔ جو ایطالیا مین آکر شہر سامرنتہ کے قرب و جوار مین سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ ان نارمنڈیون کا یونانیون سے یہ معاہدہ تھا کہ بوقت ضرورت ایک دوسرے کی امداد و اعانت کرتا رہیگا۔ چنانچہ سنہ ۱۰۳۵ع مین جب یونانیون نے شہر ترنتہ پر محاصرہ ڈالا اور اُسے مسلمانون سے چھین لینے کے درپے ہوے تو نارمنڈیون نے اُنھین مدد دی۔ اس کے بعد سنہ ۱۰۴۳ع مین یونانیون نے جزیرۂ سسلی پر حملہ کیا۔ ان کا ارادہ تھا کہ اس جزیرہ کو بھی مسلمانون سے چھین لین۔ مگر نارمنڈیون سے اُن کا بگاڑ ہو گیا تھا اس لیے اُنھون نے یونانیون کی کچھ مدد نہ کی۔ اور یونانی یہان سے ناکام واپس گئے۔

اہل ایطالیا اس بات کے درپے ہوئے کہ جزائر بلیار کو شہر ڈینیا کے حاکم سے چھین لین مگر وہ بھی ناکام رہے۔ ڈینیا کے حاکم نے یہ جزیرے اُن بحری غارتگرون سے لیے تھے۔ جو ان جزائر مین سکونت پذیر ہو کر انھین اپنی کارروائیون کا مرکز بنا چکے تھے۔ ڈینیا کا مذکورۂ بالا حاکم اسپین کے بہت سے خودسر حکمرانون کا مورث اعلیٰ تھا

غرض کہ بحر ابیض متوسط کے جن جزائر پر مسلمانون کا قبضہ تھا۔ وہ سب سخت
آفات و مصائب مین مبتلا تھے۔ اور شاہان بنی زیری۔ یعنی افریقیہ کے مسلمان
تاجدار۔ اِن آفات کی روک تھام کا کوئی انتظام بھی نہین کر سکتے تھے کیونکہ خود اُن کے
ملک افریقیہ مین اندرونی فتنون اور فسادون کا زور تھا جس کا نتیجہ یہ ہو رہا تھا
کہ ایک ظالم حکمران کی مدت حکومت ختم ہوتی تو دوسرا اُس سے بڑھکر جفاشعار
حکمران تخت سلطنت پر قابض ہو جاتا تھا۔ دوسری طرف اشیر اور بجایہ کے باشندے
جو بنی حمّاد کہلاتے تھے۔ اپنے قرب و جوار کے علاقون پر چھاپے مارنے اور تاخت و تاراج
مین مصروف تھے۔ مزید بران طرابلس کا ملک مصر کے فاطمی خلفا کا جولان گاہ بنا ہوا
تھا۔ اور اُن کے لشکر اسپر پیہم حملے کرتے رہتے تھے۔ ادھر خود اندرون ملک مین جس قدر
بدوی قبائل آباد تھے وہ اوّل تو حکومت کو کچھ خراج نہین دیتے تھے۔ اور دوم یہ کہ
وہ بھی اپنے مسکنون سے سواحل بحر متوسط تک لوٹ مار اور غارتگری مین مصروف
رہتے تھے۔

مبحث چہارم

:- گروہ مرابطین :-

اندلس کے عرب اور مسلمانون پر وہان کے نصارےٰ جو آفتین توڑ رہے تھے۔
مشرقی ایشیا کے عرب اس سے بالکل بے خبر یا بے پرواہ تھے۔ ہان مغرب کے صحرائی
قبائل مسلمانان اسپین کی نصرت و اعانت کرتے رہتے تھے۔ اور وہ اس برادرانہ خدمتگزاری
سے غافل نہ تھے۔ گو اس خدمت کی تہ مین ان کی ہوس ملک گیری بھی کارفرما تھی۔
چنانچہ جس وقت مسلمانان اندلس نصارےٰ کے پیہم حملون سے سراسیمہ ہو رہے تھے اور
ان کی مدافعت و مقاومت نہین کر سکتے تھے اِس وقت مغرب افریقیہ مین اُن وحشی
قبائل کی ایک جماعت تیار ہو چکی تھی جن کو اغیار کی حکومت فطری طور پر ناگوار اور

گران گذرتی تھی چنانچہ یہ قبائل ہمیشہ آزاد رہے اور بجز اپنے شیوخ کے کسی غیر کی اطاعت کا جوا اپنے کندھون پر نہین رکھا۔

انھی قبائل مین سے ملطونہ اور غوادلہ کے دو قبیلے بنی صنہاجہ کبرے کی نسل سے انتساب رکھتے تھے۔ شہر سوس کے ایک دینی عالم عبداللہ بن تاشفین نے ان قبائل کو جوش دلا کر ان مین دینی حمیت کی روح پھونک دی۔ اور وہ سب اس کے تابع و فرمان بردار ہو گئے۔ اور مرابطین کے لقب سے ملقب ہو کر ابن تاشفین کے اشارون پر کام کرنے لگے۔

عبداللہ بن تاشفین جب اپنا ایک زبردست فرقہ اور گروہ بنا چکا۔ تو اپنے بھانجے ابو بکر کو اس فرقے کا سردار اور سپہ سالار مقرر کیا چنانچہ پرجوش مرابطین کا لشکر سب سے پہلے شہر سجلماسہ پر حملہ آور ہوا۔ اور اُسے فتح کر لیا۔ بعد ازان وہ بلاد دہرہ پر بھی قابض و متصرف ہو گیا اور ایک زبردست قبیلہ موسوم بہ المعمودہ کو محکوم و مطیع کر لیا۔ یہ قبیلہ شمالی افریقہ کے رہنے والے پانچ مشہور قبائل مین سے تھا۔

۱۰۶۵ء مین مرابطین کی جمعیت سرزمین مغرب سے نکل کر جبال اطلس تک پہونچی اور وہان سے بدین ارادہ اور آگے بڑھی کہ شہر احمیہ کے اطراف مین پہونچکر سکونت اختیار کرلے جو افریقہ کے کوہستانی سلسلہ اور بحر ابیض متوسط کے مابین واقع ہے مرابطین کا سپہ سالار ابوبکر مع اپنی جمعیت کے کچھ عرصے تک شہر احمیہ مین مقیم رہا اور اپنے لشکر کی فرودگاہ پر ایک نیا شہر آباد کیا جس کا نام مراکش رکھا گیا۔

کچھ دنون کے بعد گروہ مرابطین کی سرداری اور حکومت یوسف بن تاشفین کو ملی۔ یہ ابوبکر کا مامون اور عبداللہ بن تاشفین بانی فرقہ مرابطین کا بھائی تھا۔ یوسف بن تاشفین اعلے درجے کا متقی، بزرگ منش، عالی حوصلہ۔ اور حکومت و سیاست کے امور کا ماہر کامل تھا۔ وہ نہایت باوقار، صاحب دبدبہ۔ اور ایسی زبردست صفات

سے متصف تھا کہ ان کی وجہ سے اُس کی تمام رعایا اور جماعت اُس پر دل و جان سے فدا تھی۔ مرابطین اُسکے ہر حکم کی نہایت خلوص کے ساتھ کامل اطاعت کرتے تھے اور رعایا بھی اُس کی پوری مطیع و منقاد تھی۔

یوسف بن تاشفین نے ممالک اندلس اور بلاد غینہ کے ساحلی ملکون سے بہت سے زرخرید غلام منگوا کر اُن سے ایک زبردست فوج مرتب کی جو اُس کی جان اور حکومت کی خاص محافظ سپاہ تھی۔ یہ لشکر بڑا جان نثار اور کارگزار تھا۔ اور اسی کی امداد سے یوسف بن تاشفین نے مغرب کے دو دار الملک شہر فاس اور شہر مکناس عربون اور بربری حاکمون سے چھین کر اپنے قبضے مین کر لیے۔

اسکے بعد ابن تاشفین نے لشکر کو دو حصون مین تقسیم کر دیا۔ ایک حصہ کو زراعت و فلاحت مین لگا دیا۔ اور یہ لوگ زمینداری اور کاشتکاری مین مصروف ہو گئے۔ اور دوسرا بڑا حصہ اس سپاہ کا بدستور فوجی خدمات اور حفاظت تخت و تاج پر مامور رہا۔

یوسف بن تاشفین اسی کار آزمودہ اور جنگجو لشکر کو ساتھ لیکر مزید فتوحات پر کمربستہ ہوا۔ چنانچہ اس نے بہم سبتہ، طنجہ۔ اور صالہ مغرب کے تین دیگر مرکزی شہرون کو فتح کر کے اپنے زیر نگین کر لیا۔ شہر صالہ بنو حامد کا دار القرار تھا۔ جو فاس اور ملاغہ سے نکالے جانے کے بعد یہان آ رہے تھے۔ اور اسی مختصر سے علاقے کی حکومت پر قانع تھے۔ ان تینون شہرون کے قبضے مین آ جانے سے تمام ملک مغرب یوسف ابن تاشفین کے زیر حکم آ گیا۔ اور اُسنے اسکی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ یہ ۱۰۸۴ء کا زمانہ تھا۔

مبحث پنجم

:- یوسف بن تاشفین کا اندلس مین ورود :-

نصارائے اسپین نے اپنے پیہم زبردست حملون سے مسلمانان اندلس کو پریشان کر رکھا تھا۔ اس لیے ابن تاشفین کی قوت و شوکت اور اُس کا عروج دیکھکر اشبیلیہ

بادا جوز ا ور غرناطہ کے مسلمان سلاطین ابن تاشفین کی طرف جھک پڑے۔ اور اُس سے نصارے کے مقابلے مین کمک وراعانت کی درخواست کی۔ بلکہ معتضد شاہ اشبیلیہ نے اپنے ملک کا ایک زرخیز صوبہ شہر الجزیرہ ابن تاشفین کی نذر کر دیا تاکہ وہ کسی طرح مسلمانان اسپین کی مدد کو آجاے۔

اب یوسف بن تاشفین ایک زبردست لشکر لیکر جو نشۂ شجاعت و دلیری سے چور تھا ملک مغرب سے روانہ ہوا سمندر کو عبور کیا اور ۱۰۸۶ء مین جزیرہ نماے اندلس مین اُترا۔ اُس کی آمد سے تمام مسلمانان اندلس بے حد شادکام ہوے۔ اب ان کے پہلو بہ پہلو متعدد معرکون مین اُنھون نے نمایان فتح حاصل کی اور نصارے کو ہزیمت دی۔ یوسف بن تاشفین کی شرکت مین مسلمانان اندلس نے جو معرکے جیتے ان مین سب سے بڑی لڑائی علاقہ زلاقہ مین ہوئی تھی۔

یوسف بن تاشفین اندلس مین آیا تو یہان کے مسلمانون کی برادرانہ کمک اور اعانت کے مقصد سے تھا۔ لیکن جب اس ملک کی سرسبز اور زرخیز اراضی کو دیکھا تو اُس کے دہانِ آز مین پانی بھر آیا۔ اور وہ خود اس ملک پر قابض و متصرف بن جانے کی فکر مین پڑ گیا۔ اہل اندلس بھی اس کی اس طمع کو بھانپ گئے۔ اور یہین سے عرب اہل اندلس اور ابن تاشفین کے مابین نااتفاقی کی بنیاد پڑ گئی۔ فریقین کے اتفاق و یک جہتی کی بندشین ڈھیلی پڑ کر کھلنے لگین۔ اور مسلمانان اندلس درپردہ ابن تاشفین کے مقاصد کی تکمیل مین پیچیدگیان ڈالنے لگے۔

عیسائی حکمرانون کو یہ مہلت خوب ملی۔ الفنس ششم اور سنش حکمران ریاست اراغون کو اس فرصت مین اپنی پراگندہ قوتین پھر جمع کر لینے کا موقع مل گیا۔ اور وہ ازسر نو لشکر آراستہ کر کے میدان رزم مین آموجود ہوے۔ نصرانی شجاع و جنگجو جنرل اُلسیڈ اپنی بہادر سپاہ کو لیے ہوے اقلیم المرسیّہ پر ٹوٹ پڑا اور اُس نے ۱۰۸۷ء مین

الیڈ کے سے مضبوط شہر کو تسخیر کر لیا۔ اور ۱۰۸۸ء مین سنش نے ہوسقہ کا شہر مسلمانان اندلس سے بزور شمشیر چھین لیا۔ اس وقت تک الفنس نے خود حملہ تو نہین کیا مگر وہ اپنے حدود مملکت کے استحکام مین مصروف رہا۔ اور انھین اس قدر مضبوط و مستحکم کر لیا کہ دشمن ہزار سر مارے پھر بھی کامیاب نہ ہو سکے۔ لیکن کچھ دنون بعد طلیطلہ سے ایک زبردست فوجی مہم بلاد اسلامیہ پر روانہ کی جس نے ۱۰۹۰ء مین اندلس کے اسلامی ممالک کو وادی الیانع (وادی الاخضر) کے کنارون تک تباہ و برباد کر ڈالا۔ اور پھر تو ۱۰۹۰ء سے ۱۰۹۴ء تک نصاریٰ کو مسلمانون پر اس قدر فتوحات حاصل ہوئین کہ جنوب اسپین مین ایک مرابطین کی سلطنت کے سوا اور کوئی اسلامی سلطنت اندلس مین باقی نہین رہ گئی۔ سب ملک نصاریٰ کے قبضہ و تصرف مین آگیا۔

اندلس مین شہر ہاے قرطبہ۔ کرمونہ۔ بیظہ۔ اور ممالک المریّہ۔ ملاغہ۔ اور غرناطہ مرابطین کے قبضے مین تھے۔ انھون نے شہر اشبیلیہ کو بھی تاخت و تاراج کیا چنانچہ شاہ اشبیلیہ نے قتل عام کے مصائب سے بچنے کے لیے خود اپنے تئین مرابطین کے حوالے کر دیا تھا۔ اشبیلیہ کی تسخیر سے فارغ ہو کر مرابطین نے کراطیوہ۔ ڈینیا۔ والنسہ۔ اور الجرف پر بھی قبضہ کیا حتی کہ ۱۰۹۴ء مین وہ اندلس کے تمام اسلامی ممالک پر قابض ہو گئے۔ بس ایک شہر سراغوسہ ان کے دست برد سے بچ رہا تھا۔

ابن تاشفین نے جو طرز عمل اندلس مین اختیار کیا اس سے صاف عیان تھا کہ وہ کسی قسم کے دینی تعصب پر مبنی نہ تھا کیونکہ ۱۰۹۵ء مین اس نے شہر والنسہ کو فتح نہین کیا۔ جہان کا نامور نصرانی جنرل السیڈ مع اپنے بہادر سپاہیون کے اقامت گزین تھا بلکہ ایک معاہدہ کر کے ابن تاشفین نے اُسے بدستور وہان رہنے دیا اور کوئی گزند نہین پہنچایا اندلس کے ممالک کو مسخر کر چکنے کے بعد ابن تاشفین مزید جنگ و پیکار سے دست کش ہو گیا۔ اب اُسے عیش و عشرت کی سوجھی۔ شان حکومت اور اسباب ناز و نعمت کی کمی نہ تھی

اب وہ کبھی قرطبہ کے شاہی ایوانات مین اور کبھی مغرب اقصے کے پایۂ تخت مراکش مین داد عیش و کامرانی دینے لگا۔ اُسے اب اس بات کی کچھ پرواہ بھی نہ تھی کہ مسلمانون اور دین اسلام پر کیا آفتین آرہی ہین۔

دوسری طرف مسلمانان اندلس اس فکر مین تھے کہ کسی طرح ابن تاشفین کی اس مطلق العنان حکومت سے نجات حاصل کرین۔ آخر کار اندلس کے بہت سے چھوٹے چھوٹے حکمران یا والیان ریاست کا ایک جتھا جو والنسہ کے گرد و نواح مین تھا جنرل السیڈ کی بیوہ لیڈی شیمننیہ سے مل گیا۔ اور ان کے باہم یہ معاہدہ ہوگیا کہ شہر والنسہ کو مرابطین کے ہاتھ سے بچائے رہین گے جسے جنرل السیڈ نے تسخیر کرکے اپنے قبضے مین رکھا تھا چنانچہ ۱۰۹۹ء مین جب مرابطین اس شہر کو فتح کرنے کے لیے اس پر حملہ آور ہوے تو اسی معاہدہ کی وجہ سے اُنھین اس کی تسخیر مین ناکامی ہوئی۔ اور یہ شہر لیڈی شیمننیہ ہی کے قبضے مین رہ گیا۔

مرابطین کا یہ نامور حکمران یوسف بن تاشفین ۱۱۰۶ء مین فوت ہوگیا اس نے بلاد اندلس کو تسخیر کر لینے کے بعد مسلمانون کے عباسی خلیفہ سے ایک سند منگوالی تھی۔ جس کے رو سے وہ ممالک اندلس کا جائز اور اجازت یافتہ فرمان روا تسلیم کیا گیا تھا مگر یہ بھی اس کی ایک چال تھی۔ مقصد یہ تھا کہ اُسے کوئی غاصب نہ کہہ سکے۔ بلکہ اُسے امام وقت کی اجازت سے اندلس کا جائز حکمران تسلیم کرے۔

یوسف کی وفات کے بعد اس کا بیٹا علی بن یوسف مرابطین کا سردار اور بادشاہ ہوا اس نے پھر کسی قدر شاہانہ عزم سے کام لیا۔ اور نصاریٰ پر فوج کشی کی۔ اوقلس کے معرکۂ رزم مین الفنس ششم کو سخت شکست بھی دی۔ لیکن اس کے بعد ہی اغیار کو چھوڑ کر پھر اپنون کی طرف متوجہ ہوگیا۔ اور رہے سہے اندلس کے مسلمان حکمرانون پر حملہ کیا۔ اُس کی عنان عزیمت شہر سرقوسہ کی طرف مُڑی اس شہر کا مسلمان بادشاہ

دو دشمنون کے مابین محصور تھا - ایک طرف ہم مذہب مرابطین اُس کی جان کے دشمن تھے - اور دوسری جانب اراغون کے نصرانی حکمران اُس پر حملے کرتے رہتے تھے - بیچارہ دو دشمنون کی تاخت سے عاجز اور بے بس ہو گیا تھا - لیکن مرابطین کی عداوت کا غلبہ زیادہ تھا - اس لیے اُس نے اپنے باپ کی پیروی مناسب سمجھی - اور نصاریٰ سے اتحاد کر لیا - اس کا باپ بھی مسلمان ہم عصرون کے ہاتھ سے بچنے کے لیے نصاریٰ سے مل گیا تھا - اور اس نے ۱۱۱۸ء میں قلعۂ اجود - اور دار وکہ دو شہر نصرانیون کو نذر کر کے اُن کی حمایت حاصل کر لی تھی -

علی بن یوسف دارالملک قرطبہ مین رہتا تھا - مسلمانان قرطبہ مرابطین سے سخت ناخوش تھے - جس کی وجہ یہ تھی کہ مرابطین اُن کے ساتھ اسلامی اخوۃ کا برتاؤ تو کرتے نہ تھے - بلکہ مفتوح رعایا کا سا سلوک کرتے تھے - یہ ناخوشی زور پکڑ گئی تو نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۱۲۱ء مین اہل قرطبہ نے مرابطین کے خلاف عام بغاوت برپا کر دی - مرابطین کو اہل قرطبہ کا مطیع بنانا مشکل ہو گیا تھا - اور زور و قوت سے کام چلنا دشوار نظر آتا تھا - آخر علی بن یوسف بصد جد و جہد کسی طرح آتش فساد کو خاموش کر سکا - اس بغاوت اور اس کے فرو کرنے مین مشکلات کی پیش آمد سے علی کو ایک قسم کا سبق مل گیا تھا - اور اُس نے آئندہ ایسے خرخشون کا امکان مٹا دینے کے واسطے یہ تدبیر نکالی کہ افریقہ سے بہت سے مغربی قبائل لا کر اندلس مین آباد کیے - اور ان نو آبادون کو قدیم عرب قبائل کی جاگیرین اور املاک عطا کر دین - علی بن یوسف کی اس حرکت نے پھر انھی اسباب کو پیدا کر دیا جن اسباب سے یہان پہلے ایشیا کے دیگر عرب قبائل اور بنی عبد الدار کے عرب قبیلون مین کینہ و حسد کا بازار گرم رہتا تھا - اس لیے یہان اب پھر مسلمانون مین باہمی بغض و عناد پیدا ہو گیا اور مسلمانان اندلس کے دو بڑے فریق بن گئے جن کے مابین ہمیشہ آتش جنگ مشتعل رہنے لگی -

علی بن یوسف ۵۳۷ھ ۱۱۴۲ء مین فوت ہو گیا۔ اور اس کی جگہ پر اس کا بیٹا تاشفین مسند آرائے حکومت ہوا۔ چونکہ اس کی روش بھی ٹھیک نہ تھی۔ اس لیے اس کے عہد مین بھی ملک کے اضطراب اور بدنظمی کی وہی کیفیت رہی جو اس کے باپ کے عہد مین رہ چکی تھی۔

مبحث ششم

:- نصرانی بادشاہون کی مسلمانان اندلس سے دوبارہ آویزش۔ از سر نو لڑائیون کا آغاز ہونا :-

مرابطین کے اندلس مین آنے اور نصاریٰ سے معرکہ آرا ہونے کے بعد سے اسپین کے نصرانیون نے مسلمانون پر حملہ آوری موقوف کر دی تھی۔ اب وہ صرف مدافعت کا پہلو اختیار کر کے اپنا بچاؤ کیا کرتے تھے۔ مگر جب مسلمانون مین بیرونی غنیم سے نجات ملنے کے بعد باہمی منازعت و مخاصمت کا زور ہوا۔ اور وہ آپس ہی مین کٹنے مرنے لگے تو یہ دیکھکر نصاریٰ کا حوصلہ پھر بڑھ گیا۔ اور اُنھون نے بار دیگر حملہ آورانہ جنگ کی طرح ڈالدی اُس وقت تمام یورپ مین مسلمانون سے لڑنے کا عام جوش پھیل گیا تھا۔ یورپ کے ہر گوشہ سے شوالیہ یعنی دین عیسوی کے فدائی اسپین کے نصرانیون کی کمک کے لیے جوق در جوق اُمنڈے چلے آتے تھے ان فدائیون مین سے ریمنڈ برگونی اور ہنری بیزنسونی دو سردارون نے ایسی جنگی خدمتین اور کارہائے نمایان کیے کہ شاہ الفنس کو ان کا خاص شکریہ ادا کرنا ضروری معلوم ہوا۔ چنانچہ اس کارنامے کے صلے مین شاہ موصوف نے اپنی بیٹی پرنسس اوراقہ ریمنڈ کو بیاہ دی۔ اور دوسری لڑکی پرنسس طیریزہ ہنری کے حبالۂ عقد مین دیدی۔ ہنری نے ریاست لوزیتانیا کا جس قدر ملک فتح کیا تھا وہ بھی شہزادی طیریزہ کے جہیز مین ہنری ہی کے حوالہ کر دیا گیا ریمنڈ کو کوئی ملک نہین ملا۔ مگر اُسے یہ توقع تھی کہ قسطیلہ کی سلطنت اس کے حصّے مین آئیگی۔ چنانچہ شاہ الفنس کے بعد وہ قسطیلہ اور لیون کا بادشاہ ہو گیا۔

سنہ ۱۱۲۰ع مین نصارائے اسپین کی حکومت اندلس کے اس تمام حصۂ ملک پر قائم تھی جو طلیطلہ سے دریائے ابرہ تک ممتد ہوتا چلا گیا ہے۔ اس کے بعد ریاست اراگون کے فرمان روا الفنس نے شہر والنسیہ پر چڑھائی کی۔ اور افریقیہ کے سلاطین مرابطین کی طرف سے اس ملک مین جتنے گورنر مقرر تھے وہ سب متفق و متحد ہو کر الفنس کی مقاومت کے لیے اٹھے۔ مگر الفنس نے ان کو شکست دی اور اندلس کے میدانی علاقون کو فتح کرلیا۔ اس حملہ مین نواح غرناطہ کے بارہ ہزار مسلمان عرب بھی الفنس کے زیر علم سرفروشی کر رہے تھے (جس کی وجہ ان کا مرابطین سے برسر عناد ہونا تھا۔ مترجم) پھر سنہ ۱۱۲۵ع مین الفنس نے مملکت مرسیہ پر حملہ کیا۔ اور غرناطہ کے حوالی کو دل کھول کر تاخت و تاراج کیا وہ اس لڑائی مین مملکت غرناطہ وغیرہ کے بہت سے عربون کو بھی اپنے ساتھ پکڑ لیگیا تھا جنھون نے شہر ارغوسہ مین سکونت اختیار کرلی۔

الفنس کی یہ حرکت دیکھ کر مرابطین کے فرمان روا نے اپنی سپاہ کو عام حکم دیدیا کہ ممالک اسلامیہ کی حدود مین جس قدر نصرانی آباد ہین انھین گرفتار کرلیا جائے۔ اور ان کے مجمعے متفرق کر دیے جائین۔ اس حکم کی پورے طور پر تعمیل کی گئی۔ بلکہ اس پر اتنا اور اضافہ بھی ہوا کہ جن نصرانیون پر دشمن سے مراسلت کرنے کا شبہہ ہوا تھا ان کو مجبور کیا گیا کہ اپنی جائدادین اور گھر بار فروخت کر کے بلاد مغرب یعنی افریقیہ مین منتقل ہو جائین۔

یہ کارروائی الفنس ریمنڈ شاہ قسطیلہ و لیون کے جواب مین اثر ڈالنے کے لیے کی گئی تھی مگر وہ اس سے کچھ بھی متاثر نہ ہوا۔ بلکہ سنہ ۱۱۳۳ع مین پھر ایک سپاہ جرار کے ساتھ اندلس کے اسلامی ممالک پر حملہ آور ہوا۔ اس حملہ مین اس نے اشبیلیہ اور قادس کے اطراف کو خوب تباہ و برباد کیا۔ الفنس ریمنڈ کچھ تو ان مجاہدانہ کارنامون کی وجہ سے اور کچھ اس سبب سے کہ نوارہ اور اراغون کے نصرانی بادشاہون کے مابین ثالث بنایا گیا اور مناسب و موثر فیصلہ کیا تھا۔ امپیر یعنی شہنشاہ کے لقب کا مستحق ہو گیا۔

اور اب وہ امپراطور کہلانے لگا۔

اسی طرح اُس کے ہمزلف ہنری نے بھی الجرف کی سمت بلاد اسلامیہ پر حملہ کیا۔ بادا جوز۔ بجا۔ اقورہ اور الواز کے والیان ملک متفق و متحد ہوکر ہنری کی مقاومت کے لیے آئے۔ اور اس متفقہ لشکر نے دشمن کا مقابلہ کیا۔ لیکن اوریقہ کی سنگستانی سرزمین کے نزدیک مسلمانون کے اس متحدہ لشکر کو شکست ملی۔ اب ہنری کی قوت و شوکت بھی خوب مستحکم ہوگئی۔ کیونکہ وہ ان منہزم والیان ملک کے علاقون کا حکمران ہوگیا تھا۔

مبحث ہفتم

:- مسلمانون کا جزیرہ سسلی سے نکل جانا اور مغرب کی طرف مراجعت :-

نارمنڈی کے نائٹ (نصرانی فدائی) مقام کمتہ (ریاست اورسہ) اور ریاست قاپو مین آکر مسکن گزین ہوے۔ ان نائٹون کی جمعیت مین دو سردار۔ روبرٹ جیسکارڈ اور اس کا بھائی روجیر سربرآوردہ شخص تھے۔ اگرچہ پوپ روما اور یونانی و جرمنی سب ان نائٹون کے مخالف تھے اور ان کے اس مقام پر مستقل حکومت قائم کرنے کے روادار نہ تھے۔ پھر بھی ان نائٹون نے بزور بازو وہان طرح اقامت ڈال دی۔ اور اٹلی کے جنوبی حصۂ ملک مین اپنی ایک خودسر اور آزاد حکومت قائم کرلی۔

اُس وقت جزیرہ سسلی کے پانچ شہرون۔ پالرمہ۔ سیراقوزہ۔ مسینہ۔ ترابانی۔ اور یاتی پر پانچ سردار جدا جدا حکمران تھے۔ اور ان کے آپس مین ہمیشہ جنگ و پیکار کا بازار گرم رہتا تھا۔ جیسکارڈ اور روجیر نے یہ حالت مشاہدہ کی تو ۱۰۶۰ء مین اپنے بہادر نائٹون کو ساتھ لیکر جزیرہ سسلی کی آبنائے کو عبور کرتا ہوا جزیرہ مین آپہنچا۔ اور اُن سردارون کے بیچ مین پڑکر انھین باہمی کشت و خون سے باز رکھا۔ یہ مداخلت خواہ کسی نیت سے کی گئی ہو۔ مگر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سسلی مین روجیر کا اقتدار قائم ہوگیا اس کے بعد ۱۰۶۱ء مین اس نے یکایک لشکر اسلام کی صفین چھوڑکر اپنے پاس بڑی

بھاری فوجی جمیعت فراہم کرلی۔ اور یہ سپاہ ساتھ لیکر سسلی کے مسلمان حکمرانون پر حملہ آور ہوا۔ اور مدت تک ان سے لڑتا رہا۔ اس جنگ کے دوران مین روجیر کو اُسکے بھائی جسکارڈ کی طرف سے کوئی کمک نہین ملی تھی۔ وہ رفتہ رفتہ اپنی طاقت کمزور ہوجانے سے مسلمانون کے مقابلے مین ہزیمت اُٹھانے پر مجبور ہوا۔ اور شہر مسینیا مین قلعہ بند ہوگیا۔ مسلمانون کو تازہ کمک افریقہ سے پہونچتی رہتی تھی۔ اُنھون نے مسینیا کا محاصرہ کرلیا۔ اور روجیر صرف اپنا بچاؤ کرنے کے لیے قلعہ کے اندر رہکر لڑتا رہا۔ قریب تھا کہ زیری بادشاہون کے مرسلہ تازہ دم اسلامی لشکر کو روجیر پر غلبہ اور قابو حاصل ہوجائے کہ عین اسی چپقلش کی حالت مین روجیر کا بھائی جسکارڈ اُس کی مدد کو آپہونچا اور صورت حال دگرگون ہوگئی۔ یعنی اب روجیر مسلمانون پر غالب آگیا۔ اور قسطانیہ و پالرمہ دو شہر اُس کے مطیع و مسخر ہوگئے۔ آخر الامر ۱۰۷۱ء مین یہ نوبت آگئی کہ مسلمانون کی سپاہ منہزم ہوکر جزیرہ سسلی سے افریقہ کو واپس چلی آئی۔ اور یہ جزیرہ نارمنڈی کے نائوٹن کا مفتوحہ و مقبوضہ بن گیا۔ یہان اب اُن کی سلطنت قائم ہوگئی۔

مگر جزیرہ سسلی کی عزت اور خوشحالی۔ اور یہان کی زرعی اور حرفتی ترقی سب عربون اور مغربیون کے دم سے تھی۔ اور وہ مسلمان تھے۔ اس بنا پر اگر وہ بھی یہان سے چلے جاتے یا نکال دیے جاتے تو ملک مین ایک دم خاک اُڑنے لگتی۔ روجیر نہایت دانشمند بادشاہ تھا۔ اُس نے جزیرہ کے باقی ماندہ مسلمانون کے ساتھ بہت اچھا برتاؤ کیا۔ اور ان کو بہت سی رعایتین دین تاکہ وہ کسی طرح جزیرہ ہی مین سکونت پذیر رہین۔ جزیرہ سسلی پر قابض و متصرف ہوچکنے کے بعد شاہ روجیر نے یہ ارادہ کیا کہ عربون سے بحر ابیض متوسط کی حکمرانی بھی سلب کرلے۔ اور ان کا بحری وقار اور تحکم ضائع کردے۔ چنانچہ سب سے اول اس نے جزیرہ مالٹا پر حملہ کیا۔ اور ۱۰۹۸ء مین اُسے تسخیر کرکے اپنا علم حکومت اُس پر نصب کردیا۔ بعد ازان ۱۱۰۵ء سے ۱۱۴۳ء تک شاہ روجیر کے فرزند

روجیر دوم نے باپ کے بعد تخت نشین ہوتے ہی بلاد افریقیہ پر دباؤ ڈالا۔ اور جس قدر جزائر سواحل افریقیہ کے قریب واقع ہین سب مسلمانون سے چھین لیے پھر ١١٤٦ء مین زیری بادشاہون کے مابین باہمی خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ تو اسی روجیر دوم نے ایک جرار سپاہ لیکر شہر طرابلس پر حملہ کیا اور اُسے فتح کر لیا۔ اور بعد ازان ١١٤٨ء مین صفاقس سوسس۔ مہدیّہ۔ قیروآن۔ اور تونس کے شہرون پر بھی قبضہ کر لیا۔ زیری حکمران ان شہرون کو نصارٰے کے قبضے مین چھوڑ کر اندرون ملک مین ہٹ گئے۔

مذکور بالا حالات سے واضح ہو رہا ہے کہ بارھوین صدی عیسوی کے وسط مین افریقیہ کے مغربی ممالک مین امت محمدیہ کی حالت نہایت ابتر ہو رہی تھی۔ ان کی حکومت کا اقتدار بحر ابیض متوسط اور اُس کے جزیرون پر سے بالکل اُٹھ گیا تھا۔ اور اسی انحطاط کی حالت نے بلاد اندلس پر بھی نحوست کا سایہ ڈال دیا تھا جہان سے مسلمانون کی دولت کے زوال مین صرف اس لیے تھوڑی تاخیر ہو گئی کہ وہان مرابطین کی پر زور سلطنت کچھ عرصے کے لیے قائم ہو گئی تھی۔ مرابطین نے مغرب اقصےٰ اور اندلس مین شان و شکوہ کے ساتھ سلطنت ضرور کی مگر ان کے عہد مین بحر متوسط پر بحری تاخت کا کوئی کارنامہ نہین مل سکتا۔ اگر انھون نے جزائر بلیارہ کو تاخت و تاراج کیا بھی تو محض اس وجہ سے کہ وہان اندلس کے ایک گورنر کی حکومت تھی اور ان کا مقصد صرف اندلس کے مسلمان اور نصارٰے دونون کو زیر کرنا تھا ورنہ بحری فتوحات کا حوصلہ ہوتا تو وندیق والون سے جزیرہ قندیہ کو واپس لیا ہوتا۔ جسے اُن لوگون نے مسلمانون سے چھینا تھا۔

مرابطین کے بعد مغرب کے بیابانون مین انھین کا سا ایک اور گروہ پیدا ہو گیا تھا جس نے اسی قسم کا طرز عمل اختیار کرکے اور تھوڑے زمانے تک اسلام کی قدیم رونق و اُبہت کو دوبارہ پیدا کیا۔ لیکن وہ بھی ایک آخری سنبھالے سے بڑھکر ثابت نہ ہوا۔

مبحث ہشتم

مرابطین کی جگہ موحّدین کا ظہور اور شمالی افریقیہ

یعنی بلاد مغرب کے بڑے حصے پر اُن کا تسلط

مغرب کے دیگر قوی اور کثیر التعداد قبائل مرابطین کے زیر اقتدار تھے لیکن اپنے ہموطنوں کی ترقی اور سیادت کو رشک وحسد کی نظر سے دیکھتے تھے۔ اور اُن قبائل کے دلوں میں بھی یہ آرزو موج زن تھی کہ ہم بھی کسی طرح وہی بات حاصل کرلیں جس نے مرابطین کو اس عروج ورفعت پر پہونچا دیا ہے۔

آخر الامر اُن قبائل میں کا ایک شخص اس مقصد کی تکمیل کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا۔ یہ محمد بن عبداللہ بن تومرت تھا۔ وہ پہلے جامع قرطبہ کی کسی ادنی خدمت پر مامور تھا ابن تومرت نے بچپن میں مروّجہ علوم کی کچھ ابتدائی تعلیم حاصل کی تھی جس کے بعد وہ مشرق کے مشہور دار العلم شہر بغداد کو چلا گیا۔ اور وہاں مدرسۂ نظامیہ کے متبحّر مدرس اور امام وقت محمد بن محمد غزّالیؒ سے کسب علوم کرتا رہا اس ذہین اور فطین شخص نے اس بات کو بخوبی معلوم کرلیا تھا کہ دینی عالموں کی عقائد دینی پر حکومت ایک ایسی شے ہے جو ان کو بآسانی تمام قوموں اور ملکوں پر بھی حکمران بنا سکتی ہے۔

تحصیل علم سے فراغت پاکر وہ مغرب میں واپس آیا تو اپنے استاد علامۂ امام غزالیؒ کے عقائد کو اس ملک میں پھیلانے لگا۔

وہ مراکش میں آکر قیام پذیر ہوا اور محض اپنی دانشمندی کی قوت سے سلطنت مرابطین کے زوال کی تدبیریں کرنے لگا۔ اور اُن کے رؤسا کی وہ باتیں چھانٹ چھانٹ کر نکالنے لگا۔ جو اوامر قرآنیہ کے برخلاف اُنمیں رائج تھیں۔ چنانچہ ایسی باتوں پر اور علی بن تشفین کے خاندان کی عورتوں کے بے نقاب باہر نکلنے پر انھیں بُرا بھلا کہنے لگا۔

اُسکی یہ نکتہ چینیاں بہت بڑھیں تو وہ ان باتوں ہی کے سبب سے مراکش سے نکالدیا گیا۔

اور اب اُس نے تمام امت کو یہ اعلان دیدیا کہ یہی زمانہ آداب دنیہ کے پھر زندہ کرنے کا ہے۔ اور مین مہدی ہون اور فضائل اسلام اور عدل کو از سر نو پھیلانے کے لیے آیا ہون اُس نے بڑے بڑے صاحبان ہمت اور دلاورون کو اپنے ساتھ جمع کیا۔ جو چارون طرف لوگون کو نصیحت کرتے اور انھین خلاف شرع باتون کے بُرے نتائج سے ڈراتے تھے۔ پھر تو مراکش اور ساحمہ سے ایک جم غفیر اُس کے وعظ و نصیحت کے استماع کے واسطے آنے لگا۔ اور آئین دین محمدی کی تجدید مین اس کی اعانت پر مستعد ہو گیا۔

جب اس شخص نے دیکھا کہ میرے پاس آدمی بہت کثرت سے ہو گئے۔ اور اس ملک کے حاکم مجھ سے خوف کرنے لگے ہین۔ اور اُن کی نگاہین مجھ پر بیڈھب پڑ رہی ہین۔ تو وہ اقلیم سوس کے شہر تینمال کو چلا گیا۔ اور اپنے ساتھ اور بہت سے لوگون کو بھی لے گیا۔ جن کا نام اُس نے موحدین رکھا۔ اور اُن کو حکم دیا کہ وہان ایک قلعہ بنائین۔ جسمین وہ دشمنون کے حملے سے محفوظ و مامون رہ سکین۔

پھر اُس نے یہ مقرر کیا کہ جو کام وہ لوگ کرین بغیر مشورہ کے نہ کرین۔ اور مشورہ کی دو مجلسین قرار دین۔ ایک مجلس مین دس آدمی مقرر کیے جنمین اُس کے بڑے بڑے دانشمند شاگرد شامل تھے اور اُن مین سب سے بڑا شخص عبدالمومن تھا۔ اور دوسری مجلس ستر آدمیون کی تھی۔

اب اُس نے مرابطین کے دشمنون کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا۔ چنانچہ قبائل حنظوطہ۔ ہرجہ اور حدموبہ جو مرابطین کے سخت دشمن تھے اُس سے مل گئے۔ اور اُس کا یہ گروہ اُس کے اجراے مقاصد کے لیے کافی ہو گیا۔

پھر اُس نے ۱۱۲۱ء مین مرابطین سے لڑائی شروع کر دی۔ اور تین لڑائیون مین اُن پر فتح حاصل کی۔ ۱۱۲۳ء مین شہر مراکش کا محاصرہ کر لیا۔ جو شمالی افریقیہ مین مرابطین کا خاص دارالسلطنت اور مرکز حکومت تھا۔ یہان اُس کو بعض لڑائیون مین غلبہ بھی رہا مگر لوگون نے

اُس سے دغابازی کی اور اُس کی فوج کے آدمی ۱۱۲۵ء میں بہت مارے گئے۔ اور اُس پر ایسی مصیبتیں آکر پڑیں کہ یاس کی نوبت پہونچ گئی۔ چنانچہ اُس نے تمام عظمت اور اولوالعزمی کا دعویٰ چھوڑ دیا۔

مگر اُس کے شاگرد عبدالمومن نے کچھ جدید وسائل پیدا کیے۔ اور اُن سے لڑائی کی قوت از سر نو حاصل کر لی۔ لوگوں کے دلوں میں حمیت دینی کا جوش پھر پیدا کر دیا یہاں تک کہ سنہ ۱۱۳۰ء میں اُس نے تمام نقصانات کی تلافی کر لی۔ اور اُس کی رائے ہوئی کہ پھر لڑائی کیجائے۔ یہ دیکھکر اُس کے پیر نے اُسے اپنا خلیفہ بنایا۔ اور اس کے چار ہی دن بعد اس دنیا سے انتقال کر گیا

اب عبدالمومن نے بار خلافت کو سنبھالا۔ اور وہ یقیناً اس لائق تھا۔ کیونکہ وہ اپنے پیر و شیخ کی بہ نسبت لڑائی کا زیادہ عادی تھا اور سپہ سالاری کے کام کو خوب جانتا تھا اُس کی جبلت میں استقلال کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ وہ غیر متزلزل قصد و ارادہ رکھتا تھا۔ بڑا صاحب جلال و اعتبار شخص تھا۔ وہ بہت کام ایسے کرتا تھا جنھیں دیکھا لوگ سمجھتے تھے کہ اس نے بے سوچے سمجھے جلدی میں کیے ہیں مگر وہ انھیں اپنے مقصد کے موافق پورے کر لیتا تھا اس لیے موحدین اُس سے بہت خوش تھے۔ اور اُن کو یقین ہو گیا تھا کہ ان کی تمام امیدیں اسی کی ذات سے وابستہ ہیں کیونکہ اس نے تھوڑی ہی مدت کے عرصے میں ایک ایسی مملکت پیدا کر لی جو مملکت مرابطین سے بدرجہا بڑھکر تھی۔ یعنی اُس نے اُن تمام قبائل کو اپنے تابع فرمان کر لیا جو اوس کے دار السلطنت تمال سے لیکر شہر صالہ تک رہتے تھے۔

پھر اُس نے بلاد فاس اور بلاد طاسہ کو بھی ۱۱۳۷ء میں لے لیا۔ اور بعد ازان تلمسان، شہر وہران اور اس حصہ ملک کی طرف روانہ ہوا جو مراکش کے گرد و پیش واقع تھے اور اب تک تشفین بن علی سردار مرابطین کے قبضے میں تھے۔ عبدالمومن نے

تلمسان کے قریب جاکر اپنے لشکر کی صفین ایک مربع شکل مین قائم کین۔ ایک صف کے پاس لمبے لمبے نیزے تھے جو زمین مین ذرا ترچھے یا جھکے ہوئے گاڑے جاتے تھے۔ اس صف کے لوگ بہت زیادہ بہادر تھے۔ اور اسی لیے یہ صف سب سے آگے تھی۔ دوسری صف کے آدمی ڈھالون سے مسلح تھے۔ جن کے ذریعہ سے دشمن کے تیرون سے حفاظت ہوتی تھی۔ باقی دو صفون کے لوگ تیر اور گوپھن کے ذریعہ سے پتھر پھینکتے تھے۔ یہ دونو صفین پہلی دونو صفون سے پیچھے تھین۔ اور ان چارون صفوف کے درمیان مین سوارون کے رسالے تھے جو اُن راستون سے جو کہ صفون کے بیچ مین رکھے گئے تھے نکل نکلکر دشمن پر حملہ کرتے تھے۔ اور پھر واپس آکر اسی مربع کے اندر گھس جاتے تھے اور اُن کے داخلے سے سب راستے بند ہو جاتے تھے۔

وہ اسی صف بندی اور قاعدے کے مطابق لڑتا رہا یہان تک کہ مرابطین کو جن کی فوج اسکی فوج سے کہین زیادہ تھی اُس نے سخت شکست دیدی۔ اور اُن کا رئیس تشفین پہلے تلمسان کو بھاگا پھر وہان سے عران کو چلا گیا۔ جہان اُس پر ایسی مصیبتین نازل ہوئین کہ آخر ۱۱۴۵ھ مین مرگیا۔

اب قرب وجوار کے تمام شہر عبدالمومن کے مطیع ہو گئے۔ مگر ایک مضبوط اور قلعہ بند شہر کے لوگون نے اُس کا مقابلہ کیا۔ اس شہر کے بالکل متصل ایک دریا بہتا تھا۔ عبدالمومن نے اس دریا مین نہایت مضبوط بند باندھا جسکی وجہ سے اسکا پانی بڑھنے اور چڑھنے لگا۔ پھر اس نے دفعتاً اس بند کو کھول دیا اور مورخین اسلام کا قول ہے کہ اس ناگہانی سیل آب سے شہر پناہ کی دیوار گر پڑی اور شہر غارت ہو گیا۔ پھر ان حوادث کے بعد ۱۱۴۶ء مین مرابطین کے پاس بجز شہر مراکش کے اور کوئی مقام باقی نہ رہا، سو وہ بھی عبدالمومن نے جاکر اُن سے اسی سنہ مین چھین لیا۔

عبدالمومن کو اُس کے شیخ اور مہدی نے یہ حکم دیا تھا کہ دنیا کے مغربی ملکون مین

جس قدر مسلمان ہین اُن سب کو ایک ہی بادشاہ کے زیر حکومت متحد اور سب کو ہم خیال کر دے۔ اس لیے اُس نے ۵۴۶ھ سے ۵۵۱ھ تک شہر بلمش اور اُن تمام قبائل کو اپنے زیر حکومت کر لیا جو عرآن اور تلمسان کے مابین رہتے تھے۔ اور جو کچھ بنی حماد کا خاندان باقی رہ گیا تھا۔ اُسے بھی نکال دیا۔ اسی سے وہ لوگ دیریون سے جا ملے جو صحرا کی طرف چلے گئے تھے۔

اب عبد المومن نے نارمنڈی نصرانیون کی طرف توجہ کی جن کی شجاعت کی اُس نے بڑی تعریفین سنی تھین۔ اور وہ افریقیہ ہی مین رہتے تھے اور وہ اس خوف سے کہ کہین عبد المومن انپر بھی چڑھ نہ دوڑے ملوک بجایہ کے ساتھ جا ملے تھے۔ عبد المومن نے شہر صالہ سے صبح کوچ کا حکم دیا۔ اور ایک طبل بجوایا جس کا عمق پندرہ گز کا تھا۔ اور اُس کی آواز نصف منزل کے فاصلے سے سنائی دیتی تھی۔ پھر وہ تونس کی طرف روانہ ہوا اور اُن میدانی علاقون کے وسط مین سفر کرتا چلا۔ جو افریقیہ شمالی کے ساحل کے قریب تھے۔ اس سفر مین اُسے چارون طرف سے سرداران فوج اور اکابر و مشایخ اپنے درمیان گھیرے ہوے تھے۔ وہ سب عمدہ گھوڑون پر سوار تھے جن پر طلائی و نقرئی زین کسے ہوے تھے۔ اور اُن کے ہاتھون مین نیزے تھے۔ جن کے نیچے ہاتھی دانت کی نوریان تھین اور اوپر بھالون کے قریب بیرقین اور مختلف رنگتون کی ڈوریان لگی ہوئی تھین۔ اُن کے پیچھے باجے والے تھے۔ جن کے پاس قرنائین اور جھانجھ وغیرہ آلات طرب تھے۔ یہ لشکر صبح سے دوپہر تک چلتا۔ باقی وقت مین آرام کرتا تھا۔ اس لشکر کے چار حصے تھے۔ ہر ایک کے پاس اپنے اپنے جداگانہ علم تھے۔ اور اُن کے خاص خاص کام مقرر کیے گئے تھے اُن کی سواری کے جانور بھی خاص خاص تھے اور جب سب لشکرگاہ مین پہونچتے تو نہایت جلد اپنے موقع اور مقام پر ترتیب کے ساتھ ٹھیر جاتے تھے۔ اور ہر ایک کے پاس اپنا زاد راہ اور جملہ لوازمات موجود رہتے تھے۔

پھر وہ اسی لشکر کو لیکر نارمنڈیون سے لڑا۔ اور ابتداے ۱۱۴۸ء سے اُس نے یکے بعد دیگرے۔ تونس۔ طرابلس۔ سفکس۔ مہدیہ۔ قابس۔ قیروان۔ اور دیگر بہت سے شہرون کو چھین لیا۔ اُس نے صحرائی باشندون کی سرکشی کا بھی انسداد کیا۔ جو اپنا مقررہ خراج نہین دیتے تھے اور اُنھین بھی سیدھا کر دیا۔

اور جزیرہ سسلیا کے بادشاہ کو بھی زک دی جو ۱۱۶۰ء تک اس خیال مین تھا کہ مسلمانون نے اُس سے جو کچھ لے لیا ہے اُسے پھر اُن سے واپس لے لے۔ اور یہ بادشاہ اپنے ارادے سے اُس وقت تک باز نہ آیا جب تک کہ اُس نے خلیفہ عبد المومن سے کچھ شرائط نہ ٹھیرالین۔

پھر مرابطین کا ایک رئیس جزیرہ بلیارہ سے کچھ آدمی لیکر آیا۔ اور ۱۱۸۴ء مین بجایہ کے قریب آکر اُترا۔ اور بجایہ۔ قابس اور سفکس پر قبضہ کر لیا۔ اور خطبہ مین عباسی خلیفہ بغداد کا نام لیا۔ عبد المومن کی فوجون نے اُس کو بھی ہزیمت دی۔ اور جو شہر اُس نے لے لیے تھے۔ وہ سب اُس سے واپس لے لیے۔ اور چارون طرف سے اُس کا پیچھا کرتے ہوے جزائر بلیارہ تک چلے گئے۔ جس کو ۱۱۸۵ء مین اپنے ماتحت کر لیا۔

لیکن آخر ۱۱۷۲ء مین ان موحدین پر صلاح الدین ایوبی نے حملہ کیا۔ اور طرابلس کو ان سے چھین لیا۔ مگر چونکہ یہ ایوبی حکمران مشرق کے بہت بڑے اور نہایت ذی شوکت بادشاہ تھے اس لیے موحدین کی اُنکے سامنے کچھ نہ چلی اور یہ اُن سے انتقام نہ لے سکے۔

مبحث نہم

مسلمانانِ اندلس کا ملوکِ مرابطین پر خروج:۔

موحدین کی نوخیز جمعیت اقالیم مغرب مین مرابطین پر حملہ آور ہوئی۔ مرابطین اپنے ان گورنرون کو جو اندلس کے ملک مین شہر اویاس اور شہر باداجوز پر حکمران تھے کوئی تازہ کمک نہ ارسال کر سکے۔ اندلس کے باشندون نے علی بن یوسف کے ان نائبون کو جو وہان

امور حکمرانی پر قابض تھے دق کرنا شروع کیا۔ اور مرابطین اندلس روز بروز کمزور پڑتے گئے۔ ۵۴۳ھ مین الفنس ہنریقیہ نے معرکۂ رزم اوریقیہ مین مرابطین پر فتح نمایان حاصل کی۔ قسطیلہ ولیون کے بادشاہ الفنس ثالث نے ۵۴۶ھ مین اندوجار اور بالطہ دو شہرون کو تاخت و تاراج کیا۔ یہ دونون شہر دریاے وادی الخضرا اور کوہستان سیرامورینہ کے عقب مین واقع ہین۔ پھر اُس نے ۵۴۷ھ مین شہر قالطراوہ کو خوب غارت کیا۔ شہر المریہ کو تین ماہ تک بحری سمت سے محصور رکھکر بالآخر فتح کرلیا۔ مگر قرطبہ کی تسخیر مین اُسے کسی طرح کامیابی نہ ہوسکی۔

دوسری طرف شاہ پرتگال نے شہر لسبونہ کا محاصرہ کرکے اُسے فتح کرلیا۔ اور اس شہر کی تسخیر سے اُس کو اقلیم الجرف پر پیش قدمی کا راستہ مل گیا۔ اُس نے دیکھا کہ اب بلا کسی خوف و خطر کے رود دریاے تاج مین جہازرانی کرسکتا ہے۔ اُس نے انگریزون اور اہل فلیمنک کے جہازات سے مدد لیکر اس دریا مین سفر کیا۔ ان قومون یعنی انگریز اور اہل فلیمنک کی باہم بحری جنگ ہورہی تھی۔ دوران جنگ مین دونون فریقون کے جہازات ۵۴۷ھ مین دریاے تاج کے دہانے مین آگئے اور وہان لنگرانداز ہوے تھے۔

۵۵۲ھ مین شاہ پرتگال نے نواح قرطبہ کو اچھی طرح خراب و غارت کیا۔ یہ وہ علاقہ تھا جس کی تسخیر مین الفنس ثالث کو ناکامی ہوچکی تھی۔ کاش مسلمانان اندلس باہم سیاسی اتفاق قائم کرلیتے۔ اور ایک جدید متحدہ حکومت کے زیر اقتدار اپنے جملہ جنگی وسائل کو مرکز واحد پر فراہم کرسکتے۔ تو اس مین شک نہ تھا کہ وہ نصارے کا پورے طور پر مقابلہ اور ان کی قطعی مقاومت کرسکتے تھے۔ لیکن وہ صرف اس بات پر آمادہ رہے کہ مرابطین کو دق کرین۔ اور اُن کے مقابلے مین فتنہ و فساد اور بغاوت و سرکشی کرتے رہین۔ مانا کہ وہ مرابطین کی حکومت سے خوش نہ تھے۔ اُن کو چھوڑ دیتے اور اپنی ہی جماعت مین سے کوئی نیا بادشاہ بناکر اُسکے زیر علم متفقہ و متحدہ قوت کے ساتھ غیر قوم کے دشمنون سے اپنا تحفظ کرتے

مسلمانان اندلس کی اس عظیم الشان اور برباد کن غلطی یا غلط کاری کا نتیجہ یہ نکلا کہ ۱۱۴۴ء مین اندلس کے مرکزی شہرون مرسیہ - والنسہ - غرناطہ - اشبیلیہ - اور قرطبہ وغیرہ کے باشندگان - اپنی اپنی جگہ سلطنت حاصل کرنے کی فکر مین پڑ گئے - ہر شہر کے حکمران نے استقلال کا دعوی کیا وہ ایک دوسرے سے بالکل الگ ہو گئی اور انمین کوئی باہمی ربط و اتصال باقی نہ رہا - مرابطین نے مسلمانان اندلس کی یہ حالت دیکھی تو ۱۱۴۶ء مین انھون نے اس ملک سے کنارہ کشی اختیار کر لی - اور اپنا رخت سفر باندھکر بلیارہ کے جزیرون مین چلے گئے محض نام کے لیے ایک سردار عبداللہ بن غانیہ کو قلیل التعداد فوج کے ساتھ اپنے مقبوضات اندلس کی حفاظت کے لیے یہان چھوڑ گئے - عبداللہ بن غانیہ اس مختصر سی جمعیت سے کیا کام لیتا اور کیونکر ملک کی حفاظت کرتا - اُسے اور کوئی تدبیر تو سوجھی نہین - بس نصارے کے ساتھ مل گیا - اور ایک دشمن سے بظاہر اپنا پیچھا چھڑا کر اپنے تھوڑے ہی سے لشکر کو اندلس کے بلاد اسلامیہ کی تسخیر اور انسداد بغاوت پر مامور کر دیا - ابن غانیہ کی اس سپاہ نے پہلے شہر غرناطہ کو تسخیر کیا اور بعد ازان قرطبہ و اشبیلیہ کو بھی فتح کر کے مُرابطین کے نائب السلطنت کے ماتحت کر دیا -

مگر ابن غانیہ کی یہ کامیابیان بے سود تھین - کیونکہ اسکے کچھ ہی عرصہ بعد نوخیز گروہ موحدین کی سپاہ عبدالمومن کے زیر قیادت اندلس کے مقبوضات مرابطین پر حملہ آور ہوئی - اور ابن غانیہ کو قتل کر کے اس جزیرہ نما سے مرابطین کا نام و نشان مٹا دیا -

مبحث دہم

:- اسپین پر موحدین کے حملے - اور ان کا تسلط :-

اندلس کے صوبۂ الجرف کا مسلمان والی امام غزالی کے اس دینی عقیدہ کا پیرو تھا جسے امام ممدوح کے شاگرد رشید محمد بن عبداللہ نے بلاد مغرب مین شائع کیا - اس والی نے اپنے ہم عقیدہ برادران دینی یعنی موحدین کو اندلس کے ممالک پر حملہ آوری کی دعوت دی

عبدالمومن نے اس دعوت کو قبول کیا۔ اور ایک زبردست لشکر اندلس پر حملہ کرنے کے لیے روانہ کیا۔ یہ لشکر حدود اندلس مین داخل ہوا اور سب سے پہلے اس نے اقلیم الجرف کے بیشتر حصے پر اپنا تسلّط جمایا۔ پھر ۱۱۴۷ء مین شاہ پرتگال کو اس اقلیم پر پیش قدمی کرنے سے روک دیا۔ موحّدین کے پہلے حملے مین صرف اسی قدر فتوحات اُنھین حاصل ہوئین۔

دوسرا حملہ جو موحدین نے کیا اس مین اُن کی فوجین ۱۱۵۲ء سے ۱۱۵۶ء تک شہر المریّہ کی تسخیر کے لیے مصروف قتال رہین اور آخر کار اس شہر کو الفنس ہفتم سے چھین لینے مین کامیاب ہوگئین۔

موحدین کا تیسرا حملہ ۱۱۵۶ء سے شروع ہوا اور ۱۱۶۰ء تک ان کی فوجین غرناطہ اور دیگر بلاد پر لڑتی رہین۔ اس حملہ مین موحدین نے شہر غرناطہ کو تسخیر کرلیا۔ اور وہ سب ملک بھی فتح کرلیا جو وادی الیلنع تک ممتد ہوتا چلا گیا ہے۔ نیز شہر والنسہ کو اندلس کے اس مسلمان حکمران سے چھین لیا جو نصارے کے ساتھ ملا ہوا تھا اور اندلس کے تمام مشرقی ساحلی علاقہ کا مالک تھا۔

شہر والنسہ موحدین کا مسخر تو ہوگیا۔ لیکن تھوڑے ہی عرصے کے بعد یہان کے اندلسی عربون نے عبدالمومن سے بغاوت کی اور خوب پامردی کے ساتھ لڑکر اپنے شہر کو اُس کے اقتدار سے آزاد کرلیا۔

عبدالمومن کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا یوسف موحدین کی سند حکومت پر متمکن ہوا۔ یوسف نے اسپین کے نصارے پر فوج کشی کرنے سے قبل اہل والنسہ کی خبر لینا ضروری خیال کیا۔ اور اس شہر کو دوبارہ فتح و تسخیر کرنے کا عازم ہوا اس نے اندلس کے عربون سے یہ شہر بار دیگر چھین لیا۔ مگر نہایت شدید جنگ و خونریزی کے بعد کیونکہ اندلس کے عربون نے اس شہر کی مدافعت مین بڑی دلیری اور پامردی سے کام لیا تھا۔ خاصکر الفلاب کے معرکہ مین تو اُن سے بے مثل بسالت کا ظہور ہوا۔ اور حفاظت ملک پر اُنھون نے

عبدالمومن نے اس دعوت کو قبول کیا۔ اور ایک زبردست لشکر اندلس پر حملہ کرنے کے لیے روانہ کیا۔ یہ لشکر حدود اندلس میں داخل ہوا اور سب سے پہلے اس نے اقلیم الجرف کے بیشتر حصے پر اپنا تسلط جمایا۔ پھر ۱۱۴۷ء میں شاہ پرتگال کو اس اقلیم پر پیش قدمی کرنے سے روک دیا۔ موحدین کے پہلے حملے میں صرف اسی قدر فتوحات انھیں حاصل ہوئیں۔

دوسرا حملہ جو موحدین نے کیا اس میں اُن کی فوجیں ۱۱۵۲ء سے ۱۱۵۶ء تک شہر المریہ کی تسخیر کے لیے مصروف قتال رہیں اور آخر کار اس شہر کو الفنس ہفتم سے چھین لینے میں کامیاب ہوگئیں۔

موحدین کا تیسرا حملہ ۱۱۵۶ء سے شروع ہوا اور ۱۱۶۰ء تک ان کی فوجیں غرناطہ اور دیگر بلاد پر لڑتی رہیں۔ اس حملہ میں موحدین نے شہر غرناطہ کو تسخیر کر لیا۔ اور وہ سب ملک بھی فتح کر لیا جو وادی الیل نع تک ممتد ہوتا چلا گیا ہے۔ نیز شہر والنسہ کو اندلس کے اس مسلمان حکمران سے چھین لیا جو نصاریٰ کے ساتھ ملا ہوا تھا اور اندلس کے تمام مشرقی ساحلی علاقہ کا مالک تھا۔

شہر والنسہ موحدین کا مسخر تو ہو گیا۔ لیکن تھوڑے ہی عرصے کے بعد یہاں کے اندلسی عربوں نے عبدالمومن سے بغاوت کی اور خوب پامردی کے ساتھ لڑ کر اپنے شہر کو اُس کے اقتدار سے آزاد کر لیا۔

عبدالمومن کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا یوسف موحدین کی سند حکومت پر متمکن ہوا۔ یوسف نے اسپین کے نصاریٰ پر فوج کشی کرنے سے قبل اہل والنسہ کی خبر لینا ضروری خیال کیا۔ اور اس شہر کو دوبارہ فتح و تسخیر کرنے کا عازم ہوا اس نے اندلس کے عربوں سے یہ شہر بار دیگر چھین لیا۔ مگر نہایت شدید جنگ و خونریزی کے بعد کیونکہ اندلس کے عربوں نے اس شہر کی مدافعت میں بڑی دلیری اور پامردی سے کام لیا تھا۔ خاص کر العقاب کے معرکہ میں تو اُن سے بے مثل بسالت کا ظہور ہوا۔ اور حفاظت ملک پر انھوں نے

حملہ آور ہوا۔ یہ شہر پرتگالیون کی املاک مین تھا۔ موحّدین نے اس شہر کو محاصرہ مین لیلیا اور چاہا کہ اہل شہر کو بیرونی کمک و امداد سے محروم کر کے اپنا مطیع و منقاد کرلین لیکن اہل شہر نے دوران محاصرہ ہی مین قلعہ نشینی چھوڑ دی۔ اور میدان مین نکل کر موحّدین پر حملہ کیا۔ وہ لوگ بڑی بے جگری کے ساتھ لڑے اور انجام کار غالب بھی آئے کیونکہ امیر یوسف اس معرکہ مین شہید ہو گیا اور اُس کی سپاہ منہزم ہو کر پسپا ہو گئی۔

امیر یوسف کی شہادت کے بعد اس کا فرزند امیر یعقوب موحّدین کا امیر اور بادشاہ مامور ہوا۔ اور اس نے بہت جلد اپنی منہزم سپاہ کو مرتب کر کے شہر سنتارم کا ازسر نو محاصرہ کرلیا۔ اپنے باپ کے قتل کا پورا پورا اقصاص لیا اور شہر کو فتح کرلیا۔

امیر یعقوب اپنی غیر معمولی فضیلتون کے باعث اپنے دادا عبدالمومن اور باپ امیر یوسف کی طرح نہایت وسیع مملکت کا فرمانروا بن گیا اسکی مملکت افریقہ کے ملک طرابلس سے شروع ہو کر اندلس مین دریاے ایرہ اور دریاے تاج تک ممتد تھی۔

امیر یعقوب ۱۱۸۴ء سے ۱۱۹۵ء تک پورے گیارہ سال اسپین کے نصارے پر تاخت کرتا رہا۔ اس کی جرار سپاہ نے بادشاہ الفنس ثالث کو شہر عرقوص کے قریب شکست فاش دی اور اُس کی فوج کے بیس ہزار آدمی گرفتار کرلیے۔ یہ اسیران جنگ ۱۱۹۵ء مین امیر یعقوب کی رحمدلی کی وجہ سے آزاد ہوے۔ اس فتح نے امیر یعقوب کو قالترا وہ غواد الکسارہ۔ اسقالونہ۔ اور مڈریڈ کے شہرون پر بلا کسی خونریزی یا زحمت کے قبضہ دلا دیا تھا۔

۱۱۹۷ء مین امیر یعقوب طلیطلہ پر حملہ آور ہوا۔ مگر اس شہر کے فتح کرنے مین ناکام رہا۔ اور اس ناکامی کا بخار شہر سلامنقہ کے باشندون کا قتل عام کر کے نکالا۔ اور اس کے بعد وہ قسطیلہ اور لیون کی مملکتون کے وسط سے گذرتا ہوا واپس آیا۔ اور پرتگال کے علاقون کو اس طرح تباہ و غارت کر ڈالا کہ جو کچھ وہان پایا سب کو تلوار اور آگ کی نذر کر دیا۔

موحّدین نے اندلس مین اُس کی وہی قدیم رونق و عظمت از سر نو زندہ کر دی تھی جو

اس ملک کو خلفاء بنی امیہ کے عہد مین حاصل رہ چکی تھی۔ عبد المومن۔ یوسف۔ اور یعقوب تینون حکمران عام قومی عیدون اور ایام مسرّت مین جوش مسرت اور قومی شان و شکوہ اور زیب و زینت دکھانے کے بے حد شائق رہے۔ ان کے عہد مین ہر تہوار کمال رونق اور دھوم سے ادا کیا جاتا تھا۔ یہ سلاطین علوم و فنون اور صنعت و حرفت کے بھی بڑے حامی تھے۔ ان کا عملدرآمد بالکل احکام شریعت اسلامیہ کے مطابق تھا۔ اُنھون نے ترویج و توسیع علوم کے لیے عام مدارس قائم کیے اور نوعمرون کے واسطے جداگانہ مدرسے بنائے تھے۔ یہ علماے اسلام سے نہایت فیاضی کے ساتھ پیش آتے تھے۔ ان کے زمانے مین طب فلسفہ اور شعر گوئی مین ابن رشد اور ابن زھر کے ایسے بڑے مشہور و معروف لوگ ہوے ہین۔

امیر یوسف نے اشبیلیہ مین بڑے اچھے اچھے مکانات بنائے تھے۔ اور ایک مسجد بھی تعمیر کی تھی۔ اور اسی شہر کے پاس دریا پر ایک بہت عمدہ پل کشتیون کا بنایا تھا اور شہر کی فصیل بھی درست کرائی تھی۔ دریاے وادی الکبیر مین بند باندھکر ایک نہر نکالی تھی جس سے تمام شہر مین بہت کثرت سے پانی جاری کر دیا تھا۔ امیر یعقوب نے عرقوص کی لڑائی مین فتح پانے کی یادگار مین وہان ایک مسجد تعمیر کی جس کا ارتفاع ۲۱۷ قدم تھا اور اُس کی چوٹی پر ایک آہنی کرہ (گنبد یا گولا) بنایا تھا جس پر سونا چڑھا ہوا تھا سونے کی قیمت ایک لاکھ دینار تھی۔ یہ کرہ ایک ستون پر رکھا ہوا تھا۔ اور فقط اُس ستون کا وزن دس قنطار تھا۔ یہ کرہ اُس کے بعد وہان سے ہٹا دیا گیا تھا۔ اور اس مسجد کا ایک برج ابھی تک باقی ہے جو ۸۶ قدم اونچا ہے۔ اور اُس پر ایک مجسمہ رکھا ہوا ہے۔ جس کی ہیئت سے (رموز اصطلاحیہ کے بموجب) کچھ ایمان کی علامتین معلوم ہوتی ہین۔

امیر یعقوب نے اپنی سلطنت کے ہر حصے مین فقیرون کے لیے تکیے۔ عام مریضون کے واسطے شفاخانے اور نیز خاص اُن لوگون کے واسطے جو لڑائی مین زخمی ہون، علیحدہ

شفاخانے تیار کرائے تھے۔ اس نے بیابانون مین کنوئے کھدوائے اور مسافرون کے لیے راستون مین مسافرخانے بنوائے تھے۔ قاضیون اور دینی علوم کے عالمون کی تنخواہین بڑھا دی تھین۔ تاکہ دولت مند اور آسودہ حال لوگ قاضیون کو کچھ رشوت دے دلا کر نہ بہکا سکین۔ اور نہ قاضی خود خلاف دیانت کوئی طمع کرین۔ اور اس طرح فقہا باطمینان تمام امورات شرعیہ مین اپنے تمام اوقات کو صرف کرین۔

مبحث دوازدہم

جنگ طولسہ اور دوسری لڑائیان

اندلس مین سلطنت موحدین کا زوال۔

اندلس کے لوگون کو موحدین کی فتوحات سے وہ امن اور چین نصیب ہوا تھا جسے وہ کسی طرح حاصل نہ کر سکتے تھے۔ اس لیے یہ لوگ موحدین کے مطیع و منقاد ہو گئے۔ علاوہ برین یہ بھی اندلس والون نے دیکھا کہ موحدین مصلحت دنیبہ کے واسطے اپنی جانین دیتے اور نصرانیون کو ذلیل کرتے ہین۔ چنانچہ امیر یعقوب کی یہی حالت رہی تھی۔

پھر جب وہ مرگیا۔ تو اُس کا بیٹا محمد ناسر ۱۱۹۹ء مین کرسی سلطنت پر جلوہ افروز ہوا اور اس نے ۱۲۰۵ء مین جزائر بلیارہ پر چڑھائی کی۔

یہ شخص جس وقت سے بادشاہ ہوا اُسی وقت سے نصارے کے ساتھ لڑنے کی تیاریان کرتا رہا۔ اور آخر کار ۱۲۱۱ء مین وہ اپنے دارالسلطنت شہر مراکش سے روانہ ہوا۔ اور اتنا بڑا لشکر ساتھ لیا۔ جس کی تعداد بعض مورخین نے چھ لاکھ بتائی ہے۔ یہ لوگ پانچ فرقون کے تھے۔ بربری۔ مغربی۔ ہر جگہ کے متطوعین (فدا کار) و مجاہدین موحدین اور اندلس کے عرب۔

جب یہ خبر نصارے کو پہونچی۔ تو اُنھین بڑا خوف پیدا ہوا۔ اور جنگ ارقوص کی آفتین اور جو مصیبتین اُس کے بعد اُن پر نازل ہوئی تھین وہ سب یاد آگئین۔

اس لیے ان کے تمام بادشاہون نے ایک دوسرے کے ساتھ معاونت کا عہد وپیمان کیا۔ اور مسلمانون کے برخلاف سب متفق ہو گئے۔ اور پوپ اینوسان ثالث نے جہاد کی منادی کرادی۔ راڈرک جو طلیطلہ کے پادریون کا سردار تھا خود اٹلی اور فرانس مین گیا اور جابجا تقریرین کرنا شروع کین۔ اس نے فرانسیسون کو مسلمانون کے برخلاف لڑائی کے لیے تحریص اور ترغیب دلائی۔ اور جو اہل فرنگ یورپ کے مشرق مین رہتے تھے اُن کے پاس قاصد بغرض طلب امداد روانہ کیے۔ چنانچہ جب یہ اسپین کو لوٹا تو بہت کثرت سے آدمی ساتھ لیکر واپس آیا۔ اور کوہستان پرنیز سے گذر کر ساٹھ ہزار (۶۰۰۰۰) غیر ملکون کے نصرانی اندلس مین آ گئے۔

پھر دونون فریق کوہستان اسیرا مورینہ کے نیچے اُن میدانون مین ایک دوسرے کے مقابل صف آرا ہوے جن کا نام "لاس نواس" ہے۔ اور جو شہر طولوسہ کے قریب واقع ہین۔ یہان امیر محمد نے اپنے لشکر کی صفون کے آگے ایک سرخ علم کھڑا کیا تھا۔ جو چارون طرف آہنی زنجیرون سے گھرا ہوا تھا اور اُس کی حفاظت کے واسطے اپنے لشکر کے چیدہ چیدہ آدمی مقرر کیے تھے۔ جن مین سب سے آگے خود کھڑا ہوا۔ اس وقت اُس کے ایک ہاتھ مین شمشیر آبدار تھی۔ اور دوسرے ہاتھ مین قرآن شریف تھا جس مین ثواب ابدی کی آیات مندرج تھین۔ اُس کے یون سامنے آنے سے مسلمانون کے دلون مین حماست و حمیت دینی پیدا ہو گئی۔

مگر نصارے مین اس وقت جیسا جوش پھیلا ہوا تھا وہ مسلمانون کے جوش سے بہت بڑھکر تھا۔ علاوہ برین اُن کی فوج کا انتظام بھی اچھا تھا۔ جب لڑائی شروع ہوئی۔ اور سب سے پہلے بادشاہ نوارہ نے حملہ کیا۔ تو اُس آہنی سلسلہ کو قطع کر ڈالا اور اُس کے محافظون کو بھگا دیا۔ یہ واقعہ سنہ ۱۲۱۲ع کا ہے پھر اُنھون نے مسلمانون سے سنہ ۱۲۱۳ع مین طولوسہ۔ بلیش۔ بائظہ۔ اور عبیدہ اور سنہ ۱۲۱۶ع مین قنطرہ کے شہر لے لیے اور نیز اقلیم الجرف

کے متعدد شہر بھی اُن کے قبضے مین آ گئے۔

بعض مورخین کہتے ہین کہ طولوسہ کی لڑائی مین جس کا نام یوم العقاب رکھا گیا ہے
کوئی دو لاکھ اشخاص مقتول و مجروح ہوے۔ مگر ہم اس پر اپنی کوئی رائے نہین ظاہر
کر سکتے۔ ہم صرف اُن نتائج پر رائے دیتے ہین جن سے اس واقعے کی اہمیت بخوبی معلوم
ہوتی ہے۔ یعنی اُس کے بعد موحدین کی سلطنت بالکل کمزور پڑ گئی۔ اُنھون نے نصارے
سے سلسلۂ جنگ کو بالکل منقطع کر دیا۔ اُس کے بعد نصارائے اسپین بہت ہی قوی ہو گئے
اور امیر محمد مراکش کو لوٹ کر چلا گیا۔ پھر وہان جا کر سلطنت سے کنارہ اختیار کر لیا۔ اور اپنے
بیٹے ابو یعقوب کو حکومت حوالہ کر دی۔

مگر یہ ابو یعقوب سلطنت کے لائق نہ تھا۔ اندلس اور افریقیہ کے ملکون کے حکام نے
اُس کی اطاعت نہ کی۔ پھر جب وہ ۱۲۲۳ء مین مر گیا۔ تو خانہ جنگیون کی آتش مشتعل
ہوئی۔ اور اُس سے موحدین کی دولت پر زوال آ گیا۔

ادھر خود نصارے کے درمیان بھی باہمی اختلاف شروع ہو گیا۔ اور طولوسہ کی
لڑائی کے بعد وہ بھی آپس کے جھگڑون مین پھنس کر مسلمانون سے لڑنا بالکل چھوڑ بیٹھے
لیکن جب یہ سال تمام ہوا تو اُس کے بعد جاک (یعقوب) اول نے مملکت اراغون کے تخت
پر جلوس کیا۔ اور فرڈیننڈ ثالث مملکت قسطیلہ کے تخت پر رونق افروز ہوا۔ اُدھر والنسہ
طلیطلہ۔ اشبیلیہ۔ اور مرسیہ کے والیون نے اپنی خود مختاری کا اعلان دیدیا۔ اور
آپس مین آتش کارزار مشتعل کر دی۔ اور بادشاہ عبد المومن کی اولاد مین بھی اقلیم اندلس
کے بارے مین تنازع اور فساد برپا ہو گئے۔

اور جن دو مجالس مشورہ کا ہم ذکر کر آئے ہین اور جنھین مہدی نے زمانہ سابق مین
ایجاد کیا تھا اُن کے ارباب مشورہ کو بھی یہ شوق تھا کہ حکومت اُنھین کے ہاتھ مین رہے
اس لیے مامون نے جسے ایک بڑے زبردست گروہ نے ۱۲۲۸ء مین بادشاہ بنایا تھا

ان اصحاب مشورہ کو دھمکی دی۔ اور جب اُن لوگون نے یہ حالت دیکھی تو وہ مامون کے خلاف ہوگئے۔ اور اُس کے مدمقابل ایک دوسرے شخص یحییٰ بن ناصر کو امیر مقرر کر لیا لیکن یحییٰ صید دنیہ کی سرزمین مین مرگیا اور مامون نے دسترس پاکر اُن سب مشایخ کو قتل کر ڈالا۔ اُن کے سر مراکش کی دیوارون پر لٹکوادیے۔ مشورہ کی مجالس کو درہم برہم کر دیا۔ اور مہدی کا تمام انتظام منسوخ کر کے اُس کا نام بھی خطبے سے نکال ڈالا۔ اور جو لوگ مشایخ مین سے باقی رہ گئے اُنھین قاضیون کے عہدے پر مقرر کر دیا۔ جو دعاوی خصومت کے فیصلے کے واسطے مقرر کیے جاتے تھے۔ اور ۱۲۲۸ء مین وہ اہل مغرب سے ایسی سختی اور شقاوت قلبی کے ساتھ پیش آیا کہ اُن کے دلون سے سرکشی و بغاوت کی ہوس بالکل جاتی رہی۔

اُس وقت اندلس مین قدیم بادشاہان سرقسطہ کی نسل سے ایک شخص محمد بن ہود موجود تھا۔ اُس نے اسپین کے مغربیون کو افریقیہ کے مغربیون کے خلاف بھڑکایا اور اُن سے ایک لشکر جرار تیار کر کے مامون کو شہر طاریفہ کے پاس ۱۲۲۹ء مین شکست دی۔ اور اِس بات پر مجبور کر دیا کہ وہ مراکش کو چلا جائے۔ پھر اُس نے ۱۲۳۰ء سے ۱۲۳۲ء تک مرسیہ دینا اور جزاطیورہ تین شہرون کو لے لیا۔ اور اندلس مین قرطبہ۔ اشبیلیہ اور مریدہ پر قبضہ کر لیا۔ رہا والنسہ تو وہ اس سے بہت مدت پیشتر ہی سے جمیل بن زیاد کے قبضہ و تصرف مین تھا۔ اور جو ملک اُس کے قرب وجوار کا تھا۔ اُس کا محمد بن الحمار مالک تھا۔ اور جرف کا صوبہ بھی خود مختار ہوگیا تھا۔ لہذا ۱۲۳۲ء مین موحدین کے پاس بجز جزائر بلیارہ کے اور کوئی مقام باقی نہ رہا۔

اُدھر پرتگال کے بادشاہ نے ۱۲۲۷ء مین شہر الوس کو لے لیا جو وادی یانع کے قرب وجوار مین تھا۔ اور لیون کے بادشاہ نے شہر باداجوز کو غارت و مسمار کر ڈالا۔ اور آگے بڑھ کر وادی الکبیر تک سب ملک کا مالک ہوگیا۔ اور بادشاہ فرڈیننڈ ثالث بڑھتا ہوا

اندلس کے وسط مین پہونچ گیا۔ اور غرناطہ کے قریب لوجہ اور الحمرا، دو شہرون کو لے لیا
ان شہرون کے مسلمان باشندے غرناطہ کی طرف بھاگ آئے۔ اور اُس کے ایک خطہ
مین سکونت اختیار کر لی جسکو اُنھون نے اپنے شہر کے نام پر الحمرا ہی کے نام سے موسوم کر لیا
موحدین کے لشکر نے ریاست قطالونیہ مین کچھ دستبرد شروع کی تو بادشاہ جاک
(یعقوب) اول اُن سے لڑا اور اُنھین شکست دیکر جزائر بلیارہ پر بھی چڑھ دوڑا۔ اور جزیرہ
مایورقہ اُن سے بزور شمشیر چھین لیا۔ پھر ۱۲۳۲ء مین ایویسہ اور مینورکہ دو جزیرے خود بخود
اُس کے مطیع ہو گئے۔ اس لیے اسی سال موحدین کی حکومت اندلس سے قطعاً جاتی رہی
البتہ مغرب مین اُن کی حکومت کچھ مدت تک باقی رہی لیکن تونس اور تلمسان کے والی
خود مختار ہو گئے اور موحدین کی حکومت سے نکل گئے۔

باب سوم

ممالک مغربیہ مین عربی سلطنت کا انحطاط دولت علیہ کا الجزائر اور تونس کے شہرون پر قبضہ اور مراکش مین سلطنت اشراف کا قیام ۱۲۳۲ء لغایت ۱۶۰۹ء موافق ۶۲۹ ہجری لغایت ۱۰۱۸ ہجری

مبحث اوّل

رعایاے مغرب کا موحّدین کے بادشاہون سے انحراف تونس مین خاندان ابی حفص تلمسان مین بنی زیان اور مراکش مین بنی مرین کی سلطنتین

محمدؐ ناصر کو طولوسہ کی لڑائی مین شکست ہوتے ہی موحدین کی سلطنت کا حال بالکل
ابتر ہو گیا۔ اُن سے اندلس کے لوگون نے بغاوت کی۔ مغرب مین بھی اُن کی حکومت
گر گئی۔ اور اُس کے بعد مغرب اور اندلس کے دونون ملک پھر کبھی کسی ایک حاکم کے تحت
مین داخل نہین ہوے۔ البتہ اُن مین کسی قدر ارتباط رہا جس سے اسپین والے قبائل مغرب کو

مدد دیتے رہے۔ لیکن مغرب والے اس کی جو مکافات کرتے تھے اس میں ان کے تحکم و تغلب کا خطرہ بھی رہتا تھا۔ اسی وجہ سے اسپین والے اس مدد کو قبول کرتے وقت اندیشہ سے خالی نہیں رہتے تھے۔

ہاں یہ مغربی قبائل ۱۲۳۲ء کے بعد کئی مرتبہ آبنائے جبل الطارق کو عبور کر کے اندلس میں گئے اور نصاریٰ پر حملہ آور ہوئے۔ مگر ان چڑھائیوں سے اسپین والوں کو کچھ فائدہ نہ ہوا کیونکہ نصرانیوں کے کمال اتفاق باہمی کے سبب سے یہ حملے بے نتیجہ و بے سود ثابت ہوتے تھے۔ بلکہ نصرانیوں کو ان پر برابر غلبہ حاصل ہوتا رہتا تھا۔

ادھر مامون نے مہدی کے مقرر کیے ہوئے قوانین سب باطل کر دیے۔ اس سے سلطنت موحدین کو بڑا ضرر پہونچا اور اُس مامون کے بعد جو لوگ حاکم ہوئے وہ سب ایسے ہی ہوئے جو تدبیر سیاست اور حکومت کی لیاقت سے بے بہرہ تھے۔ رعایا کے دلوں کو اپنی طرف رجوع کرنا کسی کو نہ آتا تھا۔ اس لیے والی تونس نے ۱۲۴۲ء میں ان سے بغاوت کی اور خود مختار بن بیٹھا۔ چنانچہ ایک عرصہ دراز تک اُس کے خاندان میں حکومت باقی رہی اور وہ خاندان ابی حفص کے نام سے مشہور رہا۔

اُدھر ۱۲۴۸ء میں بنو زیان نے تلسان اور الجزائر کے شہروں میں ایک اور سلطنت کی بنیاد ڈالی جو نواحِ فاس تک پھیلتی چلی گئی تھی۔

ایک اور شخص ابو یوسف نامی بنی مرین میں سے بلادِ مغرب میں اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور اُس نے بھی علم بغاوت بلند کر کے موحدین کو فاس۔ طارہ۔ اور مراکش کے شہروں کو چھین لینے کی دھمکی دی۔ اور ۱۲۵۰ء سے لڑتے لڑتے ۱۲۷۰ء میں ان پر غالب ہو گیا۔ اور مغرب کے عرب اُس کے مطیع ہو گئے۔ یہ مغرب کے عرب وہ بربری قبائل ہیں جو افریقیہ کے مغرب میں رہتے ہیں۔

پھر ان لوگوں کے خاندانوں میں حکومت متوارث ہو گئی۔ اور تونس میں بنو حفص

تلمسان مین زیانیہ اور مراکش مین مرینیہ خاندان والے تیرھوین صدی عیسوی سے سولھوین صدی عیسوی تک حکومت کرتے رہے۔

اس وقت یہ بات غیر ممکن ہے کہ ہم تینون حکومتون کے حدود یقینی طور پر ٹھیک ٹھیک بیان کر دین۔ اس لیے جو ظنی حدود ہین انھین کے بیان پر ہم اکتفا کرتے ہین اور وہ یہ ہین کہ حفصیہ خاندان کی عملداری علاقہ بجایہ کے انتہا تک چلی گئی تھی۔ اور زیانیہ کی حکومت تلمسان اور الجزایر تک تھی۔ مرینیہ خاندان والے اُس کل ملک کے مالک تھے جو تلمسان سے بحر اٹلانٹک تک چلا گیا ہے۔ پھر ان بادشاہون کے درمیان اُن کے ملکون کے حدود پر باہم جھگڑے بھی رہا کرتے تھے جس سے اُن کی سرحدون مین بڑے بڑے تغیرات ہو جاتے تھے۔ اور ایک حکومت کے قبائل دوسری حکومت کی قلمرو مین ہجرت بھی کر جایا کرتے تھے۔

چونکہ ان بادشاہون کا سلسلہ وار ذکر کرنے سے کوئی فائدہ نہین معلوم ہوتا۔ اور اُن کے سنین جلوس کے بیان سے بھی کچھ نتیجہ نہین نظر آتا۔ اس لیے ہم انھین چھوڑ کر صرف تاریخی وقائع کی طرف متوجہ ہوتے ہین۔

جاننا چاہیے کہ بدویون کی زندگانی کی حالت کچھ اس قسم کی ہے کہ اُس مین قصص تاریخیہ کا کچھ مواد نہین ہوتا۔ باوجود اس کے ان لوگون کے زمانے مین عزت و رفاہیت کا جو عالی درجہ ان کے شہرون کو حاصل ہوا تھا وہ اہمیت اور رونق کے لحاظ سے اب تک بدستور باقی چلا آتا ہے۔ تونس۔ بجایہ۔ الجزائر۔ تلمسان۔ فاس اور مراکش کے باشندے اپنے شاہان حفصیہ مرینیہ۔ اور زیانیہ کے زمانے کے علماء اور مشاہیر ارباب صنائع پر اُسی طرح سے فخر کرتے ہین جیسے وہ لوگ زیریہ اور خلفاے امویہ کے زمانے کے لوگون پر فخر کر سکتے ہین۔

اغلبی بادشاہون نے جو بحر متوسط مین بڑے ہی ذی شوکت ہو گذرے ہین

قزاقان بحری کا ایک لشکر مرتب کیا تھا۔ اور اُن کے ذریعے سے وہ بلاد نصاریٰ کو غارت کیا کرتے تھے۔ وہ جہازون مین سوار ہو کر بحر اٹلانٹک کے بندرگاہون سے نکلتے اور سواحل افریقیہ پر برابر چلے جاتے تھے اور چلتے چلتے مدارات حیدی اور سرطان تک پہونچ جاتے تھے۔ اسی زمانے مین وہ زنگی غلامون کی اور سونے۔ اور گوند۔ اور عنبر کی تجارت بھی کیا کرتے تھے۔ مغرب کے عربون نے ان کے جنگی کارنامون کا بھی تذکرہ کیا ہے کیونکہ ملوک افریقیہ کی لڑائیون مین تیرھوین صدی عیسوی سے لیکر سولھوین صدی عیسوی تک وہ ایک دوسرے کے ساتھ شریک جنگ ہوا کرتے تھے۔

اکثر ایسا بھی ہوا ہے کہ مرینیہ خاندان والے زیانیہ اور حفصیہ خاندان والون پر غالب آگئے۔ اور تلمسان اور تونس کو اپنے ماتحت کر لیا ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ ۱۳۴۷ء مین اور دوسری مرتبہ ۱۳۵۵ء مین یہ دونون شہر اُن کے قبضے مین آگئے۔ مگر پھر اُن کی عملداری سے نکل گئے اور اُن ہی لوگون کے قبضے مین چلے گئے جن کے پاس اس تسلط سے قبل تھے۔

اور اکثر اوقات ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ شہر فاس اور مراکش کی دارالسلطنتون مین دو بادشاہ آپس مین سلطنت کے واسطے جھگڑتے رہے ہین۔ اور بنی زیان کی سلطنت جو تلمسان مین تھی اُس کے لینے کے واسطے بھی اُن ذی قوت امرا نے نظرین جمائی تھین جو شہر الجزائر اور اُس کے اطراف و توابع پر حاکم تھے۔ لیکن تونس کے بادشاہ ایسے قوت والے ہوے۔ کہ اُن کی سلطنت کی طرف کوئی آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھ سکا۔ بلکہ انھون نے اُن ممالیک سے طرابلس کا ملک بھی لے لیا جو خاندان ایوبیہ کے بعد سلطنت مصر کے مالک ہو گئے تھے۔

مبحث دوّم

بادشاہان فرانس و اسپین و پرتگال کی تاخت افریقیہ کے عربی ممالک اور بربری علاقون پر، اور افریقیہ کے عربون کی سلطنت عثمانیہ سے فریاد و استمداد

عرب فاتحین جنھون نے افریقیہ پر قبضہ و تسلط حاصل کرنے کے بعد حسب معمول وہان بھی سکونت اور توطن اختیار کر لیا اس بات سے مطلق بے پروا ہو گئے کہ دین اسلام کی نصرت و اعانت بھی اُن کا ایک فرض ہے۔ بے شک یہ کہا جائیگا کہ اندلس کے عربون کو نصارے کے مقابلے پر اُنھون نے قابل ستایش کمکین دی تھین۔ اگر یہ کمکین اسلامی نصرت نہ تھین تو کیا تھین؟ مگر ہم یہ تو کہہ سکتے ہین کہ افریقیہ کے عرب اندلسی عربون کی جو کمک کرتے رہے اُس سے اُن کا صرف یہ مقصد تھا کہ اپنے اُن منتشر اور غیر منظم قبائل کو اتحاد و اجتماع کے شیرازے مین منتظم کر سکین۔ جو بتدریج قدیم بدویانہ زندگی کی طرف عود کرتے اور گوشۂ گمنامی مین زاویہ نشین ہوتے چلے جاتے تھے۔ نہ یہ کہ وہ از سر نو فاتحانہ جنگ و پیکار کے لیے آمادہ ہو رہے تھے۔

اگر درحقیقت افریقیہ کے عربون مین فاتحانہ عزم ہوتا تو وہ ۱۲۷۰ء مین سینٹ لوئی شاہ فرانس کی مقاومت سے جی نہ چُراتے۔ اور اُس کے مقابلے مین آنے سے باز نہ رہتے اُنھون نے فرنگیون کے فتنہ کا قطعی فیصلہ اور قلع و قمع کر دینے کے لیے اس فرصت کو غنیمت نہ سمجھا اور اس سے کام نہ لیا جب فرنگیون کی وہ فوج جو اس زمانے مین شہر تونس کی فصیلون کے نیچے اُس کا محاصرہ کیے ہوے پڑی تھی۔ امراض اور قحط کی شدید ترین مصیبتون مین مبتلا تھی۔ اور اُس وقت بڑی آسانی سے اُس پر حملہ آور ہو کر اُس کا پوری طرح استیصال کر دینا ممکن تھا۔ اور نہ اُنھون نے اُس وقت ہی فرنگیون کے لشکر پر کوئی حملہ کیا جب کہ اُن کا بادشاہ مر گیا تھا۔ اور اُن کی ہمتین بالکل ٹوٹ گئی تھین بلکہ اُنھون نے چارلس ڈنجو بادشاہ صقلیہ سے ایک تجارتی اور سیاسی معاہدہ کر لیا جس کی

شرط یہ بھی کہ اٹلی اور فرانس کا جو مال تجارت بلاد مغرب مین آئیگا۔ اُس پر کوئی چنگی نہ لی جائیگی۔ اُنھون نے اس کے مقابلے مین یہ شرط بھی درج معاہدہ نہ کرائی کہ جو مال تجارت بلاد مغرب سے فرانس کو جائیگا اُسپر فرانس مین بھی کوئی محصول نہ لیا جائیگا۔ اسی معاہدہ مین یہ شرط بھی تھی کہ بلاد اسلامیہ مین کیتھولک فرقہ کے نصرانی اپنی عبادت کے فرائض بلا کسی مزاحمت کے ادا کرسکین گے۔

اُدھر اسپین اور پرتگال کے عیسائی بادشاہون نے کئی ایسے اسلامی شہر فتح کرلیے جو افریقیہ کے جانب آبنائے جبل الطارق کے مقابل واقع تھے۔ ان فتوحات کی ابتدا پرتگال والون نے کی تھی۔ کیونکہ جب وہ اَلنتجو اور اَلجرف کے دو ایسے صوبون پر قابض ہوگئے جو قسطیلہ کی سلطنت کے مابین گھرے ہوے تھے تو اونھون نے کسب مال وزر اور شوکت وعظمت پیدا کرنے کی طمع مین یہ تمنا کی۔ کہ بحر اوقیانوس اور دیگر سمندرون مین بحری سفر کرکے نئے ملکون کی تلاش کرین۔

چنانچہ پرتگالیون نے ۱۴۱۵ء مین شہر سبتہ کو فتح کرلیا۔ مگر بادشاہ اڈورڈ ثانی کے عہد مین جو شاہان براجنسہ کے خاندان مین سے تھا یہ مقام اُن کے ہاتھ سے نکل گیا اس لیے اُنھون نے پرتگال کے خاندان شاہی سے ایک چھوٹے سے لڑکے کو یرغمال مین دیکر اس شہر کو پھر واپس لے لیا۔

اور بعد ازان الفنس پنجم نے ۱۴۳۳ء سے ۱۴۸۱ء تک لڑجھگڑکر طنجہ اور ارزیلہ پر قبضہ کرلیا۔ اس طرف مغرب مین پرتگالیون نے اپنے دائرۂ فتوحات کو مزید وسعت نہین دی بلکہ وہ سمندر مین دور دراز سفر کرکے نئے جغرافی معلومات حاصل کرنے پر مائل رہے۔ اور سمندر مین اپنے جہازات کے بیڑے روانہ کیے۔ یہ جہازی بیڑے جزائر مادیرہ، ٓصورہ اور جزائر راس اخضر تک پہونچے اور اس سے آگے راس عشم الخیر (راس امید) کے قریب تک بڑھے چلے گئے جو افریقیہ کے جنوب مغرب مین واقع ہے۔

شرط یہ بھی کہ اٹلی اور فرانس کا جو مال تجارت بلاد مغرب مین آئیگا۔ اُس پر کوئی چنگی نہ لی جائیگی۔ اُنھون نے اس کے مقابلے مین یہ شرط بھی درج معاہدہ نہ کرائی کہ جو مال تجارت بلاد مغرب سے فرانس کو جائیگا اُسپر فرانس مین بھی کوئی محصول نہ لیا جائیگا۔ اسی معاہدہ مین یہ شرط بھی تھی کہ بلاد اسلامیہ مین کیتھولک فرقہ کے نصرانی اپنی عبادت کے فرائض بلا کسی مزاحمت کے ادا کرسکین گے۔

اُدھر اسپین اور پرتگال کے عیسائی بادشاہون نے کئی ایسے اسلامی شہر فتح کرلیے جو افریقیہ کے جانب آبنائے جبل الطارق کے مقابل واقع تھے۔ ان فتوحات کی ابتدا پرتگال والون نے کی تھی۔ کیونکہ جب وہ اَلنتجو اور اَلجرف کے دو ایسے صوبون پر قابض ہوگئے جو قسطیلہ کی سلطنت کے مابین گھرے ہوے تھے تو اونھون نے کسب مال وزر اور شوکت وعظمت پیدا کرنے کی طمع مین یہ تمنا کی۔ کہ بحر اوقیانوس اور دیگر سمندرون مین بحری سفر کرکے نئے ملکون کی تلاش کرین۔

چنانچہ پرتگالیون نے ۱۴۱۵ء مین شہر سبتہ کو فتح کرلیا۔ مگر بادشاہ اڈورڈ ثانی کے عہد مین جو شاہان براجنسہ کے خاندان مین سے تھا یہ مقام اُن کے ہاتھ سے نکل گیا اس لیے اُنھون نے پرتگال کے خاندان شاہی سے ایک چھوٹے سے لڑکے کو عمال مین دیکر اس شہر کو پھر واپس لے لیا۔

اور بعد ازان الفنس پنجم نے ۱۴۳۸ء سے ۱۴۸۱ء تک لڑجھگڑ کر طنجہ اور ارزیلہ پر قبضہ کرلیا۔ اس طرف مغرب مین پرتگالیون نے اپنے دائرہ فتوحات کو مزید وسعت نہین دی بلکہ وہ سمندر مین دور دراز سفر کرکے نئے جغرافی معلومات حاصل کرنے پر مائل رہے۔ اور سمندر مین اپنے جہازات کے بیڑے روانہ کیے۔ یہ جہازی بیڑے جزائر مادیرہ، صورہ اور جزائر راس اخضر تک پہونچے اور اس سے آگے راس عشم الخیر (راس امید) کے قریب تک بڑھے چلے گئے جو افریقیہ کے جنوب مغرب مین واقع ہے۔

مملکت مین سے کارڈنل جمینیس نے شہر عرآن کو فتح کرلیا اور وہان اپنی محافظ سپاہ مامور کرکے واپس چلا گیا۔

پھر اسی کارڈنل نے ۱۵۱۰ع مین جزائر یلیارہ سے ایک جنرل بطرس نفاری نامی کو شہر بجایہ پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا۔ جنرل مذکور نے شاہ تونس کو مغلوب و مقہور کرکے اُسکو ادائے جزیہ پر مجبور کیا۔

یہ سب کچھ ہوتا رہا اور نصرانی حملہ آورون کی دراز دستیان ممالک افریقہ پر جاری رہین مگر عربون اور مغربیون (یعنی بربرون) نے ان دراز دستیون کو روکنے کی طرف کچھ بھی توجہ نہ کی۔ آخرکار الجزائر کے بادشاہ موسوم بہ اوتیمی نے "ہروج میتلانی" سے استدعا کی کہ وہ فرنگی حملہ آورون کی خبر لے۔ ہروج میتلانی" بحری قزاقون کا ایک بڑا منچلا سرگروہ تھا۔ اُس نے اوتیمی کی درخواست منظور کرلی۔ اور فوراً پانچ ہزار سپاہیون کی جمعیت لیکر اوتیمی کی کمک کے لیے آپہونچا۔ ہروج کے آجانے سے جنگ کا نقشہ بدل گیا۔ فرنگی حملہ آور منہزم ہوگئے۔ لیکن اب خود ہروج کی نیت بدلی۔ اُس نے اوتیمی کو تلوار کے گھاٹ اُتار دیا۔ اور شہر پر خود حکمران بن بیٹھا۔

الجزائر کے شہر اور علاقے پر بخوبی تسلط کرلینے کے بعد ہروج نے اپنا دائرۂ فتوحات وسیع کرنا شروع کردیا۔ اور تلمسان سے بنی زیان کو نکال دیا۔ اُن نصارے پر بھی چیرہ دستی حاصل کی جو اس شہر کو فتح کرنے کے لیے آئے تھے لیکن ۱۵۱۸ع مین اسپین کے اُن نصارے کو جو تلمسان پر حملہ آور ہوئے تھے ان کے ملک سے آئی ہوئی تازہ کمک نے پھر قوی بنا دیا۔ ان لوگون نے اب دوبارہ ہروج سے معرکہ آرائی کی۔ ہروج اس جنگ مین سر میدان مقتول ہوگیا۔ اور اُس کے مرتے ہی نصارے اسپین شہر تلمسان پر قابض و متصرف ہوگئے۔

ہروج کی شہادت کے بعد اُس کا بھائی خیرالدین باربروس الجزائر کی حکومت پر

قابض ہوا۔ اور پہلے اُس نے اس مملکت پر اپنی حکومت کو مستحکم کیا پھر بعد ازان نصاریٰ
اسپین کی اُس سپاہ کو چارون طرف سے گھیر لیا جو شہر عران پر حملہ آور ہوئی اور اُسے فتح
کرنے کے درپے تھی۔ مگر باربروس کو معلوم ہوا کہ اسپین کے نصاریٰ کی فوج بہت کثیر التعداد
ہے جس کے مقابلے مین اُس کی سپاہ کوئی ہستی نہین رکھتی۔ پھر اُس پر طرہ یہ ہے کہ افریقیہ
کے عربون کی حرکتین عجیب و غریب ہین۔ اُن کے تلوّن کو دیکھتے ہوئے ان پر اعانت و امداد
کے بارے مین کوئی بھروسا نہین کیا جا سکتا چنانچہ اس نے از راہ مآل اندیشی یہ مناسب
سمجھا کہ اپنی مملکت کو دولت عثمانیہ کے سایۂ حمایت مین داخل کر دے۔ اور دولت عثمانیہ کا
غیر منتظم ترکی لشکر افریقیہ مین لے آئے کیونکہ سلاطین قسطنطنیہ کا یہ زمانہ انکے تمام ازمنۂ حکومت
مین بہترین اور شاندار ترین وقت تھا۔ اس وقت سلطان سلیمان خان اول اورنگ
آل عثمان پر جلوس فرما تھا۔ یونان۔ بلگیریا۔ اناطولیہ۔ اور مصر کے ممالک اُس کے زیر اقتدار
و زیر نگین تھے جن پر وہ مطلق العنان فرمان روا تھا۔ علاوہ ازین وہ ایران اور ہنگری کی
دو سلطنتون کو بہت جلد درہم و برہم کر کے اپنے زیر اقتدار لے آنے کی دھمکی دے رہا تھا۔

سلطان سلیمان اول تو خود ہی اس فکر مین تھا کہ چارلس پنجم شاہ پرتگال کو اقالیم افریقیہ
پر تاخت کرنے سے کسی طرح روکنا چاہیے کہ اسی اثنا مین باربروس کی درخواست پیش
ہوئی۔ اور سلطان کو ایک زرین موقع حاصل ہو گیا۔ اُس نے باربروس کی درخواست
بخوشی قبول کر لی۔ اور اپنے نائب کے طور پر اُس کو الجزائر کا والی اور گورنر مقرر کر دیا۔
دولت علیہ نے بربروس کو بہت سی ترکی فوج بھی عطا کی اور جب یہ سپاہ الجزائر مین آگئی
تو اُس نے عربون کو بُری طرح مغلوب و مقہور بنا کر بزور شمشیر اُنھین حکومت کی اطاعت
پر مجبور کیا۔ مگر اس مقہورانہ اطاعت کیشی نے عربون کی طبیعی شرافتون اور عالی ہمتیون کا
خون کر ڈالا کیونکہ اسکے بعد سے اُن کی طبیعی خوبیان اور خوش خلقیان اور خودداریان
عیوب ذلت و خواری اور مسکنت و بے کسی سے بدل گئین۔ چنانچہ آج تک اُن کی وہی

حالت چلی آتی ہے۔

سلطان سلیمان اول نے بربروس کی قابلیتون کا اندازہ کرکے یہ تجویز کی کہ اُسے اپنی دولت قوی شوکت کے جنگی جہازات کا کپتان پاشا یعنی امیر البحر مقرر فرمائے۔ چنانچہ اُسے اپنے حضور مین طلب فرمایا۔ اور وجہ طلب بھی اس پر ظاہر کردی۔ بربروس نے اس اعزاز و منصب جلیل کے شکریہ مین دولت علیہ کو کسی اعلی خدمتگذاری کا تحفہ پیش کرنا چاہا اور اُس نے خاندان بنی حفص یعنی فرمانروایان تونس کے ایک شہزادہ کو جو عرصے سے شہر الجزائر مین پناہ گزین تھا۔ اور تونس کی سلطنت سے معزول ہوکر یہان چلا آیا تھا اپنے ہمراہ لیا اور یہ ارادہ ظاہر کرکے تونس کی طرف چلا کہ معزول امیر کو پھر وہان کی امارت پر بحال کریگا۔ حالانکہ اس کے دل مین یہ بات تھی کہ تونس کو بھی دولت عثمانیہ کی قلمرو مین شامل کرلے۔

سلطان بھی باربروس کے مافی الضمیر کو تاڑ گیا۔ اور بربروس کے آوردہ امیر کو حکومت تونس پر نصب کرنے کا فرمان صادر کردیا۔ مگر درپردہ باربروس کو یہ حکم دیا کہ جب اس امیر کو مسند امارت پر بٹھا چکے تو کسی تدبیر سے اُسے ہلاک[1] کرڈالے اور تونس کی مملکت دولت علیّہ کے زیر اقتدار لے آئے۔ باربروس نے ان احکام کی بخوبی تعمیل کردی اور شہر تونس مین قدم جماکر مقام حولیطہ اور اُس کے قلعہ کو بھی مسخّر کرلیا۔ مگر اہل تونس اُس کی ان بے وفائیون پر بگڑ بیٹھے اور باغی ہوگئے۔ باربروس ان باتون سے کب ہراسان ہونے والا تھا اُس نے بہت جلد ان سرکشون کو بزور شمشیر سیدھا اور سب کو دولت عثمانیہ کا مطیع و منقاد کرلیا۔

مبحث سوم

:- اسپین و پرتگال کے نصاریٰ کی آخری لڑائیان مسلمانون سے :-

اسپین کے نصاریٰ کو ممالک مغربی یعنی ملک بربری کے ایک دولت قوی شوکت کے

---

[1] یہ غلط ہے ہلاکت قتل یا معزولی کا سبب اسپینیون کے ساتھ اسکا سازباز کرنا تھا۔

زیرحمایت چلے جانے کا سخت تاسف تھا۔ وہ دولت عثمانیہ کی قوت وشوکت سے ہراسان تھے۔ اور ان ملکون کے اُس کے زیرنگین چلے جانے پر کف افسوس مل رہے تھے۔ کیونکہ بحرابیض متوسط کے بحری قزاق انھین ممالک مغربیہ مین اپنے تھانے اور پناہ تقسیم غنائم کے ٹھکانے قائم کیے ہوے تھے۔ جہان وہ لوٹ کا اسباب اور غلامون کو آپس مین تقسیم کرکے بےخطر فروخت کیا کرتے تھے۔ اور یہی وجہ تھی کہ ان بحری غارتگرون کے چھاپے سواحل اٹلی واسپین مین زلزلہ ڈالے رہتے اور ان سواحل کے باشندون کا دم ناک مین کیے تھے۔

آخر اسپین کے بادشاہ شرلکان نے ضروری سمجھا کہ دولت عثمانیہ کے فتوحات کو مغرب کے افریقی ممالک مین روکنا چاہیے۔ چنانچہ اُس نے اس مقصد کو پورا کرنے کے واسطے خاندان حفصیہ کی اعانت اور طرفداری پر کمر باندھی۔ اور ۱۵۳۵ء مین ریاستہاے نابلس وسسلیا۔ اور مملکت بلجیم سے کثیر التعداد سپاہ لاکر سب کو شہر کالیاری مین فراہم کیا۔ اور پھر ان کو ساتھ لیکر بحری راستہ سے افریقیہ کے سواحل پر پہونچا اور قدیم شہر قرطاجنہ کے نزدیک خشکی پر اُتر آیا۔

اس نے بربروس سے قلعہ حلیطہ چھین لیا۔ اور اس کے بعد شہر تونس کو بھی مسخر کر لیا شہر تونس مین داخل ہوکر اس کی سپاہ قتل عام اور غارتگری کرنے لگی۔ اور سارا شہر غارت وتباہ کر ڈالا سب مال ومتاع تاخت وتاراج کرکے اور شہر کی رونق کو خاک مین ملاکے شرلکان نے خاندان بنی حفص کے اس امیر کو رہائی بخشی جسے بار بروس قید کیے ہوے تھا اور اُس کو پانچ شرطون کے ساتھ تونس کی حکومت پر بحال کر دیا۔ وہ شرائط حسب ذیل ہین:

(۱) یہ کہ اسکی حکومت ملک تونس پر شہنشاہ اسپین کے نائب کے طور پر ہوگی۔

(۲) یہ کہ وہ تمام نصرانی غلامون کو بلا کسی فدیہ لینے کے آزاد کر دیگا

(۳) یہ کہ اسکے ملک مین نصرانیون کو فرائض وارکان دین نصرانیت ادا کرنے کی کامل

آزادی حاصل رہیگی۔

(۴) یہ کہ قلعہ جو لیطہ مین اسپین کی نصرانی فوج بطور سپاہ محافظ کے قیام پذیر رہیگی اور اُس کے اخراجات و تنخواہ کے لیے تونس کا حکمران بارہ ہزار طلائی محبوب بد سالانہ دیا کریگا۔

(۵) یہ کہ مملکت تونس کی تمام بحری بندرگاہین شرلکان ہی کے قبضے مین رہینگی۔

اسی شرلکان نے انھین دنون طرابلس کی مملکت کو بھی فتح کر لیا۔ اور اُسے اُن نصرانی فدائیون کے حوالے کر دیا جو "ماری حنا" کے نائٹ کہلاتے تھے۔ یہ نائٹ اصل مین بیت المقدس کے باشندے تھے اور وہان سے آکر جزیرۂ روڈس مین سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ دولت عثمانیہ نے جزیرۂ مذکور فتح کر لیا اور وہان سے ان نائٹون کو نکال دیا تو اب یہ شرلکان کی توجہ سے طرابلس الغرب مین آ رہے۔

اگرچہ شرلکان کو ممالک مغرب پر حملہ کرنے مین یہ دو بڑی کامیابیان حاصل ہوئین اور اس نے تونس و طرابلس کو اپنے زیر اقتدار کر لیا۔ تاہم ان باتون سے مغرب کے بحری غارتگرون کے چھاپون پر کوئی بھی اثر نہین پڑا۔ وہ سابق کی طرح اب بھی جاری تھے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ابھی الجزائر کی مملکت دولت عثمانیہ کے زیر نگین تھی۔ اور اُس مین ان بحری قزاقون کے بہت سے مستحکم قلعے اور ٹھانے موجود تھے۔ الجزائر پر حسن آغا حکومت کر رہا تھا۔ یہ باربروس کا جانشین اور نائب تھا۔ حسن آغا نے بحری حملون کو اور بھی ترقی دی اور پہلے سے زیادہ زور شور کے ساتھ چھاپے مارنے کا ایسا کر دیا اس نے وہ تمام تجارت بھی ایک قلم روک دی جو الجزائر کے ملک اور بحر ابیض متوسط کے دیگر سواحل کے مابین ہوا کرتی تھی۔ اب مغرب کے بحری غارتگرون کی حملہ آوری اس قدر سخت اور ہولناک ہو گئی تھی کہ اٹالیا اور سسلی کے باشندگان سواحل ان چھاپون کی مدافعت کے لیے اپنے اپنے شہرون مین کافی محافظ سپاہ رکھنے پر مجبور ہو گئے تھے۔

سنہ ۱۵۴۱ع مین شرلکان نے پھر بہت سے جنگی جہاز تیار کیے اور ان پر لشکر جرار کو سوار کر کے

اس ارادے سے چلا کہ شہر الجزائر اور اس کے تابع ملک کو فتح کرے گا۔ مگر مولے مخالف نے اس کے بہت سے جہازون کو توڑ پھوڑ کر غرق آب کر دیا۔ معدودے چند جو باقی بچے اُن کے مسافر سپاہی اپنی جانین بچا کر واپس چلے گئے۔

شرلکان کے شر سے نجات پا کر دولت عثمانیہ نے مغربی اقالیم پر از سر نو تسلط حاصل کر لیا اور کچھ جنگی جہاز طرابلس کو فتح کرنے کے لیے روانہ کیے۔ ان جہازات کی سپاہ نے سینٹ یوحنا کے نائٹون کو طرابلس سے نکال باہر کیا اور اس پر عثمانی علم فتح نصب کر دیا یہان دولت عثمانیہ کی طرف سے دراغوت نامی ایک حاکم مقرر ہوا جس نے ۱۵۶۰ء مین بحرابیض متوسط مین نصرانیون پر ایک اور شاندار بحری فتح حاصل کی۔

پھر معرکہ لنپتہ کے بعد ڈون جوان مناوی قلعہ جولیطہ پر حملہ آور ہوا۔ اس نے شہر تونس کو بھی بلا کسی مزاحمت اور مقاومت کے فتح کر لیا مگر ۱۵۷۳ء مین خود بخود تونس کو چھوڑ کر واپس چلا گیا۔ اور اسکے تونس سے کنارہ کش ہوتے ہی سنان پاشا عثمانی گورنر طرابلس نے اس کو اپنے قبضے مین کر لیا اور اس نے وہان از سر نو ترکی حکومت قائم کر دی۔ چنانچہ اس زمانہ سے آج تک تونس و طرابلس دونون مملکتین دولت عثمانیہ ہی کے زیر اقتدار چلی آرہی ہین[1]

لوئی چہار دہم شاہ فرانس کے عہد مین نصاریٰ نے پھر ترکون سے تونس و طرابلس کو چھین لینے کا ارادہ کیا۔ مگر اس وقت ۱۶۶۵ء مین ڈیوک ڈی بوفرٹ کا۔ اور ۱۶۷۰ء مین مارکوئس ڈو مرٹل کا اہل الجزائر نے اس دلیری اور شجاعت سے مقابلہ کیا کہ ان حملہ آورون کے دانت کھٹے ہو گئے۔ اور ان سے ناکامیاب مراجعت کے سوا کچھ اور نہ بن آیا۔

---

[1] مسیو سیڈیو نے جس زمانہ مین یہ کتاب تالیف کی ہے اس وقت یہی حالت تھی جو مذکور ہوئی۔ مگر اب نقشہ بدل گیا ہے تونس کا ملک فرانس کے زیر حمایت ہے۔ اور طرابلس الغرب پر ۱۹۱۱ء مین اطیالی حملہ ہوا جسکے بعد سے اس مملکت پر اٹلی کا قبضہ ہو گیا ہے۔ اور طرابلس و صحراے سرانیکا کے عرب قبائل سیدی سنوسی کی قیادت مین اطالی اقتدار کا مقابلہ کرتے رہتے ہین۔ مترجم و مصحح

بعد ازان ۱۶۸۲ع سے ۱۶۸۶ع تک کپتان ڈکسن نے اور ۱۶۸۸ع سے ۱۶۸۹ع تک مارشل اسپین نے اس شہر پر بے سود گولہ باریان کین - اور کوئی فائدہ نہ حاصل کر سکے + پھر لوئی پانزدہم شاہ فرانس کے عہد مین نصارے نے شہر طرابلس کو سخت آفتون کا نشانہ بنایا - اور ۱۷۲۸ع مین اس پر گولہ باری کر کے اُسے بے حد نقصان پہونچایا - اسی طرح انھون نے انھین ایام مین شہر الجزائر کے باشندون سے بھی اپنی سابقہ شکستون کا بُری طرح انتقام لیا

مبحث چہارم

مملکت مراکش کا اپنی حالت پر باقی رہنا اور وہان خاندان اشراف کی حکومت کا قیام

سلطنت مراکش بدستور آزاد اور مستقل رہی - اس پر ترکون کا قبضہ نہ ہو سکا - پندرھوین صدی عیسوی مین وہان کی حکومت خاندان بنی مرین کی ایک دوسری شاخ مین منتقل ہو گئی جن کو شاہان اوطازیہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے -

اوطازیہ خاندان حکومت کی تباہی کے بعد اس مملکت پر خاندان اشراف کا قبضہ ہو گیا - یہ خاندان ۱۵۵۰ع مین مملکت مراکش کا فرمان روا ہوا - اور اس وقت سے اب تک برابر اسی خاندان کے افراد وہان حکمران ہوتے چلے آرہے ہین - اس خاندان نے مملکت مراکش کی قدیم عظمت و شوکت کو کسی قدر قائم اور برقرار رکھنے مین کامیابی حاصل کی ہے - اور اپنا شاہانہ قانون وراثت یہ قرار دیا ہے کہ متوفی سلطان کی جگہ اس کا بھائی مسند نشین حکومت ہو گا - بیٹے کو تاج و تخت کا وارث قرار نہین دیا ہے مگر جب کہ متوفی سلطان کا کوئی بھائی زندہ نہ ہو تو پھر سب سے بڑے بیٹے کو تاج و تخت پہونچیگا -

شریف عبد اللہ کی وفات کے بعد اُسکے دو بیٹے مولائی محمد اور مولائی ملوک حصول تخت و تاج کے لیے لڑتے رہے - مولائی محمد کو پہلے غلبہ حاصل ہوا اور وہ تخت و تاج کا مالک ہو گیا لیکن بعد مین اس کے دوسرے بھائی مولائی ملوک نے قوت و شوکت بہم پہونچا کر مولائی محمد کو

متواتر تین معرکون مین شکستین دین۔ مولائی محمد منہزم ہوکر "سیبستیان" شاہ پرتگال کے پاس چلا گیا۔ اور اپنے بھائی کے مقابلے مین اُس سے کمک کی استدعا کی سیبستیان سے مولائی محمد نے بہت کچھ وعدے کیے اور اُس کو یہ بھی یقین دلایا کہ مراکش کے شہر اندلیہ مین اس کے بہت سے رفقاء موجود ہین جو سیر... تازہ کمک کے ساتھ وہان پہونچتے ہی بہت کچھ مدد دین گے۔ لیکن سیبستیان کو ارزیلہ مین پہونچنے کے بعد وہان مولائی محمد کا ایک بھی طرفدار نہ ملا۔

سیبستیان۔ مولائی محمد کی کمک کے لیے بڑی بڑی امیدین دل مین لیکر چلا تھا۔ شاہ فیلیپ دوم نے اس موقع پر سیبستیان کو وہ خود اور زرہین بیش کی تھین جو شہر تونس کی فتح کے بعد اس شہر مین فاتحانہ داخلے کے وقت شاہ شرلکان (چارلس پنجم) کے زیب جسم رہی تھین۔ سیبستیان کو اس متبرک تحفہ کے حصول سے اپنی کامیابی اور فتحمندی کا ظن غالب ہو گیا تھا اور وہ یہ ارادہ کر کے چلا تھا کہ بس اب فاس اور مراکش کی اسلامی مسجدون پر نصرانی صلیب نصب کر دیگا۔

وہ اس سر و سامان سے بڑھا سلطان مولائی ملوک کے چند فوجی ہراولی دستون کو شکست بھی دی۔ پھر انھین مفرورین کا تعاقب کرتا ہوا قصر الکبیر تک بڑھا چلا آیا مگر اس مقام پر پہونچتے ہی مغربی عرب افواج نے حملہ کر کے اس کی سپاہ کو منہزم اور منتشر کر ڈالا۔ اس ہزیمت کے بعد سیبستیان تو "لے بسا آرزو کہ خاک شدہ" کو ورد زبان کرتا ہوا پرتگال واپس چلا گیا۔ اور مدعیان سلطنت مراکش یعنی مولائی محمد و سلطان ملوک دونون مین سے ایک دریائے موقازن مین غرق ہو مرا۔ اور دوسرا عین معرکۂ جنگ مین مرض تپ کی شدت سے راہی ملک عدم ہو گیا۔ پرتگالیون کو اب افریقیہ پر تاخت و تاراج کے ارادے سے حملہ آور ہونے کی جراءت نہ تھی اس لیے خاندان اشراف کے دیگر فرمانرواؤن کو ملک کا اندرونی فتنہ و فساد فرو کرنے کی خوب فرصت مل گئی۔

غرضکہ جن عربون نے سترھوین صدی عیسوی کے آغاز مین دولت مراکش کو ایک حد تک معراج رفعت پر پہونچا کر اپنی روایتی عظمت وشان کو کسی قدر محفوظ رکھا۔ یہ اُن کا مختصر حال تھا۔ اب رہے الجزائر اور تونس کے عرب باشندے۔ تو وہ تھوڑی سی ترکون کی ماتحتی مین زندگی بسر کرتے۔ اور گرانبار مالیہ وخراج کے بوجھ سے دبے چلے جاتے تھے۔ ان کو اس ثقیل خراج کی کسی قسم کی شکایت کرنے کا بھی یارا نہ تھا۔ اور نہ یہ جرأت رکھی تھی کہ حکومت کے سامنے اپنی کسی جایز شکایت کو بھی پیش کرین۔ وہ اکثر خانہ جنگی اور باہمی کشت وخون مین مصروف رہتے اور اپنی قوت کو روز بروز کمزور کرتے چلے جاتے تھے۔

ہان چند قبائل ترکون کی متابعت سے آزاد اور خود مختارانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ یہ قبیلے اپنے شیوخ اور حکام انتخابی طریقے سے مقرر کرتے تھے۔

باب چہارم

:- اسپین سے دولت عربیہ کا زوال۔ اور عربون کا اندلس سے اخراج :-

مبحث اوّل

:- اسپین کے بہت سے اسلامی ممالک پر ملوک نصاریٰ کا قابض ہوجانا :-

عرب یا مسلمانان اندلس کی تاریخ کچھ تو ہم قبل ازین بیان کر چکے۔ اور باقی جس جگہ سے چھوڑ دی تھی اب یہان اُس کا تکملہ کر رہے ہین۔ اور وہ حسب ذیل ہے :-

اندلس کے قدیم مسلمانون نے اپنے نئے ہم قوم حاکمون یعنی موحدین کے خلاف ہتھیار اُٹھا لیے۔ اور مُوحدین کے اُس لشکر پر حملہ کیا جو مملکت اندلس مین بطور محافظ سپاہ کے موجود تھا۔ مسلمانان اندلس کی یہ بغاوت عام طور پر مسلمانون کے حق مین اچھی ثابت نہ ہوئی کیونکہ موحدین کی حکومت سے آزادی حاصل کرنے کے بعد مسلمانان اندلس اپنے ہمسایہ نصرانی دشمنون کی مقاومت پر کمربستہ ہوئے ان کو چاہیے تھا کہ تمام مملکت اندلس کی ایک مرکزی

حکومت قائم کرتے جو عام ملکی اور قومی مصلحتوں کے مناسب حال ہوتی اور ان کے فوائد کا بخوبی تحفظ کر سکتی۔

لیکن وہان تو معاملہ ہی دگرگون ہوگیا۔ مؤحدین کی حکومت کا جوا کندھون پر سے اُتار دیا جا چکا تو اب شخصی اغراض و فوائد اور خود غرضیون کا دور بڑھا۔ ہر ذی اقتدار حاکم اپنے زیر اثر علاقہ اور صوبہ کا خود سر بادشاہ بن بیٹھا اور یون اسپین کی واحد اسلامی مملکت متعدد چھوٹی چھوٹی ریاستون یا سلطنتون مین تقسیم ہوگئی۔ یہ تمام ریاستین ایک دوسری سے بالکل جدا تھین۔ اور بجائے خود ہر ایک مطلق العنان حکومت تھی۔ ان مملکتون کے رقبے بہت ہی مختصر تھے جس کی وجہ سے ان مین کوئی بھی صاحب قوت و شوکت سلطنت نہ تھی۔ ہان چار ریاستین کچھ خفیف سی جان رکھتی تھین۔ اور یہ والنسہ۔ اور الجرف کی مملکتین۔ اور ابن ہود۔ اور محمد الحمار کی سلطنتین تھین۔

مسلمانان اندلس کی ان باہمی نااتفاقیون اور تفرقہ سے نصارے کو بڑا فائدہ پہونچا وہ ایک ایک کرکے یکے بعد دیگرے سب اسلامی مملکتون پر قابض ہو گئے۔

جاک (یعقوب) اول جزائر بلیارہ کی تسخیر کے بعد مملکت والنسہ پر حملہ آور ہوا۔ اور اس کا کچھ حصہ فتح کرکے اُس کو مجبوراً پھر چھوڑ دینا پڑا کیونکہ اسی اثنا مین بلاد نوارہ پر تیبوط نامی ایک سردار نے غاصبانہ قبضہ کر لیا تھا۔ یہ شخص ملک فرانس کے علاقۂ شمپانزی کا باشندہ تھا جاک اول وراثتاً اس ملک کی حکومت کا حقدار تھا۔ اور تیبوط ناجائز طور سے اُس کو غصب کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ جاک اول کو والنسہ کی فتح سے دست بردار ہو کر اس نئے حریف سے نبٹ لینا ضروری معلوم ہوا۔ اور وہ ۱۲۳۴ء مین اس نواح سے واپس چلا گیا۔

جاک اول کے اس حملے مین والنسہ کا مسلمان بادشاہ بڑی سرگرمی کے ساتھ مدافعت کرتا رہا۔ مگر بدبختی سے دشمن کی خود بخود واپسی کے بعد اُس کے ماتحت حکام اور صوبہ دار غدر و خیانت کے مرتکب ہوئے۔ اور انھون نے خود مختاری اور استقلال کی بیہودہ خواہش

مین مبتلا ہو کر بعض اقطاع ملک کو نصاریٰ کے ہاتھ بیچنا شروع کردیا۔ چنانچہ ۱۲۳۲ء سے ۱۲۳۸ء تک والنسیہ کے گرد و نواح کا تمام علاقہ اسی طور سے اراغونیون کو مل گیا اور خود والنسیہ کا جاک اول نے خشکی اور تری دونون طرف سے محاصرہ کرلیا اس کی فوجین ہر چہار طرف پھیل گئین۔ یہ محاصرہ اس قدر سخت تھا کہ ۱۲۳۸ء مین شہر والے بالکل بے بس اور نڈھال ہو گئے۔ آخرا نھون نے عاجز آکر جاک اول کی اطاعت مان لی اور یہ شرط قرار پائی کہ مسلمانان والنسیہ کی جانین اور ان کے مال بالکل محفوظ رہین گے اور ان کو عام اجازت ہے کہ اُن مین سے جس شخص کا دل چاہے وہ اپنا مال و منال لیکر دوسرے ملک کو چلا جائے۔ اور جو والنسیہ ہی مین رہے وہ صرف اُسی قدر خراج ادا کرے جس قدر اراغون کا بادشاہ (جاک اول) خود اپنی رعایا سے لیا کرتا ہے۔

شہر والنسیہ کی تسخیر کے بعد جاک اول نے وبلنہ۔ کزاطیو۔ اور دنیا کی فتح۔ اور حکومت مرسیہ پر حملہ کا ارادہ ہی کیا تھا کہ ۱۲۴۱ء مین قسطیلہ کے فرمانروا شاہ فرڈی نینڈ سوم نے اُس پر پیش دستی کی۔ اور ان جہات پر حملہ آور ہو کر جاک اول شاہ اراغون کی اور مسلمانان مملکت المرسیہ کے مابین حائل ہو گیا اور اس مملکت پر بڑھتا رہا۔

اُس وقت مملکت مرسیہ مین متعدد خود سر اور خود مختار والی حکمران تھے۔ ان مملکتون کے مرکزی شہر اور حاکم نشین بلاد مرسیہ۔ الیقنتہ۔ ھوتلیہ۔ شنتشلہ۔ اور الحامہ تھے۔ ان مملکتون کے والی باہم متفق و متحد نہ تھے۔ بلکہ ان کے مابین باہمی عداوت اور عناد خوب زورون پر تھا چنانچہ اس تفرقہ باہمی کی وجہ سے یہ سب بہت جلد حملہ آور نصرانی بادشاہ کے مطیع بن گئے ان کو توقع تھی کہ جن شرائط پر موجودہ معاہدۂ استقلال کی بنیاد ہے غلامی کے بعد ان سے بہتر شرائط طے پا جائین گے۔ صرف ایک والی ملک یعنی لرقہ کا صوبہ دار جو مولہ اور قرطاجنہ دو شہرون پر حاکم تھا فرڈی نینڈ کی اطاعت سے روگردان رہا۔ اور اُس نے مقاومت پر آمادگی ظاہر کی۔

غرضکہ فرڈی نینڈ سوم نے ۱۲۴۳ء مین تمام مذکورہ بالا شہر اپنے قبضہ و تصرف مین لاکر اُنھین مملکت قسطیلہ مین شامل کرلیا۔ وہ اس سے قبل ۱۲۳۳ء مین اپنی اس مملکت کی وادی الیانع سے وادی الکبیر تک کے علاقجات فتح کرکے توسیع کرچکا تھا۔ اور اس زمانہ مین اس کے سپہ سالار "اور آبریز" نے دریاے وادی الیانع کے کنارون پر جوانمردی اور عالی ہمتی کی خوب خوب داد دی تھی۔

مذکورہ بالا کامیابیون کے بعد فرڈی نینڈ سوم نے ابن ہُود کی مملکت پر حملہ کیا۔ جس مین سے دو شہر عبدۃ۔ اور۔ آندوجار تسخیر کرلیے۔ ابن ہود اس وقت کئی سمتون سے مشکلات مین گھر رہا تھا۔ ایک طرف سے اُس پر محمد الحمار حملہ آور ہوا تھا۔ دوسری جانب سے الحرف کا بادشاہ اُس پر چڑھ آیا تھا۔ اب تیسری سمت مین فرڈی نینڈ کا حملہ ہوا۔ وہ کس کس کی روک تھام کرتا۔ اگرچہ اُس کے پاس موحدین کا کثیر لشکر موجود تھا۔ تاہم وہ اپنے علاقہ کے ان دو شہرون کو فرڈی نینڈ کی دستبرد سے نہ بچا سکا۔ بلکہ وہ اس پر بھی قادر نہوا کہ شہر والنسہ کی تسخیر کے وقت ۱۲۳۵ء مین۔ اہل اراغون نے جو قرطبہ پر بھی تاخت کی تھی اور اس شہر کی فصیلین منہدم کرکے اسے بالکل بے پناہ بناگئے تھے۔ اُن فصیل کی دیوارون ہی کو بنوا لیتا۔ اور شہر کا حصار درست و مستحکم کرلیتا۔ پھر بھی وہ جنگ کی تیاری مین سرگرم رہا۔ اور ابھی وہ اسی کام مین مصروف تھا کہ اچانک اُسے کسی نے قتل کر ڈالا۔

ابن ہود کے مقتول ہوتے ہی مسلمانان قرطبہ نے مسلمانان اندلس کے فنون و صنایع اور زیب و زینت کے مخزن شہر قرطبہ کو فرڈی نینڈ کے حوالے کردیا۔ فرڈی نینڈ بڑی شان سے شہر مین داخل ہوا۔ اور اس پر بخوبی تسلط کرلینے کے بعد کمینہ روش سے کام لینے مین مصروف ہوگیا۔ شہر قرطبہ کی سب سے بڑی جامع مسجد کے منارہ پر ہلال کی جگہ صلیب نصب کرادی۔ کنیسہ سینٹ جاک کے ناقوس اُتار کر کیسٹیل کو بھیج دیے۔ یہ ناقوس حاجب المنصور نے لگائے تھے۔ اُسی نے کنیسہ سینٹ جاک کو فتح کیا تھا۔ اب نصرانی لوگ مساجد کی

صحراؤن کو تجس کرتے پھرتے تھے۔ اور مسلمان دم بخود خاموش تھے۔ کسی کی غیرت اسلامی اور حمیت دینی جوش مین نہین آتی تھی کہ نصاریٰ کو ان ناشائستہ حرکات سے روک سکتا

قرطبہ کو مسخر اور غارت کرنے کے بعد فرڈی نینڈ نے کئی اور شہرون کو بھی مسخر کر لیا چنانچہ بائزہ۔ استجیہ۔ انتجہ۔ اور مود وقار۔ یہ سب شہر اس کے قبضے مین آگئے۔ ۱۲۴۵ع مین اس نے شہر جیان۔ یا (دیامان) کا محاصرہ کیا۔ اسی سنہ مین اس نے شہر قالہ۔ یا قلعہ کے سامنے محمد الحمار کو شکست دی۔ حالانکہ اس معرکہ مین مسلمانون نے خوب خوب داد شجاعت و بسالت دی تھی۔ لیکن آخر کار میدان فرڈی نینڈ ہی کے ہاتھ مین رہا۔

اس کے بعد فرڈی نینڈ نے جو نہایت گہری سیاسی چال کھیلی اس کی تفصیل یہ ہے کہ فرڈی نینڈ نے مسلمانان اندلس کے مابقی بلاد و ممالک کو خود ہی بزور شمشیر فتح کرنے مین دشواری دیکھی تو اس نے محمد الحمار کو اس تمام وسیع مملکت پر تنہا حکمران تسلیم کر لیا۔ جو حدود الجزیرہ سے المریہ تک جبل الطارق اور ہویسقہ کے مابین پھیلی ہوئی تھی۔ اور اس سے ان شرائط پر صلح کا معاہدہ کر لیا کہ۔ (۱) محمد الحمار۔ فرڈی نینڈ کو سالانہ خراج ادا کرتا رہے گا (۲) بوقت جنگ شاہ قسطیلہ کو فوجی کمک دیگا۔ اور (۳) مشورہ کی ضرورت ہو تو مجلس مشورت کی شرکت کے لیے قسطیلہ مین حاضر ہوا کریگا۔

یہ معاہدہ ہوتے ہی اس نے اشبیلیہ پر فوج کشی کر دی۔ اور حسب شرائط محمد الحمار کو اس کا ساتھ دینا پڑا۔ اشبیلیہ اس وقت سلطنت مرادیہ اور موحدین کا اندلس مین پائے تخت تھا اس نے اشبیلیہ کے سامنے اپنی فوجین ڈال دین اور خشکی کی جانب سے اس کا پورا محاصرہ کر لیا لیکن بحری سمت سے حصار قائم نہ کر سکا۔ اور دریائے وادی الکبیر کے راستے سے اہل اشبیلیہ کو ہر قسم کا سامان رسد ملتا رہا۔ اسی راستے سے ان کے پاس فوجی کمک بھی آگئی۔ یہ جمعیت دریا پہ بندھے ہوئے کشتیون کے پل کو عبور کر کے شہر تریانہ مین وارد ہوئی جہان اس کے لیے تمام لوازم جنگ موجود تھے۔ اور اشبیلیہ والون نے کمک اور

سامان حرب پاکر بڑی پامردی کے ساتھ غنیم کا مقابلہ کیا۔ فرڈی نینڈ عرصے تک بے سود کوششون سے تھک گیا تو آخر کار اُسے یہ ترکیب سوجھی کہ دریا کا راستہ کسی طرح بند کرنا چاہیے اب اُس نے جو ن بسقایہ اور اقلیم جالیسیہ کی بندرگاہون مین بہت سی چھوٹی چھوٹی کشتیان بنوائین۔ اور ان کشتیون پر فوجی سپاہیون کو بھیجکر دریاے وادی الکبیر کا دہانہ اپنے قابو مین کر لیا۔ دریا کا دہانہ قبضہ مین آگیا تو پھر اس مین جہاز رانی آسان تھی اُس کا جنگی بیڑہ وادی الکبیر مین آپہونچا۔ کشتیون کا پل توڑ ڈالا گیا۔ اور اشبیلیہ کا حصار دریا کی سمت سے بھی مکمل ہو گیا۔

شہر مین سامان خوراک اور اسباب حرب وضرب کی قلت روز بروز بڑھتی چلی گئی بھوک نے شہر والون کو عاجز کر دیا۔ اور فوج بھی قلت رسد سے بے دل ہو چلی۔ آخر کار ۱۲۴۸ء مین اہل اشبیلیہ نے اپنے موافق چند شرطین کر کے۔ شہر فرڈی نینڈ کے حوالے کر دیا۔ اور اس سے اپنی املاک کو فروخت کرنے کے لیے ایک مدت کی مہلت لیلی جو اہل والنسہ کی میعاد مہلت سے دراز تر تھی۔

اشبیلیہ کا مسخر ہونا تھا کہ وادی الکبیر کے داہنے کنارے کے علاقے پر بھی بہت جلد فرڈی نینڈ کا تسلط ہو گیا۔ اور اس کے بعد جب ۱۲۵۰ء مین پرتگالیون نے دو شہر لولہ اور ایامنتہ فتح کیے۔ انھون نے اس علاقے پر کامیاب فاتحین کی حیثیت سے تاخت کی جو دریاے وادی الکبیر اور وادی الیانع کے مابین دونون کے ساحل پر واقع تھے۔ اور اس حصے مین بھی کئی نئے شہر فتح کر لیے جنمین سے بعض اسلامی مقبوضات بھی تھے۔

مبحث دوم

نصارے کے مقابلہ مین محمد الحمار کی قابل فخر پامردی اور غرناطہ کی عظمت کا ذکر

نصاراے اندلس تو یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ اب اسپین سے عربون کی سلطنت رخصت ہی

ہوا چاہتی ہے مگر ابھی مسلمانان اندلس کے باقی ماندہ حصے کو ایک آخری سنبھالا اور لینا تھا اس کا ظاہری سبب محمد الاحمار ہوا۔ محمد الاحمار نے اپنے تدبر اور لیاقت حکمرانی سے وزیر المنصور کی یاد تازہ کردی جس طرح المنصور نے اسلامی سلطنت اندلس میں تازہ جان ڈالدی تھی۔ اور وہاں کے مسلمانوں کو قلباً و قالباً بالکل متحد و متفق بنا دیا تھا۔ بالکل اسی طرح محمد الاحمار نے بھی اپنی مملکت میں والیان بلاد اور صوبہ داروں کا زور استبداد توڑ کر ان کی سرکشی اور خیانت کو معدوم کردیا۔ اس نے تمام مسلمان رعایا پر واضح کردیا کہ اس وقت ان کو اتفاق و اتحاد کی نہایت شدید ضرورت ہے۔ چنانچہ اس کی ترغیب اور سرپرستی سے دستکاریاں پیشے۔ اور کاشتکاری کے فنون خوب ترقی پذیر ہوئے۔ اور مملکت غرناطہ خوش حالی اور چہل پہل کے اعتبار سے اندلس کی اس سابقہ عظمت کا ایک زندہ نمونہ بن گئی جو اس سے پہلے عربوں نے اس یورپین خطہ میں پیدا کی تھی۔

محمد الاحمار اپنی تمام مدت حکمرانی میں اسی طرز پر کاربند رہا جو لوئی چہار دہم اور شاہ گلبرٹ نے اپنے عہد حکومت میں ملک فرانس کی ترقی کے متعلق اختیار کیا تھا اس نے دستکاروں اور موجد پیشہ وروں کو اچھی اچھی نئی چیزیں بنانے اور دربار شاہی میں پیش کرنے پر صلے اور انعامات عطا کرنا شروع کیے۔ بلکہ موجدوں کو ہر قسم کے واجبی محصول اور ٹکس وغیرہ سے بھی سبکدوش کردیا۔ یہ ترغیب بہت ہی مؤثر ثابت ہوئی۔ اور سلطانی محصولات و خراج وغیرہ سے بچنے کا انعام بہت سے نادرہ کار ہنروروں کو موجد بننے کی ترغیب دینے لگا مملکت غرناطہ میں حریر یعنی ریشم کے کپڑے بننے کا بہت رواج ہوا اور اچھے اچھے کپڑے تیار ہونے لگے ہر کاریگر دوسرے سے بڑھ جانے اور بہترین وضع و طرز کے کپڑے تیار کرنے کی سعی کیا کرتا تھا۔ فن تعمیر نے بھی بہت بڑی ترقی کی۔ چنانچہ قصر سباع یعنی قصر الحمرا انھیں غرناطی معماروں اور انجینیروں کے کمال فن کا نمونہ اور اہل غرناطہ اور وہاں کے سلاطین کی ثروت و دولتمندی کا زبردست ثبوت ہے علوم کی ترقی میں بھی وہ کسی سے پیچھے

نہین رہے۔ فلکیات۔ طب۔ ریاضی۔ کیمیا۔ نحو۔ اور منطق مین وہان بڑے بڑے ماہر اور امامانِ فن پیدا ہوے۔

محمد الحمار نے قوم مین جنگی جوش اور روح کو تازہ اور قائم رکھنے کی یہ تدبیر اختیار کی تھی کہ دارالملک غرناطہ کے وسیع میدانون مین۔ فوجی جوانون کی مصنوعی جنگ۔ سوارون کی تیراندازی اور نیزہ بازی۔ بیلون کی لڑائی۔ گھوڑدوڑین۔ اور مقابلہ کی دوڑین قرار دیتا۔ ان جلسون اور تماشون مین اعیان مملکت اور عام رعایا کے ہر طبقہ کے آدمی مدعو کیے جاتے۔ جو بڑی خوشی اور شان وشکوہ کے ساتھ شریک ہوتے تھے ان کھیلون اور تماشون کے مواقع پر بادشاہ کی طرف سے عمائد سلطنت اور رعایا کو عام دعوتین دیجاتین۔ اور ان مواقع پر جاہ وجلال کی جلوہ نمائی لایق دید ہوتی تھی پھر لطف یہ کہ ان سب باتون مین کسی جبر وتشدد سے کام لینے کا شائبہ تک نہ تھا۔ بلکہ رعایا کی مرفہ الحالی اور ان کی بےمثل آسودگی وخوش حالی مطلوب تھی۔ اسی لیے اس وقت شہر غرناطہ نہ صرف علما اور اہل کمال کا ملجا وماوے تھا۔ بلکہ اُن آفت زدہ مسلمانون کے لیے بھی جاے پناہ تھا جن کو بدبختی نے نصارے کا ماتحت بنا دیا تھا۔ اور وہ غیر مسلم وجابر حکومت سے نکل نکل کر اسلامی دارالامن مین آنا چاہتے تھے۔ چنانچہ شاہ جاک اول نے ۱۲۴۹ء مین مسلمانان والنسیہ کو جلاوطنی کا حکم سنایا تو وہان سے مسلمانون کی ایک کثیر تعداد ہجرت کر کے غرناطہ مین چلی آئی۔

غرناطہ کے حکمرانون کا یہ آخری خاندان ۱۲۳۵ء سے ۱۴۵۲ء پورے دو سو چودہ سال تک سلطنت پر قابض رہا۔ ان کا طریق حکمرانی نہایت عمدہ اور ترتیب سیاسی بہت اعلے رہی۔ مملکت کے ہر شہر مین محافظ سپاہ اور پولیس کی کافی تعداد موجود رہتی تھی۔ اسپر بھی تمام اہل ملک مسلح بند تھے۔ تاکہ اگر دشمن حملہ آور ہو تو سب اُن کی مدافعت مین حصہ لے سکین اس مدت مدید مین کئی بار ایسا موقع بھی پیش آیا کہ جب تخت وتاج غرناطہ کے کسی غلط رو

سلطان نے اپنے فرائض ملک رانی و حکومت بخوبی ادا نہین کیے۔ اور رعایا سے مشاورت کے بجائے استبداد سے کام لینا شروع کیا تو رعایا نے اُسے درست اور آئین کا پابند بنانے کے لیے اس کے مقابلے مین وہی اسلحہ استعمال کیے۔ اور مطلق العنانی کو جمہوریت سے مغلوب کر لیا۔

شاہان غرناطہ نے سرحدی علاقون کی محافظ سپاہ کے لیے یہ دستور مقرر کیا تھا کہ ان کے ہر سپاہی اور افسر کو حسب حال اور بقدر مناسب زمین قطعات اراضی جاگیر کے طور پر عطا کر دیے تھے جن کی آمدنی اُن کے اور اُن کے خاندان کی گذر اوقات کے لیے بخوبی کافی ہوتی تھی۔ ان جاگیرون کے عطا کرنے کا اصل مقصد یہ تھا کہ جاگیردار خود ہی ان قطعات زمین اور علاقہ کی حفاظت و نگرانی مین کوشان رہین گے۔ اور ان کو غنیم کی دست برد سے بچانے مین جان لڑا دین گے۔

سلاطین غرناطہ مثل ملوک مغرب کے غریبون، معذور آدمیون، درویشون اور مسافرون کی تمام ضروریات سلطنت کی طرف سے بہم پہونچاتے رہتے تھے۔ ان اصناف کے تمام آدمیون کا کھانا پینا سلطنت کے ذمے تھا۔ اور حکومت ہی کی جانب سے ان کی خبر گیری اور اعانت ہوتی رہتی تھی۔ بازارون مین ہر قسم کی جنسین اور غلے صاف و پاک اور بکثرت فراہم رہنے کا انتظام تھا۔ اور محکمۂ پولیس و احتساب کو غذا کے سامانون کی دیکھ بھال اور پیمانون اور اوزان کی جانچ پڑتال کا کام سپرد تھا۔

دار الملک غرناطہ کا دَور تین فرسخ یعنی (نو میل) سے زائد تھا۔ اس شہر مین پولیس کی زبردست جمعیت رہتی تھی جو محافظ سپاہ کا بھی کام دے سکتی تھی۔ شہر کی تقسیم انتظامی لحاظ سے آٹھ سلقون پر کی گئی تھی۔ اور ہر ایک سلقہ مین پولیس کی جو تعداد مقرر تھی اُس پر ایک افسر (ضابط) مامور رہتا تھا۔ پولیس کے سپاہیون کو عام طور سے حکم تھا کہ چلنے والے رستون مین وہ تمام شب گشت کر کے محافظت کرتے رہین۔ تا کہ کوئی واردات ہونے نہ پائے۔

عامۂ مخلوق کے ضروری اور تفریحی مقامات مثلاً سیر گاہین۔ دکانین۔ اور بازار وغیرہ اُن کے بست وکشاد کے قواعد مقرر تھے۔ یہ سب مقامات ایک وقت مقررہ پر کھلتے اور بند ہو جایا کرتے۔ رعایا کے مختلف گروہون مین پیشیون اور حرفتون کی یون تقسیم کی تھی کہ جو فرقہ جس پیشہ مین مصروف ہے۔ وہ اُس کے علاوہ کوئی دوسرا کام نہ اختیار کرے۔ نیز اِس خاندان کے بعض سلاطین غرناطہ نے تو اسلامی شرعی سزاؤن کا نفاذ کر دیا تھا۔ اور اُن کے عہد مین اُن شراب خوارون کو جو بہت زیادہ بیکر بدمستیان کرتے تھے۔ ارتکاب حرام کے جرم پہ شدید سزائین دی گئین۔

اُن کے عہد مین قوم یہود کو ایک خاص قومی علامت کے طرز کا لباس اختیار کرنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ مگر یہ صرف امتیاز کے لیے کیا گیا تھا۔ ورنہ یہود پر کسی قسم کا جور وظلم۔ یا جبر وستم ہرگز نہین کیا جاتا تھا۔ بلکہ وہ شہریت کے تمام حقوق سے اسی طرح متمتع تھے جس طرح کہ مسلمان باشندے۔

ان شاہان غرناطہ نے قرضۂ نقد پر سود کا لین دین بالکل بند کرا دیا تھا۔ تمسکون۔ دستاویزون اور اقرار نامون کی تحریر وکتابت مین جدید طریقے نکالے تھے جو بہت اچھے اور مفید تھے۔ یعنی اُن سے ہر مطلب بہت صاف ظاہر ہو جاتا۔ اور آئندہ کسی قسم کا جھگڑا بکھیڑا نہین ہوتا تھا۔

ماہرین علمار کو سلطنت کی طرف سے گران قدر وظائف ملتے تھے۔ اور یہ خدمت سپرد تھی کہ وہ عملی پیشیون اور دستکاریون پر مفید کتابین تصنیف کرتے رہین۔ ممالک اسلامیہ مین فقہار یعنی علمائے علوم دینیہ کا رسوخ بہت بڑھا ہوا تھا۔ یہ ہستیان عامۂ مسلمین کو تقدس کی شان مین جلوہ گر نظر آتی تھین۔ اور وہ ان کی کورانہ تقلید واطاعت کرتے تھے۔ یہ طبقہ فقہا اب تک آزاد ومطلق العنان چلا آتا تھا۔ وہ جو کچھ چاہتا کرتا تھا۔ نظام وقوانین حکومت کا اس پر بہت کم اثر پڑتا تھا۔ لیکن ان شاہان غرناطہ نے یہ کمال کر دکھایا کہ علمائے دین کو

بھی تمام تر اپنے ترتیب دادہ قوانین نظامیہ کا ویسا ہی پابند اور مداح بنا لیا جیسے کہ عام مسلمان مطیع و منقاد تھے۔ اور اس طرح فقہا کی خود مختاری سے سلطنت کے اندر جو ایک سلطنت اور پیدا ہو جاتی تھی۔ اُس کی جڑ اُکھاڑ ڈالی۔

اِن سلاطین غرناطہ نے ادائے فرایض عبادت و طاعت کے ایسے عمدہ قوانین و ضوابط ترتیب دیے کہ اُن سے ان کے ایمان مین کامل، اعلےٰ درجے کے بلند نظر اور وسیع القلب ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ دینی تہذیب و تادیب کی اشاعت و ترقی کے باب مین بھی ان کی قوت نظر بڑے پایہ کی تھی مثلاً ان کا ایک عام حکم یہ تھا کہ مسجدون مین مرد اور عورتین سب نماز کے لیے آتی ہین تو آئین۔ لیکن عورتون کے نماز ادا کرنے کی جگہ مردون کی جگہ سے الگ اور دُور رہے۔ یا جب نمازی بعد نماز کے مسجد سے باہر نکلنے لگین تو پہلے عورتین مسجد سے باہر چلی جائین اور مرد اُن کے بعد وہان سے نکلین۔

یہ سلاطین ماہ مبارک رمضان مین خود بھی بہت زیادہ عبادت الٰہی کرتے اور فقرا و مساکین کو زکوٰۃ و صدقات سے مالا مال کر دیتے تھے۔ اسی رقم زکوٰۃ و صدقات مین سے کچھ حصہ اس غرض سے بھی جمع رکھتے تھے کہ اُسے عام مخلوق کو نفع پہونچانے والی عمارتون کی تعمیر پر صرف کرین۔

اُن کے عہد مین راتون کو زیادہ رات گئے تک یا تمام شب کوئی کثیر مجمع یا جلسہ وغیرہ ہونے کی سخت ممانعت رہی۔ اسی طرح مُردون کو دفن کرتے وقت قبر پر مجلس دعا خوانی منعقد کرنے کی قبیح رسم مٹا دی گئی۔ اور ان کے عہد سے قبل مسلمانان اندلس مین ایک بُری رسم یہ جاری تھی کہ وہ مردون کو بہت سے تعویذ اور ہار پھول پہنا کر دفن کیا کرتے تھے۔ ان سلاطین غرناطہ نے یہ خلاف سنت طریقہ بھی محو اور معدوم کر دیا۔

ان سلاطین کے عہد سے قبل دیگر خاندانہاے حکومت کے زمانون مین قانون تعزیرات جرائم یون تھا کہ مجرمون کو مختلف قسم کی سزائین ملتی تھین مثلاً سزاے تازیانہ

جلاوطن کیا جانا ۔ یا تشہیر و تفضیح جس کی صورت یہ تھی کہ مجرم کو کسی چوبی تختے پر بٹھا کر تمام شہر مین پھراتے تھے ۔ ان سلاطین نے اس قسم کی سزاؤن کو بالکل بند کر دیا ۔ اور ان کی جگہ مجرمون کو مختلف میعاد کی سزاے قید دینے کا رواج قائم کیا ۔ مجرمون سے زندان خانون مین کسی نہ کسی قسم کا کام بھی لیا جاتا تھا ۔ اسی طرح انھون نے سنگسار کرنے کی سزا بھی موقوف کر دی ۔ اور جو شخص خون کے قصاص مین قتل ہوتا تھا ۔ اس کی لاش کو بھی دیگر مسلمان مردون کی طرح بعزت دفن کیے جانے کا حکم دیا ۔

غرضکہ مصرحۂ بالا امور سے بخوبی عیان ہوتا ہے کہ یہ سلطنت غرناطہ اپنے ان خدمات نافعہ و امور جلیلہ کے لحاظ سے تاریخ عالم کی شریف ترین حکومتون مین شمار کیے جانے کی مستحق اور نہایت ہی لائق تحسین و قابل تعریف حکومت ہے ۔ مگر اس کی یہ بدبختی قابل افسوس ہے کہ اس مین سلطنت کے توارث یعنی وراثت تخت و تاج کے متعلق کوئی عمدہ قاعدہ و ضابطہ نہ تھا اور یہ بڑا عظیم نقص تھا ۔ چنانچہ اسی قانون وراثت کی نادرستی کا نتیجہ یہ ہوا کہ عدل گستر، رعایا پرور اور انتظام مملکت مین ایسی بے مثل لیاقت و مہارت رکھنے والے صاحب علم و فضل حکمرانون اور سلاطین کے بعد اس قسم کے سلطان تاج و تخت کے مالک ہوتے رہے جو کسی طرح بھی حکومت و سلطنت کے اہل نہ تھے ۔ اور اپنی اس نااہلیت کے باعث مملکت غرناطہ کے عزو اقبال کو عروج کمال سے ایک دم حضیض زوال کی طرف مائل اور بالآخر جزیرہ نماے اسپین کی اسلامی حکومت کو زوال و فنا سے ہم آغوش کر دیا ۔

اب ہم اس بیان کو ذیل مین مختصراً ان بادشاہان غرناطہ کا سلسلۂ نسب اور حکومت بتا کر ختم کرتے ہین ۔

اس خاندان حکومت کا بانی اول اور مورث اعلے سلطان محمد اوّل ہے جو "الغالب" کے لقب سے مشہور تھا ۔ اس نے ۱۲۳۸ء سے ۱۲۷۳ء تک بڑے رعب و جلال اور خوبی و خوش اسلوبی کے ساتھ حکمرانی کی ۔ اس کے بعد (۲) محمد ثانی اورنگ سلطنت پر جلوس فرما ہوا

جس نے ۱۲۷۳ء سے ۱۳۰۲ء تک حکومت و فرمانروائی کی۔ پھر (۳) سلطان محمد ثالث زیب دہ اورنگ سلطنت ہوا۔ اور ۱۳۰۲ء سے ۱۳۰۹ء تک فرمان فرما رہا۔

ان تینون سلاطین مین سے پہلے دو سلطانون نے تو بڑی خوبی کے ساتھ انتظام سلطنت مین انہماک دکھایا اور اپنی حکومت و مملکت کو ایسا منتظم اور باقاعدہ رکھا کہ کسی فتنہ پرداز کو انتظام حکومت مین خلل اندازی کی جرأت نہ ہو سکی۔ اور کوئی موقع بدنظمی یا فتنہ و فساد برپا کرنے کا نہین دیا۔ مگر تیسرا فرمانروا یعنی محمد ثالث اپنے دو اسلاف کا سا با اقبال و سعید نہ نکلا۔ اس کا رتبہ اپنے دو سابق سلاطین سے کمتر تھا۔ اس کے ایک بھائی (۴) نصار ابو الجیوش نے اہل غرناطہ کو اپنے حکمران بھائی کے برخلاف بھڑکا کر سلطنت سے معزول کرا دیا۔ اور اس کے بجائے ۱۳۰۹ء سے ۱۳۱۳ء تک خود سریر سلطنت پر متمکن رہا۔ ۱۳۱۳ء مین نصار ابو الجیوش کو بھی وہی روز بد دیکھنا پڑا۔ یعنی اس کو بھی اس کے چچازاد بھائی اسمٰعیل بن فرج نے تخت و تاج سے بے دخل کر دیا۔ اور اس کی جگہ خود بادشاہ ہو گیا (۵) اسمٰعیل بن فرج سلطان محمد الحمار کی نسل سے تھا۔ اور اس نے ۱۳۱۳ء سے ۱۳۲۵ء تک حکومت کی۔ اسماعیل کے بعد اس کے دو بیٹے اس ترتیب سے وارث تخت و تاج اور قابض زمام حکومت ہوتے رہے (۶) پہلے محمد رابع تخت پر بیٹھا۔ اور ۱۳۲۵ء سے ۱۳۳۳ء تک حکمرانی کرتا رہا۔ اور پھر (۷) یوسف اول نے ۱۳۳۳ء سے ۱۳۵۴ء تک حکمرانی کی۔ یہ ایک ذی حوصلہ اور صاحب عزم بادشاہ تھا۔ اس نے بڑی خوش اسلوبی سے حکمرانی کی۔ انتظام سلطنت کے گذشتہ اصول اور بہترین عادلانہ قوانین کی تجدید کی اور انھین ملک مین رواج دیا۔ نصاریٰ کے ساتھ بڑے زور کی معرکہ آرائیان کین۔ اگرچہ دریاے صالادو کے معرکہ مین اسکو نصاریٰ کے ہاتھ سے ایسی ہزیمت ملی کہ وہ سخت دل گرفتہ اور مایوس ہو گیا تاہم یہ مسلم ہے کہ وہ دنیا کے سلاطین عظام کی صف مین داخل تھا۔ (۷) سلطان یوسف اول کے بعد اس کا بیٹا (۸) محمد خمیس ملقب بہ جادیس منصب سلطنت پر فائز ہوا۔ اور ۱۳۵۴ء مین تخت پر بیٹھا

مگر اس کے بھائی اسمٰعیل اور ایک دوسرے رشتہ دار ابو سعید نے اس کے خلاف سازش کرکے اسے سلطنت سے معزول کر دیا جب یہ دونوں اس کے مقابلے مین متفق رہکر کامیابی حاصل کر چکے تو خود غرضی کے باعث اب آپس ہی مین چل گئی۔ ہر ایک بلا شرکت غیرے تخت غرناطہ کا خواہان تھا۔ اور ایک دوسرے سے الگ ہو کر دونون نے اپنے اپنے طور پر شاہ قسطیلہ سے کمک اور اعانت کی درخواست کی۔ تاکہ وہ انھین کمک دیکر غرناطہ کا سلطان بنادے شاہ قسطیلہ نے دیکھا کہ ابو سعید کے ساتھ مال و دولت بے شمار ہے۔ اُس نے مال کی طمع مین ابو سعید کو تو خود ہی قتل کر دیا۔ اور محمد کو کمک دیکر کامیاب بنایا۔ جو محمد پنجم کے نام سے فرمانروا ہوا۔ اور ۱۳۶۳ع سے ۱۳۹۰ع تک حکومت کرتا رہا۔ پھر اس کے بعد

(۹) یوسف ثانی بادشاہ ہوا۔ یہ ۱۳۹۰ع سے ۱۳۹۶ع تک سلطنت کرتا رہا۔ اور اسکے بعد (۱۰) محمد ششم اورنگ نشین سلطنت ہوا جس نے اپنے بڑے بھائی یوسف کو دائم الحبس کر دیا تھا۔ اور جب اُسے اپنی موت کا وقت قریب معلوم ہوا تو بستر مرگ ہی پر یہ حکم صادر کیا کہ اُس کا قیدی بھائی قتل کر دیا جاے۔ اور ایک جلاد اس حکم کی تعمیل پر مقرر ہوا۔ جلاد محبوس بادشاہ کے پاس پہونچا تو قیدی شہزادہ اس وقت شطرنج کھیل رہا تھا۔ اُس نے جلاد سے درخواست کی کہ اتنی مہلت دیدے جس مین وہ بازی تمام کرلے۔ جلاد نے مہلت دیدی اتنے ہی مین قدرت خدا کا یہ تماشا نظر آیا کہ دربار کے امرا اور ارکین قیدی شہزادے کو اُسکے بھائی کی خبر مرگ اور اب اُسے تخت و تاج ملنے کا مژدہ سنانے کے لیے زندان مین آپہونچے چنانچہ وہ (۱۱) یوسف ثالث کے لقب سے اورنگ سلطنت پر جلوس فرما ہوا۔ اور ۱۴۰۹ع سے ۱۴۲۳ع تک بادشاہت کرتا رہا۔ اور اس کے بعد۔ (۱۲) محمد ہفتم الملقب بہ الیُسر مالک تخت و تاج ہوا۔ یہ ۱۴۲۳ع سے ۱۴۲۵ع تک بادشاہ رہا۔ مگر چونکہ یہ بڑا ظالم و ستم شعار حکمران تھا۔ اور رعایا کو بہت دق کرتا رہتا تھا۔ اس لیے اس کے تخت پر جلوس کرتے ہی ملک مین اندرونی فتنہ و فساد اور خانہ جنگیون کی آگ مشتعل ہو گئی۔ اور رعایا و

ارا کین مملکت نے اس کے رشتہ داروں میں سے (۱۳) محمد الصغیر۔ نامی ایک شہزادے کو تخت نشین اور اسے معزول کر دیا۔ محمد الصغیر نے صرف ایک سال فرمانروائی کی جس کے بعد وہ محمد ہفتم معزول کی دوبارہ تاجپوشی پر معزول کر دیا گیا۔ غرناطہ مین اندرونی بدنظمی دیکھی تو قسطیلہ کے بادشاہ نے یہ موقع مناسب سمجھا اور فوراً غرناطہ پر حملہ کر دیا۔ ساتھ ہی ایک جماعت کو آمادہ کیا کہ وہ یوسف رابع کو سلطان مشہور کرے یہان تک کہ وہ اپنے اس مقصد مین کامیاب ہوا اور (۱۴) یوسف چہارم۔ الملقب بہ الحمار کو سلطنت غرناطہ کا تاج پہنا کر خود واپس چلا گیا۔ لیکن اسی سال کے دوران مین معزول شہریار محمد ہفتم نے تیسری مرتبہ تخت پر آنے کی جدوجہد کی اور کامیاب ہو کے یوسف کو معزول کر دیا۔ محمد ہفتم نے اس مرتبہ خوب قدم جمائے اور وہ ۱۴۴۵ء تک نہایت اچھی طرح حکومت کرتا رہا۔ لیکن پھر اس سال اُس کے ایک رشتہ دار محمد نہم ملقب بہ عثمان۔ یا التیمین۔ اور اسماعیل ثالث دو شخصون نے سازش کر کے اس کو معزول کر دیا۔ بعد کو خود ان دونون مین بھی حصول سلطنت کے لیے نزاع واختلاف پیدا ہو گیا۔ لڑائیان شروع ہوئین اور عرصہ تک جاری رہین۔ آخر کار محمد کو کامیابی حاصل ہوئی اور وہ (۱۵) محمد نہم کے نام سے ۱۴۵۴ء مین تخت پر قابض ہوا۔ اس کے بعد اسمٰعیل نے کامیابی حاصل کی لیکن وہ کامیابی کے کچھ ہی دنون بعد مر گیا۔ اور اس کے بعد۔

(۱۶) حسن اُس کا بیٹا تخت سلطنت غرناطہ پر متمکن ہوا۔ یہ ۱۴۶۵ء کا واقعہ تھا۔

مبحث سوم

{مملکت قسطیلہ کی اندرونی بے چینیان۔ بنی مرین کا اس ملک پر حملہ۔ اور ریو صالادو کا معرکۂ رزم}

اب ہم ان حالات کا تکملہ کرتے ہین جن کو سابق مبحث کے قبل لکھ چکے ہین اور وہ حسب ذیل ہین۔ فرڈی نینڈ ثالث۔ فرمانروائے قسطیلہ نے المرسیہ اور اشبیلیہ کی دو مملکتون کو مع ان کے ماتحت علاقون کے کامل طور پر مفتوح ومسخر کر لیا۔ تو شاہان غرناطہ اُس کی طرف سے

سخت خائف وہراسان ہوے۔ چنانچہ اب ان بادشاہون نے دربار قسطیلہ کی خوشامد اور چاپلوسی کو اپنا شیوہ بنایا۔ اور وہان کے بادشاہون اور وزیرون اور ندیمون کو تحفہ و تحائف پیش کرتے رہنے سے اپنا دوست بنانے کی کوشش شروع کی۔ دربار غرناطہ کے محکمہ جات مین جو قضایا اور دعاوی پیش ہوتے اُن کے بارے مین امراے قسطیلہ کی سفارشین بھی قبول کی جانے لگین۔ مگر اختلاف نسل و دین کی وجہ سے یہ تدبیرین بھی دونون حکومتون مین کسی اتحاد کا ذریعہ نہ بن سکین۔

غرناطہ پر حملہ کر کے اُسے مسخر کرنے کی آرزو شاہ قسطیلہ کی دیرینہ آرزو تھی۔ مگر غرناطہ کی خوش قسمتی سے خود مملکت قسطیلہ کے اندر خانہ جنگیان برپا رہین۔ جن کی وجہ سے شاہ قسطیلہ غرناطہ پر حملہ نہ کر سکا۔

قسطیلہ کی خانہ جنگیون اور اُس کے اندرونی فتنون کی سرسری تفصیل یہ ہے کہ۔

الفنس دہم۔ شاہ فرڈی نینڈ سوم کا بڑا بیٹا۔ جو ایک ذی علم اور علم دوست شہریار تھا۔ اس نے اپنے فلکی زائچون۔ اور عرب اندلس کے علوم و فنون کو یورپ مین شائع کیا۔ اور باپ کے بعد وارث تخت و تاج ہوا۔ اسے یہ خبط دامنگیر ہو گیا تھا کہ ممالک جرمنی کی شاہنشاہی حاصل کرنا چاہیے۔ چنانچہ اس نے اپنی عمر کا تقریباً نصف حصہ اسی ناکام کوشش مین صرف کر دیا۔ اس کے بعد اپنے فرزند دوم سنش سے بگڑ بیٹھا جسے دول یورپ نے اُس کے باپ (یعنی الفنس دہم) کی زندگی ہی مین قسطیلہ کی فرمانروائی کے لیے مشخص اور منظور کر لیا تھا الفنس اپنے اس فرزند سے لڑتا رہا اور باقی عمر اسی جنگ و پیکار مین تمام کر دی۔

اور اُس کے بعد شاہنشاہ سینٹ لوئی حاکم فرانس کی بیٹی پرنسس بلنشہ کی اولاد سلطنت قسطیلہ کی دعویدار رہی۔ اُن کو فرانس اور انگریزون کی اعانت سے قسطیلہ کے تخت پر اپنے حقوق موروثی قائم کرنے کی فکر تھی۔ اور وہ اس ملک پر حملہ آور ہوے سلطنت قسطیلہ کو اُن کی مدافعت مین مصروف ہونا پڑا۔

ابھی یہ جنگ ختم نہین ہو چکی تھی کہ اسی اثنا مین جو ربطرس نے ترنسطامار کے گروہ کو جوش دلایا۔ اور انھین بھڑکا کے ملک اسپین کو دو جگلان اور امیر نوار کے غارتگر دستون کا آماجگاہ بنا دیا۔ یہ غارتگر دستے ۱۳۵۴ء سے ۱۳۷۰ء تک اپنی دراز دستیون سے ملک اسپین کو خراب و تباہ کرتے رہے۔

پھر پندرھوین صدی عیسوی مین بادشاہ حنا ثانی تخت نشین ہوا۔ یہ بادشاہ ہنوز بالغ بھی نہین ہوا تھا۔ اسی طرح اس کے بعد ہنری چہارم مسند حکومت پر بیٹھا۔ جو احمق اور کم عقل شخص تھا۔ اور اسی بنا پر لوگون نے اس کو "عاجز" کے لقب سے مشہور کر رکھا تھا۔ شاہ حنا ثانی اور ہنری چہارم دونون مین سے پہلے کی کم سنی۔ اور دوسرے کی سخافت تدبیر کا یہ انجام ہوا کہ پندرھوین صدی عیسوی مین پورے ایک سو سال تک حکومت قسطیلہ نے کسی بیرونی ملک پر حملہ نہین کیا اور نہ اس کے دائرۂ حکومت مین کسی نئے ملک کا اضافہ ہوسکا ادھر قسطیلہ کی مملکت مذکورۂ بالا فتنون اور فسادون کی آفت مین مبتلا تھی اور دوسری طرف انھین ایام مین غرناطہ کا حوصلہ مند فرمانروا محمد ثانی دیگر ممالک پر لشکر کشیان کر کے فتح و نصرت کے جھنڈے بلند کرتا جاتا تھا۔ ایک سمت اس کے حملے جبل الطارق اور شہر الجزیرہ اور شہر طارقہ پر ہوتے تھے۔ تو دوسری جانب ہوسقہ۔ بائطہ۔ قادس اور المریۃ کے شہرون اور علاقون پر فاتحانہ یلغار کرتا رہتا تھا۔ مگر یہ تمام حملے اپنے ہی بھائیون یعنی مسلمانون پر کیے گئے۔ اور اس زرین موقع کی طرف سے بالکل آنکھین بند کرلی تھین جو قسطیلہ کی اندرونی بے چینیون اور مصروفیتون کی وجہ سے نصارائے اسپین کے ممالک پر دست درازی کرنے کے لیے اُسے حاصل تھا۔

صرف تیرھوین صدی عیسوی کے آخر مین محمد ثانی کی طرف سے اس قسم کی ایک کوشش ہوئی تھی کہ وہ قسطیلہ کی سلطنت پر حملہ کرے۔ اس حملہ مین امیر ابو یوسف قبیلۂ بنی مرین کا فرمانروا بھی محمد ثانی کے ساتھ شریک تھا۔ اور دونون بادشاہون کی متحدہ سپاہ

نے طاریفہ اور الجزیرہ دو شہر فتح بھی کر لیے ۔ علاوہ ازین شہر الجزیرہ کے قریب پین نے قسطیلہ کے جنگی جہازون کا بیڑہ بھی غارت کر ڈالا ۔ اور دوسری طرف بلاد الجروف پر حملے کیے مگر بادشاہ سنکش سنبھالا کران کے مقابلے مین آگیا اور اپنا جنگی بیڑہ تباہ ہو جانے کی بھی پرواہ نہ کر کے سنہ ۱۲۹۵ء تک بہترین مملکت غرناطہ کے اندر تک گھس آیا ۔

دول یورپ نے الفنس دہم کی شجاعت و شہامت کی بنا پر اس کو سنہ ۱۲۸۳ء مین والی سلطنت مقرر کیا ۔ لیکن تھوڑے ہی عرصہ بعد الفنس دہم کا ایک بیٹا اُس سے سرکشی پر آمادہ ہو کر مقابلے کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا ۔ الفنس دہم نے اس نافرمان بیٹے کا قلع و قمع کرنے کے لیے اپنی قوت کافی نہ پائی تو بنی مرین کے فرمان روا ابو یوسف سے کمک طلب کی ۔ ابو یوسف اس کی کمک پر آمادہ ہو گیا لیکن الفنس کے ایام اقبال ختم ہو چکے تھے ۔ اس لیے حالات و واقعات کی دوسری صورت پیدا ہوئی ۔ اس کے جنگی جہازات کے بیڑے کو آگ لگ گئی اور وہ بالکل برباد ہو گیا تو اس کے باغی بیٹے نے شہر طاریفہ اور محمد دوم تاجدار غرناطہ نے سنہ ۱۲۹۶ء مین شہر الجزیرہ پر قبضہ کر لیا ۔

چودھوین صدی عیسوی کا نصف اوّل بہت بھی لڑائیون کے لیے شہرت عام رکھتا ہے اس زمانہ مین اہل قسطیلہ نے سنہ ۱۳۰۹ء مین شہر جبل الطارق کو فتح اور شہر الجزیرہ کا بار دیگر محاصرہ کیا ۔ اندلس کے مسلمانون نے دیکھا کہ ان شہرون کا ہاتھ سے نکل جانا برا ہو گا ۔ تو ان کے معاوضے مین اپنے اور بھی شہر جو بلاد اسلامیہ سے دور ترین فاصلے پر واقع اور کچھ زیادہ مفید مطلب نہ تھے اہل قسطیلہ کو دے ڈالے اور یون اُنھین اپنے ممالک سے دور کر دیا ۔

پھر اسماعیل بن فرج نے جو غرناطہ کا تاجدار تھا ۔ اندرونی ریشہ دوانیون سے کام لیا اور اسپین کے نصرانی بادشاہون کی اولاد مین سے جتنے بالغ عمر کے شہزادے تخت و تاج پر قابض تھے ۔ ان کے آپس مین کینہ و عداوت کی تخم ریزی کرنی چاہی ۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ قسطیلہ کا بادشاہ الفنس یازدہم ہنوز نابالغ اور بچہ ہے اس کے بالغ اور عنان حکومت پر

بخوبی قابض ہونے تک اُس سے اپنے لیے کوئی مناسب وقت موقع کام لے لینا چاہیے مگر جن بادشاہون کو اس نے بھڑکانا چاہا تھا انہین سے دو شہریار اسمعیل کی چال کو بھانپ گئے انھون نے حصول سلطنت کے لیے اپنے باہمی رشک وحسد کو بالاے طاق رکھ دیا۔ اور متحدہ قوت سے تاجدار غرناطہ پر حملہ آور ہوے۔ لیکن ان کی یہ کارروائی فوری جوش کی حالت مین بلا اندیشۂ انجام ہوئی تھی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ دونون مسلمانون کے ہاتھ سے منہزم ہوے اور ۱۳۱۹ء مین بمقامات لبیارادو۔ لوص۔ الفنتہ۔ معرکۂ رزم مین قتل ہوے۔ اب مسلمانون کے حوصلے قوی ہوگئے اور انھون نے مزید پیش قدمی کرکے ۱۳۲۹ء مین شہر بانظم۔ شہر مرطوس۔ شہر عقبدہ۔ اور جبل الطارق کو یکے بعد دیگرے نصارے سے چھین کر اپنے قبضے مین کرلیا۔

اس وقت جبکہ یہ فتوحات حاصل ہوئی ہین محمد نجم تاجدار غرناطہ کو اس قدر قوت و قدرت حاصل ہوگئی تھی کہ اگر مسلمان فرمانرواے افریقیہ بھی اس کے شریک کار رہتے تو وہ اور بھی بہت سے ملک اور شہر نصارے کے قبضے سے نکال لیتا لیکن افریقیہ کے مسلمانون نے اس کو کچھ بھی کمک نہین دی۔ اور نہ صرف کمک نہین دی بلکہ خود اُس پر حملہ اور دست درازی کرکے الجزیرہ۔ مربلہ۔ اور۔ رندہ تین شہر اس سے چھین لیے۔ اور اصل یہ ہے کہ افریقیہ اور اندلس کے مسلمانون مین بجز امیر یوسف ثانی کے عہد کے اور کبھی ایسا باہمی اتفاق نہین ہوا کہ وہ ایک ہی نشان کے نیچے جمع ہوکر اعداے اسلام سے مصروف پیکار ہوے ہون۔ کیونکہ جب سلطان ابو الحسن مرینی اسپین مین آیا۔ اور یہان خشکی پر فوجین اتارنے کے بعد اُس کے جنگی جہازات اس پر آمادہ ہوے کہ آبناے جبل الطارق سے پرتگالیون اور قسطیلہ والون کے جہازات کو نکال دین۔ تو اُس وقت امیر یوسف ثانی فرمانرواے غرناطہ بھی سلطان ابو الحسن کے ساتھ آملا۔ اور دونون کے متحدہ لشکر نے پرتگالیون اور اہل قسطیلہ کی سپاہ کو شہر طاریفہ مین محصور کرلیا۔ یہ محاصرہ عرصہ تک قائم رہا۔ اور دوران محاصرہ مین

محصورین نے کئی بار قلعون سے نکل جانا اور شہر سے بھاگنا چاہا۔

اس کے بعد سنہ ۷۴۱ھ مین مسلمانون اور نصارائے اسپین کے مابین طولوزہ کی دو مشہور لڑائیون مین سے دوسرا معرکہ ہوا۔ یہ جنگ دریائے ریوصالادُو کے کنارے پر ہوئی اور اس مین سلطان ابوالحسن مرینی شکست کھا کر اپنے دارالملک شہر فاس کو واپس چلا گیا۔ اُس معاودت کے وقت اُس نے اپنے تمام مقبوضات اسپین شاہ غرناطہ کو سپرد کر دیے۔ تاکہ اسی طرح اپنے منہزم ہونے کی رُسوائی کو چھپا سکے۔

اس بڑی کامیابی کے بعد نصارے کے حوصلے بڑھ گئے۔ اور پرتگال۔ جنوبزہ۔ اور اراغون تین نصرانی سلطنتون کے جنگی جہازات نے باہم متفق ہو کر سلطان ابوالحسن کے جنگی بیڑے پر حملہ کیا اور اُن کو بالکل غارت کر ڈالا۔ اس کارروائی کے بعد بحر شور پر بھی نصارے کی قوت قائم ہو گئی۔ اور وہ بلا شریک و سہیم سمندر پر حکمران بن گئے۔ انھون نے سنہ ۷۴۳ھ مین شہر الجزائر پر بھی قبضہ کر لیا۔ اور اس کی تسخیر سے انھین افریقیہ مین ایک ایسا اچھا بندرگاہ مل گیا جہان رہکر وہ تمام سواحل افریقیہ کی پوری نگرانی کر سکتے تھے۔

اسی وقت سے مذکورۂ بالا شاہان نصاریٰ کی الگ الگ مستقل فوجین مرتب ہو گئین کہ پھر انھین سے کسی کو دوسرے سے فوجی کمک و اعانت طلب کرنے کی حاجت ہی نہ رہی اور اب وہ ان فکرون مین مصروف ہوے کہ کسی طرح ان کے عظیم الشان و قابل فخر کارنامون کا درجہ دنیا کی تمام سابقہ و موجودہ ترقی یافتہ و متمدن اقوام کے کارنامون سے اتنا بلند ہو جائے کہ دنیا گذشتہ تاریخ کو تقویم پارینہ سمجھنے لگے اور اقوام عالم ان کی ترقیون کو دیکھکر ششدر رہجائین چنانچہ اب انھون نے اپنی تمام تر توجہ اسی طرف معطوف و مبذول کر دی۔

صرف اہل قسطیلہ اپنے اندرونی فتنہ و فساد اور خانہ جنگیون مین ایسے اُلجھے رہے کہ جبل الطارق اور المریّہ کو بھی فتح نہ کر سکے۔ ہان اہل پرتگال نے افریقیہ کے کئی اسلامی شہر لے کر بالواسطہ اہل قسطیلہ کو اتنی مدد پہونچا دی کہ مسلمانان اسپین کا سلسلۂ اتصال مسلمانان افریقیہ

سے منقطع کر دیا۔ اور اب اندلس کے مسلمانون کو افریقہ سے کوئی کمک ملنے کا سہارا نہین رہ گیا

مبحث چہارم

{ اسپین کے نصارئے کا عروج۔ اور مسلمانون کا زوال
آخری اسلامی سلطنت غرناطہ کی بربادی }

اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ یوسف چہارم ملقب بہ الحجار۔ اور محمد مقتم تخت و تاج غرناطہ کے لیے جھگڑے۔ یوسف نے قسطیلہ کے حکمران سے کمک طلب کی اور سلمان شاہ قسطیلہ خود اسکی مدد کو آیا۔ یوسف چہارم اور اس کے مددگار شاہ قسطیلہ کو ۱۴۳۲ء مین محمد مقتم پر فتح حاصل ہوئی تھی۔ اور یہ معرکہ خاص غرناطہ کے میدانی علاقہ مین ہوا تھا۔

یہ مراکش اور اسپین کے مسلمانون کے درمیان دوسری جنگ تھی۔ اگرچہ اس سے پہلے بھی قسطیلہ کے سرداران سپاہ اور امراء۔ اور عرب کے مشایخ وقتاً فوقتاً اپنی شجاعت و شہامت ظاہر کرنے کے لیے دشمنون کے ممالک پر چھاپے مارتے اور تاخت لاتے رہتے تھے لیکن یہ محض خفیف لڑائیان اور معمولی جھڑپین ہوا کرتی تھین۔ ان معرکہ آرائیون کے سبب سے ان دونون قومون مین کوئی عام جنگ نہین برپا ہوئی تھی۔

۱۴۶۵ء مین سلطان حسن تخت غرناطہ پر جلوس فرما ہوا۔ یہ نہایت دلیر و شجاع اور محب وطن حکمران تھا۔ لیکن اہل غرناطہ اس کو سنگدل اور متکبر سمجھتے تھے۔ پھر اس پر طرہ یہ ہوا کہ سلطان حسن کے دل پر ایک نصرانیہ کنیز کو بے ڈھب قابو مل گیا۔ سلطان اس پر ایسا فریفتہ ہوا کہ متاع عقل و خرد ہاتھ سے کھو بیٹھا۔ اور اس کنیز کے لڑکے کو ولیعہد سلطنت بنا دیا۔ ولی عہدی کا اصل حقدار ابو عبد اللہ سلطان حسن کا فرزند اکبر تھا جس کی ماں سلطانہ زوریا غرناطہ کی سلطانہ اور ملکہ تھی۔ یہی وقعہ سلطنت غرناطہ مین اختلاف کی بنیاد ہے۔ اور یہ اختلاف ۱۴۶۷ء مین نمایان طور پر ظاہر ہو گیا تھا۔

سلطنت غرناطہ کے خلاف مملکت قسطیلہ کی یہ حالت تھی کہ گو وہان کے ارکین دولت

اور عمائد مملکت شاہ ہنری چہارم سے سخت برگشتہ تھے۔ بادشاہ کو انھون نے محض بے حقیقت تصور کر لیا تھا۔ اور اُس کی طرف اُنھین مطلق التفات نہ تھا۔ اسی وجہ سے ہنری چہارم بے کسی اور بے بسی کے عالم مین زندگی کے دن پورے کر رہا تھا۔ پھر بھی اس کمزور اور بے چارہ بادشاہ کے مرتے ہی اُن تمام عمائد سلطنت اور ارکان مملکت نے اُس کی بیٹی شہزادی ایزابلہ کے سامنے سر اطاعت جھکا دیا۔ اور بدل وجان اس کی اطاعت و انقیاد کے حلقہ مین داخل ہو گئے۔ ایزابلہ وارث تخت و تاج تھی۔ وہ باپ کے بعد ملکۂ قسطیلہ ہوئی اور اس کی شادی مملکت نوارہ کے بادشاہ فرڈی نینڈ کے ساتھ ہوئی جو مملکت آراغون کا بھی تنہا وارث تھا۔ چنانچہ ۱۴۷۹ء مین ملکہ ایزابلہ اور شاہ فرڈی نینڈ دونون زن و شوہر قسطیلہ، نوارہ، اور اراغون کی ہر سہ مملکتون پر پوری طرح قابض و متصرف ہو کر وہان کے مطلق العنان حکمران بن گئے۔ اور اپنے اندرونی جھگڑون سے فارغ ہو کر مزید فتوحات پر کمر باندھی۔ ایزابلہ اور فرڈی نینڈ دونون کی طرف سے دربار غرناطہ کو ایک سفارت بھیجی گئی۔ اور سلطان حسن کو پیام دیا گیا کہ "تمھارا باپ شاہ قسطیلہ کا خراج گذار تھا۔ تم بھی بدستور خراج ادا کرتے رہو اور بقایا سے خراج جو تم پر واجب الادا ہے جلد ارسال کرو۔"

سلطان حسن نے اس کے جواب مین سفیرون سے کہا "تم لوگ واپس جا کر اپنے دونون فرمانرواؤن سے کہدو کہ غرناطہ مین سونا تو مطلق نہین۔ ہان وہ اپنے دشمنون کی تواضع کے لیے لوہے کی کان بے شک رکھتا ہے۔"

یہ سخت جواب محض زبانی ہی نہین دیا گیا۔ بلکہ عملاً بھی اس کی توثیق کر دی گئی۔ اور ۱۴۸۱ء مین سلطان حسن نے قسطیلہ کے سرحدی شہر زہرہ پر حملہ کر کے اُسے اپنے قبضے مین کر لیا۔ قسطیلہ والے بھی چپ نہین رہے۔ بلکہ وہ بھی غرناطہ پر چڑھ آئے اور شہر حما جو غرناطہ کا مؤید اور قوت بازو تھا فتح کر کے اپنے تصرف مین لے آئے۔ سلطان حسن نے قسطیلہ والون سے حما کو واپس لینے کا تہیہ کیا اور پھر لڑائیون کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

غرناطہ کے ارباب حل و عقد نے سلطان حسن کو معزول کر دیا اور اس کے بیٹے شہزادہ ابو عبد اللہ کو غرناطہ کے تخت سلطنت پر بٹھایا۔ اور سلطان حسن کا وہ تمام جوش و خروش کچھ بھی سود مند نہ ہوا جو اس نے نقصہ کی جنگ میں نصارے پر فتحمند ہونے کے لیے دکھایا تھا۔ کیونکہ وہ باوجود اس کامیابی اور اس سے یہ بات ظاہر کر دینے کے۔ کہ ابو عبد اللہ کی بہ نسبت سلطنت و حکمرانی کا زیادہ مستحق وہی ہے۔ سلطنت سے معزول کر دیا گیا۔ اور اب اس نے مجبوراً ریف کے علاقے میں اقامت اختیار کر لی جو مملکت غرناطہ کا سرسبز اور سیر حاصل خطہ تھا۔ وہ حصول سلطنت کی کوششوں سے غافل نہ تھا چنانچہ بعد میں وہ کچھ عرصے کے لیے پھر تخت سلطنت پر پہونچ گیا۔

گو نصارائے قسطیلہ کی ہمتیں پست ہو گئی تھیں۔ اور سلطان حسن کے مقابلے میں ان کو اپنی کامیابی کی کوئی امید نہ رہی تھی تاہم وہ جنگ کا سلسلہ قائم کیے رہے۔ اور اتفاق سے اسی زمانے میں سلطان حسن کا بزدل اور کور مغز جانشین اور بیٹا ابو عبد اللہ۔ ان کے ہاتھوں میں اسیر ہو گیا جس سے ان کی امیدوں کا ٹمٹماتا ہوا چراغ پھر مشتعل ہو پڑا۔ اور وہ یہ سمجھے کہ ابو عبد اللہ کو گرفتار رکھنا اس سے بہتر ہے کہ اُسے اپنا قیدی بنائے رہیں کیونکہ یہ شہزادہ اپنے باپ سے عداوت پیدا کر چکا تھا۔ اور غرناطہ میں اس کے طرفداروں کی معقول جمعیت موجود تھی۔ لہذا وہ قید سے رہا ہو کر پھر آتش بغاوت بھڑکانے اور تخت سلطنت پر قابض ہونے کے لیے کوشاں ہو گا۔ اور غرناطہ میں اندرونی فساد اور خانہ جنگی سے جو کمزوری رونما ہو گی وہ بہت سخت اور دشمنوں کے لیے سود مند ثابت ہو گی یعنی اہل قسطیلہ اسی وسیلے سے سلطان حسن کے مقابلے میں فتح حاصل کر سکیں گے۔ بدیں خیال اہل قسطیلہ نے ابو عبد اللہ کے سر پر نمایشی احسان کا بار رکھ کر اُسے ۱۴۸۶ء میں قید سے آزاد کر دیا۔ اُدھر سلطان حسن نے دیکھا کہ ابو عبد اللہ پھر دعویدار تخت و تاج ہو گا۔ اور نمک حرام عمائد سلطنت اُس کے معین و یاور بن جائیں گے۔ نیز خود اُس کا سلطان رہنا نہیں

کسی طرح گوارا نہ ہوگا۔ اور ان باتوں سے اندرونی خرابی ایسی بڑھیگی کہ دشمن کی مزید پراگندگی۔ یہ سب سوچ سمجھ کر اس نے ملک کی بہتری کے لیے تاج و تخت سے اپنی دست برداری کا اعلان کردیا۔ اور اپنے چچا۔ الزجال کو تخت سلطنت پر بٹھا کر عنان حکومت اس کے سپرد کردی۔

ابوعبداللہ قید فرنگ سے آزادی پاکر غرناطہ کو واپس چلا۔ مگر یہاں لوگوں کو اس سے شدید نفرت پیدا ہو گئی تھی۔ اب اس نے اپنے دشمن دوست نما فرڈی نینڈ سے کمک مانگی تاکہ وہ مدد دیکر اس کو تخت و تاج غرناطہ پر قابض کردے۔ فرڈی نینڈ اس کی مدد کو آیا اور فوراً مملکت غرناطہ پر حملہ آور ہو کے علاقہ الوجا کے کئی شہروں پر قابض ہو گیا اور سلطان الزجال کو شہر لورقہ کے سامنے شکست دی۔

وطن فروش بزدل ابوعبداللہ نے اس کمک کے صلے مین فرڈی نینڈ کو شہر غرناطہ کی فتح کے لیے چھوڑ دیا۔ اور خود اس سے فوجی کمک لیکر سلطان زجال کی باقی ماندہ مملکت پر حملہ کیا۔ فرڈی نینڈ نے اسے اختیار دیدیا تھا کہ زجال کا جتنا علاقہ تم فتح کرسکوگے وہ تمھاری املاک مین رہیگا۔ چنانچہ ابوعبداللہ نے شہر ملاغہ کا محاصرہ کیا۔ اور اس کو فتح کرنے کے بعد تین دیگر شہرون۔ المریہ۔ باژہ۔ اور۔ وادآیہ پر فوجی مہمین روانہ کین۔

سلطان زجال نے دارالملک غرناطہ کو دشمنون سے محفوظ رکھنے کی ہر ممکن کوشش سے کام لیا۔ اور کوئی دقیقہ مدافعت کا باقی نہین چھوڑا۔ مگر آخر کار اسے کامیابی سے یاس ہو گئی اور بحالت مجبوری اسے اپنے آدمیون سے کہنا پڑا کہ وہ اب نصاریٰ کی اطاعت مان لین اور خود اپنے تئین بھی فرڈی نینڈ کے حوالے کردیا۔

فرڈی نینڈ نے سلطان الزجال سے شاہانہ برتاؤ کیا۔ اور سنہ ۱۴۸۹ع مین اس کے لیے بہت سی وسیع جاگیرین مقرر کردین جو مملکت قسطیلہ کی تمام قلمرو مین جابجا واقع تھین پھر اس نے اہل غرناطہ کو اپنی رعایا بنا کر انھین اطمینان دلایا کہ جان و مال۔ عزت و آبرو۔ اور شخصی آزادی سے کوئی تعرض نہ کیا جائیگا۔ اور مسلمان رعایا اپنے دینی شعائر کمال آزادی

کے ساتھ بالاعلان ادا کرتی رہیگی۔ پس ان کو صرف وہی خراج دینا ہوگا جو زمانہ سابق مین وہ دیا کرتے تھے۔ فرڈی نینڈ نے اس وقت مسلمانون سے جو برتاؤ کیا وہ ہر طرح دائمی امن وامان قائم رکھنے کا ضامن نظر آتا تھا۔ اور اسی وجہ سے جن لوگون نے آخری دم تک نصاریٰ کے مقابلہ مین ہتھیار نہ رکھنے کی قسم کھائی تھی۔ وہ بھی فرڈی نینڈ کی اطاعت پر راضی ہوگئے۔

فرڈی نینڈ غرناطہ کو مسخر کرکے اپنے پایۂ تخت کو واپس چلا گیا۔ اور یہان غرناطہ مین بعض مسلمانون نے یہ تحریک پھیلا دی کہ نصاریٰ کے ساتھ غدر کرنا لازم ہے اہل غرناطہ حماقت کے جوش مین اس تحریک کے دلدادہ بن گئے۔ انھون نے اسلحہ اٹھائے اور شہر غرناطہ کو بڑی مضبوطی کے ساتھ قلعہ بند کیا۔ پھر سب نے حلف اٹھا کر اس بات پر اتفاق کیا کہ شہر کو زندگی مین دشمن کے حوالے نہ کرین گے۔ بلکہ بہت تنگ ہون گے تو وطن عزیز کے لیے غرناطہ کی فصیلون کے زیر دیوار اپنی جانین فدا کردین گے۔ سلطان زجال نے یہ حالت دیکھی تو اندیشۂ انجام سے گھبرایا اور غرناطہ سے نکل کر ملک افریقیہ کو چلا گیا۔ غرناطہ مین غدر اور بغاوت ہونے کی خبر فرڈی نینڈ کو ہوئی تو وہ اسّی ہزار فوج ہمرکاب لیکر ۹ مئی ۱۴۹۱ء کو شہر کے بالمقابل آپہونچا۔ ابو عبداللہ شہر مین حکمران تھا۔ اس نے اپنے فوجی سردارون کو فصیل کے برجون اور دیوار کی حفاظت پر مامور کردیا۔ شہر محصور ہوگیا عورتین اور بچے اور ضعیف العمر بوڑھے محاصرہ کی ایذائین سہتے رہے۔ اور اہل غرناطہ کامل ایکدلی کے ساتھ دشمن کی مقاومت پر جمے تھے۔ ہر متنفس یہی چاہتا تھا کہ دشمن کو ناکام بنانے مین اس کی کارگزاری دوسرون سے بڑھکر رہے۔ اور سب بڑی ہمت اور جوش سے کام لے رہے تھے۔

دوسری جانب قسطیلہ کی ملکہ ازابلہ نے مسلمانون کی استقامت دیکھکر خود بھی ثبات کا جوہر دکھانا چاہا۔ اور شہر غرناطہ کے بالمقابل ایک نیا شہر سنتافیہ تعمیر کرایا اور یہ اعلان کردیا کہ

جب تک غرناطہ فتح نہ ہوگا ہم بھی یہان سے ٹلنے والے نہین اس کے بعد فرڈی نینڈ نے محاصرہ کی سختی شروع کردی۔ اس نے غرناطہ کو کچھ اس طریقے سے گھیرا کہ نہ باہر سے وہان کوئی شے آسکتی تھی نہ کسی آدمی کا پہونچنا ممکن تھا۔ شہر والے حصار کی شدت سے تنگ تھے اور جب بہت پریشان ہوگئے تو جانون پر کھیل کر شہر سے نکل آئے اور میدان مین دشمن سے مقابلہ کیا۔ وہ لڑے اور بہت جوش و خروش سے لڑے۔ لیکن فاقون کی مصیبت سے کمزور ہورہے تھے۔ آخر ان کے پاؤن اکھڑ گئے۔ اور نصاریٰ نے فصیل غرناطہ کے نیچے انھین شکست فاش دیکر پھر شہر مین واپس جانے پر مجبور کردیا۔ اس ہزیمت کے بعد فرڈی نینڈ نے ابوعبداللہ سے کہلا بھیجا کہ تم کو دو ماہ کی مہلت دیجاتی ہے۔ اس زمانے مین تمھین خشکی یا تری کسی راستے سے کوئی کمک یا رسد مل سکے تو تمھارا لڑنا حق بجانب ہوگا۔ ورنہ فضول محاصرہ کو طول دینے سے کیا حاصل ہے۔ شہر میرے حوالے کردینا۔ چنانچہ ایک معاہدہ اسی مضمون کا ہوگیا اور فرڈی نینڈ نے چند شرائط کے ساتھ اس عہدنامے پر دستخط کردیے۔

اس معاہدہ کی تکمیل کے بعد محصورین نے سلاطین افریقہ و قسطنطنیہ کے پاس قاصد روانہ کیے اور اُن سے کمک مانگی۔ افریقہ کے مسلمان بادشاہون مین سے تو کسی نے مدد نہ دی۔ مگر قسطنطنیہ سے ۱۴۸۶ع مین چند جنگی جہازات مسلمانان اندلس کی کمک رسانی کے لیے روانہ کیے گئے۔ ان جہازون نے صرف اتنا کام کیا کہ جزیرہ نمائے اندلس کے بعض سواحل پر کچھ ملک تباہ و برباد کرڈالا اس سے زیادہ اُن سے کیا ہوسکتا تھا۔ بیرونی کمک سے مایوسی اور فاقہ کشی کی شدت روز بروز بڑھتے دیکھکر سلطان ابوعبداللہ پر ہراس طاری ہوگیا۔ اور اُس کی فطری بزدلی نے اپنا رنگ دکھایا۔ وہ سمجھا کہ کہین اہل غرناطہ اپنی ناکامی اور آفت زدگی کا غصہ اسی پر نہ اتارین۔ اور اس کی بُری گت بناوین۔ چنانچہ یہ خیال آتے ہی اس نے مدت معاہدہ کے ختم ہونے کا بھی انتظار نہ کیا۔ اور میعاد سے بہت پہلے شہر غرناطہ کی قسمت فرڈی نینڈ کے ہاتھ مین دیدی۔ جس کے صلے مین فرڈی نینڈ

نے اس کو کافی جاگیرین عطا کین - یہ جاگیرین پوشارہ کے علاقہ مین واقع تھین لیکن ابوعبداللہ اس ہزیمت کی شرمندگی اور ذلت و خواری کی وجہ سے غرناطہ سے نکل بھاگا اور افریقیہ کے بیابانون مین آکر اقامت گزین ہوا۔

فرڈی نینڈ نے شہر غرناطہ پر قابض ہو کر قلعۂ الحمرا اور ربائین کی چوٹیون پر سلطنت قسطیلہ کے نشان اور سیخاق ماری یعقوب کے جھنڈے بلند کر دیے۔ شہر کی سب سے بڑی جامع مسجد رومن کیتھلک گرجا بنا لی گئی۔ اسلامی محراب و منبر کی جگہ عیسوی مذہب کی قربانگاہ اور مقدس مسیح و مریم کی تصاویر نے لیلی۔ فرڈی نینڈ کے حکم سے اس کے سپہ سالار کرنیمیس نے عربی کتابون کے قدیم اور عظیم الشان کتب خانہ کو جلا کر خاک سیاہ کر ڈالا یہ کتب خانہ عرب علماء کی صدیون کی کوششون اور دماغی محنتون کا بہترین نتیجہ تھا اور اس کی بربادی نے عرب اندلس کی دماغی اور ذہنی دولت کو بھی تباہ کر ڈالا۔

شہر پر قابض ہو چکنے کے بعد فرڈی نینڈ نے کوہستانی علاقون کے چیدہ چیدہ جنگی مواقع بھی بلا کسی مزاحمت کے لے لیے۔ اور ہر جگہ اپنی محافظ فوجین مقرر کر دین۔ اب اس کو روک کون سکتا تھا۔ مسلمانون نے سر تسلیم خم کر دیا تھا اور تمام مملکت غرناطہ شاہ قسطیلہ کے زیر تصرف تھی۔ اس طرح اندلس کی وہ عربی حکومت جو ۷۱۱ء مین وہان قائم ہوئی تھی ۱۴۹۲ء مین عربون سے ہمیشہ کے لیے چھن گئی

اندلس سے سلطنت غرناطہ کا زوال کیا تھا، گویا وہان کے مسلمانون کی موت کا پیام تھا۔ کیونکہ گو مسلمانون نے شہر غرناطہ کی حوالگی کے وقت اپنے فاتحین سے یہ شرطین مقرر کر لی تھین کہ ان کی آزادی مین فرق نہ آئیگا۔ ان کے مال و متاع پر دست درازی نہ کی جائیگی۔ وہ اسلحہ سے عاری نہ کیے جائینگے۔ ان کے دین۔ ان کی مسجدون اور ان کے عادات و رسوم مین کچھ بھی مداخلت نہ ہوگی۔ اور ان کے سپہ سالاران سپاہ کا اعزاز و منصب بحال رہیگا۔ قاضی جو شرع اسلامی کے مطابق دعاوی فیصل کرتے ہین

بدستور باقی لکھے جائین گے۔ اور بجز اُس خراج اور اُن محصولون کے جو وہ قدیم زمانہ سے اپنے مسلمان بادشاہون کو دیتے چلے آتے ہین۔ ان پر کوئی نیا بار ہرگز نہ ڈالا جائیگا۔ تاہم نصارے نے شہر پر قابض و متصرف ہونے کے بعد وہ برتاؤ کیا کہ گویا انھون نے کوئی شرط کی ہی نہ تھی۔ اور اپنے وحشی صفت و ناخدا ترس ہونے کا پورا ثبوت دیدیا۔

مبحث پنجم

(سنہ ۱۶۱۰ع مین مسلمانون کا جزیرہ نماے اسپین سے قطعی اخراج
عیسائی شاہان اسپین کی مسلمانون کے ساتھ سیاسی چال)

فرڈی نینڈ نے شہر غرناطہ کو لینے کے وقت مسلمانون سے جو شرطین کی تھین صرف اس غرض سے کہ کسی طرح یہ وحشی اور رم خوردہ شکار جال مین آجائے۔ اور شہر پر قبضہ ہو جاے۔ اس کا یہ مقصد کبھی نہ تھا کہ وہ ان شرطون کی تعمیل بھی کریگا۔ خصوصاً دینی آزادی عطا کرنا تو اُسے کسی طرح بھی منظور نہ تھا۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ مسلمان کثیر التعداد ہین۔ دولت مند ہین۔ حرّیت پسند ہین۔ اوران باتون کے ساتھ ہی وہ آزاد اور خودمختار رہنے پر جان دیتے ہین۔ لہذا کسی نہ کسی وقت وہ ضرور اس کی متابعت سے سرتابی اور اس کے احکام سے سرکشی کرین گے۔ اسی لیے وہ مصمم ارادہ کر چکا تھا کہ رفتہ رفتہ اور بتدریج مسلمانون کو اسلامی طریق سے عبادت کرنے اور عربی اخلاق کا خوگر رہنے سے دور کرتا جائے۔ اُس کا بس چلتا تو وہ اس تغیر کو دفعۃً عمل مین لاتا۔ مگر ایسا کرنے مین یہ خوف تھا کہ پھر شائد اُسے اپنے مقصد مین کامیابی نہ ہو۔ اس بنا پر اس نے پہلے پہل بہت سے جاسوس مقرر کیے جو بظاہر بڑے دیندار اور پرہیزگار عیسائی بنے رہتے تھے اور ان لوگون نے مسلمانون سے مل کر اہل قسطیلہ کی دین داری۔ اور اُن کے صلاح و استقامت کی تعریفین بیان کین تاکہ اس طرح مسلمانون کے دل سے شبہہ و شک زائل ہو اور وہ نصرانیون کی بدمعاملگی کا وہم نہ کرین۔ بلکہ یہ یقین کرلین کہ ان کے ذمیتین نہایت متدیّن ہین۔ اور

دین و دیانت کے رُو سے شرائط صلح کی تعمیل اُن پر واجب ہے۔ بس وہ ضرور ان شرائط کو ٹھیک طور سے پورا کرین گے۔ اور اگر کسی کو ایذا یا ناواجب تکلیف دین گے تو صرف یہودیون کو جو اس ملک کے مال و املاک کا بہت بڑا حصہ اپنے قبضے مین رکھتے ہین یا جو لوگ غرناطہ کی سکونت ترک کرکے باہر جانا چاہین گے۔ یا اپنا آبائی مذہب چھوڑ کر دین عیسوی کے پیرو بنین گے۔

چنانچہ ۱۴۹۲ء مین مذکورۂ بالا اصناف کے آدمیون پر اہل قسطیلہ کے ہاتھون ایذا و عذاب کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ اور بیچارون کو ایسی انواع و اقسام کی وحشیانہ ایذائین دی جانے لگین کہ ان کو دیکھ کر مسلمان تھرّا اُٹھے۔ اُس وقت وہ شیطان صفت جاسوس خائف و ترسان مسلمانون کو اس بات کی صلاح دینے لگے کہ تمھین عیسائی ہو جانا لازم ہے۔ ورنہ خوف ہے کہ جو عذاب آج یہودیون پر نازل ہو رہا ہے یہی تم پر بھی نازل ہو۔ پھر اسی کے ساتھ نصرانی سلطنت کی طرف سے بھی یہ عام اعلان کر دیا گیا کہ "دینی آزادی موقوف کیجاتی ہے اور اب کوئی شخص ارکان و فرائض اسلام کی علانیہ بجا آوری کا مرتکب ہو۔ نیز جو لوگ دین اسلام سے منحرف ہو کر نصرانی ہو گئے اُنھین مال و زر سے خوشحال بنا دیا گیا۔

۱۴۹۹ء مین فرڈی نینڈ نے فرمان شاہی صادر کیا کہ "کوئی غیر عیسائی شخص اسپین مین نہ رہنے پائے تمام مسلمان اس ملک سے جدھر چاہین نکل جائین"۔ یہ فرمان صادر ہوتے ہی مسلمانان اسپین دل سے تو نصرانی نہین ہوئے۔ مگر بظاہر گرجون مین حاضر ہو کر نصرانی عبادت مین شریک رہنے لگے۔ صرف ایک بوقتارہ کے کوہستانی علاقہ مین جو مسلمان آباد تھے انھون نے اس فرمان کو نہین مانا۔ اور آمادۂ جنگ ہو کر اسلحہ اُٹھا لیے مگر فرڈی نینڈ نے ان کو منہزم کیا۔ اور ان کی زراعت جلا کر اور مال و متاع ضبط کرکے اُنھین ملک سے نکال باہر کر دیا۔

ہان والنسہ کے مسلمانون سے کوئی تعرض نہین کیا گیا جس کی وجہ یہ تھی کہ اُن لوگون کی

دستکاریان اسپین کے لیے مایۂ ناز اور وہان کی ثروت و رفاہیت کا سرچشمہ تھین۔ مگر
سنہ ۱۵۲۶ء مین شرلکان کے روس بحبم کے بادشاہ ہوتے ہی والنسہ کے نصرانی حکام نے
ان مسلمانون کو بھی دین نصرانیت قبول کرنے کا حکم دیدیا۔ مسلمانان والنسہ شاہ شرلکان سے
اس سختی کے شاکی ہوے مگر بے سود۔ وہان کوئی سماعت نہین ہوئی۔ بلکہ اور سختی کی گئی
یعنی شاہ مذکور نے اُن مسلمانون کو محکمۂ تحقیقاتِ دینی کے سپرد کر دیا۔ جو دین کی تحقیقات
کرتا اور تارکانِ دینِ نصرانیت کو نہایت وحشیانہ سزائین دیتا تھا۔ اس محکمہ کے حاکمون نے
مسلمانان والنسہ کو بزور عیسائی بنا لینے کا حکم صادر کر دیا۔ اور اس حکم سے انحراف غیر ممکن تھا۔
اس کے بعد سنہ ۱۵۵۲ء مین شہر شبلیہ کے لاٹ پادری (آرچ بشپ) نے بہت کچھ کوشش کر کے
شاہ شرلکان سے یہ فرمان حاصل کر لیا کہ تمام مسلمانانِ غرناطہ ایک دن مین اپنے جملہ
قدیم دستور۔ اسلامی لباس۔ اور عربی زبان کو ترک کر دین۔ اور جو لوگ اس فرمان کی تعمیل
نہ کرین ان پر مقدمہ چلایا جائے جسکی سماعت ایک خاص محکمہ کے سپرد ہوگی۔
سنہ ۱۵۹۲ء مین مسلمانانِ غرناطہ نے شاہ فیلیپش دوم کو آٹھ لاکھ دوقیہ (دینار) اس غرض
سے نذر کیے کہ سلطنت اُن کو سنہ ۱۵۵۲ء کے جابرانہ فرمان کی پابندی سے معاف کر دے
اور سختیون مین کمی کرے۔ اس وجہ سے اربابِ حکومت تو سختیان کرنے سے رُک گئے مگر
عام نصرانی رعایا کی حالت بدستور قائم رہی جن کو اتنا شدید تعصب تھا کہ وہ کسی طرح
مسلمانون کو فرائض اسلام ادا کرنے نہین دیتے تھے۔ اور داہنے ہاتھ مین تلوار اور بائین ہاتھ
مین صلیب لیے ہوے مسلمانون کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر شعائر اسلام سے روکتے۔ اور عیسائی
بنانے پھر رہے تھے۔ یہان تک کہ کوہستانی علاقون مین بھی مسلمانون کو ان متعصب
نصرانیون کے ہاتھ سے پناہ نہین مل سکتی تھی۔
بالآخر غرناطہ کے لاٹ پادری صاحب نے شاہ فیلیپش دوم سے یہ فرمان صادر ہی کرا لیا
کہ مسلمان غسل۔ وضو اور مغربی رقص ہرگز نہ کرین۔ نہ وہ عربی زبان بولین۔ اور نہ انکی

عورتین برقع اوڑھکر باہر نکلین۔اس فرمان کے صادر ہوتے ہی مسلمانون مین تاب ضبط نہ رہی۔وہ سخت برہم ہوے۔اور مجبوراً شمشیر بکف ہوکر اُٹھے۔افریقیہ کے مسلمانون سے انھون نے اتفاق کرلیا اوران کی کمک پر آمادہ مقاومت ہوئے۔سلطنت کی طرف سے مارکوئس منڈیار۔نصرانی سپہ سالار ان کی سرکوبی پر مامور ہوا جس نے مسلمانون کو شکست دی اوران کا تعاقب کرتا ہوا اُنھین کوہستانی علاقون مین ڈھکیل آیا۔

کوہستان کا علاقہ مسلمانون کے لیے جاے پناہ ثابت ہوا۔یہان انھون نے اپنی پراگندگی کو اجتماع واتحاد سے مبدل کیا۔اور محمد بن امیہ کو اپنا سردار بنایا۔یہ شخص اندلس کے اولین خلفاے بنی امیہ کی نسل سے ہونے کا مدعی تھا۔اوراس کے زیر قیادت مسلمانون نے کئی سال تک نصرانیون سے خوب مقابلہ کیا۔مگر پھر ان مین اختلاف ہوگیا انھون نے اپنے سردار کو خود ہی قتل کردیا جس کے بعد عبداللہ کو اپنا سردار بنایا۔۱۵۷۰ء مین ڈون حنا وتریس نے عبداللہ کی جمعیت مین اپنی ریشہ دوانیان شروع کرکے اس کا بہت سا حصہ اپنے ساتھ ملالیا۔یہ دشمن کے دام فریب مین آنے والے مسلمان کچھ تو نصرانی ہوگئے اور کچھ اندلس سے نکل کر افریقیہ کو چلے گئے۔کوہستان یوقسارہ کی اسلامی آبادی کو نصرانی بادشاہون نے پراگندہ کردیا۔اور اُنھین متفرق طور پر۔استوریہ۔غالیسیہ۔اور قسطیلہ کے علاقون مین تقسیم کرکے آباد کیا۔نیز ان مسلمانون پر جہان بھی وہ رکھے گئے۔حکومت کی طرف سے بڑی سخت نگرانی قائم کی گئی۔

۱۶۰۹ء مین شاہ فیلیپش ثالث نے یہ فرمان صادر کیا کہ والنسہ اور مرسیہ کے مسلمان ملک سے قطعاً نکل جائین۔ناچار مسلمانون نے رخت سفر باندھا۔اور بحری راستے سے افریقیہ چلے گئے۔بہت سے مسلمان کوہستان پرینیز کے اس پار جاکر ملک فرانس مین پہنچ گئے جن کو ہنری چہارم شاہ فرانس نے اپنے ملک مین آباد ہونے کی اجازت [illegible] آسانیان مہیا کردین۔ان کے لیے مکانات بنوا دیے۔اُنھین کاشت کے واسطے

اراضی دی۔ اور ان مین سے بعض مسلمان جو افریقیہ ہی جانے کے عازم تھے۔ انھین
اسباب و ذرائع سفر مین سہولت بہم پہونچا کر بندرگاہ غنینہ۔ اور لنجدوق تک پہونچا دیا۔
بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ جس روز سے اسپین کے نصاریٰ نے مملکت غرناطہ کو
تسخیر کیا۔ اس دن سے ۱۶۰۹ء تک جس قدر مسلمان اسپین سے جلاوطن کیے گئے ان کی
مجموعی تعداد تیس لاکھ تھی۔ یہ سب نہایت محنتی اور اعلے درجے کے صنّاع تھے۔ اور ملک
اسپین کی عظمت و رفاہیت بالکل انھین کی عرق ریزیون کے طفیل مین تھی۔ ان کے ملک
سے نکلتے ہی اسپین کی ملکی عزّت اور ثروت مین بھی فرق آگیا۔ اور وہان تمدّن کی جگہہ
توحّش برسنے لگا۔ اسپین ہی کی سی حالت ملک فرانس کے اُس علاقے کی بھی ہوئی جہان
اسپین کے جلاوطن مسلمان آباد ہو گئے تھے۔ کیونکہ رومن کیتھولک فرقہ کے نصاریٰ نے
یہان بھی اپنے تعصب کی وجہ سے مسلمانون کا سکونت پذیر رہنا گوارا نہ کیا۔ اور چونکہ وہ
نصرانیت کو قبول نہین کرتے تھے اس لیے ۱۶۸۹ء مین انھین فرانس سے بھی جلاوطن ہونا
پڑا۔ یہ مسلمان فرانس کے علاقہ ننتس مین رہتے تھے۔

مقالۂ ششم

عہدِ اوّل کا عربی تمدّن

باب اوّل

:- مدرسۂ اسکندریہ کے بعد مدرسۂ بغداد کی علمی مرکزیّت :-

ابتدائے عہد اسلام مین اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام قوت
فتح ممالک اور اشاعت اسلام مین صرف کی۔ صحابہ کرام کے بعد جو نسل ہوئی اُس نے کچھ کچھ
علوم ادبیہ کی جانب توجہ کی۔ لیکن اس نسل کی بھی بہت کچھ قوت فتح ممالک اور نشر اسلام ہی پر

صرف ہوئی۔ تا آنکہ مسلمانوں میں اندرونی فتنہ وفساد کی آگ بھڑکی۔ اور وہ خانہ جنگیوں میں مصروف ہو کر کشورکشائی اور علمی مشاغل دونوں سے الگ ہو گئے۔
یہ خانہ جنگی ختم ہوئی۔ اور اسلامی حکومت کو یکسوئی حاصل ہو گئی۔ تو فتوحات کا سیلاب پھر امنڈا۔ اور اس مرتبہ اسلامی فتوحات کے سیلاب کی لہریں دنیا کے بہت دور دراز ممالک تک پہونچ گئیں۔ مسلمانوں کو عظیم الشان اور نمایاں فتحیں حاصل ہوئیں خصوصًا سنہ ۷۵ء میں دولت بنی اُمیہ کے زوال کے بعد وہ مشرق میں ممالک شام و فارس کی جانب دریائے سندھ اور دریائے قزوین تک اور مغرب میں تمام شمالی افریقیہ اور جزیرہ نمائے اندلس کے بہت بڑے حصے کو اپنے زیرنگین کر چکے تھے۔ اور ملک فرانس پر حملہ آور ہو کر اُسے پامال اور مسخر کر لینے کی دھمکی دے رہے تھے۔ مگر فرانس کے حکمران چارلس مارٹل نے اقلیم نوارہ کے میدانی علاقہ میں خلیفہ عبدالرحمٰن الاموی تاجدار اندلس کے لشکر کو شکست فاش دی، اور کچھ اس طرح غارت کر ڈالا کہ بار دیگر مسلمانوں کو فرانس پر فوج کشی کی جرأت نہ ہو سکی۔
اس کے بعد مسلمانوں کو مزید کشورکشائیوں سے استغنا پیدا ہو گیا۔ اور تیغ و سنان کی بازی سے سیر آ کر انھیں قلم و کاغذ کا کھیل مرغوب ہو چلا۔ حامیٔ علم و فن اور علما پرور خلفا کی پیروی میں عام طور پر مسلمانوں کے ہر طبقے میں علمی منافست و سابقت کا جذبہ پیدا ہو گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جہالت فنا ہو گئی۔ اور امم مشرقیہ بلکہ تمام اسلامی ممالک میں عربی مصنفات و مؤلفات بکثرت شائع ہو گئیں۔ انھی مصنفات کے بڑے حصے سے جو آج تک موجود ہے عربی لٹریچر مرکب ہے۔ اور یہ ذخیرۂ علم و ادب یقینًا دنیا کے مشہور۔ و وسیع ترین علوم و ادبیات میں داخل ہے۔

مبحث اوّل

{عربوں کے تحصیل علوم کی ابتدا۔ اور خلیفہ منصور عباسی کی خلافت کا آغاز}

(یہ فخر عرب خلفاء کے زمرہ میں ابو جعفر المنصور عباسی کو حاصل ہے کہ اس نے سب سے پہلے عربوں کو

دماغی اور ذہنی مشاغل مین مشغول کیا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ قدماء عرب کی کتابون مین بجز بعض ایسے فوائد کے جن کا تعلق عملیات فلکیہ سے ہے اور کوئی علمی مسئلہ نظر نہین آتا یہ چند فلکی عملیات بھی عربون کو آسمانی منظر کے وسیلے سے حاصل ہوئے تھے۔ کیونکہ منظر فلک نے ان کے ذہنون کو اپنی طرف جذب کر کے اس بات پر غور و فکر کرنے کی توجہ دلائی کہ آخر اس چادر نیلی مین بیپایان و درخشان اجرام کیون پائے جاتے ہین؟ یہ ایک فطری احساس ہے اور دنیا کی تمام قومون کو ہوا اور ہوتا ہے کہ وہ اپنے ممالک کی خوبی اور درستی آب و ہوا کی حالت مین کواکب اور نجوم کے مشاہدہ اور رصد کی طرف متوجہ اور مائل ہوتی رہی ہین۔

قدماء عرب منازل قمر۔ اور نجوم فلکیہ کے احکام سے واقف و آگاہ تھے۔ ان کو سیار کواکب اور بعض دیگر روشن و درخشان ستارون کا بھی علم تھا۔ ان ستارون کو وہ بخوبی پہچانتے تھے۔ بلکہ ماسوی اللہ اُن کی عبادت بھی کرتے تھے۔ اُن کے ہان حساب سنین مین قمری یعنی چاند کے مہینون کا حساب رائج تھا۔ مگر اس کی کوئی مثال نہین ملتی کہ انھون نے کبھی یہ فکر کی ہو کہ آسمان کی حرکتون کی کوئی حد مقرر کرین۔ یا کوئی ایسا سنہ اور تاریخ قرار دین جو اُن کی تمام قومون مین یکسان رواج پا جائے۔ چنانچہ کسی عام تاریخ یا شمار سنین کا حساب نہ ہونے کی وجہ سے تاریخ عرب کے سلسلہ کی سال وار ترتیب قبل از اسلام تک بالکل محال ہے۔ اور جب تک اُن کی مختلف طریقے کی عبادتین منسوخ ہو کر اُنھین بالکلیہ اسلام کی تربیت نصیب نہین ہوئی اُس وقت تک اُن کا کوئی مسلسل سنہ قائم نہ ہو سکا مگر عربون کی طبیعت مین فطری جودت تھی۔ اور ان مین اس بات کی کامل استعداد موجود تھی کہ جو بات اُن کو کہین سے حاصل ہو اُس سے تنہا خود ہی فائدہ نہ اُٹھائین۔ بلکہ اَوروں تک بھی پہونچانے کا واسطہ بنین۔ چنانچہ جو علم عرب علماء کو حاصل ہوتا تھا اُس کی بہت جلد دنیا مین عام اشاعت ہو جاتی تھی۔

دریاے فرات[1] اور دریاے وادی الکبیر[2] کے مابین روے زمین کے طویل وعریض رقبے پر جتنی قومین آباد تھین۔ اور جو آدمی وسط افریقہ کے جنوبی خطّے مین بود و باش رکھتے تھے عرب علما و محققین کے دماغی جد وجہد کے ثمرات سب کو پہونچ جاتے تھے، اور ان سب ممالک مین اُن کے جدید ترین علمی مسائل ہمپاۓ برق ہوکر شائع ہو جاتے تھے اور قابل تعریف امر یہ تھا کہ عربون کے مشاغل کثیر اور اُن کی حد سے بڑھی ہوئی مصروفیت بھی علم کی خدمت اور اُس کی اشاعت مین اُن کی سنگ راہ نہین بن سکتی تھی۔

اگرچہ عرب مسلمان اس بات کے ہرگز متحمل نہین ہوتے تھے کہ دین اسلام پر کسی اور دین کو ترجیح دین یا اس کو چھوڑکر دوسرا دین اختیار کرین۔ تاہم وہ بنی اسرائیل کے طرز تمدن سے اس بارہ مین ضرور خلاف تھے کہ مغلوب و مفتوح اقوام کی عورتون سے تناسلی اختلاط نہ قائم کیا جاے۔ مگر اس تناسلی اختلاط کے باوجود انھون نے اپنی عربی طبیعت اور سرشت مین ذرہ برابر بھی فرق نہین آنے دیا۔ وہ اُن روایات کے بہت سختی سے پابند رہے جن سے وطن اصلی کی یاد تازہ ہوتی رہتی تھی۔ عربون کی بود و باش کا یہ حال تھا کہ وہ تقریباً خانہ بدوش رہے۔ ہمیشہ ایک ملک سے دوسرے ملک مین نقل مقام کرکے وہان سکونت اختیار کی۔ اور پھر اس سے منتقل ہوکر تیسرے ملک مین چلے گئے۔ لیکن یہ دیکھکر کمال حیرت ہے کہ اُن کی فطری عادتون اور طبیعتون پر اس کا بھی کوئی اثر نہ ہوسکا۔ حالانکہ اور قومون مین نقل سکونت کی وجہ سے بہت کچھ تغیر طبائع اور عادات مین نمایان ہو جاتا ہے۔

قدیم جرمن اقوام اپنے ملکون سے نکل کر دنیا مین پھیل گئین۔ اور فتوحات کے ذریعہ نو آبادیان قائم کرکے وہان سکونت اختیار کرلی۔ مگر انھون نے ترک وطن اور حصول سلطنت

---

[1] دریاے فرات عراق عرب مین بہتا ہے۔

[2] دریاے وادی الکبیر اندلس مین جاری ہے۔ مقصد یہ ہے کہ عرب کی سرزمین سے لیکر مملکت اندلس تک کی دور دراز مسافت مین جتنی قومین آباد تھین وہ سب عربون کے زیر اقتدار تھین۔

کے بعد بہت دیر مین اپنے تمدّن کا آغاز کیا۔ لیکن عربون کا معجزہ دیکھیے کہ وہ اپنے مفتوحہ ممالک مین دین اسلام کا نور۔ اپنی کامل زبان۔ اور اپنے اشعار کے لطائف ایک ساتھ پھیلاتے چلے گئے۔ گویا دنیا کی قومین اسی انتظار مین بیٹھی تھین کہ عرب فاتحین کی ہر ادا کو دلی رغبت سے اختیار کرلین چنانچہ فرانس کے صوبہ "پروانس" کے وہ شاعر جو فرنگستان کی خاک سے اُٹھے۔ یا دیگر فرنگی مغنّی و مُطرب جب عشق و مستی کا ولولہ انگیز کلام کہتے یا گاتے تو انھی کے طرزِ سخن اور انداز طرب و غنا کی پیروی کرتے تھے۔ اور یہ صرف چند روزہ عربی حکومت مین رہنے کا اثر تھا۔

مبحث دوم

(عربون کے استاد اول نسطوری فرقہ کے علما۔ ایدسّہ کا مدرسہ اور علماء نسطوریہ کے متّبعہ ہندی مذاہب +)

(شام۔ فلسطین۔ اور پھر دیار مصر پر عربون کے حملہ آور اور فاتح ہونے کی کیفیت غور سے ملاحظہ کی جائے۔ تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ عربون مین اکتساب علوم اور علمی ترقیون کا میلان طبعًا موجود تھا۔ علمی مشاغل ان کے مرغوب ترین شغل تھے۔ ان مین اس بات کی طبیعی استعداد تھی۔ وہ اُن قومون سے بھی میل جول اور الفت و موانست رکھتے تھے جو ان کے جزیرہ نما (عرب) کے اطراف مین رہتی اور اُن کی ہمسایہ تھین۔ یہ قومین تمدّن مین ایک بڑے درجے تک ترقی یافتہ تھین۔ اور عربون کو ان سے استفادہ کرنے کے مواقع حاصل تھے چنانچہ انھون نے نصاریٰ کے ایک فرقہ نسطوریہ سے مالوف ہونے ہی اپنے دماغون کو انوار علوم سے منوّر اور اسکندریہ (مصر) مین فاتحانہ داخلہ سے قبل اُن نسطوری علماء سے بہت کچھ معارف و علوم کا اکتساب کرلیا تھا لیکن اول اول ایک مدت تک ایشیا کے مشرقی ملکون مین ان نسطوری علماء کا مذہب کچھ بھی شائع نہین ہوا۔ اُن کے علمی مسائل سے کسی قدر ملک شام کے باشندون نے استفادہ کیا تھا کہ یکایک نسطوریہ فرقہ کے مخالفین

اس فرقے کی بیخ کنی کے درپے ہو گئے - کیونکہ دونوں فریقوں کے دینی عقاید متباین تھے - اور اُس زمانے میں عدم رواداری کا زور تھا - نسطوری علما اپنے اوپر دشمنوں کا نرغہ دیکھکر روپوش ہو گئے - یا بھاگ گئے - اور علمی افادہ و استفادہ بند ہو گیا - مگر اُن کے شامی شاگرد اُن سے علوم ادبیہ کا اکتساب کر چکے تھے - اور عربوں نے اُن علوم کی شامیوں سے تحصیل کی -

خطۂ عراق عرب میں بمقام "ایدیسہ" نسطوری علمار کا بنا کردہ مدرسۂ طبیہ نہایت فیض رسان ثابت ہوا اس مدرسے کے فاضل طبیبوں کی ایک کامیاب جماعت نکلی جو عہد رسالت کی ہم عصر تھی - عربوں کو معدنی اور نباتی ادویات مفردہ کا ابتدائی علم اسی مدرسہ کی برکت سے حاصل ہوا تھا ، زیتون ازیورنائی -

شاہ یونان کے عہد میں یہ مدرسہ بند ہو گیا - اور یہاں تعلیم و تعلّم کا کوئی سلسلہ باقی نہیں رہا اس کے بند ہونے کی وجہ دینی تعصب کے سوا کچھ نہ تھی - نسطوریوں کے مابین تعصب کا زور ہوا تو وہ اپنے عقائد اور اپنے معلومات کو دنیا میں شائع کرنے پر اُٹھے - اور ساتویں صدی عیسوی کے وسط میں - ہندوستان ، چین ، اور بلاد فارس میں اپنے علوم کی فیض رسانی اور اپنے عقائد کی تبلیغ و اشاعت کرتے رہے - چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ بعد بلاد فارس پر انھیں بہت بڑا سیاسی غلبہ حاصل ہو گیا - انھوں نے اقلیم خوزستان کے شہر "جندی سابور" میں ایک اعلےٰ درجے کا مدرسہ قائم کیا - بے شمار طالبان علم حصول تعلیم اور استفادہ کی غرض سے یہاں آنے لگے - ادھر نسطوریوں کا یہ دار العلم مملکت فارس میں علم پاشی کر رہا تھا کہ دوسری طرف حسن اتفاق سے یونانی فیلسوفوں کی ایک جماعت بھی ایران میں آگئی - یہ حکما اپنے ملک سے جلاوطن کیے گئے تھے - اور انھوں نے ایران کو اپنی جائے پناہ بنایا تھا - ان حکماء نے یونان کے اُس افلاطونی مدرسہ میں تعلیم پائی تھی جو شہر اثینیہ (ایتھنز) پایۂ تخت یونان میں جاری تھا - اور ان لوگوں کو شاہنشاہ پوسٹینان نے جلاوطن کیا تھا -

پھر عرب فاتحین کا دور آیا تو وہ کشور کشائیان کرتے ہوے بلاد ایران پر بھی قابض و متصرف ہو گئے۔ اور چونکہ فطری استعداد اور جودتِ طبع سے بہرہ ور تھے۔ نہایت قلیل زمانہ مین ان ایرانی اصول تمدن سے آشنا ہو گئے۔

بااین ہمہ یہ نہین معلوم ہو سکا ہے کہ آخر علم الفلاک مین خلیفہ منصور کا استاد کون تھا؟ کسی ہندی عالم کو اُس کا استاد قرار دینا بالکل قیاس سے بعید ہے۔ کیونکہ عربون نے یونانی کتابون کے دستیاب ہو جانے کے بعد سے علم الفلاک کے متعلق ہندی علما کی آرا کا کچھ بھی اعتبار نہین کیا۔

مبحث سوم

مدرسۂ بغداد کا قیام مامون الرشید کا عہد

یونانی کتب کا عربی مین ترجمہ اور علم الفلاک مین خود عربون کی تالیفات

جب تمام یورپ جہالت کی تاریکی اور ظلمت مین تھا۔ اُس وقت عربون کی آنکھین انوار علم کی چمک سے کھل چکی تھین منصور کے جانشین خلفا بھی علوم و معارف کی سرپرستی اور سعی ترقی مین منصور ہی کے نقش قدم پر چلتے رہے۔ اور اپنے مفتوحہ ملکون سے جلیل القدر علما کو بلوا کر دربار مین رکھا۔ اُن سے یونانی کتابون کے ترجمے عربی زبان مین کرائے۔ کتب خانے قائم کیے۔ درس گاہین بنوائین۔ تعلیم کو عام کیا۔ شاہی مدارس مین۔ اور نیز دیگر تعلیم گاہون مین عام و خاص ہر طبقے اور درجے کے آدمیون کو تعلیم حاصل کرنے کی اجازت تھی۔ اور ان مدارس مین ارسطو۔ بقراط۔ جالینوس۔ دسقوریدوس۔ اقلیدس۔ ارشمیدس۔ بطلیموس۔ اور ابولونیوس وغیرہ علما و حکما کی کتابین برابر پڑھائی جاتی تھین جن کے ساتھ ساتھ متن قرآن شریف اور اُس کی تفسیر کا درس بھی دیا جاتا تھا۔ علما و حکما کی خاص خاص محفلین اور مجالس مذاکرۂ علمیہ قائم کین۔ ان مجالس مین مسائل علمیہ پر غور اور بحث ہوا کرتی تھی۔

خلیفہ مہدی اور خلیفہ رشید نے چیدہ چیدہ نصرانی علماء کو اپنے درباروں مین بلالیا یہ علماء ممالک ایشیا مین جا بجا پھیلے پڑے تھے۔ اُن پر شاہانہ انعام و اکرام کا مینہ برسایا اور اُن سے یونانی اور فارسی زبانون کی کتابین عربی اور سریانی زبانون مین ترجمہ کرائین۔ ان ہر دو خلفاء کے عہد مین حسب ذیل مشاہیر علماء ہوئے ہین۔

(۱) ماشاء اللہ فلکی۔ اس نے اُصطرلاب اور اُس کے دائرۂ نحاسیّہ پر ایک مفید کتاب تالیف کی ہے۔

(۲) احمد بن محمد نہاوندی فلکی۔ یہ بھی علوم فلکیہ کا ماہر کامل تھا۔ اور ماشاء اللہ کی طرح مشاہدات ورصدِ افلاک مین مصروف رہا۔ عربون مین علوم فلکیہ کے یہی دو سب سے اوّل اور قدیم عالم ہوئے ہین۔

(۳) حجازی بن یوسف۔ یہ بھی اُس عہد کا بہت بڑا عالم تھا۔ اور اسی نے سب سے پہلے اقلیدس کا ترجمہ عربی زبان مین کیا ہے۔

اس عہد مین عربون کی دماغی و ذہنی ترقیات اور ان کے علوم و فنون کی مہارت کا جو درجہ تھا اس کے اظہار کے لیے یہ کافی ہے کہ اُن کے علمی عروج وکمال کی شہادت مین وہ بجنے والی گھڑی پیش کردین۔ جو خلیفہ رشید نے شارلمین شاہ فرانس کو ہدیۃً ارسال کی تھی یہ گھڑی نادرۂ روزگار صنعت تھی اور پانی کے ذریعے سے چلتی تھی۔

ہارون الرشید کے بعد مامون الرشید خلیفہ ہوا۔ عرب خلفاء مین مامون کا وہی مرتبہ ہے جو دولت رومۃ الکبریٰ کے تاجدارون مین اغسطس قیصر کا ہو سکتا ہے۔ یہ خلیفہ آفتاب فضل تھا۔ اور بے شمار بڑے بڑے باکمال علماء نجوم فلک کی طرح اس آفتاب علم کو اپنے حلقے مین لیے رہتے تھے۔ مامون کی علمی تشنگی کا کچھ اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ اس نے قسطنطنیہ کے رومی (یونانی) قیصر سے دوستی پیدا کرلی۔ اور یہ دوستی محض علوم و معارف کو ترقی دینے کے لیے کی تھی۔ وہ حکمائے یونان کے دماغی کارنامون کا

خواہان وجویان تھا اور یہ قیمتی خزانہ اُسے شاہنشاہ قسطنطنیہ کی دوستانہ اعانت ہی سے مل سکتا تھا۔ مامون نے حکمائے یونان کی تمام تصانیف فراہم کرلین۔ اسکندریہ (مصر) کے علماء کی کتابین بھی حاصل کین اور دنیا مین جس جگہ ان کی تصانیف کا پتہ پایا وہین سے یہان تک کہ خود پایۂ تخت یونان ایتھنز سے بھی منگانے کا اہتمام کیا ان کتابون کے جمع کرنے اور اپنے درباری علماء سے ان کے تراجم عربی زبان مین کرانے پر مامون الرشید نے بے شمار مال وزر خرچ کیا۔

اسی زمانے مین یحییٰ بن ابی منصور نے ایک فلکی زائچہ (یعنی حساب نجوم کا نقشہ یا جدول) مرتب کیا۔ اس زائچہ کی تیاری مین سند بن علی بھی یحییٰ کا شریک کار تھا اسی سند بن علی نے ۳۲ھ و ۳۳ھ مین خالد بن عبدالملک مروروزی کے ساتھ شریک ہو کر کئی دیگر رصدین تالیف کین۔ اور پھر ان دونون علماء نے علی بن عیسیٰ اور علی بن البحتری کو اپنے ساتھ لیکر فلکی مشاہدات کیے۔ اور شہر رقہ اور شہر تدمر کے مابین خط نصف النہار کا قیاس واندازہ کیا۔ احمد بن عبداللہ بن حبش نے تین زائچے کواکب کی حرکات کے بارے مین تالیف کیے۔ اور مامونی عہد کے انھی عرب علماء فلک نے سورج گہن اور چاند گہن کے وقوع۔ اور دُمدار ستارون کے طلوع وغروب وغیرہ کا حساب لگایا۔ اور اُن سیاہ دھبون کو دریافت کیا۔ جو قرص آفتاب مین ہین۔ اعتدال ربیعی اور اعتدال خریفی کو رصد کے ذریعہ درست طور پر جانچا۔ اور فلک البروج کے منطقہ کا میل اندازہ لگا کر دریافت کیا۔ انھین علماء نے خلیفۂ مامون کے حکم سے کتاب "المجسطی" کی غلطیان درست کین۔ یہ کتاب یونانی حکیم بطلیموس کی تالیف ہے۔ اس کتاب کا عربی ترجمہ خلیفہ رشید کے عہد مین یحییٰ بن خالد برمکی کے زیر نگرانی کئی لائق مترجمین نے کیا تھا۔ مذکورۂ بالا عرب علماء مین درجۂ اجتہاد اور رتبۂ امامت محمد بن ابراہیم الفزاری کا حصہ ہوا۔ اور یہ اپنے تمام معاصرین پر اس فن مین گوئے سبقت لے گیا ہے۔ اُس نے ہندوستانی

علم الافلاک کا یونانی علم الافلاک سے موازنہ اور مقابلہ کیا۔

احمد بن محمد نہاوندی نے شہر جندی سابور مین اجرام سماویہ کو رصد کیا۔ اور ۸۳۰ء مین کئی جدید زائچے تالیف کیے جن کا نام "المشتمل" رکھا۔

یہ سب علما رخلیفہ مامون الرشید کے عہد کے نامور علمائے فلک ہین۔ اوران کے علاوہ محمد بن موسی خوارزمی جس نے خلیفہ مامون کے لیے ہندوستان کے فلکی زائچون کا خلاصہ تیار کیا۔ اور محمد بن موسی کا ہمعصر کندی جو یونانی زبان کا متبحر زباندان تھا اور اُس نے مدارس اسکندریہ و اثینیہ کی کتابون سے بھی بہت کچھ مدد لی تھی۔ یہ دونون بھی بڑے پایہ کے عالم تھے۔ چنانچہ کندی نے حساب۔ ہندسہ۔ حکمت۔ نجوم۔ حوادث جویہ۔ اور طب وغیرہ علوم وفنون مین دو سو سے اوپر کتابین تصنیف وتالیف کین۔ مگر ان کا شمار فلکی علما مین نہین ہوتا۔ بلکہ یہ ریاضی دان عالم مانے جاتے ہین۔

کندی کا شاگرد رشید ابو معشر فلکی بے شک بہت سے مفید فلکی مشاہدات کرنے مین مشغول رہا جن کی بنا پر اُس نے حرکات اجرام سماویہ کا ایک حساب مرتب کیا۔ اور وہ حساب "زیچ ابو معشر" کے نام سے مشہور ہے۔ لیکن اہل فرنگ مین اس کی شہرت ہیئت دان کی حیثیت سے نہین ہوئی۔ وہ اس کو صرف منجم جانتے ہین۔ کیونکہ اس کے تالیف کردہ صرف فن نجوم کے چند رسالے اہل فرنگ کو دستیاب ہوے۔

مبحث چہارم

(عربون کے جدید فلکی مشاہدات اور یونانی سے ترجمہ کی ہوئی زیچون کی درستی اور تکمیل)

مامون الرشید کے بعد بھی عرب علما رعلم وفن کی طرف متوجہ رہے۔ خاصکر علم فلک مین ان کی مشغولی بہت بڑھی ہوئی تھی۔ محمد۔ احمد۔ اور حسن تین بھائی۔ موسی بن شاکر کے بیٹون نے اس فن مین اپنی تمام کوششین صرف کردین۔ زیچ کی تصحیح اگرچہ ان سے قبل

دیگر عرب علماء بہت کچھ کر چکے تھے۔ پھر بھی اُس کی صحت کا تکملہ اور اُسکے نقائص کا دفعیہ انھین تینون بھائیون نے کیا۔ اُنھون نے بہم مشاہدے کرکے نہایت تحقیق و تدقیق کے ساتھ، فارسی سنہ شمسی مین حرکت آفتاب کا صحیح اوسط دریافت کیا۔ شہر بغداد کے مشہور دروازۂ "طاق" کے متصل دریائے دجلہ کے ایک پل پر جو رصد خانہ تھا اُس رصد خانے مین یہ برابر فلکی مشاہدات کرتے رہتے۔ اور اکلپٹیک یعنی منطقۃ البروج کے وسط کا مَیل اُنھون نے دریافت کرلیا اور اُسکی ایک حد بھی مقرر کر دی کہ یہ مَیل (جھکاؤ) اتنا ہوتا ہے۔ اسی طرح عروض قمر مین سے عرضِ اکبر کے حسابون کا فرق بھی معلوم کرلیا۔ اور ان کے یہ مشاہدات اور مشاہدات کے نتائج اس قدر اچھے اور درست تھے کہ ان کے بعد ابن یونس فلکی نے اپنے مشاہدات فلکیہ مین اِن پر کامل اعتبار کیا۔ اور انھین کو مدارِ عمل بنایا۔

ان تینون بھائیون مین سب سے بڑا محمد تھا۔ کواکب سیارہ کی تقویمین اُسی نے تیار کین یہ تقویمین خود محمد کے عہد مین اور اُسکے بعد بھی عرصۂ دراز تک علماء ہیئت مین مروج اور مستعمل رہین۔

ثابت بن قرہ علم الافلاک مین محمد کا شاگرد رشید ہے۔ یہ سنہ ۲۹۰ھ مین فوت ہوا ہے۔ اُس نے بطلیموس کی کتاب "مجسطی" کا دوسرا ترجمہ کیا۔ اس کتاب کا پہلا ترجمہ عربی زبان مین خلیفہ ہارون الرشید کے عہد مین ہوا تھا۔ ثابت بن قرہ نے اپنے اس ترجمے مین متقدمین عرب فلکیون کی اُن تصحیحات کا بھی ذکر کیا جو اُنھون نے بطلیموس کی غلطیان دور کرنے کے لیے کی تھین۔ اور ان سب کے بعد اپنے مفید ملحوظات کا اضافہ کیا ہے۔

موسیٰ بن شاکر کی اولاد اور اُن کے شاگردون کے بعد محمد بن عیسیٰ "الماہانی" کا دور آیا اور اس زبردست فلکی عالم نے مشاہدات فلکیہ سے متعلق متعدد رصد مرتب کیے۔ اور اسی طرح ابوالعباس فضل بن حاتم تبریزی نے ارصادات کی تالیف کے ساتھ ایک اہم کام یہ کیا کہ متقدمین علماء فلکیات سے ارصادات مین جو غلطیان ہوگئی تھین اور وہ غلط ارصاد خلیفہ مامون الرشید کے عہد تک مروج چلی آرہی تھین۔ ان کی بھی اصلاح کی۔ ابوالعباس فضل

بن حاتم تبریزی نے خود بھی کوشش کر کے اجرام سماویہ کو رصد کیا۔ اس نے کتاب "مجسطی" پر ایک بسیط شرح لکھی۔ کئی فلکی زائچے مرتب کیے جن مین سورج گرہن۔ چاند گہن اور کواکب سیارہ کے محاق اور ان حوادث سماویہ کی پوری تشریح کر دی جو ۸۵۴ء سے ۸۶۵ء تک واقع ہوتے رہے تھے۔ تبریزی کے بعد اس کے تیار کردہ زائچے ایک سو سال تک بلا کسی رد و بدل کے مروّج اور متداول رہے۔ اور تمام فلکی علماء اُنھین کا اتباع کرتے چلے گئے۔ مگر تبریزی کے ان زائچون مین بھی اکثر زائچے غلطیون سے خالی نہ تھے۔ اور تبریزی اُن کی تصحیح سے غافل رہا تھا۔ چنانچہ ابن یونس فلکی نے جس نے "الزیج الحاکمی" کے نام سے جدید زائچے ترتیب دیے۔ تبریزی کی غلطیان آشکار اکین۔ اور باوجود اس نقص نکالنے کے تبریزی کی علمی عظمت اور جلالت قدر کا کھلے دل سے اعتراف کیا۔ ابن "زوزنی" اپنی تالیف "کتنجانہ الفلاسفہ" مین تبریزی کو علماء ریاضیین مین شمار کرتا ہے۔ اور المہانی کو بلاشبہ فلکی عالم مانا گیا ہے۔

نوین صدی عیسوی کے عرب علماء بالعموم صرف اُنھین علمی مسائل اور قواعد پر عامل رہے جو متاخرین علماء کے قرار دادہ تھے۔ یہ مسائل علماء مدرسہ بغداد کی علمی ایجاد تھے۔ انھون نے اپنے تلامذہ کو صرف یہ سکھایا تھا کہ غیر معلوم اشیاء کو معلوم اشیاء کے وسیلے سے دریافت کرنا اور حوادث فلکیہ کی تحقیق کو پایہ تکمیل تک پہونچانا اُن کا شیوہ رہے۔ اور اسباب پر غور کرنے سے قبل مسببات پر غور و خوض کرنے کی ضرورت ہے۔ پھر کسی شئ کو اُسی وقت قبول کرنا چاہیے جبکہ اس کی صحت پر کامل یقین ہو جائے۔ اسی وجہ سے متاخرین فلکی علماء اپنے متقدمین کی کتب پر اعتماد و اعتبار کرتے چلے گئے۔ اور ثابت بن قرہ کا سا مجتہد فلکی بھی یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہو گیا کہ جو فلکی مشاہدات خلیفہ مامون کے عہد مین مدوّن ہو کر اُس تک پہونچے ہین اور آج اُس کے ہاتھ مین موجود ہین وہ علم الفلک کی مزید ترقی اور تقدم کے لیے کافی اور وافی ہین۔ البتہ ابن قرہ اس بات پر متاسف ہے کہ شائقین علم فلک نے کیون یہ جد و جہد نہین کی کہ متقدمین علماء کی موجودہ کتب سے بھی زیادہ کتابین حاصل کرتے

مبحث پنجم

: البتانی ۔ اور اماجور کے دو بیٹون کے علمی کارنامے :۔

الماہانی کے بعد البتانی کا دور آیا ۔ یہ شخص نوین صدی عیسوی مین عرب علماء کا گل سرسبد اور سب سے بڑا علامہ اور مجتہد وقت ہو گذرا ہے ۔ اس نے شمس و قمر کے متعلق چار رصدین تالیف کین ۔ ایک رسالہ فلک کے بیان مین لکھا ۔ ۸۸۰ء مین بمقام رقہ ایک رصدگاہ بنائی ۔ اور اس مین آسمان کو رصد اور مشاہدہ کیا ۔

البتانی اپنے زمانے کے تمام مروجہ علوم کے کلیات مسائل پر عبور رکھتا تھا ۔ وہ جامع علوم اور بڑا متبحر عالم تھا عرب علماء کے زمرہ مین اس کا وہی درجہ ہے جو یونانی علماء کے گروہ مین بطلیموس کا درجہ تھا ۔ یعنی اس کو "بطلیموس العرب" کہنا زیبا ہے ۔ البتانی ۹۲۹ء مین فوت ہوا ہے

البتانی کے علاوہ نوین صدی عیسوی کے دیگر نامور عرب فلکی علماء حسب ذیل ہین :۔

سہل بن بشار ۔ محمد بن یوسف سمرقندی ۔ ابوالحسن علی بن اسمٰعیل الجوہری ۔ ابوجعفر احمد بن عبداللہ بن حبش ۔ قسطہ بن لوقا معاصر کندی ۔ محمد بن حسین بن حامد بن العطامی علی بن اماجور اور اس کا دوسرا بھائی ۔ اماجور کے یہ دونون بیٹے بڑے فاضل فلکی تھے ۔ اُنھون نے ۸۸۵ء سے ۹۳۳ء تک خود نئے فلکی مشاہدات کر کے کئی ایک عجیب و غریب زائچے تالیف کیے ۔ اور فلکی اکتشافات کا ایک نادر اور واضح ترین طریقہ ایجاد کیا ۔ اور اسی طرح حرکات قمر کے حساب مین بہت سے نمایان فرق ظاہر کیے جیسا کہ یونانیون اور ان کے متقدمین عرب فلکی علماء نے بھی بارہا ظاہر کیا ۔ اور اُنھون نے یہ بھی دریافت کیا کہ عروض قمر مین سے عرض اکبر کے حدود دوامی یکسانیت سے مُعرّا ہین ۔

مبحث ششم

: شاہان بنی بویہ کا خلیفہ مامون کے بنا کردہ تمدن و علوم کو زندہ کرنا :۔

خلیفہ مامون الرشید کی وفات یعنی ۸۳۳ء کے بعد خلافت عباسیہ کے بارہ تاجدار

مسلسل طور پر علم دوست اور ادب پرور ہوتے گئے۔ اُنھون نے علوم و فنون ادبیہ کو زندہ رکھنے کی پوری کوشش کی۔ اور اُن مین سے ہر خلیفہ نے علم اور اہل علم کی قدر شناسی مین پیشرون پر تفوق حاصل کرنے کی ہمہ کوشش کی۔ وہ علما کی سرپرستی اور توقیر سے کبھی غافل نہین ہوے مگر اُن کے بعد دفعۃً اُن کو سرکش امراء مملکت و سرداران سپاہ کی بغاوتون نے پریشان بنا دیا۔ اور سلطنت کی بدنظمی یہان تک ترقی کر گئی کہ باغیون اور سرکشون نے خاص قصر خلافت کے دروازون پر دستک دینی اور فتنہ و فساد برپا کرنا شروع کر دیا۔ آخر یہ نوبت آگئی کہ خلافت کا شیرازہ درہم و برہم ہو گیا۔ مملکت خلافت پارہ پارہ ہو کر طوائف الملوکی کے قالب مین ڈھل گئی۔ ہر والی اور صوبہ دار اپنی اپنی جگہ خودسر بادشاہ بن بیٹھا۔

اہل مکناسہ۔ ادریسی۔ اور مدراری نے اقالیم افریقیہ یعنی فاس۔ مکناسہ۔ سجلماسہ۔ اور استامیہ پر اپنی حکومتین مستقل طور سے قائم کر لین۔ طاہرت اور تلمسان کے صوبون پر بنی عبدالعاطی نے اپنی فرمانروائی کا اعلان کر دیا۔ بلاد قیروان خاندان بنی الاغلب کی ملکیت بن گیا۔ ۲۹۶ھ؁ ۹۰۸ء کے بعد مصر مین فاطمیون کی سلطنت جم گئی۔ اور اُنھون نے خلافت کے منصب پر بھی قبضہ کر لیا۔ ۳۱۶ھ؁ ۹۲۷ء مین طبرستان کے ملک پر دیلمی امراء خودسرانہ حکومت کرنے لگے جس کا سبب یہ ہوا کہ خلیفہ مامون نے اپنے عہد مین اپنے ایک مخلص خدمت گزار سردار طاہر کو خراسان کا مطلق العنان گورنر بنا دیا تھا۔ طاہر نے خلیفہ مامون کو مسند خلافت دلانے اور خراسان مین اُس کی حکومت قائم رکھنے مین بڑی سرگرم کوششین کی تھین اور شہر بغداد اور قصر خلافت کو امین سے چھین کر مامون کے حوالے کیا تھا۔ اس لیے مامون نے اس کے اخلاص، وفاداری اور جان نثاری کا یہ صلہ تجویز کیا کہ اُسے خراسان کا مطلق العنان و ذی اختیار گورنر۔ بلکہ ماتحت بادشاہ بنا دیا۔

طاہر کی یہ خوش نصیبی دیگر والیان ملک کے لیے باعث رشک ہوئی۔ اور اُن کے دلون مین بھی خلفاء سے اسی قسم کا امتیاز حاصل کرنے کی ہوس پیدا ہو گئی۔ چنانچہ وہ سب

رفتہ رفتہ مناسب مواقع پر اپنا مقصد حاصل کرتے گئے ۔علاوہ ازین بہت سے باغیون نے یہ خیال ظاہر کرکے بغاوت کی کہ خلافت تو سادات علویہ کا حق ہے ۔بنی عباس اُس پر غاصبانہ قابض ہین ۔ہم عباسیون کی خلافت سے منحرف ہوکر سادات کرام کو خلیفہ بنائین گے۔ اُنھون نے اس طرح اپنی حکومت و سلطنت کے سامان بہم کر لیے ۔اور خود ہی سلطان و حکمران بن بیٹھے۔

خراسان مین طاہری بادشاہون کے بعد ملوک صفریہ کی حکومت رہی ۔اس خاندان نے ۲۵۷ھ سے ۲۹۰ھ تک سلطنت کی ۔اُن کے بعد ملوک سامانیہ کا دور آیا ۔دوسری طرف فارس کے حکمران شاہان بنی بویہ نے بغداد پایہ تخت خلافت کی عنان حکومت کو اپنے قبضے مین کر لیا ۔اور خلفاء کے تمام اختیارات سلب کرکے امیر الامراء کے نام سے خود حکمران بن گئے ۔اُن کی قوت و عظمت اس قدر بڑھ گئی تھی کہ خلفاے عباسیہ محض نام کے لیے مسند خلافت پر متمکن رکھے جاتے تھے ۔اور اختیارات حکومت و ملک رانی سب ان سلاطین بنی بویہ کے ہاتھ مین تھے ۔

ان عظیم انقلابون کے باوجود مسلمانون کا علمی شغف کم نہین ہوا تھا ۔خلفاء اور بڑے بڑے سلاطین کی جگہ طوائف الملوکی کے چھوٹے چھوٹے بادشاہ اور امراء علم کی سرپرستی مین سرگرم تھے ۔دمشق ۔شیراز ۔اور سمرقند کے بادشاہ علم پروری کے لیے زیادہ مشہور تھے ۔اور ان کے پایہاے تخت دار العلوم کی حیثیت رکھتے تھے ۔طاہریہ خاندان حکومت کے چوتھے رکن طاہر بن عبد اللہ کے دور حکومت مین اس کا دار الملک شہر نیشاپور مشاہیر علماء و فضلاء کا ملجا و ماوی تھا ۔اور اُن مین ایسے باکمال علماء موجود تھے جنھون نے دائرۂ اصطرلابیہ کے وسیلے سے اجرام فلکی اور حالات سماوی کا مشاہدہ کیا ۔اسی دائرۂ اصطرلابیہ پر ابن یونس فلکی نے نکتہ چینیان کین اور ان کی تصحیح کی ۔

اس زمانہ کے بعد پھر دول اسلامیہ ایسے شدید و پیہم انقلابون کا شکار ہو گئین کہ کوئی

سلطنت و حکومت تزلزل اور تباہی سے بچی نہ رہی۔ بلکہ سب پر زوال و ادبار کی آفت نازل تھی۔ تو دسوین صدی عیسوی کے آخری نصف مین مذکورہ بالا علوم و معارف کا چراغ بھی ٹمٹمانے لگا۔ اور قریب تھا کہ وہ بالکل گل ہو جائے۔ لیکن خاندان بنی بویہ کے دو رکن عضد الدولہ اور شرف الدولہ کی عالی ہمتی نے پھر اس مین تیل ڈالا۔ ان دونون نے شائقین علم کو توسیع و اشاعت علوم و فنون کی طرف توجہ دلائی اور علمار کی قدر و منزلت اور خاطر و مدارات کے علاوہ خود بھی علوم کی طرف متوجہ رہے۔ اس سے یہ بات پیدا ہوئی کہ ذی مرتبت امیرون کو اکتساب علم مین کوشان دیکھکر عوام مین بھی ذوق علم پیدا ہو گیا۔ اور علوم و فنون کا بازار جو چند روز سے سرد پڑنے لگا تھا پھر گرم ہو چلا۔

اس زمانے مین ابو القاسم علی بن الحسین بن محمد بن عیسیٰ جس کا لقب ابن الاعلم ہے فلکیات کا نہایت نامبردار عالم ہوا ہے۔ اما جور کے دو نامور بیٹون کے بعد فلکیات مین اس پایہ کا ماہر پیدا نہین ہوا تھا۔ ابن الاعلم نے بہت سے فلکی مشاہدات و ارصاد کیے مسائل علمی کی عملی تحقیقات سے توثیق کی۔ اور ایک تازہ زیج تیار کی۔ اس کے سوا دوسرے فلکی عالم عبد الرحمن صوفی نے علم الافلاک کے اصول پر ایک مستقل کتاب تالیف کی۔ خود امیر عضد الدولہ نجوم سماوی و اجرام فلکی کے مشاہدہ اور رصد مین عبد الرحمن الصوفی کا شریک کار رہا۔ اور امیر مذکور نے عبد الرحمن موصوف اور ابن الاعلم دونون کے سامنے زانوے شاگردی تہ کرکے علم الافلاک مین مہارت تامہ حاصل کی۔ چنانچہ وہ ان ہر دو علمار کی شاگردی پر ناز کیا کرتا تھا۔

عضد الدولہ کی علمی قدر دانی۔ اس کے عہد امارت کو ترقی علوم و معارف کا زرین عہد بنا گئی۔ چنانچہ ابن الاعلم اور عبد الرحمن الصوفی کے علاوہ۔ ابو القاسم عبد اللہ بن حسن۔ الخلوصی الموصلی اور حسن بن احمد الہمدانی الیمنی۔ ایک سے ایک بڑھکر علامہ وقت اسی کے عہد مین ہوے ہین۔ اور فلکیات مین بھی ویجن بن رستم الکوہی۔ اور ابو الوفا دو بڑے

علامہ اسی زمانے مین ہوئے ہین۔ ان دونون فلکی علماء کا ستارۂ فضل وکمال تمام مذکور بالا علماء وحکماء کے ثریا سے بھی زیادہ بلند و روشن ہو گیا۔ کیونکہ اُنھون نے فلکی ارصاد اور مشاہدات کرنے کے بعد بعض ایسے فلکی مسائل کو محقق و مکمل کر دیا جن کو قبل از اسلام مدرسۂ اسکندریہ کے علماء ناتمام چھوڑ گئے تھے۔ اور ان کے وقت تک کسی فلکی عالم نے اُن مسائل کے تکملہ پر توجہ نہین کی تھی حتی کہ مدرسۂ بغداد کے علماء فلکیین بھی اس کام کو نہ کر سکے تھے۔

اسی عضد الدولہ نے علامۂ ابوسہل الفلکی کو اس علمی خدمت پر مامور کیا تھا کہ وہ رصد کر کے ساتون کواکب سیارہ کے حرکات کی از سر نو تجدید کرے۔ اور اس بارے مین جس قدر فرضی مسائل یونانیون سے ماثور و منقول ہوتے چلے آتے ہین ان کی تنقید کے بعد صحت اور عدم صحت کا اظہار کرے۔

شرف الدولہ خاندان بنی بویہ کا نہایت درجہ محب علم امیر تھا۔ وہ علمی قدردانی اور ترقی فنون و معارف کی جد و جہد مین بالکل خلیفہ مامون عباسی کے قدم بقدم چلا۔ اپنے دربار مین بہت سے علماء فلکیین کو جمع کر لیا۔ اور اس سے مقصد یہ تھا کہ فلکی مشاہدات اور مسائل علمیہ کی تحقیق و تنقید مین سب ایک دوسرے کے معین و یاور ہو سکین۔ اس جماعت علماء کا سرتاج اور افسر اعلی ویجن بن رستم الکوہی تھا۔ اور حسب ذیل معتبر علماء اس کی معیت و رفاقت مین علمی تحقیقات اور جدید اکتشافات کے لیے جد و جہد کرنے مین مصروف رہتے تھے۔

ابوالحسن الخوزی۔ ابو اسحاق ابراہیم بن ہلال۔ ابو محمد بن محمد الصاغانی۔ ابوالحسن محمد السمری۔ ابو سعد الفضل ابن بوص الشیرازی۔ ابو الوفاء محمد بن محمد الحاسب۔ اور ابوالحسن المغربی وغیرہ

مبحث ہفتم

استکشافات جدیدۂ ابو الوفاء الفلکی اور رفتار قمر مین ایک تیسرے نئے اختلاف کی دریافت

ابو الوفاء الفلکی فلکیات کا ماہر کامل اور علامۂ روزگار ہونے کے ساتھ ہی علم میکانک کا

بھی بے مثل اُستاد اور واقف کار تھا۔ اُس نے اپنی دستکاری کے کمال سے ایک بہت بڑا دائرہ تیار کیا جس کا نصف قطر پندرہ گز تھا۔ اُس نے اسی دائرے کے ارتفاع سے مددلیکر ۹۹۵ء میں "اکلینیک" کا میلان مشاہدہ کیا۔ ابوالوفا ہی نے سب سے پہلے دیوفنط کی کتاب کا عربی میں ترجمہ کیا۔ اُس نے ایک رسالہ "معادلۃ المرکز" کے نام سے تالیف کیا اس کی ایک اور تالیف "الاختلاف القمری" بھی نہایت نادر تالیف ہے۔ ابوالوفا نے اس کتاب میں وہ اختلاف نہایت واضح طور پر بیان کر دیا ہے جو ہر سال قمر کی رفتار میں نمایاں ہوا کرتا ہے۔

ابوالوفار فلکی نے رفتار قمر کے حساب میں ایک تیسرا اختلاف بالکل نیا دریافت کیا جس کو یورپ کا نامور فلکی تیکو براہے ابوالوفا کی وفات کے چھ سو سال بعد معلوم کر سکا ہے۔ ابوالوفار فلکی نے دیکھا کہ بطلیموس کی تشریح چاند کے متعلق مکمل نہیں ہے تو خود قدیم رصدوں کی تصحیح کی اور تشریح قمر کو صاف و مکمل کر ڈالا۔ اس نے اور بہت سی کتابیں تالیف کیں۔ مگر اس کی سب سے بڑی اور اہم تالیف کتاب "مجسطی" ہے۔ اس کتاب میں دوائر کی شکلوں کا باہمی تعلق نہایت سہل طریقے سے بیان کیا گیا ہے۔ یہ آسانی اُس کے جدید اختراع کردہ قواعد سے میسر آئی ہے۔ اور وہ قواعد ان خطوط کے بارے میں ہیں جو دوسرے خطوط کو مس کرتے یا ان کی تقطیع کرتے ہوئے گذرتے ہیں۔ عرب مہندسین کے ہاں مثلثات کی مساحت میں ان قواعد کا بالکل اسی نہج پر استعمال ہوتا تھا۔ جیسے موجودہ زمانے کے مہندسین اُن سے کام لیتے ہیں۔ اور عربوں ہی نے "البتانی" کے زمانے میں وتر کے حصوں کا نام بدلکر انھیں "جیوب" کے لفظ سے موسوم کیا تھا۔ البتانی ابوالوفار فلکی سے بھی ایک سو سال پیشتر گذرا ہے۔ گو ابوالوفار کے پیش رو فلکی علماء نے دوائر کی شکلوں کے باہمی تعلقات پورے طور پر بیان کر دیے تھے۔ مگر وہ بیانات بڑے طول طویل تھے۔ اور آسانی سے سمجھ میں نہیں آسکتے تھے۔ ابوالوفار کا بیان مختصر آسان اور قریب الفہم ہے۔

ابوالوفا ۹۳۹ء میں بمقام بوزجان پیدا ہوا۔ عراق میں اُس نے ۹۵۹ء میں سکونت اختیار کی۔ اُس کے علم وفضل کا حال پیرس (فرانس) کے جمہور علماء کی ایک انجمن میں عیاں ہوا۔ اور اس کا ذریعہ خود ابوالوفا کی ایک کتاب ہوئی۔ اس کتاب کا نام "الزیج الشامل للسید علی القوشجی وابن السید حسن" ہے۔ اور یہ کتاب ایک زیج کی شرح ہے۔

مدرسۂ بغداد کے علماء کا ایک بڑا کمال یہ تھا کہ ان علوم میں وہ بلا امداد دوربینوں اور اصطرلاب کے پورا کمال پیدا کر لیتے تھے۔ مگر علماء مدرسۂ بغداد کا یہ خاص کمال ابوالوفا کی ترقی اور شہرت کے راستے میں کچھ بھی حائل نہیں ہو سکا بلکہ اس ماہر علم فلک کا نام آسمان شہرت وفضیلت پر مہر منیر بن کر چمکا۔

مبحث ہشتم

گیارھویں صدی عیسوی کا آغاز۔ علمی مشاغل کے مرکز کا بغداد سے مدرسۂ قاہرہ (مصر) میں منتقل ہونا۔ ابن یونس فلکی اور کتاب "زیج حاکمی" کی تالیف

جب ایشیائی ممالک سیاسی انقلابات کے جولانگاہ بن گئے شاہان آل سلجوق نے محمود غزنوی کے ہاتھ سے عنان سلطنت چھین لی۔ پھر یہ بھی مٹ مٹا گئے۔ اور ان کے بعد کرمان وحلب اور روم و دمشق میں الگ الگ سلطنتیں قائم ہو گئیں۔ جو سلطنت فارس کے تابع تھیں۔ اور اُس کو سالانہ خراج دیا کرتی تھیں۔ مسلمانوں کو دو سو سال سے زیادہ زمانے تک صلیبی جنگوں میں مبتلا رہنا پڑا۔ اور سب سے بڑی مصیبت یہ آئی کہ مغلوں نے اسلامی ممالک پر تاخت کی۔ بڑے بڑے پر رونق شہر غارت کر دیے۔ لاکھوں جانیں ضائع ہوئیں۔ تکالیف ومصائب نے اہل اسلام پر ہجوم کیا۔ تو بغداد کا دار العلم زوال پذیر ہو گیا اور قریب قریب ایشیا میں تمام علمی شمعیں گل ہو گئیں۔ بس صرف بلاد مغرب اور اسپین میں علم کی روشنی باقی تھی۔ اور وہاں کی علمی مشعلیں بدستور نور باری کر رہی تھیں۔

ایک زمانے تک یہی حالت قائم رہی۔ یہاں تک کہ مصر کا دار الملک شہر قاہرہ سلاطین

بنی فاطمہ کا دار الخلافہ قرار پایا۔ اور علوم و فنون کے مشاغل کا ایک نیا مرکز قائم ہوگیا
قاہرہ میں العزیز باللہ اور الحاکم بامر اللہ کے عہد میں الصقلی اور اسی طرح ابن یونس دو نامور
عالم ہوئے۔ ابن یونس نے ابو الوفا کے نقش قدم پر چلنا اختیار کیا۔ اور اپنے رصدخانہ
واقع کوہ "المقطم" میں کتاب "زیج حاکمی" تالیف کی ابن یونس کی یہ کتاب تمام ممالک شرقیہ
میں کتاب مجسطی بطلیموسی اور ان رسائل کی جانشین بنی جن کو اس سے پیشتر علماء بغداد
نے تالیف کیا تھا۔ اور اسی نامور عالم نے "سوراخ دار ربع" اور بجنے والی گھڑی کا پنڈولم ایجاد کیا
ابن یونس ۱۰۰۸ء میں فوت ہوگیا۔ اور اسکی زیج کا ظہور ۱۰۷۹ء میں ایران میں ہوا۔
ابن یونس کے بعد علم فلک کی طرف ایک جماعت نے خاص اہتمام کے ساتھ توجہ کی
ازان جملہ ایک شخص حسن بن ہیثم ہے۔ اس نامور فلکی نے اسی سے زیادہ کتابیں تالیف کیں
ایک مجموعہ ارصاد کے متعلق تالیف کیا۔ مجسطی کی تفسیر کی۔ اور ایک دوسری تفسیر ان
تعریفات کی لکھی جو اقلیدس کے اول مبادی میں ذکر کی گئی ہیں۔ ایک رسالہ علم نظر اور
صنور پر لکھا ہے۔ اور ایک موجز تالیف کیا ہے جس کا نام "المعلومات الهندسیة" ہے۔
ابن الکندی نے ۱۱۴۰ء میں بمقام قاہرہ ایک کتب خانہ دیکھا تھا جس میں صرف علوم ریاضیہ
و فلکیہ کے متعلق چھ ہزار کتابیں تھیں۔ اور دو کرے بھی وہاں رکھے تھے۔ ایک خود بطلیموس
کا بنایا ہوا۔ اور دوسرا عبد الرحمن صوفی کا۔

مبحث نہم

اسپین اور مغربی افریقہ کے فلکی علماء۔ انکے پاس علم فلک میں اصلی مدد دینے والی اشیاء کا ناکافی ہونا

اسپین اور مغربی افریقہ میں بہت سے ریاضی دان اور فلکی عالم ہوئے ہیں منجملہ ان کے
"مسلمہ مجریطی" مشہور منجم ابن رجل کا ہم عصر تھا۔ اس نے البتانی اور ابن ابی طلحہ کی

زیجون کے مختصر تالیف کیے۔ اس فلکی عالم نے تیس۳۰ سال کے عرصے مین کئی مشہور اور صحیح ارصاد کیے۔ اور اس بارہ مین ارزاقیل فلکی نے اُس کا تتبع کیا۔ ارزاقیل نے بلندی آفتاب کی حد مقرر کرنے کے لیے چار سو دو رصدین کین اور حقیقی تقویم مین مبادرت اعتدالین کی حرکت معلوم کرنے کے واسطے کئی ارصاد کیے جس کی طرف لوگون نے کوئی توجہ نہین کی۔ اہل طلیطلہ کو اُس شخص کی بنائی ہوئی بجنے والی گھڑیان نہایت پسند آئین۔ اور اسی شخص نے کتب ازیاج الطلیطلیہ" اور "الاقوال الفرضیۃ فی تباعد الشمس عن مرکز افلاک الکواکب السیارہ" تالیف کین۔

جابر بن افلح اشبیلی اشبیلیہ کا باشندہ اور فلکیات کا معتبر عالم تھا۔ ایک چھوٹا سا رسالہ اس کی تالیف سے ہے جیرار کریمونی نے اسکا ترجمہ لیٹن زبان مین کیا ہے۔

ابوالولید محمد بن رُشد اندلسی۔ اس نے مثلثات کرویہ کی مساحت کے بارے مین ایک فلکی موجز تالیف کیا ہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ اس کی ایک شرح مجسطی پر بھی ہے۔ اُس نے جس دن فلکی حساب سے ستارہ عطارد کے مرور کا زمانہ معلوم کیا ہے اُس دن اُسکی نگاہ کو ایسا گمان ہوا کہ قرص آفتاب مین ایک خفیف سا سیاہ داغ موجود ہے سنہ ۱۱۵۰ع مین اس کو پوری شہرت حاصل ہو چکی تھی۔

ممالک اسپین و مغربی افریقہ کے بڑے بڑے شہرون اشبیلیہ۔ قرطبہ۔ غرناطہ۔ مرسیہ اور طلیطلہ مین بہت بڑے بڑے کتب خانے اور مدرسے موجود تھے۔ ان مدارس مین علوم ریاضیہ پڑھائے جاتے تھے۔ اسی طرح سبتہ۔ طنجہ۔ فاس۔ اور مراکش کے شہرون مین بھی مدرسے موجود تھے جن سے بڑے کامل اور ماہر مدرسین پیدا ہوے۔ اور وہ علماء قرطبہ و اشبیلیہ و غرناطہ سے علم و فضل مین گوے سبقت لے گئے۔ ازان جملہ سنہ ۱۱۵۰ع مین ایک مشہور فلکی عالم البتراش تھا جس نے اکلیپٹک کے میل (جھکاؤ) کو رصد کیا۔ اور مجسطی کا مطالعہ کرتے ہوے اُس کو یہ بات سخت ناگوار گذری کہ مجسطی کے وہ دوائر جو مرکز افلاک کے گرد ایک دوسرے مین متداخل اور متقاطع ہین کچھ منتظم نہین ہین۔ اُس لیے اس نے افلاک اور مراکز کی ترتیب کے

بارہ مین ایک نیا مذہب نکالا۔ اس مذہب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ زمانے کے علماء جن باطل و فرضی فلکی اعتقادات کو مانتے چلے آئے ہین یہ اُن عقائد سے بالکل الگ ہے۔

انھین مدارس کا ایک کامیاب طالب علم اور مدرس ابوالحسن تھا۔ اس فاضل ریاضی دان نے تیرھوین صدی عیسوی کے آغاز مین جزیرہ نماے اندلس اور شمالی افریقہ کے ایک بہت بڑے حصے کا سفر کیا اور قطب شمالی کی بلندی کو اکتالیس شہرون مین تکمیل کے ساتھ جانچا ان اکتالیس شہرون مین سے پہلا شہر افرانہ تھا جو بلاد مغرب کے مغربی ساحل پر واقع ہے اور آخری شہر قاہرہ (مصر) تھا۔ اس تحقیقات کے بعد اُس نے اپنی کتاب البدایات والنہایات تالیف کی

بحث دہم

{ مسلمانون کا اُن بادشاہون کی امداد سے علم فلک پر توجہ جاری رکھنا
جو ایشیا مین عربی تمدن کے زیر اثر آکر خلفاء کے بعد انکے جانشین ہوے تھے }

ایشیا کے اسلامی ممالک مین گیارھوین صدی عیسوی کے آغاز سے جنگ و پیکار کی آگ بھڑکی تو مدت دراز تک فرو نہوئی۔ محمود غزنوی کی فتوحات کے بعد سلجوقیون کی تاخت و تاراج کا بازار گرم ہوا اور پھر اہل صلیب نے مسلمانون پر حملہ کیا۔ سنہ ۱۱۷۱ء مین صلاح الدین ایوبی نے قاہرہ سے خلافت فاطمیہ کو محو اور معدوم کر دیا۔ اور سنہ ۱۲۵۸ء مین ہلاکو نے بغداد کی خلافت عباسیہ کا چراغ گل کر دیا۔ ان مصائب اور آفات نے ایشیا کی سیاسی حالت کو بالکل بدل ڈالا۔ مگر ان تمام نامساعد حالات کے باوجود علماء کی توجہ اور کوشش نے علم کی ترقی کو رُکنے نہ دیا۔ بغداد مین "الجزری" متوفی سنہ ۱۰۲۲ء۔ اور ابن سینا متوفی سنہ ۱۰۳۶ء۔ اور فتح بن نجیم صاحب اصطرلابات متوفی سنہ ۱۰۵۸ء۔ اور ابوالفتح عبدالرحمن موجود سنہ ۱۰۶۴ء۔ نیز امام ابو حامد الغزالی بغداد مین سنہ ۱۰۹۰ء مین۔ اور دمشق مین التوفیقی اور ہبۃ اللہ کہ یہ دونون سنہ ۱۱۲۰ء مین موجود تھے۔ اور عبداللہ ابن شاکر ابن علی المظہر مدنی جو سنہ ۱۱۷۰ء مین بمقام اصفہان موجود تھے۔ اور مبشر بن احمد المتوفی سنہ ۱۰۹۳ء۔ اور ابو حنیفہ مؤلف ازیاج سنہ ۱۲۲۰ء اور محمد بن مبشر

المتوفی ۱۲۲۱ء۔ اور نصیر الدین طوسی نے جن کا ذکر آگے چل کر آئیگا۔ بڑے اہتمام کے ساتھ علم کو زندہ رکھا اور اُسے پوری ترقی دی۔

ایک طرف تو شرقی خلفا اپنے بہترین ممالک یکے بعد دیگرے ہاتھ سے دیتے جاتے تھے۔ اور دوسری جانب اُن کے ممالک کے فاتح مفتوحہ ملکون کے علمار کی کتابین مطالعہ کرکے ان کے معلومات سے اپنے دل و دماغ کو روشن کر رہے تھے۔ محمود غزنوی نے ۹۹۷ء سے ۱۰۳۰ء تک اپنے دربار مین ایک ایسے فلکی عالم کو ملازم رکھا جس کی شہرت اطراف واکناف عالم مین پھیلی تھی۔ یہ فاضل البیرونی تھا۔ اور جلال الدین ملک شاہ سلجوقی کا دربار ۱۰۷۲ء سے ۱۰۹۲ء تک بڑے بڑے فاضل علماو کے نور سے منوّر رہا چنانچہ کتاب "مبدا رحساب تاریخ جلالی" اسی جلال الدین ملک شاہ کی طرف منسوب ہے۔

ہلاکو خان مغل نے ۱۲۵۹ء مین بغداد پر غالب آکر نصیر الدین طوسی کو اپنے دربار مین جگہ دی۔ اور اُسے مراغہ کے نئے رصد خانے کا منتظم بنایا۔ اور جمال الدین فلکی۔ خان کوبلائی کے ساتھ اہل عرب کے علوم مملکت چین مین لے گیا۔ سلطان محمد ناصر ابن قلاوُن ایک غلام خاندان کا بادشاہ اور فرمانروائے مصر تھا۔ اُس نے ۱۳۱۱ء سے ۱۳۴۱ء تک اپنی رعایا کو تحصیل علوم و فنون کی ترغیب دی۔ پندرھوین صدی عیسوی مین تاتاری سلطان الغ بیگ نے دمشق مین ایک رصد خانہ بنوایا۔ اُسکے زیج آج تک آثار فلکی کے ایسے یادگار ہین جو اُس حکمران کی عالی ہمتی کے شاہد عادل ہین اور بتاتے ہین کہ وہ کیسا خوش خیال فرمان روا تھا پھر اسی کے ساتھ ترک سلاطین آل عثمان مین سے جو پہلے چند حکمران گذرے اُنھون نے بھی کسب علوم اور دماغی محنتون کے نتائج کو زندہ وقائم رکھنے مین مذکورہ بالا بادشاہون کی شرکت کی اس لیے سرزمین ایشیا مین چمن علم کی آبیاری برابر ہوتی رہی۔

مبحث یازدھم

:- شاہان غزنوی اور بیرونی فلکی :-

جن شمالی فاتحین نے ایشیا کے مغربی اور جنوبی اقالیم پر فتح و نصرت کے پرچم اڑائے
یہ دیکھ کر کس قدر حیرت ہوتی ہے کہ وہ اپنی وحشت و جہالت کو عربی تمدن سے مفتوح
کرا بیٹھے۔ اس میں شک نہیں کہ فاتحوں کا یوں مفتوح بن جانا ایک نہایت عبرتناک
منظر اور دلچسپ معاملہ ہے۔ اسی ذیل میں یہ بیان کرنا بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا
کہ فاضل مسلمان فلکی اور ریاضی دان ابوریحان البیرونی اس عجیب موقع سے فائدہ اٹھانے
اور دوسروں کو نفع پہونچانے پر کمربستہ ہوگیا۔ اُس نے سرزمین ہندوستان کا سفر اختیار
کیا۔ اور ہندوؤں کی قدیم و جدید روایات کو معلوم کرنے میں مصروف ہوا۔ اہل ہند کی یہ
روایتیں اس سے قبل تمام دنیا سے پوشیدہ تھیں۔ اور اسی طرح دیگر ممالک کے علمی و دماغی
کارناموں سے بھی وہ بے خبر تھے۔ ابوریحان نے ہندوؤں کی روایتیں خود معلوم کیں۔ اور
اپنے ہموطنوں کے معلومات ہندوؤں کو بتائے۔ ابوریحان مدرسہ بغداد کا شاگرد تھا۔
بغداد کا مدرسہ خالص عربی دارالعلم تھا۔ عربوں اور ہندوؤں کا تعارف ابوریحان نے
کرایا۔ وہ ہندوستان میں داخل ہوا۔ اور اس کے جس خطہ میں پہونچا وہاں کی معلومات خود
فراہم کیں اور اپنے علم سے وہاں کے علماء کو بہرہ ور کیا۔

ابوریحان سلطان محمود غزنوی کا خاص دوست اور مشیر کار تھا۔ سلطان نے اُس کو
اپنے دربار میں پہلے صرف اس لیے بلایا تھا کہ ممالک [illegible] سندھ و ماوراء النہر کے جغرافی
اور تقویمی حسابات میں جو غلطیاں ہیں اُن کی اصلاح کرے۔ اس فاضل علامہ نے
یہ خدمت انجام دی اور اسی کے ضمن میں ایک ایسا جغرافی قانون تیار کر دیا جو اکثر مشرقی
قسم جغرافیات کی بنیاد اور اُن کی اصل قرار پایا۔ مشرقی ممالک میں عرصے تک البیرونی کا کلام نافذ
رہا اور اسی وجہ سے فلکیات کے بارے میں اکثر مشرقی علماء نے اسی کے قول کو سند مانا ہے۔
چنانچہ نامور جغرافی ابوالفدا نے زمین کے طول البلد اور عرض البلد کی جو جدولیں بنائے ہیں
البیرونی ہی کے اقوال سے مدد لی ہے۔ اور اسی طرح ابوالحسن مراکشی نے بھی اس سے اقتباس کیا ہے

اسکندر ذوالقرنین سے قبل ہندوستان میں علم فلک کامل و تمام نہ تھا۔ ورنہ اسکندر کے نامور استاد ارسطاطالیس نے اُسے ضرور حاصل کر کے یونانیوں تک پہونچایا ہوتا یہی وجہ ہے کہ خلیفہ منصور عباسی کے عہد میں کتاب سدھانت "سند ہند" کا جو ترجمہ کیا گیا اُس کے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ ہندوستان میں اس علم کی اُس وقت محض ابتدائی حالت تھی۔ اور یہ بات کتاب مذکور کے کئی مقامات سے عیان ہوتی ہے۔

اہل عرب نے اپنے معلومات فلکیہ میں سب سے پہلے ایک ہندی رسالے سے مدد حاصل کی تھی جس کا نام "سدھانت" یعنی "علم الہند" ہے۔ اور ایک آریہ سے بھی کچھ امداد پائی تھی جو خط نصف النہار کی تحدید کرتا ہے۔ اور برقلوس یونانی نے اس کو دائرہ سند ہند کہا ہے۔ نیز تعداد اعشاری کا طریقہ جو بظاہر اہل یورپ کی ایجاد نظر آتا ہے اس کو بھی عربوں نے ہندوستان سے ہندی قوموں کے ذریعے سیکھا تھا۔ اور عرب علماء نے کہا ہے کہ نجوم ثوابت کے ملنے جلنے کا قول علمائے ہند کے دماغ کی ایجاد کا نتیجہ ہے۔ گو وہ یونانی عالم شیون کی کتاب میں بھی موجود ہے کیونکہ اس بات کا احتمال ہے کہ پہلی صدی عیسوی میں جو یونانی اپنے ملک سے ایشیا کو جلاوطن کیے گئے تھے۔ انھوں نے باشندگان ایشیا میں کچھ نئے طریقے پیدا کر دیے جو کتاب مجسطی کے بیانات سے مختلف ہیں۔ اور منطقة البروج قمریہ جو قدماء ہند کی کتابوں میں موجود ہے اُس کے اکتشاف کو کسی قوم کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے کہ وہ دنیا کی تمام قوموں میں یکسان پایا جاتا ہے۔

مبحث دوازدہم

شاہان سلجوقیہ، عمر خیام اور روزنامہ فارسی کی تصحیح۔

اہل فارس نے اُن رصدوں کے ذریعے سے جو بحکم سلطان ملک شاہ سلجوقی عمل میں آئے سنہ ۱۰۷۹ء میں اپنے روزنامے کو صحیح کر لیا چونکہ یہ تصحیح تمام رصدوں سے تقریباً پچاس سال بعد عمل میں آئی اس لیے روزنامہ فارسیہ اہل فرنگ کے گریگورین کیلنڈر سے بہت زیادہ صحیح ہے کیونکہ گریگورین

کیلنڈر کی دوبارہ تصحیح اُس کی پہلی ترتیب سے چھ سو سال بعد ہوئی ہے۔ اور اتنی مدت دراز کے بعد حساب تقویم کے ماخذ یکساں نہین رہ سکتے۔

مشرقی عرب تقویم مین عمر خیام اور عبد الرحمٰن کے پیرو ہین۔ اور انھین دونون کو اس بارے مین اپنا امام مانتے ہین۔ اُنھون نے یہ حساب کیا کہ ہر ایک سو اکسٹھ سال مین انتالیس سال کبیسہ ہوتے ہین۔ اور اہل فرنگ نے ہر تینتیس سال کے عرصے مین آٹھ سال کبیسہ کے قرار دیے تھے۔ چنانچہ عربون نے دو ہزار چار سو بائیس سال کے زمانے مین ایک سنہ کی اوسط مقدار (۳۶۵) دن پائی۔ اور معلوم کیا کہ نئے فارسی سنہ کے حساب مین صرف اتنی غلطی ہے کہ ہر دس ہزار سال مین دو دن کی کسر پڑیگی۔ مگر یہ کسر اُس غلطی سے پھر بھی کم ہے جو گرگورین کیلنڈر کے حساب مین تھی۔ کیونکہ اس کے حساب مین ہر دس ہزار سال کے عرصے مین تین دن کی غلطی نکلتی ہے۔

مبحث سیزدہم

شاہان مغل اور علامۂ طوسی۔ اور علم فلک کا ممالک عرب سے چین مین منتقل ہونا۔

اہل مشرق نے صلیبی جنگون کے دوران مین بھی علمی مشاغل سے چشم پوشی نہین کی۔ ان مین علم و فن کا ایسا کامل ذوق تھا کہ وہ کسی طرح اس سے باز رہنے والے نہ تھے۔ چنانچہ ۱۲۵۹؁ء مین ہلاکو نے اپنے دربار مین علوم ریاضیہ اور فلکیہ کے بہت سے ممتاز عالم جمع کیے۔ ان علماء مین سب سے زیادہ نامور علامہ نصیر الدین طوسی تھا۔ ہلاکو نے اس کو بحساب انعام و اکرام سے سرفراز کیا۔ اور علمی تحقیقات کا موقع دیا۔ نصیر الدین نے خراسان شام بغداد اور موصل وغیرہ سے علم الفلاک کی کتابین جمع کین۔ اور شہر مراغہ مین ایک رصد خانہ تعمیر کیا۔ اس رصد گاہ کے گنبد مین ایک سوراخ ہوا جس کا یہ وصف تھا کہ آفتاب کی شعاعین اُس کے اندر داخل ہو کر آفتاب کی روزانہ رفتار کے دقیقے اور درجے۔ اور ہر ایک فصل مین

اُس کے ارتفاع کا حال عیان کیا کرتی تھین - گویا نصیر الدین نے رُبعِ سوراخ دار کا یہ ایک اور نیا استعمال نکالا - اور سوراخ دار ربع کا استعمال اہل عرب نے دسوین صدی عیسوی مین کیا تھا - علاوہ ازین اس رصد خانے مین بہت بڑے بڑے رصد کے دائرے اور ربع دائرے فلکی اور ارضی کُرے اور ہر قسم اور وضع کے اصطرلاب رکھے گئے - اور ایک بڑا کام یہ کیا کہ زیج سالکی کی تحقیق کا عمل صرف بارہ سال کے عرصے مین ختم کر ڈالا - حالانکہ ارصاد کے ذریعہ سے وہ پہلے حساب کے موافق تیس سال سے کم مین ختم ہونے والا کام نہ تھا لیکن چونکہ اس کام مین نصیر الدین کے ساتھ بہت سے نامور اور فاضل علماء فلک شریک کار اور معاون تھے - اس لیے یہ کام بہت جلد حد تمام تک پہونچ گیا - نصیر الدین کے ان مددگارون کے نام حسب ذیل ہین :-
مؤید الدین دمشقی - فخر الدین الملاطی - نجم الدین بن دبیران قزوینی - فخر الدین المراغی الموصلی - اور محی الدین المغربی - نصیر الدین طوسی کی کتاب "ازیاج الخانیہ" ابن شاطر فلکی کے عہد ۱۳[illegible]ع تک جس مین ابن شاطر فلکی نے نتائج رصد مین کچھ تھوڑا سا تغیر کر دیا برابر تمام مشرقی مدارس مین پڑھی اور پڑھائی جاتی رہی - اور قابل اعتماد و سند مانی جاتی تھی - نصیر الدین کی اس تالیف کو علی شاہ بخاری - النظام - اور نجم الدین ہنودی نے یکے بعد دیگرے مختصر بھی کیا ہے - اور غیاث الدین جمشید بن مسعود نے اُس کی تصحیح کی -

غرضکہ مذکورہ بالا بیان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مغل بادشاہون نے علماء عرب کے مد[illegible]ے کو اُس کی قدیم رونق بخشی اور کوبلائی خان مغل فرمانروا نے جو ہلاکو خان کا بھائی تھا مملکت چین کو فتح کر کے اُس پر قبضہ تصرف کیا تو اپنے ساتھ بغداد و قاہرہ کے علماء کی تصانیف بھی لیتا گیا - جن کی وہان اشاعت کی - اور سلطان کوشیو کنج نے سنہ ۱۲۸۰ء مین جمال الدین فارسی فلکی سے ابن یونس کی زیجین لے کر اُن سب کا گہرا مطالعہ کیا -

بحث چہاردہم

ابن شاطر :-

چودھوین صدی عیسوی کے نصف مین علم فلک کی مہارت کا تاج ابن شاطر کے سر پر رکھا گیا۔ ابن شاطر علامۂ طوسی کا جانشین بنا اور اُس نے کئی زیجین تیار کین جن کو شمس الدین جلبی۔ شہاب الدین احمد بن جلال اللہ بن الحاسب اور محمدؐ بن ابراہیم الحیری نے اپنی زیجون کی تدوین مین قابل سند مانا اور اُن پر اعتماد کیا ہے۔

مبحث پانزدھم

:- اولاد تیمور لنگ۔ سمرقند مین ایک رصد خانہ کی تیاری۔ اور فلکی زائچے :-

ادھر دمشق مین سلاطین سلجوقیہ کی سرپرستی و اعانت سے ابن الشاطر اپنے زائچے مشتہر کر رہا تھا کہ دوسری طرف اقلیم کش کے حاکم تیمور لنگ نے اپنی فتوحات کا نقارہ بجانا شروع کیا۔ ابتدائی جنگون سے فراغت حاصل کر کے مغل حکومت کی کمزوری کا زمانہ اُسے غنیمت نظر آیا۔ اُس نے اس فرصت مین سمرقند کو اپنا دار الملک قرار دیا اور وہان ایک نئی مغل سلطنت کی بنیاد ڈالی جو بہت جلد وسعت حاصل کر کے ایک بڑی سلطنت بن گئی۔ ۱۳۷۰ء مین تیمور لنگ نے تمام ماوراء النہر کو فتح کر لیا۔ اور بلاد قبچاق خوارزم۔ خراسان۔ آذربائجان۔ گرجستان وغیرہ کو اپنے زیر نگین لا کر مصر کے سلاطین ممالیک پر حملہ آور ہوا۔ لیکن یہان اُسے کامیابی نہین ہوئی تو اُس نے پھر مشرق کی طرف رخ کیا اور ممالک ترکستان و فارس کی فتح کا ارادہ کیا۔ اس کے چند ہی سال بعد وہ ہندستان پر حملہ آور ہوا اور دار الخلافت دہلی کو فتح اور ہندوستان کو مسخر کرنے کے بعد دوبارہ شاہان ممالیک کے ملکون پر حملہ کیا۔ سب سے پہلے اُس نے ملک شام پر چڑھائی کی۔ شہر دمشق کو لوٹ کر وہان کی مسجد اموی منہدم کر ڈالی۔ زان بعد اُس نے ۱۴۰۱ء مین شہر بغداد کو تاخت و تاراج کیا۔ بعد ازین تیمور کو منخائیل پلیوغ اور چند دیگر خود سر امیرون نے بلایا تھا جن کو تیمور کے ساتھ ساز کرنے پر سلاطین عثمانیہ کی طرف سے دھمکی دی گئی تو تیمور نے سلطان بایزید یلدرم پر حملہ کر دیا اور اُسے انگوریہ کی جنگ مین شکست فاش دیکر قید کر لیا۔

پھر تیمور نے بایزید کے فرزند سلطان موسیٰ خان کو اُس کا تاج و تخت عطا کیا۔ ان فتوحات کے بعد اُس نے بہت سے علمار کو اپنے دار المملکت مین طلب کیا۔ اب سمرقند مین فنون ادبیہ اور صناعیہ کے بڑے بڑے نامور علمار جمع ہو گئے۔ اور تیمور لنگ نے ممالک چین کے فتح کرنے کا عزم کیا سو وہ قطائی کے ممالک پر حملہ کرنے کا سامان کر رہا تھا اور اس خیال مین تھا کہ اولاد قوبلائی خان کے ۱۳۶۸ء مین چین سے نکال باہر کیے جانے کا انتقام لیگا کہ موت نے اُسے مہلت نہ دی اور وہ ۱۴۰۵ء مین اُنہتر سال کی عمر پا کر فوت ہو گیا۔

تیمور کے مرتے ہی اُس کی عظیم الشان سلطنت کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا۔ ہندوستان کے شمالی صوبے اور ماوراء النہر کا ملک تیمور کے فرزند چہارم شاہ رخ کے قبضے مین رہا اور پندرھوین صدی عیسوی کے نصف تک اس مملکت مین کسی قسم کا فتنہ و فساد واقع نہین ہوا۔ یہ امن کا زمانہ یہان علمی ترقیون کے لیے موزون تھا چنانچہ سلطان شاہ رخ نے اپنے ہم عصر بادشاہون سے دوستانہ تعلقات قائم کیے اور ایک عظیم الشان کتب خانہ فراہم کیا اُس مین نہایت نادر کتابین جمع کین ۱۴۲۰ء مین چند سفیر مملکت چین کو روانہ کیے اور ۱۴۴۲ء مین عبد الرزاق سمرقندی کو سفیر ہندوستان بنا کر بھیجا۔

شاہ رخ کا بیٹا الغ بیگ میرزا اپنے والد کی طرف سے مملکت ماوراء النہر کا والی مامور ہوا تھا۔ یہ نہایت علم دوست امیر تھا اُس نے رصد خانے بنوائے اور علم ہیئت کی ترقی مین کوشان ہوا امیر علامہ حسن چلپی معروف بہ قاضی زادہ غیاث الدین جمشید اور علی بن محمد القوشجی کے سے نامور علمار کو اپنے دربار مین جمع کیا ان لوگون نے ۱۴۳۷ء مین کئی زائچے تیار کیے جو تمام دنیا کی صورت پر مشتمل ہین۔ اور اس کام کے لیے امیر الغ بیگ نے نہایت عمدہ اور مکمل آلات بہم پہنچا دیے۔ چنانچہ ان علماء کا عمل اہل عرب کے یادگار زمانہ اعمال فلکیہ کا ایک ضروری تتمہ قرار پایا۔

الغ بیگی زائچون کی شرح مریام الچلپی ابن قاضی زادہ۔ اور پھر محمد شاہ نے لکھی ہے۔

الغ بیگ نے علی القوشجی کو مملکت چین مین بغرض سیاحت بھیجا۔ اس سیاحت کا مقصد ہیئت کے متعلق علمی تحقیقات کرنا تھا علی قوشجی نے خط نصف النہار کے ایک درجہ اور کرۂ ارض کی مساحت کی تحقیقات تکمیل کو پہونچائی۔

الغ بیگ مدرسۂ بغداد کے سلسلہ علماء کا آخری شخص تھا۔ اس کے ڈیڑھ سو سال بعد یورپ کا ہیئت دان عالم کپلر پیدا ہوا جس نے یونانیون کے تمام ماثور مفروضہ مسائل کو باطل قرار دیا اور اسی وجہ سے وہ جدید علم الافلاک کا واضع شمار کیا جاتا ہے۔

مبحث شانزدہم

عرب اور علوم ریاضیہ:-

فلکیات کے شغل مین اہل عرب نے علوم ریاضیہ کی طرف بھی توجہ کی اور نہ صرف معمولی توجہ بلکہ اس فن مین بھی انھون نے زیادہ دماغ سے کام لیا چنانچہ علوم ہندسہ حساب جبر و مقابلہ علم ضوء علم نظر (مرایا و مناظر) اور میکانک مین انھون نے حیرت انگیز ترقیان کین۔ مامون الرشید عباسی کی ابتدائے خلافت ہی مین انھون نے علم ہندسہ کے متعلق اقلیدس تیودوس ابولونیوس ایسقلیس اور منیلوس کی کتابین ترجمہ کین ارشمیدس کی تالیفات دربارہ کرہ اور اسطوانہ وغیرہ کی شرح لکھی۔ اور صدیون تک فن ہندسہ کی باریکیان معلوم کرنے اور اس کی چھان بنان مین مصروف رہے۔ علمی مناظرون مین انکی گرم جوشی عیان ہوا کی خاصکر ریاضیہ اسلات مین وہ فرد یگانہ پائے گئے انھون نے فن جبر کو ہندسہ سے تطبیق دی۔ ہیرون صغیر کی کتابون کا جو آلات جنگ کے متعلق تھین ترجمہ کیا۔ ہوا کو خالی کرنے اور پانی اٹھانے والے آلات کے متعلق قطیزیبوس اور ہیرون اسکندری کی کتابین ترجمہ کین۔

حسن بن ہیثم نے ایک خاص کتاب اس بارہ مین تالیف کی کہ جو شیشے آتشی ہوتے ہین یعنی اُن سے آگ جلائی جاتی ہے اُن مین نگاہ سیدھی رہتی اور عکس فگن ہوا کرتی ہے۔

ابن الہیثم نے علم مناظر و مرایا پر ایک کتاب تالیف کی۔ اس مین روشنی کے انعکاس کا بیان کیا۔ اور خم دار آئینون مین صورت کے ظاہری محل کی حالت بیان کی۔ نیز ہوا کی وجہ سے اشیاء کی کیا حقیقی ارتفاع ہوتی ہے اور نکلنے اور ڈوبنے کے وقت افق پر چاند و سورج کی صورتون کا بڑا دکھائی دینا کس وجہ سے ہے۔

جبر کی نسبت اہل ہند کی طرف کی گئی ہے۔ اسی لیے محمد بن موسیٰ کی کتاب جبر ہندوون کی ان تصانیف پر مشتمل ہے جو تالیف دیوفنطس کی معلومات کے مخالف ہین لیکن بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان مین جبر کا جو طریقہ مستعمل ہے وہ درصل یونانی تعلیمات ہی سے ماخوذ ہے۔ اور حساب کے متعلق ہمین یہ تسلیم ہے کہ ہندوون نے اُس کی [illegible] اہل یورپ سے استفادہ کرنے کے بہت قریب ترین زمانہ ہی مین اپنے طرز استعمال کیا ہے۔ اور پھر انھون نے ان عددی رقمون کو ہم تک ان کی اصلی صورتین بدل کر پہونچایا۔

بعض اہل یورپ کا خیال ہے کہ عربون نے یونانی علماء کی کتابون کا صرف لفظی ترجمہ کر دیا تھا۔ لیکن یہ بات صحیح نہین ہے۔ ہم علماء بغداد کے صرف اسی لیے ممنون نہین کہ انھون نے محض علماء اسکندریہ کی کتابون کو محفوظ رکھا بلکہ ہم ان کے اس لیے زیادہ مداح ہین کہ انھون نے ان فنون مین خود بھی اختراع کی۔ مثلاً البتّانی جس کا لقب "بطلیموس عرب" ہے۔ اُس نے یہ اختراع کیا کہ اہل یونان مثلث کے حساب مین قوس کے وتر استعمال کرتے تھے۔ البتّانی نے مضاعف قوسون کے وترون کا نصف بھی قرار دیا اور ان "آدھون" کو مصورہ اقواس کے جیوب سے موسوم کیا گیا۔ البتّانی کا قول ہے کہ "بطلیموس کامل وترون کو صرف اثبات اور توضیح کے آسان بنانے کی غرض سے استعمال کیا کرتا تھا مگر ہم نے مضاعف قوسون کے آدھون کا استعمال مناسب سمجھا ہے۔"

اسی البتّانی نے کروی مثلثون کی پیمایش کا اصلی اور اساسی قاعدہ دریافت کیا

اور اُسے بہت سی جگہون مین کام مین بھی لایا۔ نیز "جیب" اور "تمام جیب" کی عبارت ایجاد کی جس کو یونانی استعمال ہی نہین کرتے تھے۔ اور اُسی نے قوسون کے باہم مس کرنے والے خطوط کا پتا لگایا۔ اُن کو آفتاب کے ارباع کے حساب مین داخل کیا اور اُسے "ظل ممدود" کے نام سے موسوم کیا جس کو متاخرین کی کتابون مین "خط مماس" کہا گیا ہے اور وہ مثلث کے حساب مین مستعمل ہے۔

پھر البتّانی کے ایک صدی بعد ابن یونس کے زمانے مین مثلثون کی مساحت مین خطوط مماسہ کا استعمال عام طور سے ظاہر ہوا اور اسی طرح جب ۹۳۶ء سے ۹۹۸ء تک ابوالوفا نے اپنے زمانہ مین جیوب کے متعلق مسٔلون کا ذکر شروع کیا تو چند اور خطوط بھی ایسے دریافت کیے جن کا تعلق مثلثات کی مساحت سے ہے اور ابوالوفا نے ان کو اپنی کتاب مین اس لیے استعمال کیا کہ ان کے ذریعے سے علم فلک کے ایسے نظریات کو حل کرنے مین مدد لے جو کرہ پر منطبق ہوتے ہین۔ اور ان خطوط کو "ظل التفاضل" اور "ظل المستقیم" یا "العامودی" سے موسوم کیا ہے۔ لیکن ہم انھین آج خطوط مماسہ اور "ظل التمام" کہتے ہین۔ اور جن خطوط کو ہم اس وقت "خطوط قاطعہ" کے نام سے موسوم کر رہے ہین اُن کو "قصر الظل" کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔

ابن یونس ۹۷۹ء سے ۱۰۰۸ء تک اَظلال یعنی خطوط مماسہ اور "اظلال تمام" کو استعمال کرتا رہا اس نے اُن کے ذریعے سے اپنی جدولون کا حساب کیا۔ اُن جدولون کا معروف نام "جداول ستینیۃ" ہے۔ اور ابن یونس نے قوسون کا وہ حساب اختراع کیا جو تقویم کے قوانین کو آسان بنا تا ہے اور بکثرت "جذر مربع" کے نکالنے سے بچا لیتا ہے۔

پھر ابوالوفا کے پانسو برس بعد یورپ کا ہیئت دان ریجومنٹن Regiomonton سربرآوردہ عالم ہوا اور اُس نے دقت مین ڈالنے والی عبارتون کو جو "جیب" اور "تمام جیب" پر دلالت کرتی تھین اصطلاحات فن سے نکال باہر کر دیا۔

علامہ جابر فلکی المتوفی ۱۱۵۰ء نے شلثات کرویہ کی مساحت کا وہ پانچواں قانون
نکالا جو زاویہ قائمہ رکھنے والے مثلثات کے حل میں استعمال کیا جاتا ہے اور ایسے کل چھے
قوانین اس وقت تک موجود ہیں۔ از انجملہ چھٹا قانون جابر کے عہد تک غیر معلوم تھا اُسے
سولھوین صدی عیسوی میں "مسیو ویٹ" نے ایجاد کیا۔ چنانچہ انھیں دونوں پانچویں اور
چھٹے قوانین کے وسیلے سے مثلث کے دونوں جھکے ہوے زاویوں کا حصر کیا جا سکا
اہل یونان کو صرف چار پہلے قاعدے معلوم تھے۔ اور عملیات میں وہی اُن کے لیے کافی
ہو جاتے تھے اس لیے کہ مثلث کے تینوں معلوم زاویوں کی حالت حکماء یونان میں یہ
خیال نہیں پیدا کرتی تھی کہ علم فلک کے اصول پر بھی مثلثات کی مساحت کرنی چاہیے۔
یہ عرب علماء علم الافلاک میں کامل و ماہر گذرے ہیں اُن کے جدید پیدا کردہ مسائل
ہم نے اوپر بیان کر دیے ہیں۔ اور ان اساتذہ کے علاوہ بہت سے عرب فلکی عالم تصنیف و
تالیف میں مشغول رہے جنھوں نے زمانہ اور اوقات کا حساب ہندسہ کے حقیقی مسئلہ
صناقۃ الارباع کے ذریعے سے لگایا اور منطبق کیا۔ ان کے خیال میں یہ بہت اہم قاعدہ تھا
اور ہونا بھی چاہیے تھا۔ کیونکہ ان کے پاس زمانہ اور اوقات کے حساب لگانے کا کوئی ذریعہ
ہی نہ تھا۔ ہندسین نے اس کام میں نوین صدی عیسوی کی ابتدا ہی سے مصروفیت
اختیار کی اور کندی اور ثابت بن قرہ نے اس فن میں خاص کتابیں تالیف کیں متاخرین
علماء یورپ میں سب سے پہلے اس فن کو مسیو مورولیقوس Maurolycus
نے حاصل اور معلوم کیا۔ اور اسی وجہ سے اُس کی کتاب ہم عصروں میں قابل اعتبار قرار پائی
صناعت ارباع میقاتیہ کا فن جس کو اہل عرب استعمال کرتے تھے۔ اُس پر ابو الحسن
علی فلکی مہندس نے ایک رسالہ تالیف کیا ہے اس رسالہ میں متساوی ساعتوں پر دلالت
کرنے والے خطوط کا سب سے پہلے استعمال ہوا ہے۔ یونانیوں نے اس کو کبھی استعمال
نہیں کیا تھا۔ ابو الحسن علی نے ان خطوط کا قاعدہ بھی جداگانہ بیان کیا ہے جو ساعات زمانی

پر دلالت کرتے ہین۔ اوران ساعات کو ساعات قدیمہ ساعات متفاصلہ اور ساعات یہودیہ بھی کہتے ہین۔ اوراسی ابوالحسن نے مخروطی قطوع کے خواص کا استعمال بروج فلکیہ کے بیان مین کیا ہے۔

ابوالحسن علی کا ایک کارنامہ یہ بھی ہے کہ اس نے معادل خطوط اوران منحنیات کے محورون کا حساب' آفتاب کا محل۔ اُس کا انحراف اور رُبع میقاتی کا ارتفاع معلوم کرنے کے لیے لگایا۔

دسوین صدی عیسوی کے مشہور عالم محمد بغدادی نے علم ہندسہ کے رو سے طرح کی تقسیم پر ایک رسالہ تالیف کیا اس رسالہ کا موضوع یہ ہے کہ جس شکل کو چاہین اعداد مفروضہ کے ساتھ ایک خط مستقیم کھینچ کے متناسب اجزا مین تقسیم کرلین۔ اس عمل کے لیے اس نے بائیس ۲۲ قضیئے قرار دیے ہین۔ سات مثلث نو مربع اور چھ مخمس کے بارہ ہین۔

حسن بن ہیثم المتوفی ۱۰۳۸ء نے قاہرہ مین ایک کتاب اقلیدس کے اسلوب پر تالیف کی۔ اگرچہ حسن کی یہ کتاب اقلیدس کی کتاب سے اس لیے متبائن ہے کہ حسن کے ہندسی قضایا بالکل نئے دعاوی ہین جن کو قدیم علماء نہین جانتے تھے۔ پھر بھی یہ ایک قابل قدر کتاب اور رسالۂ اقلیدس کے مشابہ ہے۔ اوراس قابل ہے کہ اسے اقلیدس کی کتاب "القواعد المفروضۃ والبراہین الاستقرائیہ" اور ابولونیوس کی کتاب "المحال المستویۃ السطوح" کے مابین واسطۂ اتصال مانا جائے یا سمسن Simson اور اسٹوارٹ Stewart کی کتابون کو باہم ملانے والی خیال کی جائے اسلیے کہ ابتدائی ہندسہ جو نظری دعوون کے حل مین آسانی پیدا کرنیکے لیے تیار کیا گیا ہے وہ ایسی ہی کتابونکے وسیلہ سے کمال کی حد تک پہنچا ہے۔

مبحث ہفتدہم

:- ریاضی جغرافیہ مین عربون کی ترقیان اوراُن یونانی کتابون کا نقص جن سے اہل عرب نے یہ فن حاصل کیا۔

یونانیون مین سب سے پہلے جس عالم نے کرۂ زمین کا حال بیان کرنے مین اقدام کیا

اور دوسرے معاصرین کے اختلاف سے بے پروا ہوکر اس کام مین منہمک رہا۔ اوس کا نام
"ایراستطینیس" Eratosthenes ہے۔ اُس نے آباد حصۂ زمین کو بحر محیط اطلانطک سے دریائے گنگ
تک گمان کیا۔ اور صرف تقریباً ۲۰ جغرافی درجون کی جو قریب ۸۸ کیلومیٹر کے ہوتے ہین
اس حساب مین غلطی کی۔ اُس نے خیال کیا کہ دریاے گنگ بحر شرقی مین گرتا ہے اور اُس نے
اس دریا کو براعظم ایشیا کی سب سے بڑی حد اعتبار کیا ہے۔ مگر اس غلطی کی وجہ یہ ہے کہ جیسے
اُس کے ہم عصرون کی معلومات فن جغرافیہ مین کم تھین ویسے ہی وہ بھی قلیل معلومات
رکھتا تھا۔ یونانیون کے بعد عربون نے دیگر علوم و فنون کی طرح جغرافیہ مین بھی ترقی کا قدم
بڑھایا۔ اور بطلیموس کی کتاب مجسطی کو از سر نو زندہ کیا۔ حالانکہ لاطینیون نے اس کتاب کے
بیان کردہ طریقون کے ساتھ بے پروائی کی تھی جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ طریقے بہت کم سچے
اور نادرست تھے۔ لیکن عربون نے اس کی تحقیق کر کے نئی معلومات کا اضافہ کیا اور علمی
دنیا کو فیض عظیم پہونچایا۔

قدیم زمانے کے ذی علم سیاح دنیا کی سیر و سیاحت سے نہایت اہم اور کارآمد فوائد
حاصل کرتے تھے۔ وہ اس ذریعے سے تقویم بلدان کی توضیح اور مسافتون کی تحدید کیا کرتے تھے چنانچہ
قدیم سیاحون مین سے خواجہ مارین صوری نے اپنے سفرنامے کی صورت مین ایک کتاب
جغرافیہ عامہ پر تالیف کی۔ اس کتاب مین اُس نے زمین کے تمام طول البلدون کو شمار کیا جو
نصف النہار کے دونون خطوط کے مابین واقع ہین۔ اور یہ دونون خطوط اس طرح گذرتے ہین کہ
ایک خط جزائر خالدات پر ہوتا ہوا سیدھا چلا گیا ہے اور دوسرا سراطینہ پر ہو کر گذرا ہے اور ان
دونون کے مابین ۱۲۵ جغرافی درجے بنتے ہین۔ لیکن ایراستطینیس کی تقویمون مین اسی کو
بہت بڑھا کر دکھایا گیا ہے اس لیے کہ اُس نے جزائر خالدات اور دریاے گنگ کے مابین
بجاے ۱۲۶ درجے سات دقیقے اور ۳۴ ثانیہ کے ۱۴۵ جغرافی درجے بنا دیے ہین۔
ایراستطینیس کے بعد بطلیموس کا دور آیا تو اُس نے ۲۵ درجے کر دیے۔ اور اسی کو مارین صوری"

نے ۱۸۰ درجے بتایا ہے۔ اُس نے نہ تو یہ حساب سلف کی کتابون مین تلاش کیا اور نہ اِس بات کی جستجو کی کہ وہان کیا غلطی ہے۔ اُس نے خود جغرافیہ کی کوئی نئی کتاب تالیف نہین کی۔ بلکہ آنکھین بند کر کے صرف اُنھین غیر محققہ مفروضات کا ذکر کر دیا جو قدماء کہ گئے تھے۔ پھر اُن طول البلد کی مقدارون مین بھی کوئی تغیر نہین کیا جن کو مارین صوری نے مقرر کیا تھا۔ بطلیموس نے یہ حساب لگایا کہ ابتداء جزائر خالدات سے راس کوری تک روے زمین کے طول مین ۱۲۵ درجے اور بیس دقیقے ہین۔ اور راس کوری سے سرا طینیہ تک کا طول ۵۴ درجہ اور ۴۰ دقیقہ ہے نہ کہ سو درجہ۔ یون سب کو ملا کر قدیم براعظم کی تمام درازی ایک سو اسّی (۱۸۰) درجہ کر دی۔

تعجب کی بات ہے کہ بطلیموس کی طرف ایک جغرافی رسالہ کی نسبت کی گئی ہے جس مین اُس نے مارین صوری کے کلام سے رہنمائی پائی ہے۔ حالانکہ اس رسالہ مین بطلیموس کا صرف اتنا کارنامہ ہے کہ اُس نے چند نقشے زمین کے کھینچ دیے ہین جن مین زمین کو چپٹی دکھایا اور ابرقہ کے طریقے کو صحیح بتایا ہے جس نے کرۂ زمین کے نقشے مین تمام نصف النہار کے خطوط کو اور اُن کے موازی خطون کو ایک ایسے دائرہ کے اجزا کے طور پر دکھایا ہے جو ان خطوط کے ملنے کی جگہ پر ایک دوسرے کا تقاطع کرتے ہین۔ اور اس سے مقامات تقاطع پر بہت سے زاویۂ قائمہ بن جاتے ہین۔

فن جغرافیہ کے ماہرین نے ابرقہ کے کھینچے ہوے نقشے ایسے موقع پر استعمال ضرور کیے جہان اُن کو خط استوا اور قطب کے مابین زمین کے محصور اجزاء کا حال بیان کرنا منظور ہوا مگر ان جغرافیہ دانون کا یہ قول غلط ہے کہ بطلیموس جو تنظیم و ترتیب مین اپنا آپ نظیر تھا۔ وہ مسائل فن جغرافیہ کا استعمال کرتے ہوے اپنے پیش نظر قدیم مبادی کو بغیر تصرف کام مین نہ لا سکا ہوگا۔ مگر یہ کہ پہلے اُنھین اپنے تمام ریاضی اور فلکی معلومات پر منطبق کر کے خوب جانچ لیا ہوگا۔ کیونکہ بطلیموس کی کتاب اس قول کے خلاف خوبی اور اصلاح کی بو باس سے بھی عاری ہے

اور زمانۂ سابق کے درجات طول البلد کو ناقص قرار دیکر اور بھی پایۂ اعتبار سے گرگئی۔ یہی وجہ ہے کہ قرون متوسطہ مین لاطینی اور عرب علماء نے جغرافیہ کی تحقیقات اور تکمیل مین مشغول ہونے سے کنارہ کشی اختیار کی۔ اور جب تک یورپ مین دوبارہ علوم وفنون کی نئی زندگی شروع نہین ہوئی اُس وقت تک بطلیموس کی رائین پردۂ خفا سے نہین نکلین۔ ہان یورپ کے جغرافی علماء نے بطلیموس کی آراء کو نئی زندگی بخشی اور اُس کے زائچون کو علم کی بنیاد اور نقشون کی کشیدکا نمونہ قرار دیا۔

یورپ کے بیشتر علماء کو یہ علم نہ ہوسکا کہ عربون نے مؤلفات بطلیموس کی کیا اصلاحین کی ہین۔ اسی جہالت کی حالت مین اُنھون نے یہ سمجھکر جغرافی تالیفات شروع کردین کہ سیدھے راستے پر چل رہے ہین۔ وہ بڑھے چلے گئے۔ مگر آخر کار اُن کو معلوم ہوا کہ بطلیموس کی آراء کو صحیح معلومات پر منطبق کرنا محال ہے۔ چنانچہ "اداجاتودامون" نے اسکندریہ مین روے زمین کے چند نقشے اُنھین طول البلد اور عرض البلد کے موافق کھینچے جن کو بطلیموس اور مارین صوری نے بیان کیا تھا۔ اور یہ فاضل شخص ان دونون علماء کا طرفدار بن گیا جن کا مذہب یہ ہے کہ روے زمین پر ابھی بہت سے نامعلوم براعظم موجود ہین۔ ان نقشون کے مشتہر ہوتے ہی اُس وقت کے باقی ماندہ مدارس قدیمہ سے کچھ جغرافیہ دان ایسے اُٹھے جو ان نقشون کی اساسی غلطیان ظاہر کرنے لگے۔ اور اُنھون نے اس بات کو ظاہر کیا کہ آباد روے زمین کی شکل کروی یا بیضاوی بنائی جانی چاہیے یا پھر مربع رکھی جائے۔ عیسائیون نے ان خیالات وآراء کی تطبیق تورات شریف کے جغرافیہ سے کی اور اُس سے بہتر طریقہ پر کی جو دیگر علماء نے آراء بطلیموس ومارین کے ساتھ کی تھی جیسے کہ ۱۳۶۷ء مین مادی جیرومہ نے۔ اور ۱۴۲۰ء مین ابتیقوس نے۔ اور ۱۴۸۶ء مین ادروز (Crose) نے اور ۱۵۰۵ء مین یولیوس ہنوریوس (Jules Honorius) نے جو نقشے روے زمین کے تیار کیے وہ اس روایت کے بالکل خلاف ہین جو ادا اسکندریہ کی جانب منسوب ہے۔

سنہ ۵۵۵ ء مین قسماس اندیقو پلیوطیس نے یہ کہا کہ آباد زمین مربع ہے۔ مگر اس مذہب یا ایسے ہی کسی دیگر مذہب پر جو زمین کی کرویت کے خلاف اور اس بات کا مقتضی ہو کہ بقول سیدور الشبلی (سنہ ۶۳۶ء) بیت المقدس دنیا کے وسط مین واقع ہے۔ ہرگز اعتماد نہین کیا جا سکتا۔

مبحث ہیزدہم

:- مدرسہ راونہ۔ اور بطلیموس کی جغرافی آراء سے انکار :-

امپراطور تھیوڈوس دوم Theodose II فرمانروائے قسطنطنیہ نے سنہ ۴۳۵ ء کے آغاز سے فن جغرافیا کی تکمیل و تحصیل مین مشغول ہونے پر اپنی رعایا کو ترغیب دلانی شروع کی اور انھین حکم دیا کہ یونانی مملکت کا نیا نقشہ تیار کرین۔ اُس کے حکم سے اہل یونان نے جغرافیہ کی تعلیم کے لیے راونہ کے مدرسہ کو مرکزی تعلیم گاہ بنا لیا۔ اس شہر کے کتبخانہ مین چند سفرنامے موجود تھے۔ ان سفرنامون پر کچھ حاشیے بھی تھے اور اُن مین جدولین بنی تھین۔ ان جدولون مین مقامون اور شاہراہون کا نقشہ رنگ آمیزی کے ساتھ بنا تھا۔

قرون متوسطہ مین جب یورپ کے افق پر جہالت کی گھٹا چھا رہی تھی دیر نشین راہب اپنے اپنے صومعون مین علم جغرافیہ کی خدمت کیا کرتے تھے۔ جن ملکون کے شہرون کا حال اور نام مدرسۂ راونہ کے علماء نہین جانتے تھے۔ یا وہ اُن کے معلوم کرنے سے قاصر تھے۔ یہ گوشہ نشین درویش ان کی پوری تفصیل اور تشریح کر کے اور ان کے نقشے کھینچ کر اپنے پاس رکھتے تھے۔ چنانچہ ماری جاک کے صومعہ کے سردار درویشان کے پاس ایک ایسا ہی اعلے درجہ کا خوش نما نقشہ دیکھا گیا تھا۔ اور اس کے علاوہ جزائر انگلستان کے جو راہب حج بیت المقدس کے لیے آتے رہتے تھے وہ مشرق کے دور دراز ممالک کی خبرین اور یہان کے چشم دید حالات واپس جا کر اپنے اہل وطن کو سناتے رہتے تھے۔ یہ درویش اور حاجی سب سے زیادہ ممالک مشرق کے عظیم الشان علمی خزانون یعنی یہان کے

کتبخانون کی مدح سرائی کرتے تھے جن مین اُس وقت بکثرت نادرہ روزگار جغرافی کتابین موجود تھین۔

نیز فرانس کے نامور شہنشاہ شارلین نے اپنی مملکت کے تمام علماء کو یکجا کیا اور اُن سے تمام دنیا کا ایک باتصویر نقشہ بنوایا۔ یہ نقشہ چاندی کی تین تختیون پر الگ کھودا گیا انھین سے ایک تختی ۸۴۲ء مین اُس وقت نوجون کے حوالہ کی گئی جبکہ شاہ لوتس بادوی کا فرزند لوتھر اپنے بھائیون سے مصروف جنگ تھا۔ اور باقی دونون تختیان بھی اسی طرح تقسیم کی گئین۔

۸۲۵ء مین راہب دی قویل نے ایک کتاب جغرافیہ تخطیطیہ پر تالیف کی۔ یہ کتاب اپنے مطالعہ کرنے والون کو عہد شاہ تھیوڈوس کے کھینچے ہوے نقشے کی تشریح بتاتی ہے۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس زمانے کے لوگون نے اس قسم کی تخطیط کے معلوم کرنے پر کیسی توجہ کی تھی۔

اس سلسلہ مین شاہ فریڈرک اعظم بھی ایک قابل ذکر فرمان روا گذرا ہے جس کو علم دوستی مین شاہ شارلین کا ہمسر کہا جا سکے۔ اس فرمانروا نے بھی اپنی رعایا کو فن جغرافیہ کی تکمیل و تحقیق کا پورا شوق دلایا۔ اور جہازون پر بحری علمی مہمین روانہ کین جنھون نے بحر بالٹک سے دریاے وسٹول کے دہانہ اور ممالک ناروے کے سواحل تک جغرافی اکتشاف کیا۔

نیز فریڈرک اعظم ہی نے بہت سے علماء کو اس بات پر مامور کیا کہ وہ ”بولص اوردس“ کی تالیف کردہ کتاب ”جغرافیہ دنیا“ کا ترجمہ عام بول چال کی زبان مین کرین اور خود اُسکے عہد سلطنت مین جو نئی جغرافی باتین دریافت ہوئی ہین، اس کتاب مین اُن کا اضافہ کرین۔ اسی کتاب کا نام ”ہرُسطا“ ہے۔

برتیبان کی کتاب اور اُس کا وہ نقشہ جو اُس نے شاہ فریڈرک اعظم کے عہد مین تالیف کیا تھا، رِسرادنہ کے علماء کے نزدیک یہ دونون قابل اعتماد تازہ ترین جغرافی کارنامے تھے

مذکورۂ بالا بیان سے واضح ہوتا ہے کہ دسوین صدی عیسوی تک لاطینی علمار بطلیموس کے جغرافیہ سے لاعلم رہے یا اُنھون نے پایا مگر اُس پر اعتماد نہین کیا۔

مبحث نوزدھم ۱۹

سب سے پہلے عربون نے سنہ ۸۲۰ء مین کتاب بطلیموس کی تصحیح کی:۔

چند پہلے خلفاء بنی عباس کے عہد مین عربون نے علوم و فنون کی طرف توجہ کی اُنھون نے یونان کی ریاضی اور جغرافی کتابون سے جرعہ نوشی کی۔ اس دور مین فن جغرافیہ کے متعلق بطلیموس ہی کی کتاب عرب علمار کی رہنمائے اول اور رہبر اعظم تھی۔ پھر خلیفہ مامون الرشید عباسی نے سنہ ۸۲۰ء مین عرب علماء کو بغداد مین نئے فلکی ارصاد کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اس کے عہد خلافت مین جدید تحقیق و تدقیق کے ساتھ جو زائچۂ فلکی تیار ہو اُس سے مجسطی کے زائچۂ کی تصحیح کی جائے۔ اور روے زمین کے طول البلدون کی حد بندی دوبارہ عمل مین آئے۔ اس صورت سے عرب علمار کی یہ تحدید جسے اُنھون نے "رسم الارض" کے نام سے موسوم کیا تھا جغرافیہ کے باب مین اہل یونان کے مذہب کی تجدید اور بہ نسبت اُس کی سابقہ حالت کے اس مین مزید تحسین تھی۔

اور اگر ہم اس عمل تحسین و تجدید کا کچھ اعزاز علماء نسطوریہ کو بھی دیدین تو اس بارہ مین کوئی امر مانع نہین ہوسکتا کیونکہ نسطوری علمار ہی نے اسکندریہ کے متاخرین علماء کے معلومات کو بغیر کسی کمی یا تصحیح کے جون کا تون محفوظ رکھا تھا اور خلفار نے ان کو بہت کچھ انعام و اکرام دیکر اس بات پر آمادہ کیا کہ جغرافی اشغال مین وہ مسلمان عرب علمار کی شرکت کرین چنانچہ زمین کے طول البلاد کی تحدید مین ان علماء نے بہت کچھ مدد دی۔ اس عمل کا نام "رسم الارض" رکھا گیا۔ اور یہ بیک وقت عربی اور یونانی دونون زبانون مین تدوین کیا گیا۔

اس تقرر حدود کے لحاظ سے ممالک عرب مملکت خلیج فارس۔ دریاے دجلہ

اور دریائے فرات سے سیراب ہونے والے صوبے۔ ممالک فارس، بحر جرجان کے جنوبی سواحل اور دریائے روم کے سواحل کی حدبندی نہایت صحیح ہوئی تھی۔ اس کام کے دوران مین تجربہ سے ثابت ہوا کہ صنعا (یمن) کے میدانی علاقون مین خط نصف النہار کے ایک درجہ کا جو اندازہ ہوا ہے وہ بطلیموس کے زائچون کی تصحیح مین مدد دیتا ہے۔ کیونکہ یہ قیاس بالاصالت بغداد کے قرب وجوار کے ممالک پر پوری طرح منطبق ہوا تھا۔ اور اس طرح صحت اندازہ کی ایک قوی دلیل مل گئی تھی۔

گیارھوین صدی عیسوی تک عربون نے جغرافیہ ریاضیہ مین کوئی ترقی نہین کی تھی۔ بخلاف اس کے جغرافیہ تخطیطیہ مین وہ بہت کچھ ترقی کر گئے تھے۔ چنانچہ جب اُن کے مقبوضہ ممالک بحر اعظم اطلانطک سے سرحد مملکت چین تک وسیع ہو گئے تو انھون نے رفتہ رفتہ چار بڑی بڑی تجارتی شاہراہین تیار کین۔ یہ راستے مغرب کے شہرون قادس وطنجہ کو ایشیا کے انتہائی گوشہ سے پیوستہ کرتے تھے۔ انھین سے ایک راستہ اسپین، یورپ، اور ممالک سلیوین ہوتا ہوا دریائے جرجان، شہر بلخ اور بلاد بحر جز تک جاتا تھا۔ اور دوسرا راستہ ممالک مغرب، وادی مصر، دمشق، کوفہ، بغداد، بصرہ، اہواز، کرمان، سندھ اور ہندوستان کو باہم پیوستہ کر رہا تھا۔

اور بقیہ دو راستے بحر ابیض متوسط (بحر روم) ہو کر گذرتے تھے۔ انھین سے ایک راستہ سواحل شام اور خلیج فارس سے۔ اور دوسرا اسکندریہ اور بحر احمر سے ہو کر بحر ہند کو جاتا تھا۔ گویا یہ دو بحری راستے ہندوستان کے تھے۔

ان برّی اور بحری راستون پر بکثرت سیاح سفر کرنے لگے۔ اور یہ سیاح دور دراز ممالک مین عربون کے خیالات اور تمدن کو منتقل کرتے رہے۔ خود بھی انھون نے بڑے بڑے مفید حالات معلوم کیے۔ اور اس قسم کی خبرین اپنے ملک مین لائے جن سے جہازرانون کے دماغ روشن ہو گئے اور وہ اُن خطرات کو معلوم کر سکے جن مین پوری طرح غیر دریافت شدہ

یا کم دریافت شدہ ملکون کا سفر کرنے کی حالت مین وہ مبتلا ہو سکتے تھے۔

سنہ ۹۰۰ع مین البتانی نے بمقام رقہ اور سنہ ۱۰۰۰ع مین ابن یونس نے بمقام قاہرہ جن نئے زائچون کو درست کیا اور ترتیب دیا وہ دونون بلا کسی بڑے تغیر کے کتاب رسم الارض ہی پر شامل تھے مگر دسوین صدی عیسوی کے نصف مین مشہور عرب جغرافی علماء ابن حوقل اصطخری اور مسعودی نے اپنی کتابون مین جدید اکتشافات کی صورت بھی بیان کی۔ اور علامہ کوفی نے سنہ ۱۲۶۰ع مین طول البلدون کا حساب بر اعظم کی زمین کے مشرقی کنارے سے لگایا۔

بعض علمائے یورپ یہ کہتے ہین کہ علماء عرب بنو عباس کے ابتدائی زمانون مین ریاضیات کے متعلق ہندوستانی روایات کے متبع تھے۔ باوجودیکہ مبادی علم الافلاک کی کتاب موسوم بہ "سندہند" اگر سنہ ۷۷۵ع مین اس کا خلیفہ منصور تک پہونچنا صحیح بھی ہو تب بھی عرب علماء کے نزدیک اس کا کوئی بڑا اعتبار نہ تھا۔ کیونکہ اُنھون نے تھوڑے ہی عرصہ بعد یونانی رسائل کو حاصل کر لیا اور کتاب سندہند کو بالکل چھوڑ دیا تھا۔ اگر کبھی اُس کا نام لیتے تھے تو محض یہ ظاہر کرنے کے واسطے کہ اُس مین یہ یہ غلطیان ہین عرب علماء نے جغرافیہ کے متعلق اہل ہند کی کتابون پر کچھ بھی اعتماد نہین کیا۔ اس لیے کہ ہندی علماء کی کتابون مین لکھا جاتا ہے کہ جزیرہ نمائے ہندوستان دنیا کے مرکز مین واقع ہے۔ اور خط نصف النہار جو دنیا کے وسط کا نقطہ عیان کرتا ہے شہر اُجین اور جزیرہ سیلون پر ہو کر گذرتا ہے۔ اور عرب علماء نے اپنی جغرافی کتابون مین خط نصف النہار سے بحث کرتے ہوے اس کو قُبّۃ ارضیہ قرار دیا اور اُسے قبۃ عرین کے نام سے موسوم کیا ہے اس قرارداد کا مقصد طول البلد کا صاف طور سے قرار دینا ہے۔ مگر بعض یورپین علماء کو گمان ہوا کہ "عرین" سے شہر اُجین مراد ہے یہ بڑی غلطی ہے اس لیے کہ قبۃ عرین ایسا نقطہ ہے جہان پر بطلیموس کے حساب کا درجہ نوّے خط اعتدال کے ساتھ متساوی فاصلے پر تقاطع کرتا ہے۔ اور یہ فاصلہ زمین کے

چارون اصلی جہات سے یکسان اور برابر دوری پر ہے۔ یہ ہرگز اجین کا قبہ نہین۔ کیونکہ عرب علماء اجین کا جغرافی محل یقیناً پوری طرح جانتے تھے۔ بلکہ "عرین" صرف ایک اصطلاحی لفظ ہے جس سے ایک موہوم جزیرہ ہندوستان اور ممالک حبش کے درمیان مراد ہے۔ سسلی کے مورخ دیودور نے اس جزیرہ کو اراتوس کے نام سے ذکر کیا ہے۔

عربون نے عرین یا قبۃ زمین کے خط نصف النہار کو اس خط نصف النہار سے بدل دیا جو جزائر خالدات پر ہو کر گذرتا ہے۔ اور یہی قول گیارھوین صدی عیسوی کی ابتدا سے تیرھوین صدی عیسوی تک صحیح مانا جاتا رہا۔

مبحث بستم

:- دوسرا دور ۵۰۲ھ ۔ اور عربون کا کتاب بطلیموس کی تصحیح کرنا :-

عرب علماء نے بطلیموس کے زائچون کی جو اصلاح کی اس کے پہلے دور کا ذکر ہم کر چکے، اب دوسرے دور کا آغاز ۵۰۲ھ سے ہوتا ہے۔ اس وقت بغداد کا دار العلم اپنی پوری رونق اور ترقی پر تھا۔ اور وہان کے مستخرجین مین علامۂ البیرونی کا سا زبردست فلکی عالم نکلا تھا۔ اس نامور عالم کو براعظم ایشیا کے ایک جزء کے فاتح سلطان محمود غزنوی نے اپنے دربار مین طلب کیا اور علمی خدمات پر مامور فرمایا۔ البیرونی پہلے اس بات کے لیے کمربستہ ہوا کہ ممالک روم و ماوراء النہر و سندھ کے طول البلدون مین جو حسابی غلطیان باقی ہین اُن کو صحیح کرے۔ اور اسی کے ساتھ ممالک مشرق کا ایک ایسا جغرافی قانون بنا دے جو ہر طرح مکمل قانون ہو۔ چنانچہ اُس نے یہ قانون تالیف کیا۔ اور اس کا یہ قانون مشرق کی اکثر مستوغرافیات کی اصولی بنیاد قرار پایا۔ اس قانون کے کسی قدر حصے کا خوشیار فلکی نے دوبارہ مقابلہ کیا اور اُس کی تصحیح کی ہے۔

اسی طرح عمر خیام فلکی نے ۴۶۷ھ مین ملک شاہ سلجوقی کے حکم سے سالانہ جنتری کا حساب درست کیا۔ اور فلکی سنہ جو سنہ اعتدالیہ کے نام سے مشہور ہے اس کی مدت

نہایت صحیح طور سے مقرر کی۔

ہم اہل یورپ کو براعظم ایشیا کے متعلق عربون کی معلومات سے بہت بڑا فائدہ نصیر الدین طوسی۔ خوشیار فارسی۔ اور مؤلف زیج الجزائر سے پہونچا ہے۔ اور اسی طرح کتاب القیاس یعنی زیج التماثل سے بھی ہم نے بے حد فائدہ اُٹھایا ہے اور سنہ ۹۰۰ء سے سنہ ۱۳۰۰ء تک عرب علماء مین سے بہتیرے فاضل عالم نامبردار ہوئے ہین جنمین سے ایک البکری ہے۔ یہ سنہ ۱۰۶۶ء مین ہوا ہے۔ اور اس کی کتاب کا ترجمہ اور اس کی تشہیر مسیو کترمیئر نے کی ہے۔

سنہ ۱۰۹۹ء مین بمقام شہر سبتہ "ادریسی" پیدا ہوا۔ یہ شہر قرطبہ کے دار العلم کا شاگرد رشید تھا اور فراغ تحصیل کے بعد اس نے جزیرۂ سسلی کے علم دوست بادشاہ رُدجیر کی خدمت اختیار کی اور اُس کے دربار مین ملازم ہوا۔ ادریسی نے شاہ رُدجیر کے ہان ایک چاندی کی گول تختی تیار کی۔ اس تختی کا وزن آٹھ سو رطل فرنگی تھا۔ پھر اس تختی پر عربی زبان مین تمام ممالک دنیا کا نقشہ کھودا جو اُس وقت تک مشہور و معلوم ہو سکے تھے۔ اور ایک رسالہ فن جغرافیہ مین تالیف کیا۔ کہ یورپ کے جغرافی نقشہ نگار ساڑھے تین سو سال تک صرف اسی کتاب کی نقل پر اکتفا کرتے رہے۔ وہ لوگ ادریسی کے جغرافی رسالہ کی معلومات پر بہت کم اضافہ کر سکے۔ اور جو کچھ اضافہ کیا اسے بھی چندان اہم نہین مانا جا سکتا۔ ادریسی نے اپنی اس تالیف مین تماس کے اُس اولین نقطہ کو بیان کر دیا ہے جو لاطینیون اور عربون کے جغرافیہ کے درمیان ہے۔ ادریسی کی کتاب کا ترجمہ مسیو یوبرٹ اور یاقوت نے سنہ ۱۲۲۵ء مین کیا ہے

مبحث بست و یکم

۲۱

عربی علمی ترقی کا تیسرا دور سنہ ۱۲۳۰ء سے اس دور کا آغاز۔ دور سوم مین عرب علماء کی تصحیح قبۂ عرین کی بحث سنہ ۱۲۵۰ء سے سنہ ۱۶۴۵ء تک اس علم مین عربون کے اجتہادات

اوپر کے بیان سے یہ تو معلوم ہو گیا ہو گا کہ "رسم الارض" اور "قانون البیرونی" یہ دونون کتابین

شائع ہوتے ہی دنیا کے مرکز اور مشرق کی حقیقت کیونکر بدل گئی تھی۔ مگر اسلامی مملکت کا مغربی حصہ یعنی ساحل اسپین اور بلاد مغرب ہنوز بہت سے زائد از اصل قیاسات پر شامل تھا۔ اگرچہ ۱۰۸۰ء میں اندلس کے فلکی عالم ارزاقیل کے ہان ایک عمدہ اور صحیح رصد شہر طلیطلہ کے طول البلد کی موجود تھی جس نے اس شہر کو عرین سے چودہ گھنٹون کے بُعد پر رکھا تھا۔

اور بحر ابیض متوسط (بحر روم) کا طول جس کو بطلیموس نے اپنی کتاب میں ۶۲ درجہ رکھا تھا اور بعد ازان عرب علماء نے کتاب رسم الارض میں اُسے ۵۴ درجہ کر دیا تھا۔ اور پھر اس کے بعد وہ صرف ۴۲ درجے اندازہ کیا گیا۔ مگر ہم نے اس رصد سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھایا۔ بخلاف اس کے سنہ ۱۲۳۰ء کے مشہور مغربی عرب عالم ابوالحسن علی المراکشی نے جو اہم نقشے کیے وہ شہادت دیتے ہیں کہ اُس کی کتاب بھی علم جغرافیہ میں رتبۂ اعلیٰ پر فائز تھی۔ اور یہ کتاب عربوں کے علمی آثار کی ایک قابل قدر یادگار ہے۔

سلف کے عرب علماء نے آباد مغرب زمین کو دنیا کے اصلی مغرب سے یوں ممتاز کیا تھا کہ پہلی مرتبہ قدماء کے حساب میں سے دس درجے کم کرکے مغرب کا طول رکھا یا اور اصلی مغرب کو جزائر اسودہ کے قریب قرار دیا۔ لیکن چونکہ انھیں ان جزائر کے مجمع الجزائر (آرکی پیلیگو) کا کچھ پتا نہ چلا تھا، اس لیے انھوں نے خط نصف النہار کو حساب کی اصل اختیار کیا۔ یہی خط نصف النہار ہے جو قبۂ عرین پر گذرتا ہے اور حساب بطلیموسی کے نوّے درجے کے ساتھ متحد ہے اس اختیار سے عرب علماء نے اتنا فائدہ اُٹھایا کہ وہ اپنی حید ولدان کو صحیح اور مضبوط کر سکے۔

اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابوالحسن علی المراکشی نے قدیم زمانون کا کوئی نادرست نقشہ استعمال کیا تھا۔ جیسا کہ ایک دوسرے مغربی جغرافیہ دان ابن سیّد نے نامعتبر نقشہ کا استعمال کیا ہے۔ مگر اتنا ضرور ہے کہ ابوالحسن نے اس نقشے کے ایک جزو کی تجدید پہلے سے بہت زیادہ درستی کے ساتھ کر دی ہے۔ اور ابن سیّد نے ایسا نہیں کیا تھا۔ لیکن جن لوگون نے ابوالحسن کے عمل کو نقل کیا وہ اس تجدید سے ناواقف رہے اور مشرق کے جغرافیہ دانون تک

اصلی نقشے کی ہو بہو نقل پہونچادی جس مین غلطیان تھین۔ اسی وجہ سے ابو الفدا نے
اپنے سب سے بڑے جغرافی رسالے مین بلاد مغرب و اسپین کا جغرافیہ لکھتے ہوئے
بہت سے مقامات کا جغرافیہ لکھا ہی نہین اور انھین خالی چھوڑ گیا ہے۔ کیونکہ اُس کو
ان ممالک کے جغرافیہ کے متعلق تجدیدات کا کوئی علم نہین ہوا تھا۔

ابو الحسن مغربی اور دیگر ذکر شدہ فارسی جغرافیہ دانون کے بعد عرب علماء مین فن جغرافیہ
کے انحطاط کا دور شروع ہو جاتا ہے۔ کیونکہ قزوینی جس کا لقب وجیہ الحق ہے اور جس نے
سنہ ۱۲۸۳ء مین وفات پائی۔ یہ صرف اپنے پیشرو علماء کے کلام کو لفظ بہ لفظ نقل کر جاتا ہے
اور اپنے ذہن کو تاریخ طبیعی کی جانب مصروف رکھتا ہے۔ اور مصر کے علامہ نویری المتوفی
سنہ ۱۳۳۲ء کی جامع کتاب جو بہت سے علوم پر شامل ہے اس مین بھی جغرافیا کے متعلق
سلف کی تحقیقات سے بڑھکر کچھ زائد ملحوظات نہین ملتے۔ اس کے بعد ابن بطوطہ
سیاح کا دور آتا ہے جس نے سنہ ۱۳۲۵ء مین اپنے وطن شہر طنجہ سے سفر کیا اور مصر، ایران
ماوراء النہر، ہندوستان اور چین کے ملکون کا سفر کیا۔ اسکے بعد بیس سال آرام لیکر وہ اسپین
اور مغربی افریقہ مین گھوما پھرا لیکن اُس کے کلام پر اس لیے اعتماد نہین کیا جا سکتا کہ جو کچھ
اُس نے لکھایا ہے زبانی یادداشت سے لکھایا ہے۔ خود معاینہ کے وقت اور تحقیق و درایت
کے طریق سے سفرنامے کی ترتیب نہین کی۔ اور اسی کے ساتھ ایک بڑا عیب یہ ہے کہ وہ
ایسی روایتین بھی سچی مان لیتا ہے جو خلاف عقل ہین۔ اور اُن کو سُن کر سفرنامے مین
درج کرا دیتا ہے۔

یورپ مین ایک کتاب خریدۃ العجائب نامی زمانۂ گذشتہ مین بہت مشہور تھی۔ اس
کتاب کا مؤلف ابن الوردی ہے۔ ابن الوردی سنہ ۱۲۹۲ء سے سنہ ۱۳۴۹ء تک حلب مین رہا ہے۔
اس کی کتاب سے بھی کوئی مدد لینا ٹھیک نہین۔ اور اگر اس سے کچھ اخذ کیا جائے تو احتیاط
کے ساتھ اخذ کیا جائے۔

اور ابوالفداء امیر حماہ (سنہ ۱۲۷۳ء سے سنہ ۱۳۳۱ء تک) نے بھی اسلاف سے نقل کرتے وقت ان کی غلطیون پر کچھ بھی التفات نہین کیا۔ اور نہ ان بعض عددی رقمون کو بدلا جنھین وہ بغیر غور وخوض درج کر گیا ہے۔ اُس نے بہت سی اس قسم کی باتون کو صادق مانا ہے جن کا باطل ہونا صاف عیان ہے۔ اور جن لوگون سے نقل کیا ہے ان کی طرف ایسی فضول باتین منسوب کی ہین جن کا ہونا محال ہے۔ لیکن باوجود ان سب نقائص کے وہ ابن وردی پر فائق ہے اس لیے کہ گو وہ دوسرون کی تالیفات کا اختصار کرتا ہے مگر معلومات ریاضیہ سے استناد کرتا ہے۔ وہ طول البلد اور عرض البلد کے ٹھیک طور سے قرار دینے مین ریاضی معلومات سے کام لینے کا سخت حامی ہے۔ اور اس کی طرف توجہ نہ کرنے والون کو ملامت کرتا ہے اُس نے اپنی جدولون کو چار جدولون سے نقل کیا ہے۔ ان وجوہ سے وہ ہمارے لیے ایک حقیقی علمی خزانہ چھوڑ گیا ہے۔

ابوالفداء کے بعد بہت سے اور فاضل جغرافیہ دانی مین مشہور ہوے۔ یہ لوگ حسب ذیل ہین:۔
علامہ ذہبی المتوفی سنہ ۱۳۴۷ء۔ البکری سنہ ۱۰۹۴ء۔ المقریزی سنہ ۱۳۶۶ء سے تا سنہ ۱۴۴۲ء۔ اور ابن ایاس اور لیون افریقی مشہور بہ حسن سنہ ۱۵۱۶ء۔

تیمور لنگ نے ممالک ایشیا کو تاخت وتاراج کر ڈالا۔ اور علم وفن کا بازار سرد کر دیا۔ تو اس کے بعد پھر سیدرھوین صدی عیسوی کی ابتدا مین کچھ علمی مشاغل مشاہدہ مین آئے۔ کیونکہ شاہ رخ شاہ نے ممالک فارس اور ہندوستان کے ایک حصہ پر قابض ہو کر، دیگر ممالک کے سلاطین سے دوستانہ مراسم قائم کیے۔ اور سنہ ۱۴۲۰ء مین چین کے گورنر کے پاس سفیر بھیجے۔ اس کے بعد عبدالرزاق سمرقندی کو ہندوستان مین فرمانرواے کلکتہ (بنگالہ) کے پاس سفیر بنا کر بھیجا۔ اور شاہ رخ کے فرزند میرزا الغ بیگ نے جو اپنے فلکی زائچون کی وجہ سے بہت نامبردار ہے سنہ ۱۴۳۷ء مین تمام دنیا کا ایک نقشہ کھینچنا شروع کیا۔ نصیرالدین طوسی نے اپنی تالیفات مین الغ بیگ کے اس نقشے پر اعتماد کیا ہے۔ الغ بیگ ہی کے حکم سے

علی القوشجی نے ملک چین میں سیاحت کر کے خط نصف النہار کے ایک درجہ کا قیاس اور کرۂ زمین کی مساحت کی مقدار کو ٹھیک طور سے قلم بند کیا۔

اسلامی علم جغرافیہ کے چند بحری نقشے بھی تھے۔ ان نقشوں میں سے ایک نقشہ مسیو واسکوڈی گاما نے ۱۴۹۸ء میں معلم قنا (یا کنا) مغربی ساکن گجرات (ہندوستان) کے پاس دیکھا اور یہ اس حالت میں دیکھا جبکہ واسکوڈی گاما نے معلم مذکور کو زنجبار کے شہر ملیندہ کی طرف جاتے ہوئے اپنے جہاز کا معرف (معلم یا رہنما) مقرر کیا تھا اور دیو قرق اکبر پرتگالی نے بحر عمان اور خلیج فارس میں جہاز رانی کرتے وقت ایک اور نقشے سے مدد لی تھی جو عمر العربی کا تیار کردہ تھا۔ یہ ۱۶۴۸ء کا واقعہ ہے اور مشرقی علماء کے تالیف کردہ رسائل جغرافیہ کا خاتمہ خطیب چلپی کی کتاب موسوم بہ "جہان نامہ" پر ہوتا ہے خطیب چلپی نے اس تالیف میں اہل فرنگ کی ان تالیفات سے بھی مدد لی ہے جو پرتگالیوں اور ہسپانیوں کی دریافت کردہ جدید اکتشافات پر مشتمل ہیں۔

مبحث بست و دوم [۲۲]

:- علم الفلک۔ علوم ریاضیہ اور علم جغرافیہ میں عربوں کے عظیم الشان اکتشافات :-

اس سے قبل کی بحثوں میں عرب اور ایرانی علماء کا ساتھ ساتھ ذکر ہوتا رہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ سب ایک ہی اسکول کے شاگرد تھے۔ اور مشرق والوں کے یہاں جس قدر علمی اصطلاحیں رائج تھیں وہ سب عربی الفاظ تھے کیونکہ قرآن کریم کی زبان کا اعزاز اور آٹھویں صدی عیسوی میں دماغی اور ذہنی ترقیوں کی تحریک اسی امر کی متقاضی تھی کہ فارسی زبان کو عربی لباس پہنا دیا جائے۔ بنو عباس کے مسند آرائے خلافت ہوتے ہی عربی تمدن کا وسیع تحکم شروع ہو گیا اور تمدن کے ساتھ زبان کا حلقہ بھی وسیع ہونے لگا۔ یونانی کتابوں کے مترجمین نے عربی الفاظ کو اصطلاحات علمی میں داخل کیا اور اس بات سے ان اصطلاحات کو تصوری معلومات پر منطبق کرنے میں بڑی آسانی پیدا ہو گئی

عرب علماء نے غور و بحث کر کے متعدد نئی نئی باتین ایجاد کین - اہل یورپ نے اُن مین سے اکثر اکتشافات کو اپنے ہان کے اُن علماء کی طرف منسوب کیا ہے جو پندرھوین اور سولھوین صدی عیسوی مین ہوے ہین - مگر امر واقع یہ ہے کہ ایسے اکتشافات مین سے اکثر اکتشاف عرب علماء کے اختراع کیے ہوے تھے - جنھون نے علوم و فنون کو ترقی دینے مین جد و جہد کا حق ادا کیا ہے اور ہم ذیل مین ان کے خاص اجتہاد کو ملخصاً اور نمبروار بیان کرتے ہین :-

نمبر ۱ - وترون کو جیبون سے بدلنا مثلثات کی پیمایش کے حساب مین خطوط مماسّہ کا داخل کرنا جبر کو ہندسہ کے ساتھ تطبیق دینا تکعیبی معادلات کو حل کرنا - اور علوم ریاضیہ کے نہایت اعلے اور پاکیزہ تصورات تک رسائی - یہ سب باتین ہم نے عرب علماء ہی کی تالیفات مین دیکھین اور وہ تالیفین قلمی ہین جن کو ہم نے بڑی تلاش سے حاصل کیا ہے -

نمبر ۲ - بغداد کے فلکی علماء نے بڑی باریکی کے ساتھ اوج آفتاب کی حرکت اور اس کوکب کے فلک کا دیگر کواکب کے افلاک مین تداخل - اور سنہ کی صحیح مقدار منضبط کی -

نمبر ۳ - جغرافیہ ریاضیہ کی ترقی اور بطلیموس کے زائچون کی تصحیح - یہ دونون کام بھی عربون ہی کے ہاتھون سے ہوے -

نمبر ۴ - چھٹی صدی عیسوی اور اُس کے بعد کا تمام زمانہ سولھوین صدی عیسوی تک یورپ کے فلکی علماء سے بالکل خالی - اور مذکور سابق عربی رصدون کے وجود سے آراستہ رہا - اور اسی لیے یورپین علماء نے اپنی کتابون مین محض معدودے چند فلکی ارصاد کو شمار کیا ہے - اور وہ بھی نہایت ناقص طریقہ سے لکھے ہین -

نمبر ۵ - مغربی علماء علم الافلاک کو رصد خانۂ سمرقند نے اُس وقت حیرت مین ڈال دیا تھا جبکہ مسیو تیکو براجہ نے اس رصد خانہ کی بنا سے پوری ایک صدی بعد ۱۵۷۶ع مین بمقام اورنبرگ اپنا رصد خانہ تعمیر کیا ہے -

نمبر ۶ - اہل یورپ کہتے ہین کہ آلۂ اصطرلاب تیکو براجہ کی ایجاد ہے - حالانکہ یہ آلہ او

سوراخ دار ربع تیکو براجہ کے بہت عرصہ قبل مراغہ کے رصدخانہ مین پائے گئے ہین جو کہ پنڈولم دار گھڑی کو جاننے والے عرب علماء کا بنیاد کردہ تھا۔

نمبر۷۔ وسط فلک البروج کے میل کا تدریجی نقصان۔ متاخرین علماء یورپ کے بہت زمانہ قبل عرب علماء نے مشتہر کیا ہے۔

نمبر۸۔ عربون نے گیارھوین صدی عیسوی کے شروع ہی سے اعتدال کی مبادرت کو اس کی صحیح صورت کے ساتھ مقرر اور معلوم کرلیا تھا۔

نمبر۹۔ عربون نے تیکو براجہ سے چھ سو سال بلکہ زائد قبل سب سے بڑے عروض قمر کے اختلافات کو رصد کرلیا تھا۔

نمبر۱۰۔ عرض قمر مین تیسرے اختلاف کی تحدید اگرچہ سب سے بڑا استکشاف اور تیکو براجہ کی عظمت جلیلہ کو ثابت کرنے والی بات ہے۔ لیکن اسی کے ساتھ ابوالوفا فلکی بھی اس استکشاف کے فخر مین تیکو براجہ سے حصہ لینے کا حقدار ہے اور اُسے بھی ضرور اس فخر کا حصہ ملنا چاہیے۔

غرضکہ مذکورۂ بالا نئی دریافتین بتا رہی ہین کہ مشرقی علم الفلک کو اصالۃً اولیت کا شرف حاصل ہے۔ اور کوئی یورپین فاضل اس بات کے اقرار سے باز نہین رہ سکتا کیونکہ ان کا عربی کتابون کی معلومات کا استکشاف ہی اس امر کا شاہد عادل ہے کہ عربون نے علوم ریاضیہ مین پوری ترقی کی تھی۔ اور لاطینیون نے اپنی اولین استمدادین عرب علماء ہی سے استفادہ کرکے حاصل کین چنانچہ جربرٹ پاپائے روم نے جس کا لقب سلوسٹر دوم ہے ۹۷۰ء سے ۹۸۰ء تک یورپ مین وہی علوم ریاضیہ داخل کیے جنھین اُس نے اسپین کے عرب علماء سے حاصل کیا تھا۔ اور اڈھیلارڈ Adhelard انگریزی عالم نے ۱۱۰۰ء سے ۱۱۲۰ء تک تمام اسپین اور وادی مصر مین سیاحت کی۔ اور مبادی اقلیدس کا عربی زبان سے انگریزی مین ترجمہ کیا۔

افلاطون روسیہ کے نزدیک ایک شہر موسوم بہ طیفولیا کا باشندہ تھا۔ اُس نے عربی زبان سے اُن ریاضیات کرویہ کا ترجمہ کیا جو تھیوڈوز Theodose کی جانب منسوب ہین۔ اور سیورو ڈلف بروجس (بلجیم) کے باشندہ نے ۱۱۴۴ء مین علم جبر پر ایک رسالہ تالیف کیا۔ اور یہ علم اُس نے عرب کے ممالک مین حاصل کیا تھا۔ یہی رُوڈلف بطلیموس کے اُن مسائل کا بھی مترجم ہے جو کرۂ ارضی و سماوی سے متعلق ہین۔ بیزنٹائن کے ایک عالم ولیونرڈ کے نقشے پر تصویر کے ذریعہ کشید کیے ہوے ہین۔ تیرھوین صدی عیسوی مین اسپین کے شہر نوارہ کا باشندہ قمپانوس ایک نامور عالم ہوا ہے۔ اُس نے کتاب اقلیدس کا ایک نیا ترجمہ کیا اور اُس کی شرح لکھی پولینڈ کے عالم وٹیلیون نے علم صفور و نظر مین علامۂ خازن کی کتاب کا ترجمہ کیا۔ اور جیرارڈ کریمونی نے مجسطی کا ترجمہ کیا اور علامۂ جابر کی کتاب کی شرح لکھی اس کے سوا اور بھی کام کیے جن کے ذریعے سے یورپ مین صحیح علم الفلک کی اشاعت ہوئی اور ۱۲۵۲ء مین الفونس قسطلانی ان فلکی زائچون کو مشتہر کر سکا جو خود اُسی کی جانب منسوب ہین۔

جزیرۂ سسلی کا فرمانروا شاہ روجیر اوّل اپنے دار الملک مین بہت سے عرب علماء کو جمع کرنے مین کامیاب ہوا۔ یہ علم دوست اور ذی منزلت بادشاہ علامۂ ادریسی کا خاص طور سے گرویدہ تھا۔ اور اسی کی قدردانی سے ادریسی نے اپنی بےمثل جغرافی تالیف مکمل کی۔ شاہ روجیر کے ایک صدی بعد شاہنشاہ فریڈرک دوم نے مشرقی علوم و فنون کا شوق پیدا کیا۔ اور اس بارہ مین بہت کچھ جد و جہد کی کہ اُس کی رعایا مشرقیات کی طرف متوجہ ہو اور اسلامی علوم و فنون کے نور سے کسب ضیا کرے چنانچہ خود اس کے دربار مین اندلسی علامہ ابن رشد کے بیٹے ملازم تھے اور وہ اُسے نباتات و حیوانات کی تاریخ طبیعی پڑھایا کرتے تھے۔

:- باب دوم :-

= طبیعی علوم اور عرب علماء =

:- اس باب مین ایک مقدمہ اور چار بحثے ہین :-

مقدّمہ

جس زمانہ مین علوم ریاضیہ نے وسعت و انتشار پایا اُسی وقت علوم طبیعیات کو بھی فروغ حاصل ہوا۔ لیکن ہمین یہ علم نہین ہو سکا ہے کہ یہ علوم پیدا کب ہوئے۔ کیونکہ جن چیزون کے بارہ مین مرکب عقل جولانیان دکھاتا رہتا ہے، اُن مین تصورات کا تسلسل وجود بنی نوع بشر کے ساتھ ساتھ رہا ہے۔ ہان یہ ضرور ہے کہ کائنات علوی و سفلی کی حقیقت معلوم کرنے۔ اُن کے متعلقات کی تفصیل سے آگاہ ہونے اور حرکت اور لامتناہی فضا کے قیاس کو ضبط کرنے مین طبیعت (نیچر) پر غور کر کے مفید قیاسات اور آراء قائم کرنے کا مشغلہ ارسطاطالیس کے زمانے سے آغاز ہوا ہے۔ لیکن اس وقت اس بحث کا بیشتر تعلق اجسام عضوی یعنی حیوان و نبات ہی سے رہا اور عربون کے زمانے مین اس درجہ تک ترقی ہوئی کہ قوائے طبیعیہ اور اُن جواہر اولیہ سے بحث ہونے لگی جن کو دوسرے مرکبات مین داخل کرنے کے لیے تحلیل کیا جاتا ہے کیونکہ اہل عرب کی جائے سکونت روے زمین کا وہ خطہ ہے جو مسقط اور مکہ کے مابین ہے۔ اور اس ارضی خطہ مین بہت سی جڑی بوٹیان۔ اور تریاقی اثر رکھنے والے گوند اور نفع رسان جواہر پیدا ہوتے ہین جن سے آدمی کو نفع بھی ہوتا ہے اور نقصان بھی چنانچہ عربون۔ نے اپنی سرزمین کے نباتات کا تجربہ اور اُن کے طبی افعال و خواص کی تحقیق شروع کی اور معلوم کیا کہ دستکاریون عبادت گاہون اور محلون کی آراستگی مین اُن سے کیا کام لیا جا سکتا ہے۔ خاص باشندگان عرب کے سوا اُن کے جو اہل وطن سواحل ملابار و سرندیپ (سیلون) اور ممالک افریقہ کے مشرقی سواحل پر نوآبادیان قائم کر کے متوطن ہوے تھے،

ان مین سے ہر جگہ کے علمار نے ایک نہ ایک ایسی خاصیت اور بات دریافت کی جو دوسرے کو نہین معلوم ہوئی تھی۔ اور معلوم بھی ہوئی تو اُن تجارتی مالون سے جو خلیج فارس کے مخزن چرہا اور ممالک ہند سے آئے اور تمام جزیرہ نمائے عرب مین پھرتے پھراتے کنعان و شام تک پہونچ گئے۔

طبی جوہرون کی بحث جن کے بارے مین دیوسقوریدس نے طبی مدرسۂ اسکندریہ کے علمائ کی مدح سرائی کی ہے۔ وہ بھی اصل مین عرب علمار کی نوایجاد چیز ہے۔ کیونکہ کیمیاوی طریقے پر دواسازی کرنے والے دواخانے عرب علمار ہی نے قائم کیے۔ اور فن دواسازی جسے آجکل "قواعد تحضیر الادویہ" کے نام سے شہرت دیجاتی ہے۔ یہ عرب کے کیمیاوی دواسازون ہی کا متروکہ ہے۔ اور عربون کا عہد اقبال ختم ہونے پر اخیر زمانے مین یورپ کے جنوبی ممالک مین مدرسہ سالرنہ سے اس فن کا انتشار ہوا۔

مبحث اوّل

:- علم کیمیار :-

دواخانے اور مادہ طبّیہ یہ دو ایسی چیزین ہین کہ فن طب مین سب سے پہلے ان کی ضرورت پڑتی ہے۔ اور جب یہ چیزین وجود مین آئین تو علم کیمیا کا مشغلہ بھی پیدا ہو گیا۔ اور اصل یہ ہے کہ عربون نے میدان تمدن مین قدم رکھتے ہی علم کیمیا کو بھی ہاتھ لگایا تھا کیونکہ کیمیا سے صرف یہ مراد ہے کہ چیزون کی تحلیل اور ترکیب کی جا سکے۔ نہ یہ کہ سونا اور چاندی بنانے لگین جس کا نام کیمیائے سرّیہ، اکسیر اور حجر مکرّم وغیرہ ہے چنانچہ اعمال ہرمسیہ یعنی معدنی اشیاد کو باہم ملانے اور ترکیب وغیرہ دینے سے کہ یہ کام معروف کانون کے اندر کیا گیا بہت سے نادر معدنی انکشافات ظہور مین آئے۔ اور کبریتک۔ ماء معشّر۔ اور ماء ملکی کی ترکیب اور پارہ نکالنے۔ اور الکوہل کے جوہرون کا خمیر اُٹھانے اور ایسی ہی دیگر کیمیاوی باتون کا پتا ابو موسیٰ جعفر کوفی کی تالیفات سے ملا جو آٹھوین صدی عیسوی مین مشہور عالم ہوا ہے۔

اور فخر الدین رازی المتوفی سنہ ۶۰۶ھ کی تالیفات نے بھی ان امور پر روشنی ڈالی ہے۔

مبحث دوم

:- علم نباتات۔ مفرد دوائین۔ اور زرعی اقتصاد :-

عربون کو نباتات کے خواص پر اس قدر وسیع اطلاع حاصل ہوئی کہ اُنھون نے بہت سی نئی جڑی بوٹیون کو ادویات مفردہ مین شامل کیا۔ حالانکہ یونانی ان نباتات کے افعال و خواص سے مطلق ناواقف تھے۔ مثلاً ریوند چینی۔ تخم تمر ہندی۔ تخم المماس برگ سنا رمکی۔ اہلیلجات اور کافور وغیرہ۔ اور عربون نے کئی قسم کی خوشبودار چیزین معلوم کین جیسے جوز اور لونگ وغیرہ۔ اس کے علاوہ اُنھون نے بہت سے درخت نر اور مادہ پھولون والے لگائے۔ اور اس بات کا پتا لگایا کہ نر اور مادہ کے آلات کی سرسبزی سے کن چیزون کا تعلق ہے۔ عرب اطبار نے معلوم کیا کہ طب مین شکر کا استعمال قدیم یونانی اطبار کے استعمال شہد سے افضل ہے۔ اور اُسے بہت سے مرکبات مین داخل کردیا۔ جیسے شربت ورد۔ اور دیگر جلّابی شربت۔ اور اکثر معجونین۔

عربون نے علم جیالوجی یعنی ترکیب طبقات زمین کی معلومات پر بھی توجہ کی۔ اور ابن سینا نے مفردطبّی ادویات کے ذکر مین درخت دیودار کا بھی ذکر کیا جو کوہستان ہمالیہ مین پیدا ہوتا ہے۔ اور اُسے جونیپرس نامی درخت کی ایک قسم قرار دیا جو روغن تارپین کی ترکیب مین داخل ہے۔

قرطبہ (اندلس) کے خلیفہ عبدالرحمن اول نے اپنے قصر خلافت کے پاس ہی نباتات کا ایک خاص باغ لگایا اور شام وغیرہ مشرقی ملکون مین آدمی بھیجے کہ وہ نادرالوجود درختون کے تخم جمع کرلائین۔ چنانچہ رصافہ مین اُس کے شاہی محل کے بالکل قریب سے پہلا کھجور کا درخت نصب کیا گیا تھا۔

خلاصہ یہ ہے کہ عربون نے مولدات طبیعیہ کے متعلق علم کی تمام شاخون کی تعلیم و تعلم مین

عزم صادق اور ہمت مردانہ صرف کی۔ اور یہی وجہ ہے کہ یورپ کے فاضل مؤلف لیبل
نے اپنی تازہ تالیف کردہ کتاب مین عربون کے ساتھ منصفانہ سلوک کیا اور یہ لکھا ہے
کہ عرب علماء نے الم جیالوجی کو حاصل کیا اور اُس کو ترقی دینے مین مشغول ہوے۔ اور
دساسی نے قزوینی کی کتاب سے کئی فصلین اپنی تالیف مین نقل کی ہین۔ یہ قزوینی یورپ
مین "مشرقی علماء کا پلین" کے نام سے مشہور ہے۔ اور دمیری کی کتاب حیوۃ الحیوان بھی
یورپ مین شہرت یافتہ ہے۔ چنانچہ یورپ والے اس کو اپنے ہان کے عالم بوفون کا ہمسر
مانتے ہین۔

عربون نے علم زراعت مین انتہائے کمال تک ترقی کی ہے۔ اُنھون نے اسپین مین
آب پاشی اور آبرسانی کے بالکل وہی آلات استعمال کیے تھے جیسے اس وقت یورپ مین مستعمل
ہین اور اقتصاد زرعی مین ان کی معلومات اگرچہ کچھ فاسد وہمون سے بھی مخلوط تھین تاہم
وہ بہت سے ایسے عملی طریقے ضرور جانتے تھے جو کاشتکارون کی توجہ کے قابل ہین۔

مبحث سوم

:- علم طب۔ عربی یونانی طب کا مدرسہ۔ رازی اور ابن سینا کے کارنامے :-

ایران کے بادشاہ جن کا کسرےٰ لقب تھا تیسری صدی عیسوی کے آغاز مین اُنھون نے
کچھ یونانی طبیب اپنے دربار مین بلوائے۔ اور ان اطباء نے تمام مشرقی ممالک مین حکیم بقراط
کی طبی آراء کو پھیلایا۔ یہان تک کہ جندی ساپور کا طبی مدرسہ شاہان بطالسہ مصر کے
مدرسہ طبیہ اسکندریہ پر گوے سبقت لے گیا۔ مگر جب عربون نے ایرانی ممالک پر حملہ کر کے
اُسے فتح کر لیا تو طبی تعلیم کا مرکز شہر انطاکیہ اور شہر حران ہو گیا اور ان دونون درسگاہون سے اس
قسم کے اطباء نکلے جو علوم ریاضیہ اور علوم فلسفیہ دونون کے جامع تھے۔ اور یونانی زبان
بھی ویسی ہی جانتے تھے جیسے کہ عربی زبان کے ماہر تھے۔ چنانچہ ان فاضل اطباء نے
یونانی سے ارسطو۔ اقلیدس اور بطلیموس کی کتابون کا عربی زبان مین ترجمہ کیا۔ ان

علما میں سے ایک شخص یحییٰ بن ماسویہ خلیفہ ہارون الرشید عباسی کا خاص طبیب تھا
اُس نے علم طب میں بہت سی کتابیں تالیف کیں جو اہل مشرق کے نزدیک معتبر مانی
جاتی ہیں۔ ازانجملہ ایک اُس کی شرح ہے جو تیس کتابوں پر مشتمل ہے۔ اور ایک کتاب
دواسازی کے متعلق ہے۔ اور کئی رسالے بخار کے اقسام، طبی غذاؤں، نزلوں، حماموں
اور دردِ سر و دردِ نیم سر وغیرہ کی قسموں پر ہیں۔ اور اس کے سوا ابن ماسویہ نے اپنی بہت سی
تالیفات کا عبرانی زبان میں بھی ترجمہ کر ڈالا تھا۔ اس وقت بھی یورپ کے کتب خانوں
میں اس کی اکثر کتابیں موجود ہیں جو عبرانی اور عربی زبان میں ہیں۔ ابن ماسویہ نے ۸۵۵ء
میں اسّی سال کی عمر پاکر وفات پائی۔ اور اُس کے بعد اُس کا شاگرد حسین جانشین ہوا۔
حسین نے خلیفہ مامون الرشید سے ہر ایک کتاب پر جو اُس نے یونانی سے عربی میں
ترجمہ کی اس کے ہم وزن خالص سونا معاوضہ میں لیا۔ اُس نے جالینوس اور بقراط وغیرہ
کی کتابوں کا ترجمہ کیا۔ اور علاوہ ازیں خود بھی طب منطق اور فلسفہ میں بہت سی کتابیں تالیف کیں۔
خلیفہ متوکل عباسی نے حسین کی ایک بار آزمایش کی اور اُس سے کہا کہ کوئی ایسا قاتل زہر
بتائے جو کھاتے ہی کام تمام کردے۔ حسین نے جواب میں عرض کیا "خلافت پناہا! میں تو
صرف وہ دوائیں جانتا ہوں جو صحت کی محافظ ہیں۔" خلیفہ نے اس جواب پر خوش ہوکر
حسین کو اپنا خاص طبیب بنالیا اور اُسے بہت کچھ انعام بخشا۔ حسین نے ۸۷۶ء میں وفات
پائی۔ اسی مجمع اطبا کا ایک نامور رکن جبرائیل بن بختیشوع بھی ہے۔ اس طبیب نے بہت
سے امراض کے علاج میں اعلیٰ شہرت حاصل کی تھی۔
رازی محمد بن زکریا بغداد رے اور جندی سابور کے شہروں میں شفاخانوں کا مہتمم
ہوا۔ اس طبیب نے سب سے اول دواخانوں میں لطیف اسہال لانے والی دوائیں طیار
کیں۔ اور طبی کیمیاوی ترکیبیں ایجاد کیں۔ پٹیوں کا استعمال بھی اس کے اولیات میں شمار
کیا گیا ہے۔ اور اسی نے سب سے اول قصب حنجری کو قصب راجع سے ممتاز کیا۔ قصب راجع

بعض اوقات داہنی طرف سے دُگنا یا (دُہرا) ہوتا ہے۔ محمدؐ بن زکریا کی رائے مین فن تشریح طب کا ایک اہم جزو ہے۔ اور اس نے فن طب مین سو کتابون سے زیادہ خود تالیف و تصنیف کی ہین۔ جن مین ایک کتاب بہت ضخیم ہے اس کتاب کا نام "الحاوی فی علم التداوی" ہے۔ محمدؐ بن زکریا نے چیچک اور خسرہ پر ایک جامع و مانع رسالہ تالیف کیا ہے۔ آج تک تمام طبیب چیچک اور خسرہ کے بارے مین اسی رسالہ سے استمداد کرتے رہے ہین۔

دسوین صدی عیسوی مین خراسان پر سمانی خاندان کا بادشاہ منصور حکمران تھا۔ اس کے پاس فن طب کی دس کتابین رازی نے ہدیتہً بھیجی تھین۔ یہ کتابین نہایت خوش اسلوب ہین اور عمدہ ترتیب سے لکھی گئی ہین۔ سنہ ۱۵۱۰ء مین ہالینڈ کے شہر وندریک مین یہ سب کتابین طبع ہو کر شائع ہو چکی ہین۔ ان کتابون مین سب سے پہلے یہ بحث کی گئی ہے کہ "الخمرۃ" نابینائی کا بہت بڑا سبب ہے۔ اسی لیے اس مصنف نے کہا ہے کہ "خمرۃ" کا علاج صرف اُسی طبیب کو کرنا چاہیے جو آنکھ کے پردون کی تعداد سے پوری طرح واقف ہو۔ اس نے ممالک شام و مصر و اسپین مین بخوبی سیاحت کی اور ۹۳۲ء مین وفات پائی۔

محمدؐ بن زکریا رازی کے پچاس سال بعد فن طب کے علماء مین علی بن عباس فارسی (ایرانی الاصل) نہایت نامبردار طبیب ہوا ہے۔ اُس نے فن طب مین ایک کتاب تالیف کی جس کی بیس جلدین ہین۔ دس جلدین تو قواعد طب پر مشتمل ہین اور باقی دس جلدون مین عملیات طب کا بیان ہے۔ اس کتاب کا نام "الملکی" ہے۔ اور مولف نے اس کو تالیف کر کے سلطان عضد الدولہ ابن بویہ کے حضور مین پیش کیا تھا۔ ۱۱۲۷ء مین اصطفان انطاکی نے اس کتاب کا ترجمہ لاطینی زبان مین کیا۔ اور سنہ ۱۵۲۳ء مین میخائیل کا بلانے اسے بمقام شہر "لیون" (فرانس) طبع کیا ہے۔

عرب حکماء مین زکریا رازی اور ابو علی حسین بن سینا دو بے مثل حکیم گذرے ہین۔ ابن سینا سنہ ۹۸۰ء مین شیراز کے نواح مین بمقام افشین پیدا ہوا۔ اس کا باپ شیراز کا حاکم تھا۔

ابن سینا نے فن طب کی تعلیم بخارا میں پائی۔ اور صرف اٹھارہ[۱۸] سال کی عمر تھی جب امیر نوح سمانی کا ایک سخت بیماری میں کامیاب علاج کیا۔ امیر نوح کو اُس کے معالجہ سے صحت حاصل ہوئی اور ابن سینا کو شاہان سمانیہ کے دربار میں رسوخ حاصل ہو گیا۔ اُس کی شہرت سن کر سلطان محمود غزنوی نے اُسے اپنے دربار میں طلب کیا اور فرمایا کہ اگر اُس کی ملازمت اختیار کر لے تو بہت کچھ انعام و اکرام پائیگا۔ مگر ابن سینا نے سلطان کی دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا اور عرصے تک آوارہ وطن پھرتا رہا۔ اس خانہ بدوشی کے زمانے میں پہلے اُس نے صوبۂ جرجان کے حاکم امیر قابوس کی خدمت کی اور اُس کے دربار میں یونانی طبیب ابراز سترطیس کے اعمال کو زندہ کیا۔ اس کے بعد شہر رے کے سلطان مجدالدولہ اور ہمدان کے حکمران شمس الدولہ کی وزارت اور طبابت خاص کے خدمات انجام دیتا رہا۔ بعد ازاں علاءالدولہ فرمانروائے اصفہان نے ابن سینا کو اپنے یہاں وزارت اور طبابت کے مناصب پر مقرر کرنے کے لیے بلوایا اور اس جگہ پر اُس نے باقی عمر تک کام کیا۔

ابن سینا نے بہت سی جلیل القدر کتابیں تالیف کی ہیں۔ ازاں جملہ اس کی کتاب قانون بڑے پایہ کی کتاب ہے۔ قانون کی پانچ جلدیں ہیں۔ اور یہ یورپ کی کئی زبانوں میں ترجمہ ہو کر بارہا طبع ہو چکی ہیں۔

ابن سینا اور زکریا رازی کی تالیفات تقریباً چھ سو برس تک یورپ کے طبی مدارس میں داخل درس رہیں اور ابن سینا نے ۱۰۳۷ء میں وفات پائی۔

مبحث چہارم

:- اسپین کا مدرسہ۔ ابن القاسم۔ ابن زہر اور ابن رشد وغیرہ کا بیان :-

اسپین کے دارالعلم میں بھی بہت سے نامی طبیب ہوئے منجملہ اُن کے ابوالقاسم خلف بن عباس فن جراحی کا موجد ہے۔ اہل یورپ اُس کو "بوقاریس" کہتے ہیں۔ اس فاضل طبیب نے فن جراحی کو ایجاد کیا اور اُس کے آلات کی حالت بیان کی۔ پھر ان

آلات کے استعمال کی کیفیت بھی بتائی - اور بیان کیا کہ بعض حالتون مین جراحی سے کیا کیا خطرے پیدا ہوجاتے ہین - مثانہ کی پتھری نکالنے کے لیے نشتر چبھانے کی جگہ ابو القاسم ہی کی متعین کردہ ہے جس کو یورپ مین زمانۂ حال کے سرجنون نے اب تھوڑے عرصے سے معلوم کر پایا ہے - یورپین علماء کو اس کی تالیفات سے پندرھوین صدی عیسوی مین روشناسی حاصل ہوئی - ورنہ اس کے قبل وہ اس سے واقف نہ تھے -
ابو القاسم نے ۱۱۰۶ء مین وفات پائی -

ابو مَروان بن عبد الملک بن زہر - نامی طبیب اندلس کے شہر پنافلور مین پیدا ہوا تھا - اس نے طبی مفرد دواؤن مین کئی نئی ادویات کا اضافہ کیا ہے - اور فن جراحی مین تنفس کے دونون شعبون کا کھولنا اُس کی خاص دستکاری ہے اُس نے کئی ایسی بیماریون کا بھی پتہ لگایا ہے جن کو اس سے پہلے اطبا نہین جانتے تھے - جیسے کہ وہ مرض جو "التہاب حجاب" کے نام سے موسوم ہے - اور یہ التہاب اُس پردہ مین پیدا ہوتا ہے، جو قلب کے محیط "تامور" کو دو برابر حصون مین تقسیم کرتا ہے - اپنی جگہ سے ہٹی ہوئی ہڈیون کو پھر اُن کے جوڑون پر بٹھا دینے اور ٹوٹی ہڈیون کو جوڑنے کے طریقے بھی اسی نے ایجاد کیے - ابن زہر کی عربی کی کتابین عربی سے لاطینی زبان مین ترجمہ کی گئی ہین - لیکن وہ ترجمے مکمل نہین ہین -
ابن زہر نے مراکش کے تاجدار امیر یوسف بن تاشفین کی خدمت اختیار کی تھی - اور امیر مذکور نے اُسے بہت کچھ صلے اور انعام بخشے تھے -

ابن زہر مذکور کے نامور شاگردون مین ابو الولید محمد بن رشد بڑا نامی حکیم اور فاضل طبیب ہوا ہے - ابن رشد نے فلسفۂ ارسطاطالیسی کے اصول کا اتباع کیا ہے فن طب کے متعلق اس نے ایک رسالہ "تریاقات پر" اور ایک کتاب زہرون اور اقسام بخار کے بیان مین تالیف کی ہے - ارسطاطالیس کی کتاب پر اور ابن سینا کی کتاب "قانون" پر شرحین لکھی ہین - اور ایک ضخیم کتاب "کلیات" نامی مستقل تالیف کی ہے جو طب کے

اور لیون کے شہروں مین دونون جگہ چھپی ہے۔ اوران دو شہرون کے علاوہ اور مقامات پر بھی چھاپی جا چکی ہے۔

عبداللہ بن احمد بن علی البیطار اندلسی علم نباتات کا بہترین عالم، اور زمرۂ اطبّاء مین اس خاص کام کا فرد یگانہ ماہر تھا۔ اُس نے عرصہ دراز تک مشرقی ممالک مین سیاحت کی اور جڑی بوٹیون کا حال خود تحقیق کیا۔ سلطان یوسف صلاح الدین ایوبی رح اور ملک الکامل فرمانروائے دمشق نے اُس کی بڑی قدر و منزلت کی تھی۔ ابن بیطار نے ایک جامع کتاب ادویات مفردہ پر لکھی ہے۔ اس کتاب کا نام "ادویہ مفردہ" ہے اور اُس کی چار قسمین کی ہین ہر قسم مین ایک طرح کی دواؤن کا حال بیان کیا ہے۔ تمام نباتات۔ اشجار۔ معادن اور حیوانات جن مین طبی خواص پائے جاتے ہین سب کی پوری تشریح کی ہے۔ اور ذاتی تجربہ و مشاہدہ کے ذریعے سے دیوسقوریدس، جالینوس، اور اُوریبان کے سے متقدمین اطباء کی غلطیان درست کین۔

خلاصہ یہ ہے کہ ایشیا کے سلاطین اور بادشاہ اپنے درباروں مین علماء و حکماء کو طلب کرتے تھے اور اُن کے استقبال اور اعزاز و اکرام مین پوری کوشش کیا کرتے تھے۔ اُنھون نے علماء کو خلعت ہائے فاخرہ، انعامات نقد اور مالی صلات وغیرہ کے ذریعے سے معزز و ممتاز کیا اور اُن کی اس علمی قدر دانی کا یہ اثر ہوا کہ مسلمانون مین بے شمار علماء نہایت نامی و گرامی گذرے جن کے نام صفحات تاریخ پر ثبت ہین۔ اور از انجملہ فن طب مین حسب ذیل علماء بہت نامبردار ہوئے ہین:۔

۲۸۸ھ مین ثابت بن قرہ طبیب اور فلکیات کا عالم متبحر ہوا ہے۔ ۳۹۵ھ مین ابو جعفر احمد بن محمد طبیب نے امراض سرسام و برسام وغیرہ پر کتابین تالیف کی ہین ۴۶۰ھ مین علی بن رضوان مصری ۴۷۰ھ مین جزلہ ابن جزلہ ۵۱۶ھ مین عبد الرزاق طبیب ۵۶۰ھ مین ہبۃ اللہ طبیب بہت نامور ہوئے ہین۔ اور الجلدکی طبیب کا نام بھی کچھ کم شہرت نہین رکھتا

جس نے ۲۵۲ھ میں حجر مکرم موسوم بہ کیمیائے ستریہ پر ایک خاص کتاب تالیف کی ہے۔ اور اس کے بعد ۲۸۶ھ میں ابوالفرج اور ۳۳۰ھ میں اسحٰق بن ابراہیم دو اور امام فن طبیب گذرے ہیں۔

باب سوم

:عربوں کے فلسفہ، الٰہیات، فقہ، اور علوم ادبیہ کا ذکر۔

اور ان علوم میں اُنکی ایجادیں۔ اس باب میں سترہ مباحث ہیں:۔

مبحث اوّل

:عربوں نے فلسفہ ارسطاطالیس کی صرف شرح لکھنے پر اکتفا نہیں کیا:۔

یورپ والے کہتے ہیں کہ عربی فلسفہ کوئی چیز ہی نہیں۔ عرب فلسفہ کو کیا جانیں؟ لیکن یہ کہنے والے اس لیے معذور مانے جاسکتے ہیں کہ ان بیچاروں کو عربوں کے علمی مشاغل اور دماغی کارناموں کا علم ہی نہیں۔ فلسفیان یورپ ذرا غور سے کام لیں اور اپنے ہی یہاں کی علمی تاریخ پر نظر ڈالیں تو اُن کو بہ ادنیٰ تامل معلوم ہو سکے گا کہ قرون متوسطہ میں یورپ کے مدارس جن فلسفی کتابوں کا درس دیا کرتے تھے وہ سب فلاسفۂ عرب کی تالیفات سے خوشہ چینی کر کے تالیف ہوئی تھیں۔

عربوں کے معلومات فلسفیہ پر توجہ کرنے کی ابتدا بے شک یہی تھی کہ حسین طبیب اور یحییٰ نحوی نے ارسطاطالیس کی کتابیں عربی زبان میں ترجمہ کر دیں۔ اور عربوں نے ان کو مطالعہ کیا۔ اور اس کے بعد کندی۔ محمد بن مسعود۔ ابو تمام نیشا پوری۔ ابوسہل بلخی۔ اسفرائنی اور العمیری کے سے نامور فلسفی علماء انہیں سے اُٹھے۔ اور ان کے بعد فارابی اور ابن سینا کا ظہور ہوا۔ یہ دونوں مسلمان فلسفیوں میں مشہور ترین حکیم ہوئے ہیں۔ کیونکہ اُنھوں نے فلسفہ کو اس مذہبی طریقے پر مدون کیا جسے اُن سے ابن باجہ۔ اثیرالدین ابہری۔ علی الخوئی۔ ابن رُشد۔ ابو الصّلت اور نصیرالدین طوسی وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ اور ان لوگوں سے نے

مغرب کے مدارس کو فیض پہونچایا ہے۔

یہ گمان کبھی صحیح نہین ہو سکتا کہ عربون نے صرف ارسطو کی کتابین ترجمہ کر کے رکھدین۔ کیونکہ عرب علماء ارسطو کی تالیفات کے علاوہ افلاطون کی تالیف سے بھی واقف تھے خصوصًا اُس کی سب سے بڑی تصنیف کے ماہر تھے جو قوانین کے متعلق ہے اور فیثاغورس کی کئی کتابون پر اُن کو عبور تھا۔ انھین یونان کے قدیم حکماء مین سے بہتیرون کا نام معلوم تھا۔ اور نہ فقط نام بلکہ اُن کے علمی کارنامون سے بھی آگاہ تھے۔ مثلاً وہ جانتے تھے کہ اورفیہ اور اوسیروس کی نظمین دینی فلسفہ پر مشتمل ہین۔ یا یہ کہ یونان کے سات نہایت نامی فیلسوف ہوے ہین۔ اُن کو انکزاغورس۔ ایراقلیط۔ دمیقراط۔ الیاطبیہ۔ سقراط۔ شاگردان سقراط۔ اقلیدس اور فلاسفۂ اسطوانیہ ان سب سے کامل آگاہی تھی۔ اور عربون کے ہان علم فلسفہ کی جو تاریخ تھی اُس کے دوسرے حصے مین ایسے لوگون کے متعلق بہت سے مسئلے پائے جاتے تھے جنھون نے فلسفۂ ارسطو کی تکمیل یا اُس کی شرح کی تھی۔ اور یہ کہ مدرسۂ اسکندریہ کی کیا خصوصیت ہے۔ یہ بھی اُن کو معلوم تھا۔

عرب علماء اور حکمائے بلوطین اور پرقلوس کے اقوال پر اعتماد کیا کرتے تھے۔ اور علمی قضایا کے بے حد دلدادہ رہا کرتے تھے۔ وہ فلسفۂ قدیمہ کے زمانہ اور اُس فلسفہ کے زمانہ کے مابین واسطہ تھے جو یورپ مین پڑھا جاتا ہے۔ اُن مین اہل ظاہر اور اہل باطن کے گروہ الگ الگ تھے۔ اور دونون گروہون مین کئی صدیون تک مجادلہ برپا رہا جس مین کبھی ظاہری غالب آئے اور کبھی مغلوب ہوے۔ غرضکہ مشرقی مدارس کے علماء مین سے ایک دوسرے پر فائق ہوتا رہا۔ اُن مین بصرے کے معتزلی ہوے ہین۔ اور بغداد کے معتزلہ کا گروہ الگ ہے۔ اور اُن مین ایسے فلسفی حکیم گذرے ہین جن کا فلسفہ قرون متوسطہ کے علمائے فرنگ پر غالب رہا۔ بلکہ باری بوناونتور کے سے روحانی اسرار کے ماہرین پر بھی اپنا رنگ جمائے بغیر نہ رہا۔

مبحث دوّم

:- معتزلہ، متکلمین، اور صوفیہ :-

اگر وہ معلومات جو نظر اور ریاضت کے طریقے سے حاصل ہوئی ہے، اُس کے متعلق اس بات کی کوئی قید نہین لگائی جاتی کہ وہ دین اسلام کے اصول کے بھی موافق ہو تو اُس کا نام "حکمۃ مشائیہ" یا "حکمۃ اشراقیہ" ہے۔ لیکن جب کہ معلومات فلسفیہ مین دین سے موافق ہونے کی قید بھی لگی ہو تو ایسی معلومات اگر نظر کے ذریعے سے حاصل ہون تو "کلام" اور بوسیلۂ ریاضت مُیسّر آئین تو "تصوّف" ہین۔

علمائے کلام کی دو قسمین ہین۔ ایک قسم معتزلہ کہلاتی ہے۔ یہ لوگ عقل و غور کو دین کی بنیاد قرار دیتے ہین۔ چنانچہ اس قسم کے علما ایک مقصد کی طرف اپنی عقل و ذہن کو متوجہ بنا کر پہلے اُسے عقل کے ذریعے سے حاصل کر لیتے ہین۔ اور اس کے بعد اپنے عقلی ادراک کے موافق دین کی تاویل کیا کرتے ہین۔

اور دوسری قسم علمائے کلام کی اہل سنت ہین۔ ان کی رائے مین دین اصل اور بنیاد ہے اور عقل اُس کی شاخ یعنی ہر چیز کو دینی نقطۂ نظر سے دیکھ کر میزان عقل پر تولنا ضروری ہے۔ محض عقل کوئی شے نہین۔ اس گروہ مین دو صنف کے علما ہین۔ اوّل اشاعرہ اور دوم ماتریدیہ۔

اور فلاسفہ کی یہ حالت ہے کہ وہ دین سے بالکل قطع نظر کر چکے ہین۔ وہ عقل اور محض عقل کو بنیاد عمل قرار دیتے ہین۔ علمائے اہل سنت مین فخر الدین رازی محمد بن عمر المتوفی ۶۰۶ھ۔ ۱۲۰۹ع اور ابو سعید عبد اللہ بن محمد بن علی البیضاوی المتوفی ۱۲۸۶ع یا ۱۳۱۶ع اور ابو البرکات عبد اللہ احمد بن محمد النسفی المتوفی ۱۳۱۰ع اور شمس الدین الاصفہانی المتوفی ۱۳۴۸ع نہایت نامبردار عالم ہوئے ہین۔

اور تصوف کے اماما ن فن مین ابو حامد محمد بن محمد الغزالی رح بڑے بے مثل عالم ہین۔

امام غزالی ۴۵۰ھ/۱۰۵۸ء مین بمقام شہر طوس پیدا ہوے جہان اُن کے والد ماجد کاتی ہوئی روئی یعنی سوت کی تجارت کرتے تھے۔ اُن کی علمی تحصیل جرجان اور نیشاپور مین مکمل ہوئی۔ اور فلسفۂ الٰہیات کی تکمیل بغداد مین انجام کو پہونچی تحصیل علم سے فراغت کے بعد امام غزالیؒ نے ملک شام کے مرکزی شہر دمشق مین سکونت اختیار کی اور دس سال تک صحرا و کوہستان مین عزلت کی زندگی بسر کرکے مصنوعات ایزدی کا مطالعہ اور صنعت باری تعالیٰ پر غور و خوض کرتے رہے۔ اس نفس کشی و ریاضت کے بعد جب صفائے باطن کے اعلےٰ مدارج پر فایز ہوے تو شہر نیشاپور مین گوشہ نشینی اور درس و تدریس کا مشغلہ اختیار کیا۔ اس دور حیات مین ان کی توجہ زیادہ تر درس اور تصنیف و تالیف کی طرف رہی۔ اور انھون نے ایک سو سے زائد کتابین اس قسم کی تالیف فرمائین کہ اُن سب مین دین کی شان بڑھانے کا مقصد پیش نظر رکھا ہے۔ اُن کی تصانیف مین کتاب "احیاء علوم الدین" بڑے پایہ کی تالیف ہے۔ اور اسی سبب سے علامہ مصنف کو حجۃ الاسلام کا لقب ملا ہے۔ اس کتاب کی بڑی شہرت ہوئی اور بہت سے بالغ نظر علماء یہ کہنے لگے کہ اگر اس وقت تک کی تمام اسلامی کتابین ضائع ہو جائین تو بھی کچھ پروا نہین بشرطیکہ کتاب "احیاء" باقی رہے۔ امام غزالی ادب اور تہذیب سے بڑی دلبستگی رکھتے تھے۔ اور اسی وجہ سے اُنھون نے اپنی تصانیف مین نیکو کاری۔ برائیون سے بچنے۔ نیک چلنی اور پرہیزگاری کے اخلاق سے آراستہ ہونے کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔ نفس کشی اور خدا پرستی پر بہت زور دیا ہے۔ اور انھین باتون کو حاصل زندگانی بتایا ہے۔

معتزلہ مین سے ابوحذیفہ واصل بن عطاء۔ حضرت حسن بصریؒ کا شاگرد مشہور شخص ہوا ہے۔ اور اس کے بعد ابو علی الجبائی۔ ابوہاشم عبدالسلام۔ ابوالقاسم بلخی۔ ابن عیاش اور ابو یعقوب السہام اور ابراہیم بن سیار وغیرہ بہت سے نامور افراد ہو گذرے ہین۔

مبحث سوم

:- علم فقہ - علم حدیث - اور مسلمانون کے چار صحیح العقیدہ و صحیح الدین فرقے :-

علم فقہ وہ احکام ہین جن کو چارون اامون نے کتاب و سنت سے مستنبط کیا ہے - یہ چار امام حسب ذیل ہین (۱) امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رح یہ سنہ ۶۹۹ع مین بمقام کوفہ پیدا ہوئے اور ستر سال کی عمر پاکر بمقام بغداد وفات پائی - (۲) امام شافعی رح انھون نے سنہ ۸۱۹ع مین بمقام مصر وفات پائی (۳) امام مالک بن انس رح آپ سنہ ۷۱۲ع مین مدینہ منورہ مین متولد ہوے اور سنہ ۷۹۵ع مین وہین وفات پائی - (۴) امام احمد بن حنبل رح جنھون نے سنہ ۸۵۵ع مین بمقام بغداد وفات پائی اور وفات کے وقت آپ کی عمر اسّی برس کی تھی

فن فقہ مین سب سے پہلے تصنیف و تالیف کی ابتدا امام ابوحنیفہ رح نے کی ہے - اور ان کی آراء کے دنیاے اسلام مین شائع ہونے کا بڑا سبب یہ ہوا کہ خلیفہ ہارون الرشید عباسی نے آپ کے شاگرد رشید امام ابو یوسف رح کو سنہ ۷۸۶ع مین دولت عباسیہ کا قاضی القضاۃ مقرر کیا - اور رشید کی وسیع مملکت مین جتنے قاضی مقرر ہوے وہ سب امام ابو یوسف ہی کی منظوری اور تصدیق سے مامور ہونے لگے - اس وجہ سے امام ابوحنیفہ کا مذہب ممالک عراق - ہندوستان اور چین و خراسان و ماوراء النہر و دیگر بلاد عجم مین ترقی کرنے اور پھیلنے لگا - اور ان ممالک مین سواد اعظم کا مذہب یہی قرار پا گیا -

امام مالک کا مذہب اسپین مین خوب پھیلا اس کے اسباب یہ ہوے کہ خلیفہ حکم مرتضیٰ بن ہشام بن عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک بن مروان بن الحکم نے اپنے باپ ہشام بن عبدالرحمٰن کے بعد سریر آراے خلافت ہو کر سنہ ۷۹۶ع مین لقب "المنتصر" اختیار کیا تو اُس نے امام ابوحنیفہ کا مذہب چھوڑ کر امام مالک رح کا مذہب اختیار کیا - اور قاضی یحییٰ بن یحییٰ بن کثیر اندلسی کو اپنا مقرب خاص قرار دیا - یحییٰ نے حج بیت اللہ شریف کیا تھا - اور ایام حج مین امام مالک رح سے اُن کی کتاب "موطا" سنی تھی - گو پوری

کتاب نہین سن سکا تھا۔ بلکہ چند باب باقی رہ گئے تھے۔ اور ابن وہب اور ابن القاسم وغیرہ علماء سے علوم دینیہ حاصل کیے تھے۔ یحییٰ مذکور بلاد مقدسہ سے واپس اندلس مین پہونچا تو خلیفہ منتصر باللہ نے اُسے یہان کا قاضی القضاۃ مقرر کردیا۔ اور اپنی تمام قلمرو مین تحت قاضیون کا تقرر یحییٰ ہی کی راے پر محول کردیا۔ ان اسباب سے جملہ اہل اندلس امام مالک رح کی راے کے پیرو ہو گئے۔ ورنہ اس سے قبل وہ امام ابوحنیفہ کے استاد حضرت امام اوزاعی رح کے اقوال مانا کرتے تھے۔ ۲۳۳ھ مین قاضی یحییٰ نے وفات پائی۔ اور اُس وقت اہل مغرب پر سنن وآثار کی متابعت کا رنگ غالب تھا۔ یہان تک کہ عبداللہ بن فروخ ابو محمد الفارسی وہان پھر مذہب ابی حنیفہ کو لایا۔ اور اسد بن فرات بن سنان قاضی افریقیہ نے اُسے مغرب مین رواج دیا۔ اس کے بعد افریقیہ کا قاضی القضاۃ سحنون بن سعید تنوخی قرار دیا گیا۔ یہ شخص ۱۶۰ھ مین پیدا ہوا تھا اور ۲۴۰ھ مین فوت ہو گیا۔ اُس نے بار دیگر افریقیہ مین امام مالک رح کا مذہب شائع کیا۔ اور اس کے رفقا اور شاگرد ماتحت ملکون کے قاضی مقرر ہو کے اس کے معین بنے۔ تاآنکہ آخر کار بنو ہاشم افریقیہ کے والی ہوے اور یہ بھی مالکی مذہب کے پیرو تھے۔ ان کے عہد مین جو کئی نسل تک یکے بعد دیگرے حکمران ہوے۔ وہ سب مذہب مالکی کی توسیع مین کوشان رہے۔ چنانچہ آخر مین معز بن بادیس نے تو صاف صاف یہ فرمان صادر کردیا کہ افریقیہ کے شہرون بلکہ دیہات مین بھی وہی شخص قاضی و مفتی مامور ہو جو مالکی ہو۔

سحنون بن سعید تنوخی کے قاضی القضاۃ مامور ہونے کے بعد سے اہالی بلاد مغرب و سوڈان اور تمام اہل افریقیہ مذہب مالکی ہی کے پیرو رہے اور اب تک وہان کے لوگ اسی مذہب پر ہین۔ مگر مصر اس اثر سے آزاد تھا۔ اور اس کا یہ سبب ہے کہ یہان ۱۹۷ھ مین امام شافعی رح آ گئے اور مقیم ہو گئے تھے۔ ان کا قیام بنی عبدالحکم کے یہان رہا۔ اور اس خاندان کے بہت سے افراد کے علاوہ ربیع بن سلیمان۔ ابو ابراہیم اسماعیل بن یحییٰ المزنی۔ ابو یعقوب

یوسف بن یحیی البویطی۔ اشہب۔ ابن القاسم۔ اور ابن المواز وغیرہ علماء نے اُن سے استفادہ کیا اور اُن کی تعلیمات سے بہرہ اندوز ہوکر مذہب شافعی کے پیرو بنے۔ اور از ان بعد حرث بن مسکین اور اُس کے بیٹون نے امام صاحب سے فن فقہ کی تحصیل کی اور اُن کی تالیفات کونقل کرکے شایع کرتے رہے۔ اِس طرح ممالک مصر مین مذہب شافعی کا رواج ہوا اور وہان دیگر مذاہب کی نسبت سے اِس مذہب کے مقلدین بکثرت ہوگئے۔ سلطان صلاح الدین ایوبی نے اپنے عہد فرمان روائی مین صدرالدین عبدالملک بن درباس شافعی کو مصر کا قاضی القضاۃ مقرر کیا۔ اور اُس نے دیار مصریہ مین ایک سرے سے شافعی المذہب قاضی مقرر کر دیے۔ اِس کے بعد ۶۶۵ھ مین ملک الظاہر بیبرس بندقدار مصر کا فرمانروا ہوا تو اُس نے یہ نیا انتظام کیا کہ ہر چار مذہب کے چار قاضی الگ الگ مامور کیے۔ اور بعدہ قاضی القضاۃ کا عہدہ حنفی المذہب عالم ہی کو ملنے لگا جو قاہرہ مین قسطنطنیہ سے مقرر ہوکر آیا کرتا تھا۔

امام مالک کے شاگرد عراق اور مصر کے ملکون مین بھی جابجا پھیل گئے تھے۔ چنانچہ قاضی اسماعیل اور اُن کے طبقے کے دیگر اصحاب مثلاً ابن خویز منداد۔ ابن اللُّبّان۔ اور قاضی ابی بکر الابہری ملک عراق مین جاگزین ہوے۔ اور مصر مین مالکی علماء کی ایک بڑی جماعت تھی۔ جیسے ابن القاسم۔ اشہب۔ ابن عبدالحکم۔ اور حرث بن مسکین وغیرہ۔ پھر ان کے سوا عبدالملک ابن حبیب اندلس سے مصر مین آیا اور یہان اُس نے ابن القاسم اور اُس کے طبقہ کے علماء سے علم تحصیل کیا۔ اُس نے اندلس مین جاکر وہان مالکی مذہب پھیلایا اور اُس مذہب مین ایک خاص کتاب "الواضحہ" نام تالیف کی۔ عبدالملک بن حبیب کے بعد اُس کے شاگرد رشید العتبی نے کتاب "العتبیہ" لکھی۔ یہ بھی فقہ مالکیہ کی مستند کتاب ہے۔ اہل اندلس انھین دونون کتابون الواضحہ اور العتبیہ کے پڑھنے پڑھانے پر جھک پڑے۔

افریقیہ سے ایک تشنہ کام علم شخص اُٹھا۔ اُس کا نام اسد بن الفرات ہے۔ یہ پہلے عراق پہونچا۔ وہان امام ابوحنیفہ کے تلامذہ سے فیض یاب ہوا۔ اور فقہ حنفی کے مسائل پر ایک

کتاب بھی لکھی۔ مگر بعد مین وہ مذہب مالکی کا دلدادہ بن گیا۔ اور ابن القاسم کے خرمن علم سے خوشہ چینی کر کے تمام ابواب فقہ مین ایک جامع کتاب لکھی۔ اِس کتاب کا نام "الاسدیۃ" ہے۔ اسد بن الفرات اِس کتاب کو تالیف کرنے کے بعد قیروان پہونچا۔ قیروان افریقیہ کا اسلامی دار الملک اور خاص عربون کا آباد کردہ شہر تھا۔ قیروان مین اِس کی کتاب "الاسدیہ" سُحنون نے خود ابن الفرات سے پڑھی۔ ازان بعد سُحنون نے مشرق کا سفر کیا اور ابن القاسم کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اُس نے ابن القاسم کی شاگردی اختیار کی اور اُس کے مسائل خود اُس سے معلوم کیے۔ اب وہ یہ کرتا تھا کہ ابن القاسم کے آراء کا کتاب "الاسدیہ" کے مسائل سے مقابلہ اور معارضہ کرتا جاتا تھا۔ یون اُس کو الاسدیہ کے جو مسائل ٹھیک نہ معلوم ہوے وہ اُن کو چھوڑتا گیا۔ اور بہت سے مسائل سے اعراض ورجوع کر لیا۔ سُحنون نے ان مسائل کو ایک کتاب کی صورت مین مرتب و مدون کر دیا اور اِس بات کو واضح کرتا گیا کہ ابن القاسم نے "الاسدیہ" کے کن مسائل سے رجوع کر لیا ہے۔ پھر اُس نے اسد بن الفرات کو لکھا کہ اب الاسدیہ کو چھوڑ کر اِس نئی کتاب پر اعتماد کرے۔ اور اُس کے مطابق عمل پیرا ہو۔ لیکن ابن الفرات نے اِس امر کو قبول نہ کیا۔ اور اِس بات کا یہ نتیجہ نکلا کہ اہل قیروان نے اُس کے مُدَوَّنہ کا پڑھنا پڑھانا ترک کر کے سُحنون کے مُدَوَّنہ کا درس اختیار کر لیا۔ اور چونکہ سُحنون کے اِس مدونہ مین جو ابواب تھے وہ ٹھیک طور سے ترتیب نہین دیے گئے تھے۔ اور ان مین مسائل کا اختلاط بھی تھا اِس لیے سُحنون کی اِس کتاب کا نام "المدونۃ المختلطہ" قرار پایا۔ اور اسی کو درسی کتاب قرار دیا گیا۔

اب فقہ مالکی کے متعلق معتبر اور مستند کتابین حسب ذیل ہین :۔

(۱) الوضحہ یہ کتاب ابو مروان عبد الملک قرطبی کی تصنیف ہے۔ قرطبی نے ۲۵۲ھ مین وفات پائی۔ (۲) المجموعہ۔ یہ کتاب ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم مفتی قیروان کی مصنفہ ہے

جس نے ۸۷۳ھ میں وفات پائی (۳) العزیہ مصنفہ محمد بن المعز المتوفی ۸۹۴ھ۔
(۴) المبسوط۔ مصنفہ اسماعیل بن اسحاق قاضی بغداد المتوفی ۸۴۵ھ۔

اور اس مذہب کے سربرآوردہ علماء حسب ذیل ہیں:۔

ابو محمد عبداللہ بن ابی زید قیروانی المتوفی ۹۷۰ء۔ ابن یونس ابو بکر محمد بن عبداللہ الصقلی المتوفی ۱۰۵۹ء۔ ابوالحسن علی بن محمد الربعی المتوفی ۱۰۸۵ء۔ ابن رشد ابوالولید محمد بن احمد المتوفی ۱۱۲۶ء۔ المازری ابوعبداللہ محمد بن علی بن عمر التمیمی۔ یہ جزیرہ سسلی کے شہر مازرہ میں پیدا ہوا اور ۱۱۴۱ء میں وفات پائی۔ ابن الحاجب المتوفی بالقاہرہ ۱۲۴۸ء۔ اور ابن فرحون المدنی المتوفی ۱۳۷۷ء۔

فقہ مالکیہ کے متعلق خلیل بن اسحق بن یعقوب المتوفی ۱۴۲۲ء کی کتاب مختصر میں کئی تالیفات جمع ہیں۔ اور اس لحاظ سے وہ مالکیوں کی کتب میں سب سے اچھی کتاب ہے۔ مسیو پیرون نے اس کتاب کا ترجمہ فرانسیسی زبان میں کر دیا ہے۔ اور یہ ترجمہ بلاد مغرب (الجزائر و تونس) پر فرانسیسی اثر اور اقتدار قائم ہونے کے بعد گورنمنٹ فرانس کے حکم سے کیا گیا ہے۔

اسلامی فقہ و حدیث کی کتابوں میں سے انگریزی زبان میں دو کتابیں ترجمہ کی گئی ہیں۔ اول کتاب "الہدایہ" جو مسائل فقہ حنفیہ کی معتبر و مستند کتاب ہے۔ اس کے مصنف فقیہ برہان الدین ہیں۔ اور یہ ۱۱۸۰ء میں تالیف ہوئی۔ اور دوسری حدیث کی کتاب "مشکوٰۃ المصابیح" ہے۔ اس کتاب میں ابوعبداللہ محمود نے ۱۳۳۶ء میں حدیث کی بہت صحیح روایتیں جمع کی ہیں۔ اور یہ قول امام حسین بغدادی کا ہے جو ۱۱۲۲ء کے مشہور فاضل ہوئے ہیں۔ مسیو سلیسی نے اپنی کتاب "تاریخ دین الاسلام" میں انھیں دونوں کتابوں سے مدد لی ہے۔

احادیث نبویہ (صلعم) کی جمع و ترتیب پر بہت سے مسلمان علماء نے توجہ کی۔ انھیں

جس نے ۸۷۳ء میں وفات پائی (۳) المعزیہ۔ مصنفہ محمد بن المعز المتوفی ۸۹۴ء۔

(۴) المبسوط۔ مصنفہ اسماعیل بن اسحاق قاضی بغداد المتوفی ۸۹۵ء۔

اور اس مذہب کے سربرآوردہ علما حسب ذیل ہیں :۔

ابو محمد عبداللہ بن ابی زید قیروانی المتوفی ۹۷۰ء۔ ابن یونس ابو بکر محمد بن عبداللہ الصقلی المتوفی ۱۰۵۹ء۔ ابو الحسن علی بن محمد الربعی المتوفی ۱۰۸۵ء۔ ابن رشد ابو الولید محمد بن احمد المتوفی ۱۱۲۶ء۔ المازری ابو عبداللہ محمد بن علی بن عمر التمیمی۔ یہ جزیرہ سسلی کے شہر مازرہ میں پیدا ہوا اور ۱۱۴۱ء میں وفات پائی۔ ابن الحاجب المتوفی بالقاہرہ ۱۲۴۸ء۔ اور ابن فرحون المدنی المتوفی ۱۳۷۷ء۔

فقہ مالکیہ کے متعلق خلیل بن اسحٰق بن یعقوب المتوفی ۱۴۲۲ء کی کتاب مختصر میں کئی تالیفات جمع ہیں۔ اور اس لحاظ سے وہ مالکیوں کی کتب میں سب سے اچھی کتاب ہے۔ مسیو پیرون نے اس کتاب کا ترجمہ فرانسیسی زبان میں کر دیا ہے۔ اور یہ ترجمہ بلاد مغرب (الجزائر و تونس) پر فرانسیسی اثر اور اقتدار قائم ہونے کے بعد گورنمنٹ فرانس کے حکم سے کیا گیا ہے۔

اسلامی فقہ و حدیث کی کتابوں میں سے انگریزی زبان میں دو کتابیں ترجمہ کی گئی ہیں۔ اول کتاب "الہدایہ" جو مسائل فقہ حنفیہ کی معتبر و مستند کتاب ہے اس کے مصنف فقیہ برہان الدین ہیں۔ اور یہ ۱۱۸۰ء میں تالیف ہوئی۔ اور دوسری حدیث کی کتاب "مشکوٰۃ المصابیح" ہے۔ اس کتاب میں ابو عبداللہ محمود نے ۱۳۳۶ء میں حدیث کی بہت صحیح روایتیں جمع کی ہیں۔ اور یہ قول امام حسین بغدادی کا ہے جو ۱۱۲۲ء کے مشہور فاضل ہوئے ہیں۔ مسیو مسلیی نے اپنی کتاب "تاریخ دین الاسلام" میں انھیں دونوں کتابوں سے مدد لی ہے۔

احادیث نبویہ (صلعم) کی جمع و ترتیب پر بہت سے مسلمان علماء نے توجہ کی۔ انہیں

عربی مین نازل ہوا تو عربون کی زبان اور مستحکم زبان ہوگئی۔ اب وہ ایسی اٹل زبان
بن گئی کہ حوادث زمانہ اس مین کسی قسم کا تزلزل پیدا نہین کرسکتے تھے۔ جتنی قومین
حلقۂ اسلام مین داخل ہوتی گئین وہ سب عربی زبان بولنے اور اُس کے سمجھنے کی خواہان
ہوئین۔ اس امر کی وجہ سے علم نحو وجود مین آیا۔ اور تالیف کلام کے اسالیب کا قانون بنا
تاکہ حسن اور عمدہ کلام کو اختیار کیا جا سکے اور بیان کی تجنیسات کا لحاظ رہے۔ اسی طرح
بہت سی شاخین محض زباندانی اور ادب کے متعلق نکل آئین جن کے سبب سے
ایک سو سے زیادہ فن ترتیب پائے اور وجود مین آئے۔ ابوالاسود دوئلی المتوفی سنہ ۶۸۸ء
نے فن نحو کے قواعد کا استنباط کیا اور یہ قواعد بہت سی نحوی توضیحات کا دروازہ بنے پھر
اہل عرب نے یونانی زبان کی کتابون کا مطالعہ کیا تو نئی نئی عبارتین اور مختلف بندشین
اُن کی نظر سے گذرین اور عربی زبان مین وسعت پیدا ہونے لگی یہان تک کہ ترقی کرتے
کرتے یہ اہل مشرق کی علمی زبان بن گئی۔

فارسی ادب عربی علم ادب کا ایک جزو ہے۔ کیونکہ آج ایرانیون اور ترکون کے ہاتھ
مین جس قدر علمی کتابین باقی ہین وہ سب عربی تالیف کے طرز پر ہین جیسے کہ قرون
متوسطہ مین ممالک جرمنی کی تمام علمی کتابین لاطینی زبان کے طرز تالیف پر پائی جاتی
تھین جبکہ جرمن ادیب "منسنجیر" نے پہلے پہل جرمنی زبان مین نظم شعر کو ایجاد کیا اور
یون جرمن زبان کو میدان ترقی مین بڑھایا۔

اگرچہ ایشیا مین اندرون ممالک ہندوستان تک اور افریقہ مین قلب مملکت سوڈان
تک جس قدر مسلمان قومین آباد ہین اُن کے قومی حالات ایک دوسرے سے بالکل
متبائن ہین اور اُن مین اخلاق و عادات اور زبان کی یگانگت کا کوئی وجود نہین۔
پھر بھی قرآن کریم نے ان مین ایک قسم کی وحدت لغویہ اور احساسات نفسیہ کی یکرنگی
پیدا کردی ہے۔ اور اتحاد قومی کے اہم وسائل مین سے یہ ایک وسیلہ اُن کو حاصل ہوگیا ہے

بچون کو مکاتب مین سب سے پہلے عربی زبان کے کلمات سکھائے جاتے ہین۔ ان شاء اللہ۔ ما شاء اللہ۔ اللہ اکبر۔ اور اللہ کریم۔ کے الفاظ اُن کی زبان سے نکلوائے جاتے اور یون عربی تلفظ سے اُن کو آشنا کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد سورۃ الفاتحہ یاد کرائی جاتی ہے۔ اور قرآن شریف پڑھایا جاتا ہے۔ کبھی کلام مجید ختم ہونے پر اور بعض اوقات اسی کے ساتھ عربی صرف ونحو کی کتابین بھی شروع کرا دی جاتی ہین۔ چنانچہ محمد بن داؤد صنہاجی کی کتاب "اجرومیہ" جمال الدین محمد بن مالک کی کتاب "خلاصہ الفیہ" اور مصباح مطرزی کی نحو مین۔ اور ابن ہشام کی کتاب ان کو پڑھاتے ہین۔ اور اُن فرانسیسیون نے جن کو عربی زبان کا شوق ہے فن نحو وغیرہ مین ایک منتخب کتاب اسباق پڑھانا اختیار کر رکھا ہے۔ یہ کتاب احمد بن علی بن مسعود کی کتاب مراح الارواح عز الدین ابی الفضل عبد الوہاب عماد الدین بن ابراہیم سنجانی کی کتاب تصریف العزی۔ یوسف حنیفی کی کتاب المقصود جو اسماء و افعال کی گردان کے طریقے پر شامل ہے۔ اور کتاب البناء المفید جس مین غیر منصرف اجزاے کلام کے احکام کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ اور کتاب الامثال جو تصریف افعال کی جدولون پر مشتمل ہے ان سب کے مضامین و مسائل پر حاوی ہے۔

اور مسیو دساسی نے اصطلاحات نحویہ کی اس طرز سے توضیح کی ہے کہ جن قواعد پر عربی زبان کی بنیاد ہے۔ انھین ملحوظ رکھا ہے۔ اور بڑی خوبی یہ ہے کہ مشرقی اور فرانسیسی زبانون کے الفاظ کا طریق استعمال بھی اس مین دیا گیا ہے۔ جس سے ہر دو زبان کا گرامر معلوم ہو سکتا ہے۔ اور جن لوگون نے یونانی زبان کی کتابین عربی مین ترجمہ کین یا جنھون نے عربی علم نحو کی تدوین کی ہے مسیو موصوف اُن کی تعریف مین رطب اللسان ہے۔ اور اُن کا اس قدر وصف بیان کر دیا ہے کہ اب کسی کو ان کے مناقب اور کارنامون کا مختصرا بیان کرنا بھی ضروری نہین رہا۔

بچون کو مکاتب مین سب سے پہلے عربی زبان کے کلمات سکھائے جاتے ہین۔ ان شاء اللہ۔ ما شاء اللہ۔ اللہ اکبر۔ اور اللہ کریم۔ کے الفاظ اُن کی زبان سے نکلوائے جاتے اور یون عربی تلفظ سے اُن کو آشنا کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد سورۃ الفاتحہ یاد کرائی جاتی ہے۔ اور قرآن شریف پڑھایا جاتا ہے۔ کبھی کلام مجید ختم ہونے پر اور بعض اوقات اسی کے ساتھ عربی صرف ونحو کی کتابین بھی شروع کرا دی جاتی ہین۔ چنانچہ محمد بن داؤد صنہاجی کی کتاب "اجرومیہ"۔ جمال الدین محمد بن مالک کی کتاب "خلاصہ الفیہ" اور مصباح مطرزی کی نحو مین۔ اور ابن ہشام کی کتاب ان کو پڑھاتے ہین۔ اور اُن فرانسیسون نے جن کو عربی زبان کا شوق ہے فن نحو وغیرہ مین ایک منتخب کتاب اسباق پڑھانا اختیار کر رکھا ہے۔ یہ کتاب احمد بن علی بن مسعود کی کتاب مراح الارواح۔ عز الدین ابی الفضل عبد الوہاب عماد الدین بن ابراہیم سنجانی کی کتاب تصریف العزی۔ یوسف حنیفی کی کتاب المقصود جو اسماء و افعال کی گردان کے طریقے پر شامل ہے۔ اور کتاب النبأ المفید جس مین غیر منصرف اجزاے کلام کے احکام کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ اور کتاب الامثال جو تصریف افعال کی جدولون پر مشتمل ہے اُن سب کے مضامین و مسائل پر حاوی ہے۔

اور مسیو ساسی نے اصطلاحات نحویہ کی اس طرز سے توضیح کی ہے کہ جن قواعد پر عربی زبان کی بنیاد ہے۔ انھین ملحوظ رکھا ہے۔ اور بڑی خوبی یہ ہے کہ مشرقی اور فرانسیسی زبانون کے الفاظ کا طریق استعمال بھی اس مین دیا گیا ہے۔ جس سے ہر دو زبان کا گرامر معلوم ہو سکتا ہے۔ اور جن لوگون نے یونانی زبان کی کتابین عربی مین ترجمہ کین یا جنھون نے عربی علم نحو کی تدوین کی ہے مسیو موصوف اُن کی تعریف مین رطب اللسان ہے۔ اور اُن کا اس قدر وصف بیان کر دیا ہے کہ اب کسی کو ان کے مناقب اور کارنامون کا مختصراً بیان کرنا بھی ضروری نہین رہا۔

سب سے بڑی کتاب لغت مانتے ہین۔ اور اس کے علاوہ جن عربی لغات کو انھون نے سند اعتبار بخشی ہے، اُن کے نام حسب ذیل ہین:۔

اَلمحکَم۔ اس کا مصنف ابی الحسن علی بن اسماعیل الملقب بابن سیدہ ہے۔ اس نے ۱۰۶۵ء مین وفات پائی۔

العُباب۔ اس کی بیس جلدین ہین۔ مصنفہ امام حسن بن محمدؐ صاغانی المتوفی ۱۲۵۶ء اور ان لغوی علماء کے بعد مجد الدین ابو طاہر محمدؐ بن یعقوب فیروز آبادی کا ظہور ہوا۔ یہ شخص ۱۳۲۸ء مین شیراز کے اطراف مین بمقام قنسرین پیدا ہوا۔ اور عربون کی ترقی کے دورِ انحطاط مین عربی لغت کی کتابون العباب وغیرہ سے ایک نئی لغت کی کتاب تالیف کی جس مین عربی زبان کے تمام الفاظ جمع کیے اس کتاب کی ساٹھ جلدین تھین۔ اور ایک ایک جلد جوہری کی کتاب الصحاح کے برابر ضخیم تھی۔ پھر اس کتاب سے ایک مختصر تیار کیا جو آج ہمارے ہاتھون مین ہے اور اُس کا نام "القاموس المحیط" ہے۔ قاموس محیط کی اُس کی اصل کے مقابلے مین وہی نسبت ہے جو ایک اور تین ۱/۲۰ مین ہو سکتی ہے فیروز آبادی نے عربی زبان مین چالیس سے زیادہ کتابین تالیف کی ہین۔ یمن کا بادشاہ اسماعیل بن عباس الملقب بہ "اشرف" اُس کا سرپرست تھا۔ اور اُس کو نہایت اعزاز و اکرام سے رکھتا تھا۔ سلطان بایزید عثمانی اور شاہنشاہ تیمور لنگ صاحبقران کو فیروز آبادی کی ہر دلعزیزی اور عامۂ خلائق مین اُس کی عظمت عالیہ کا گہرا اثر دیکھکر نہایت حیرت ہوئی۔ اور ان دونون حکمرانون نے اُس شاہنشاہ اقلیم علم و کمال کو تحفے اور ہدیے بھیجے۔ فیروز آبادی نے دنیا مین عرصے تک سیاحت کی اور آخر وقت مین ملک یمن کا شہر زبید اپنی اقامت کے لیے پسند کیا، جہان وہ ۱۴۱۵ء مین وفات پا گیا۔ وفات کے وقت اُس کی عمر اسّی برس کی تھی

عربی زباندانی مین تصنیف و تالیف کے لیے سب سے بڑی شہرت جن لوگون نے حاصل کی ہے اُن مین سے ایک شخص ابو القاسم محمود زمخشری بھی ہے۔ اُس نے ۱۱۴۳ء مین

وفات پائی۔ اس کی تصانیف حسب ذیل ہین۔ (۱) المفصل۔ اور ایک مقدمہ علم نحو کا مطالعہ کرنے کے لیے۔ (۲) ایک لغت عربی و فارسی مین۔ (۳) تفسیر کشاف جو قرآن کریم کی تفسیر اور اُس کے لغوی۔ اعرابی اور ادائے مطالب کی بلاغت کے متعلق اہم مسائل پر مشتمل ہے۔ یہ معلوم رہے کہ عربی زبادانی مین فن بلاغت کا انحصار علوم معانی و بیان کے جاننے پر ہے۔ یہ دونون علم مشرقی ادبیات مین نہایت مستند علم ہین اور ان کے متعلق بھی کتابین کام دیتی ہین۔ جیسے کہ کشاف اور جرجانی کی تصنیف۔ اور شرح تفتازانی بر تلخیص المفتاح مؤلفہ جلال الدین محمود بن عبدالرحمٰن القزوینی اور حدائق البلاغۃ اور زبان فارسی کے لفظ کا انضباط مؤلفہ امیر شمس الدین۔ اور کتاب ادب الکاتب جو اسلوب تعبیر اور انواع فصاحت پر مشتمل اور علامہ ابن قتیبۃ المتوفی ۲۸۹؁ھ کی تالیف ہے۔

علم بیان کے نامور ترین علماء۔ ابن السکاکی فارسی جو علم بیان کے صحیح قواعد وضع کرنے مین حد وحید کے متعلق بعض علماے یورپ کے نزدیک مسیو قنتیلیان کا مثیل ہے اور فصاحت اور خوبی بیان کی کثرت کے بارہ مین یونانی زبان آور مقرر سیسیرو کا عدیل و نظیر مانا جاتا ہے۔ اور علامہ جزری نے اپنی کتاب "المنہج الکامل" مین اُن تمام اقسام کے علوم بیان کر دیے ہین جن کی ایک مقرر کو ضرورت ہوتی ہے۔ اور امام سیوطی نے بھی اس موضوع پر ایک کتاب تالیف کی ہے جس مین اُنھون نے صحیح عربی زبان اور اُس کی خوبی سے بحث کی ہے اور ہر ایک قاعدہ کی تائید مین مستند اہل تصانیف کی عبارتین بطور شہادت پیش کی ہین۔ اور خلیل بن احمد پہلا مسلمان عالم ہے جس نے فن عروض پر مستقل تصنیف لکھی اور اُس نے اس فن کا استنباط قدیم شاعرون کے کلام سے کیا ہے۔

مبحث ششم

:- ادبیات (لٹریچر) کی تہذیب۔ تالیفات مین خوبی پیدا کرنے کی کوشش۔ دلچسپ قصص و حکایات۔ اور دیگر کمالات :-

عربی ادبیات مین خوبی اور تفنن تحریر پیدا کرنے کا موجب علامہ حریری شمار کیا جاتا ہے۔ یہ

فاضل ادیب ۴۴۶ھ؁ مین پیدا ہوا۔ اور ۵۱۶ھ؁ مین بمقام بصرہ دنیا سے رحلت کر گیا۔
یہ اپنے فن مین کامل اکمل تھا۔ سب سے پہلے اس نے ایک مقامہ "مقامۃ الحرمیۃ" کے
نام سے تالیف کیا۔ اور یہ تحریر اہل علم کے ہاتھون مین متداول ہو کر خلیفہ مسترشد باللہ
کے وزیر شریف الدین ابی نصر انوشروان بن خالد ابن محمد الکاشانی کے ہاتھ مین
پہونچی۔ وزیر موصوف ایک ذی علم اور قدردان علم و کمال شخص تھا۔ اُس نے دیکھا کہ
یہ مقامہ تحریر و تحبیر کے اعتبار سے نہایت مکمل اور بے مثل ہے۔ فوراً علامہ حریری کو اپنے
حضور مین طلب کیا۔ اور حکم دیا کہ اُسی قسم کے اور مقامے بھی قلمبند کرے۔ چنانچہ حریری نے
نثر و نظم مین ایک فرضی شخص کی زبان سے پچاس مقامے لکھے۔ جن مین عربی زبان کی
خوبیون اور زور قلم کا ذخیرۂ وافر جمع کر دیا ہے۔ اگر کوئی شخص اچھے طور پر ان مقامات کو
دیکھے اور سمجھے تو اُسے معلوم ہو سکتا ہے کہ ان کا مؤلف کس پایہ کا وسیع المعلومات زباندان
تھا۔ اور یہ کہ وہ ان مقامات مین کیسے کیسے قلیل الاستعمال مجازات اور لغز۔ اور کس کس
قسم کے رموز و امثال لایا ہے جن کی دشواری نے بہت سے فاضل ادبا کو مقامات حریری
کی شرحین لکھنے پر آمادہ کیا۔ اور اُن شروح ہی نے اس کی مشکلات کو کچھ کم کیا ہے۔

حریری کے منظوم تالیفات مین سے ایک کتاب "ملحۃ الاعراب" اور اس کی شرح نہایت
عمدہ ہے۔ مگر اس قسم کے ادبی مقامات کی تالیف مین ایک شخص حریری پر بھی متقدم ہے
وہ ابوالفضل احمد بن حسین ہمدانی المتوفی ۳۹۸ھ؁ ہے۔ اس فاضل ادیب نے چالیس سال
کی عمر مین دنیا کو الوداع کہا اور دار آخرت کی راہ لی۔ اُس کے ذہن اور قوت حافظہ کا
یہ حال تھا کہ شعر کے قصیدے کے قصیدے ایک مرتبہ سُن کر حفظ کر لیتا اور پھر بلا کسی تردد
کے خود انھین پڑھکر سنا دیتا تھا۔ کبھی ایک نقطہ کا بھی فرق نہین ہوتا تھا اور فی البدیہہ
شعر گوئی اُس کے لیے ایک نہایت آسان کام تھا۔ اور لطف یہ کہ الفاظ کی صحت اور
چستی بندش الفاظ ہاتھ سے نہین جانے پاتی تھی۔ اُس نے اپنے لیے چارسو بالکل اچھوتے

ہے اور کچھ نہیں غیر تناہی ہے - اور پھر فنا ہے مطلق - غرض عالم کا عرفان اور وجدان ہی جسطرح عالم دھوکے
سے بنا ہوا ہے اُسی طرح یہ وجود بھی دھوکا ہی اور کچھ ایسا عظیم الشان اور اُس کے ساتھ ہی غیر معین ہے کہ ہم مغربی

کافی مواد ہمارے لئے چھوڑ گئے ہیں۔ علاوہ اِن تاریخی بیانات کے، وہ مغلیہ عمارات ہیں جن سے ہم اس زمانے کی صنعت کا پورا اندازہ کر سکتے ہیں۔

مغلیہ سلطنت ہندوستان کے سلطنت مغلیہ کی ابتدا ۱۵۲۶ عیسوی سے ہوئی جب وقت بابر نے



رعایا کو لوٹتے تو اقراراً انہیں انواع و اقسام کے تماشے دکھانے سے دریغ نہیں کرتے تھے علی الصباح

بادشاہ جھروکے پر برآمد ہوتے اور عوام الناس کو اپنا دیدار دکھاتے یہ صبح کا برآمد ہونا اسی وقت موقوف ہوتا

جب بادشاہ کسی وجہ سے علیل ہو جاتے۔ دوپہر کو بادشاہ پھر برآمد ہوتے اور ہاتھیوں کی لڑائی یا اور

ان سے سیاسی انتظام کو بالکل یورپ کے ازمنہ متوسطہ کے فیوڈل سسٹم کا مماثل بنا لیا ہے لیکن اب

ہم دکھائیں گے کہ ان دونوں میں اگرچہ ظاہر میں بہت کچھ مشابہت ہے لیکن فی الواقع ان میں کس قدر

فرق ہے۔

سارے ملک میں بدنظمی اور طوائف الملوکی پھیل گئی۔ یوروپ میں سلطنت مغلیہ کے معنے اعلیٰ درجہ کا

عروج اور حکومت اور اس کے ساتھ سریع انحطاط اور بربادی سمجھے گئے ہیں اور یہ خیال کچھ غلط نہیں ہے۔

مغل بادشاہ خودمختار ہوتے تھے | مغل بادشاہوں کے اقتدارات غیرمحدود تھے اور ان کو وہ اپنی رضا تک

حضرت داؤد جس وقت آدلام کے غار میں جا بسے تو اُن کی بھی یہی حالت تھی۔

یہ مصنوعی قبیلہ جو مختلف اصلیت کے اشخاص کے جمع ہو جانے سے اور ایک شخص کی حکومت کو قبول

کر لینے سے پیدا ہوتا ہے [illegible]

جنھون نے بیت المقدس کو مسلمانون کے ہات سے چھیننے کے لئے فلسطین پر چڑھائی کی - وہ

بیش بہا زیور اور قیمتی قماشین جو راجپوت راجا بنے گھوڑون کو پہنانے ہین - وہ پرچم جنھین وہ لڑائی کے

وقت اپنے سامنے رکھتے ہین - اور جو مختلف خاندانون کے لحاظ سے مختلف [illegible]

اور ہیونِ سانگ ہی کے زمانہ میں جو ساتویں صدی میں ہندوستان آیا یہ فرق محسوس ہونے لگا تھا۔

برہمنوں کے گھمنڈ نے بُدھ مذہب کی مساوات کو قائم نہیں رہنے دیا۔ اس مذہب کے انحطاط سے

برہمنوں نے بہت کچھ فائدہ اٹھایا کیونکہ ہندوستان کی مخلوق جس کا طبعی رجحان تشخصی اور مجسم دیوتاؤں کی

سلاخیں طلائی ہیں اور ان میں اقسام کے پرند۔ طوطے بلبلیں تیتر بٹیر مور اور بگلے وغیرہ بند ہیں نعمت واحد سے ہیں مس مکان

کے گرد ایک ہرا بھرا باغ ہے جس میں جا بجا ریشمی جھولے لگے ہوئے ہیں۔ (مرقع کتاب جہنم انہک)

[illegible]

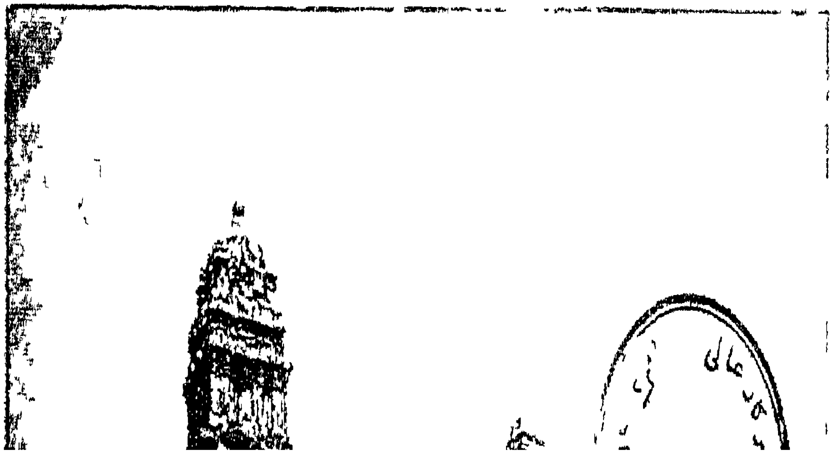
فصل دوم ۔ مسلمانون کا تمدن ہند مین



تاریخ کے باب مین ہم تسلط اسلامی کے واقعات کو مختصر طور پر بیان کر چکے ہین اوس بیان مین یہ امر دکھایا گیا

ہے کہ سات سو سال کے زمانۂ تسلط مین جس کا نام عام طور پر حکومت مغل کہا گیا ہے مغلون کی اصلی

وہ شیرینی اور ملائمت جو ان ظالم فاتحین کو اپنی مفتوح اقوام کے خداؤں کے سامنے جھکا دیتی تھی وہ سرد
اور بے رحم وحشیانہ حرکت جو مفتوحین کے سروں کے اہرام بنایا کرتی تھی اور وہ علوم و فنون کی قدردانی
جس نے انہیں علم و ادب کا دوست اور سرپرست بنا دیا تھا۔



اسیوط پیدا ہوئے اور بہت سی کتابین ان کی تالیف کردہ ہین جنمین سے میسواڈیفریٹ نے
اپنی شرح مین جو انھون نے سیوطی پر لکھی ہے (۵۶) کے قریب ان کی تصانیف کا شمار دیا ہے
علامۂ سیوطی نے ۱۵۰۵ء مین وفات پائی ۔

خواجۂ دساسی جنھون نے عبد اللطیف بغدادی کی کتاب "الخطط المصریۃ" کا فرانسیسی
مین ترجمہ کیا ہے ۔ ان کی خدمات علوم مشرقیہ کے متعلق نہایت قابل قدر ہین ۔ عبد اللطیف
بغدادی سلطان صلاح الدین ایوبی کا ہم عصر تھا ۔ وہ ۱۱۶۱ء مین بمقام بغداد پیدا ہوا اور ۱۲۳۱ء
مین فوت ہوگیا ۔

مبحث یازدہم

: مسعودی ۔ طبری ۔ ابن اثیر ۔ نویری اور اُنکے ہم عصرون کی حالات :۔

اسلامی عروج واقبال کے زمانہ مین جو عرب مورخین گذرے ہین اُن مین سے المسعودی دسوین
صدی عیسوی مین گذرا ہے ۔ یہ نوجوانی ہی سے علوم کا عاشق نکلا اور ادن مین تجربہ پیدا کیا
اس کے بعد فلسفہ مین کمال حاصل کیا اور پھر ادبیات جغرافیہ تاریخ اور تمام اُن کتابون کا مطالعہ
کیا جو عربون کے ساتھ مختص ہین ۔ نیز یونانیون اور رومانیون کی تواریخ کا مطالعہ کیا اور اُن تمام
قومون کے تاریخی حالات پر عبور حاصل کیا جو ایشیا مین تھین اور ہین ۔ اسی کے ساتھ اُسے یہود
ونصاریٰ ۔ ہر طبقہ ۔ مسلمانون ۔ آتش پرستون ۔ اور بت پرستون کے عقائد کا بھی کامل علم
حاصل تھا ۔ اور اسی وجہ سے وہ خاص وعام سب مین تمام ایسے علوم کا وسیع الاطلاع عالم مانا جاتا
تھا جن کو ایک بھی مسلمان مورخ اس کی برابر نہ جانتا ہوگا ۔ مسعودی نے ایک بہت بڑی کتاب
"اخبار الزمان" نامی تالیف کی ہے اور دوسری کتاب اوسط درجہ کی تالیف کی تھی ۔ ان دونون
کتابون کا مجموعی حجم کوارٹر سائز کے بیس مجلدون سے زیادہ ہوگا ۔ مگر یورپ والون کو ان دونون
کتابون کا کچھ بھی علم نہین ہے ۔ انھین صرف مسعودی کی سب سے چھوٹی تالیف "مروج الذہب
ومعادن الجواہر" دستیاب ہوئی ہے ۔ اس کتاب کے ایک سو چھبیس ۱۲۶ باب ہین (۵) (۶) باب

عرب وعجم کی قدیم تاریخ کے بیان مین ہین - اور (۱۶) باب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء کے تاریخی حالات مین - ان تمام ابواب مین جو کچھ بیان ہوا ہے وہ کوئی سلسلہ وار تاریخ نہین بلکہ متفرق حالات اور منتشر خبرین ہین - چونکہ مسعودی کو اس بات کا بہت شوق تھا کہ جن مقامات کی وہ تاریخ لکھنا چاہتا ہے اُن کے حالات بھی بخوبی معلوم کرے اس لیے اپنی دُھن مین وہ بعض اوقات تاریخی انتقاد کی جانب مطلق توجہ نہین کرتا ہے - اور اکثر تو اُس نے ملی اصول کے بیان مین صرف حکایتین ہی لکھدی ہین - لیکن بقول میسو کیٹرمیر مسعودی کی تالیفات ناظرین کی سمجھ مین بالکل نہین آتین - اس کی وجہ یہ ہے کہ اُس کے موضوع کا تنوع اور بکثرت دشوار مسائل کو حل کرتے جانا اور حل بھی اس طرح کرنا کہ ان پر طرح طرح کی نکتہ چینیان کی ہین، کتاب کو بے حد مشکل اور دور از فہم بنا رہا ہے -

مسعودی اپنے وطن عراق کو واپس نہین گیا - اور ۳۴۶ھ مطابق ۹۵۶ء مین بمقام قاہرہ فوت ہوا -

مسعودی سے قبل ایک اور مسلمان مورخ ابو جعفر مُحمّد بن جریر الطبری گذرا ہے - اُس نے ۳۱۰ھ مطابق ۹۲۲ء مین بمقام بغداد وفات پائی - بوقت رحلت اُس کی عمر ۸۳ سال کی تھی - اصل مین یہ مول تخت طبرستان کا باشندہ تھا حدیث وفقہ مین ایسا کمال حاصل کیا کہ مسلمانون کے اماموں مین شمار کیا گیا اُس نے مسعودی سے ایک صدی قبل اپنی بہت بڑی تاریخ تالیف کی - یہ تاریخ ابتدائے آفرینش عالم سے شروع ہو کر ۳۰۲ھ مطابق ۹۱۴ء تک کے تاریخی حادثات پر حاوی ہے - بعض لوگون کا قول ہے کہ طبری کی یہ تالیف اُس کی ایک اس سے بھی کہین بڑھکر ضخیم تالیف کا مختصر ہے - طبری کی یہ تاریخ نہایت جلیل القدر اور اہل ایشیا کے نزدیک صحت مین مشہور ہے - اس کے ترجمے ترکی اور فارسی زبانون مین ہو چکے ہین - خواجہ حسن بن امید قبطی الاصل جو الماسین کے نام سے مشہور ہے اور ۱۲۲۳ء مین بمقام دمشق پیدا ہو کر ۱۲۷۳ء مین وہین فوت ہوا - اُس نے اس کتاب کا خلاصہ تیار کیا اور اس پر حواشی چڑھائے ہین اس ملخص کے ایک حصے کا ترجمہ میسو اربینیوس نے لاطینی مین اور میسو ادتیہ نے فرانسیسی

مین کیا ہے۔ ان دونون ترجمون سے بہت سی اہم خبرین معلوم کی گئی ہین۔ اگرچہ یہ دونون ترجمے غلطیون سے بھرے ہین۔

ابن الاثیر الملقب بہ عز الدین کا مولد جزیرۂ ابن عمر ہے۔ یہ جزیرہ جزیرہ نمائے نہرین کا جو عراق عرب کے نام سے مشہور ہے ایک جزو ہے۔ ابن اثیر نے اپنے مولد و مسکن کو بدل کر بعد مین شہر موصل کو وطن بنایا اور وہان اس کا مکان اہل علم و ارباب ذوق کی خاص نشست گاہ بنا رہا۔ ابن الاثیر نے اپنی کتاب "کمال التواریخ" موصل ہی مین تالیف کی۔ یہ تاریخ ابتدائے آفرینش عالم سے سنہ ۱۲۳۱ء تک کے جملہ حوادث پر مشتمل ہے۔ بعد مین ابو طالب ابن علی نے اس کتاب مین ایک ضمیمہ کا اضافہ کیا اور تاریخی واقعات کا سلسلہ سنہ ۱۲۵۸ء تک مکمل کر دیا۔

میرزا میران شاہ ابن تیمور لنگ کے عہد سلطنت مین نجم الدین نزاری نے ابن اثیر کی عربی تاریخ کا فارسی زبان مین ترجمہ کیا ہے۔ ابن اثیر کی تالیفات مین ملک شام کے اتابک حکمرانون کی تاریخ۔ اور تاریخ صحابہ رضی اللہ عنہم۔ اور ابی الکریم السمان کے رسالۂ انساب کا ایک مختصر بھی ہے۔

علامہ نویری شافعی المذہب تھے۔ ان کی تالیفات مین ایک تاریخ کی کتاب ہے جس کی دس جلدین ہین۔ اور یہ قدیم عربون کے نفیس اخبار و حالات پر مشتمل ہے۔ علامہ نویری خوش خطی مین ویسے ہی شہرۂ آفاق تھے جیسے کہ دسوین صدی عیسوی کے اخیر مین ابن البواب بغدادی نامور خطاط ہوا ہے۔ نویری نے کتاب صحیح بخاری شریف کو آٹھ مرتبہ تمام و کمال اپنے قلم سے لکھا اور ہر ایک نسخہ ایک ہزار درہم پر ہدیہ کیا۔ اُنھون نے تقریباً پچاس سال کی عمر مین سنہ ۱۳۳۱ء مین وفات پائی۔ اور علامہ نویری کے بعد تاریخ نویسی مین ابن الفرات اُن کا جانشین ہوا۔ ابن الفرات کی ولادت سنہ ۱۳۳۵ء کی ہے اُس نے ایک تاریخ پچیس جلدون مین تالیف کی ہے۔ یہ کتاب ہجرت نبویہ صلعم سے آغاز ہوتی ہے جو سنہ ۶۲۲ء کے مطابق ہے۔ ابن الفرات سنہ ۱۴۰۵ء مین وفات پا گیا۔ اور اس کے بعد احمد بن عرب شاہ کا دور آیا جس نے

سنہ ۱۴۳۰ء مین سلطان تیمور لنگ کے حالات اور اُس کے تمام واقعات قلمبند کیے۔

تیرھوین صدی عیسوی مین جو مشہور مسلمان مورخ گذرے ہین اُنکی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

(۱) ۔ ابن واصل محمد بن سالم۔ اس کی نسبت یہ گمان کیا جاتا ہے کہ تاریخ قدیم جو طبری کی جانب منسوب ہے وہ اسی کی تالیف ہے اور اُسے طبری کے نام سے منسوب کرنا محض فریب ہے۔

(۲) ابن الجوزی۔ ان کی طرف کتاب "مرآۃ الزمان" منسوب ہے یہ صاحب ۱۱۸۶ء سے ۱۲۰۱ء تک فقیہ مفتی مورخ۔ اور خطیب خوش بیان کے القاب سے مشہور رہے۔ یہ ابن الجوزی اور ایک دوسرے صاحب جن کا نام بھی ابن الجوزی ہے انکے سوا ہین۔

(۳) ۔ العتبی۔ یہ ملک ماوراء نہر جیحون مین پیدا ہوا۔ اس نے سنہ ۱۰۵۰ء مین ایک تاریخی کتاب تالیف کی جس مین قدیم زمانون کے حالات مذکور ہین اور سلطان محمود غزنوی کے سوانح درج ہین۔

اور ان سب مذکور بالا مورخین کے بہت قبل بغداد کے ایک نامور عالم ابن قتیبہ نے انساب عرب کے متعلق نہایت ضروری اور قابل قدر مواد جمع کیا۔ اور ایک تاریخ شاعرون کے حالات اور اُن کی سوانح عمری کے متعلق بطور تذکرہ تالیف کی ہے۔

مبحث دوازدہم

:- اسپین کے بڑے بڑے مورخین :-

اسپین کے مسلمانون مین بھی بہت سے مورخین ہوئے ہین۔ یہ لوگ نہایت فاضل کامل تھے۔ از انجملہ ایک ابن القوطیہ ہے اس نے عربون کے جزیرہ نمائے اسپین کو فتح کرنے سے بحث کی ہے۔ یہ فاضل مورخ ۹۷۸ء مین بمقام قرطبہ فوت ہوا۔

شہاب احمد بن محمد۔ اس نے اخبار اسپین اور وہان کے اموی خلفاء کے حالات مدون کیے ہین۔

ابن الفرضی۔ یہ ۱۰۱۲ء مین فوت ہوا ہے جبکہ بربرون نے قرطبہ پر قبضہ کر لیا اس نے

شعراء اور علماء کا ایک تذکرہ تالیف کیا ہے۔

ابن الخطیب ۔ ۱۳۱۳ء مین بمقام غرناطہ پیدا ہوا۔ اور ۱۳۷۴ء مین وفات پاگیا۔ اُس نے اپنے پیش رَو مورخین کے کلام سے مغرب و اسپین کے خلفاء اور بادشاہون کے متعلق نہایت نفیس باتین اخذ کر کے جمع کی ہین۔

احمد بن محمدؐ المقری ۔ یہ تلمسان مین پیدا ہوا۔ اور اس شہر کے اطراف مین رہنے والے ایک قدیم قبیلہ کی جانب منسوب ہے۔ یہ ۱۶۰۰ء مین اپنے وطن سے روانہ ہوکر شہر فاس مین گیا اور وہان کے علماء سے تحصیل علم و کمال کیا۔ پھر ۱۶۱۸ء مین حج کا ارادہ کیا۔ اور قاہرہ مین توطن اختیار کر لیا۔ پھر اس کے دس سال بعد جب وہ دمشق مین تھا اسپین کے مسلمان حکمرانون کے خاندانون کی تاریخ مکمل کی۔ اور ایک شرح مقدمۂ ابن خلدون کی لکھی۔ وہ سیرت نبویہؐ مدوّن کرنے پر بھی کمربستہ ہوا تھا۔ اُسنے اپنی تاریخ مین ابن خطیب کی تاریخ سے بہت مدد لی ہے۔ المقری کی اس تاریخ کا ترجمہ خواجادو جینجوس نے کیا ہے اور اُسے تیرھوین صدی ہجری مین شائع بھی کر دیا ہے۔

القیسی ۔ اس نے ۱۱۲۵ء مین گیارھوین صدی عیسوی کے عرب شعراء اور علماء کے سوانح مدوّن کیے ہین۔

ابن حیّان ۔ اس نے مسلمانان اسپین کے حالات مین ایک تاریخ تالیف کی ہے جس کو ۱۰۹۵ء مین ازدی الحمیدی نے مختصر کیا ہے۔

ابن صَبیح ۔ اس نے تیرھوین صدی عیسوی مین عہد بنی مرون اور موحدین کے اسپین کی تاریخ تالیف کی ہے۔

ابن حبیب سلی ۔ اس نے بنی امیہ کے سات پہلے خلفاء کے ذکر مین ایک قدیم تاریخ کو مشتہر کیا ہے۔

ابن الحارث الخشنی ۔ اس نے قرطبہ کے قاضیون کی تاریخ کا دسوین صدی عیسوی کے

آخر تک کا خلاصہ کیا ہے۔

شہاب الدین احمد الفارسی۔ اس نے تمام ممالک کے بیان مین ایک تاریخ مدون کی ہے۔ اور حاجی عاشر شاذلی نے اس تاریخ کا مختصر تیار کیا ہے۔

مبحث سیزدہم

:- مورخین فارس :-

فارس و ایران کے مسلمان مؤرخین بھی کثیر التعداد ہین۔ انمین سب سے زیادہ مشہور اصحاب حسب ذیل ہین۔

(۱) میرخُند۔ اس کا نام ہمام الدین خاوند محمد ہے۔ ۸۳۳ھ مین پیدا ہوا اور ۹۰۳ھ ۱۴۹۸ء مین وفات پائی۔ اس نے ایک عام تاریخ مدون کی ہے جو شاہرخ میرزا کے عہد سلطنت پر آکر تمام ہوتی ہے۔ اس تاریخ کی تدوین مین میرخُند کا مددگار علی شیر سلطان تیمورلنگ کا وزیر تھا جو سلطان الغازی حسین بہادر کا باپ ہے۔

(۲) خُندمیر۔ یہ میرخُند کا فرزند رشید ہے اس نے اپنے پدر بزرگوار میرخُند کی تاریخ عالم کا مختصر تیار کیا ہے۔ اور کتاب "تحریر خلاصۃ الاخبار" تالیف کی ہے اس کتاب مین وہ ۱۴۹۹ء تک کے واقعات درج کر گیا ہے۔ اور کتاب "حبیب السیر" بھی اسی کی تالیف ہے۔ اس کتاب مین ۱۵۲۵ء کے واقعات درج ہین۔ اور اس مین ایک واضح ثبوت اس امر کا دیا گیا ہے کہ سونے چاندی کے سکّون کے بجاے کاغذ زر (نوٹون) کا استعمال تیرھوین صدی عیسوی کے خاتمہ سے شروع ہوا ہے۔

اور اگر ہم دولت شاہ کے تذکرۂ شعرا۔ محمد قاسم فرشتہ کی تاریخ قدیم۔ شرف الدین علی کی کتاب سیرت تیمور لنگ۔ اور رشید الدین کی تالیف کردہ تاریخ مغول کا حال بیان کرین تو یہ بھی عرب مؤرخین کے حالات کا ایک ضروری ضمیمہ ہوگا۔ لیکن چونکہ اس سے کلام مین طوالت ہوگی۔ اور جس اختصار کا ہم نے التزام کیا ہے وہ باقی نہ رہے گا اس لیے اس کو ترک کیے جاتے ہین ہان اس قدر اور بتا دینا مناسب ہے کہ رشید الدین کی تاریخ مغول کا موسیو کیٹرمیر نے فرانسیسی مین ترجمہ کر دیا ہے۔

مبحث چہاردھم

:- مشاہیر عرب کے سوانح زندگی کی قاموسین :-

کتب خانۃ الحکماء ۔ مصنفہ زوزنی ۔ عیون الانبا فی تاریخ الاطبا مصنفہ ابن اصیبعۃ
المتوفی ۱۲۶۹ء ۔ وفیات الاعیان مصنفہ ابن خلکان ۔ یہ کتاب (۸۴۶) مشاہیر علماء
کے حالات پر مشتمل ہے ۔ ابن خلکان کا نام شمس الدین ابی العباس احمد ہے ۔ یہ ۱۲۱۱ء مین
بمقام اربل پیدا ہوا ۔ اور بربگی ہے ۔ پہلے یہ قاہرہ کا قاضی مقرر ہوا ۔ پھر دمشق کا قاضی القضاۃ
بنایا گیا ۔ اور دمشق ہی مین ۱۲۸۱ء مین فوت ہوگیا ۔

الکتبخانۃ المشرقیۃ ۔ مصنفہ مصطفےٰ بن عبد اللہ جو حاجی خلیفہ کے نام سے مشہور اور خطیب چلپی
کے لقب سے ملقب ہے ۔ یہ سلطان مراد خان چہارم کے پرائیوٹ سکرٹریون کا افسر اعلیٰ
تھا ۔ اور پھر اسی سلطان کے عہد مین دولت عثمانیہ کا وزیر مالیہ مامور ہوا ۔ اس کی یہ کتاب
"الکتبخانۃ المشرقیۃ" ایشیائی مصنفین کی تصانیف کی ایک نادر فہرست ہے ۔ اور اس مین اٹھارہ
ہزار پانچ سو پچاس کتابون کے نام مع اُن کے مصنفین کے نامون اور اُن کے مختصر حالات
کے درج ہین ۔ اسی فاضل مؤلف نے ایک رسالہ جغرافیہ کا بھی لکھا ہے ۔ جس کا نام
"جہان نامہ مرآۃ الدنیا" ہے ۔ اور ایک بڑی عام تاریخ تالیف کی ہے ۔ جو ابتدائے آفرینش عالم
سے ۱۶۵۴ء تک کے حوادث تاریخیہ پر مشتمل ہے ۔ کاتب چلپی نے ۱۶۵۸ء مین اپنی مسقط الراس
دار السلام قسطنطنیہ مین وفات پائی ۔

عربون کے علمی کارنامون مین سب سے بڑا کام یہ ہے کہ اُنھون نے حکماء یونان کی کتابون
کو محفوظ رکھا ۔ اور یورپ مین علوم وفنون کا نیا دور پیدا کرنے مین پوری مدد بہم پہونچائی ۔ اس
طرح عرب ہی قدیم وجدید ادوار علوم کے مابین واسطہ بنے ہین ۔ اور دونون سلسلون کو باہم
پیوستہ کرنے کی کڑی ہین ۔ اگر اسی بات اور صرف اسی بات کو پیش نظر رکھا جائے تو بھی
ثابت ہو رہا ہے کہ عربون کا علمی دنیا پر کس قدر احسان عظیم ہے اور جو اہل یورپ عربون کے

آفتاب فضائل پر خاک ڈالنا اور اُسے چھپانا چاہتے ہین، اُن کو شرم آنی چاہیے۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یورپ کے متاخرین علما جن علمی تصورات اور نظریات کی ایجاد کا فخر جتاتے اور اُس پر اتراتے ہین انھین فضول ڈینگ مارنے سے کچھ حاصل نہین ہوسکتا کیونکہ اس قسم کے اکثر تصورات عرب علماء کی دماغ سوزیون کے نتائج ہین۔ اور ہم پہلے بیان کر چکے ہین کہ بغداد کے دارالعلم کا تحکم علمی مشرق و مغرب دونون پر اعظمون مین کیسا کچھ نافذ و جاری تھا۔

مبحث پانزدہم ١٥

:- عربون کی توجہ فنون و صنائع کی ترقی پر :-

بعض یورپین یہ کہتے ہین کہ عربون نے فنون لطیفہ اور دستکاریون کی ترقی مین کچھ بھی جد و جہد سے کام نہین لیا حالانکہ بقول خواجا ہیرڈ ووٹ عرب تمام اقسام کی دستکاریون مین فی نفسہ یگانہ ہوئے ہین۔ اور دنیا کی جملہ اقوام اس بات کو جانتی تھین کہ چمڑے کا پکانا اور رنگنا زیورات کا بنانا۔ دھاتون کا ڈھالنا۔ اسلحہ پر جلا اور جوہر پیدا کرنا طرح طرح کے کپڑے بُننا عربون کے کارنامے ہین۔ اور یہ کہ وہ جملہ ایسے کامون کے ماہر کامل تھے جو قینچی اور نال کے ذریعہ کیے جاتے ہین۔ نہایت تیز کاٹ کرنے والی تلوارین اور ہلکی پھلکی مستحکم زرہین جن مین سوئی کا بھی گذرنا مشکل ہو عربون کی بنائی ہوئی، آج بھی بکثرت ملتی ہین۔ وہ فن آہنگری مین اُن کی پیش دستی کو عیان کرتی ہین۔ روئین دار فرش یعنی قالین اور اعلےٰ درجے کے بُنے ہوئے اونی۔ ریشمی۔ سُتری اور کتان کے کپڑے جن کا ایک ادنیٰ نمونہ زمانۂ حال کی کشمیری شالین ہین، عربون ہی کی دستکاری کی یادگارین ہین۔

پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کے اولین خلفاء کی سادہ مزاجی خلفاء بنی امیہ اور بنی عباس کے دور مین آرائش پسندی اور نمایش و نمود کی خواہشات سے بدل گئی تھی خصوصًا خلفاے عباسیہ کو آرائش ظاہری اور ناز و تنعم کا بے حد شوق تھا کیونکہ خلیفہ منصور

عباسی نے اپنے جانشینون کے لیے سلطنت کے خزانے مین آٹھ ملین فرانک یا دینار نقد
جمع چھوڑے تھے جس سے مہدی و رشید و مامون کا جاہ و جلال عیان ہوا۔ اور جب
المعتضد نے بوران سے شادی کی ہے، اُس وقت جیسی کچھ عجیب غریب آرائش و نمایش
ظاہر ہوئی اُسے دیکھنا موجب حیرت ہے۔ موتیون کا نچھاور کیا جانا۔ مشک و عنبر کا چھڑکاؤ،
دولت و ثروت کے اظہار کا ایک بے مثل طریقہ تھا۔ پھر مقتدر کے عہد مین درباری تعظیم تکریم
کے انداز قابل دید ہین جن سے علو شان کے مظاہر نمایان ہو رہے ہین۔

اسپین کے عرب حکمرانون نے تنعم اور شان نمائی مین اور بھی حد سے آگے قدم بڑھا دیا۔
غرناطہ کی خواتین جیسی پیٹیان۔ زرکار کپڑے۔ اور سنہری روپہلی گنگا جمنی کام کے طوق و غیرہ
پہنا کرتی تھین، اس سے اُن کے لباس کا صد درجہ حسین و خوش نما ہونا ظاہر ہو رہا ہے۔ اور
اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ افراد قوم تک کس قدر صاحب ثروت تھے جن کی بی بیان ایسے
اعلے لباس پہنا کرتی تھین، اور اُس وقت کے خلفاے قرطبہ عمارتون کی تعمیر مین زر بے شمار
صرف کیا کرتے تھے۔ چنانچہ قرطبہ کی بڑی مسجد جو دمشق کی مسجد جامع کی وضع پر بنائی گئی
ہے اس بات کی شاہد ہے کہ اُس پر کتنی کثیر لاگت آئی ہو گی۔ اور یہ قرطبہ کی مسجد دمشق
کی مسجد سے بلندی اور بڑائی مین بڑھ گئی ہے۔

مسیو جیرولٹ ڈو ریجنہ نے عربون کی تعمیرات پر بحث کرنے اور اُنھین باقی ماندہ اسپین
اور ایشیا کی عمارتون کے مقابلہ مین رکھکر جانچنے مین بہت کچھ کنج کاوی کی ہے۔ اس فاضل
محقق نے اسپین کی تعمیرات کو تین ادوار پر تقسیم کیا ہے پہلا زمانہ یا دور آٹھوین صدی عیسوی
سے دسوین صدی عیسوی تک کا ہے۔ یہ زمانہ عربون کے اپنی عمارتون مین نصارے اور
رومانیون کے فن تعمیر کی تقلید کا زمانہ ہے۔ مگر اس دور مین قرطبہ کی مسجد جامع مستثنیٰ عمارت
قرار پاتی ہے کیونکہ اُس کا طرز تعمیر دمشق کی جامع مسجد کا ہم شکل ہے۔ اور اس دور مین شام و
فلسطین و مصر مین جس قدر مسجدین بنائی گئین وہ عیسوی کنیسون کی شکل پر بنی ہین اس کے

متعلق قیصرہ کے باشندے مورخ اوزیوس نے شہنشاہ قسطنطین کی سوانح نگاری کرتے ہوے لکھا ہے کہ عیسوی کنیسون مین طاق ۔ محراق ۔ سائبان ۔ دالان ۔ حوض اور راہبون کے رہائشی حجرے ہوا کرتے تھے ۔ اور ان مسجدون کے بارہ مین عیسوی کنائس کی مشابہت یون مانی گئی ہے کہ ان کے معمارون نے مسجد کی عمارات مین رنگ برنگی کنکریون سے بنائی ہوئی مینا سازی کی شکلین استعمال کی ہین ۔ یونانی مینا سازی کا طریقہ قدیم مینا سازون کے طریقون سے بہتر اور بڑھکر تھا ۔ مگر بعد مین عرب بانیان عمارت کو مزید خوش نما مینا سازی کا شوق ہوا ۔ اور نقش ونگار مین جوڑون اور پیوندون کی زیادتی اور مختلف الالوانی انھین پسند آنے لگی ۔ محرابون کی شکل کا پھولون کے گلدستون اور قسم قسم کے پیالون کی تصاویر سے سجانا رواج پایا ۔ اور ۹۶۵ء کے بعد ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یونانی مینا سازی بھی عربون کے مقصد کو پورا کرنے مین ناکافی ثابت ہونے لگی ۔

دوسرا عصر یا دور دسوین صدی عیسوی سے بارھوین صدی عیسوی تک شمار مین آتا ہے ۔ اس دور مین شاہان بنی مرین اور خاندان موحدین کے فرمانرواؤن نے مغربی عمارتون کے طرز تعمیر مین ترقی کا قدم بڑھایا اور اُس مین ایسی شان پیدا کی جو صاف بتا رہی ہے کہ عربون نے زمانۂ ماسبق کے طرز تعمیر سے کنارہ کشی کر لی ہے اور اس بارہ مین ایک نیا طرز خود ایجاد کیا ہے ۔ کیونکہ اب انھون نے ساٹھ درجے کی بلند محرابون اور قیشانی کی ٹکڑون سے بنی ہوئی شکلون کا استعمال آغاز کیا ۔ اور سنہری ، روپہلی گنگا جمنی کام کی میناکاری کے عجیب وغریب نقش ونگار ایجاد کیے ۔ سنگ مرمر کے بجاے مرکب مصالحون کے بنے ہوے تختے استعمال مین لائے ۔ اور عمارتون مین نقش ونگار کی اس قدر کثرت ہوئی کہ وہ بالکل قدیم اسلوب سے بدل گئین اور ایک نئی روش پیدا ہوگئی ۔ خاصکر شہر اشبیلیہ کی ایک عمارت مین جس کا نام جیرالدہ ہے ۔ اور ایک دوسری عمارت موسوم بہ القصرین اور مسجد قدیم مین یہی طرز تعمیر استعمال کیا گیا ہے مگر اس قدیم مسجد کی جگہ آج کل بڑا گرجا گھر بنا لیا گیا ہے جو اب تک موجود ہے ۔ اس

گرجے کی تعمیر مین مسجد کے خد وخال صاف نمایان ہین ۔

اور تیسرے دور کا سر آغاز عربی فن تعمیر کے عروج و کمال کا شاہد ہے۔ اور اس کے آثار قصر الحمرا سے عیان ہورہے ہین' جو بظاہر اہل مغرب کے اسلوب عمارت پر بنا ہے۔ اس قصر کا دروازہ ایک بہت رفیع الشان اور وسیع محراب ہے جس پر زری علامتون اور بیانی کے تمام کے عنوان سے آرایش کی گئی ہے۔ اس قصر کی دیوارین باریک باریک مختلف رنگ کی سنگریزون سے بنی ہوئی جلادار تختیان لگائی گئی ہین جن پر نہایت عمدہ جلا کی ہوئی ہے اور شعاع آفتاب کے انعکاس سے ان کی رنگت دھوپ چھان کی سی نظر آتی ہے۔ اس عمارت کے اندرونی حصے مین سونے کی میناکاری کیے ہوے وسیع کمرے بنے ہین۔ اور قصرون پر گلدستون سے آرایش کی گئی ہے کہین پہاڑ کے غارون کی چھت سے پانی جھرنے کی تصویر دی گئی ہے تو کسی مقام پر جالدار نالیون کا سلسلہ قائم ہے اور یہ نالیان مرکب مصالحون سے بنائی گئی ہین' جو سنگ مرمر کی ترشی ہوئی معلوم ہوتی ہین۔ ایک ہال شاہان ممالک غیر کے سفیرون کی نشست کے لیے بنا ہے۔ ایک طرف خلیفہ کی بیٹیون کا مکتب ہے۔ اور قومارس کا برج ہے۔ وحشی اور درندہ جانورون کا کٹہرا ہے اور اوس کے اندر پانی کا حوض بنا ہے۔ ایک اور عمارت تالاب کی ہے جس کے اندر نیچے کی طرف گذشتہ زمانون کی وضع کے نہایت عمدہ حمام بنے ہین۔ ان حمامون مین کہین جدا جدا ستونون سے خودبخود پانی اُبلتا ہے۔ اور کسی جگہ باہم پیچیدہ پیلپایون کے اندر سے جوش مار کر نکلتا ہے۔ پھر یہ پانی اُچھل کر بہت دور پر بنی ہوئی چھوٹی چھوٹی سنگ مرمر کی نالیون مین گرتا ہے اور بہتا ہوا اوپر سے نیچے گرتا ہے۔ اس حالت مین کہین آبشار کی چادر بن جاتی ہے اور کسی جگہ فوارے کی شکل اختیار کر کے خوش نما گل وریاحین سے گھرے ہوے حوضون مین آتا ہے۔ اس تمام قصر مین اس قسم کے خطوط اور نقوش بنے ہین جو اپنے کاریگرون کی مہارت اور اُستادی عیان کرتے ہین ۔

عیسائی بادشاہون نے اس قصر کا ایک گوشہ منہدم کر ڈالا ہے اور بہت سا حصہ

برباد کر دیا ہے۔ پھر بھی اس کے باقی ماندہ کھنڈر اُن نقوش اور تصاویر کو آغوش مین لیے ویسے ہی کھڑے ہین جیسے کہ اس کے بانیون بنی سراج کے وقت مین کمال آرایش و زیبایش کی حالت مین تھے۔ دستبرد ایام انھین اب تک تلف نہین کر سکی ہے اور اُنکے صنعتی محاسن کو مٹانے مین ناکام رہی ہے۔

قصر الحمرا کے اس اندرونی حصے کی آرایش جو شاہان مغرب کے رہنے کی جگہ ہے گچ کی گلکاری سے کی گئی ہے۔ اور اس حصے مین ہندسی شکلون کے قاعدے سے مجسم تصویرین بنائی گئی ہین یہ سب قصر کی دیگر خوبیون کے ہم پلّہ ہین۔ اور درندہ جانورون کے کٹھرے کے گرد جو کمرے اور ہال بنے ہین، ان مین یہ ایک خاص بات ہے کہ ایام گذشتہ مین عرب دستکارون نے جن مرکب رنگون کو ایجاد کیا تھا وہ آج تک اسی چمک دمک کے ساتھ قائم ہین، جو ان مین روز اول پائی گئی تھی۔ یہ رنگ سرخ۔ نیلے۔ زرد اور سبز ہین۔ یا ان سب رنگون سے مرکب نقش و نگار ہین۔ بعض اہل یورپ نے اس رنگ کو کیمیاوی طریقے پر حل کر کے دیکھا تو پتا چلا ہے کہ اس کا سرخ اور نیلا مادہ جو سب رنگون پر غالب ہے لاجورد اور زنگار سے بنایا گیا ہے۔

بالرمہ۔ زیزہ۔ کویت۔ تونس۔ قیروان اور الجزائر کی عمارتون کا موازنہ و مقابلہ اس وقت نہایت دشوار ہے۔ کیونکہ عربی فن تعمیر کے دوران ترقی مین ان مقامات پر بہت کم عمارتین تعمیر ہوئین۔ اور اگر ہوئین بھی تو آج وہ باقی نہین ہین۔ ہان قاہرہ کی مسجدون سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اہل مصر میکانکی اعمال مین اہل مغرب سے زیادہ واقف کار تھے۔ اور عمارت کی ضروریات کا انتخاب کرنے مین بھی اُن سے زیادہ سمجھدار تھے۔ مگر ان مسجدون مین اس نقش و نگار اور آرایش کا کوئی پتا نہین ہے جو شاہان اسپین کے قصر الحمرا مین پائی جاتی ہے۔

ممالک شام۔ عراق عرب ایران اور ہندوستان مین عربون نے اپنے زمانۂ حکومت مین جو عمارتین بنائین اہل یورپ کو اب تک ان کی حقیقت کا کچھ علم نہین ہوا ہے۔ ہان یہ ممکن ہے کہ فن تعمیر کے کچھ علما اس تحقیقات مین مصروف ہون اور پتا چلائین کہ ممالک مذکور مین عربون نے

کیا کیا اور کیسی عمارتیں بنائی ہین تاکہ تاریخ عرب مین جو جگہ خالی ہے وہ بھی پُر ہو جائے۔

ترقی تجارت خلفاے اسلام کی مملکت مین جیسی وسعت اور پیداوار کی کثرت اور ممالک کی بہتات تھی اُسے دیکھتے ہوے تمدن کی تکمیل۔ اور شارع اسلام کے حکم کسب معیشت کی بجاآوری کے لیے تجارت کی طرف عنان عزیمت منعطف ہوئی۔ اور عربون نے راستون کو پُرامن بنانے مین کوشش بلیغ کی۔ قافلون کی منزلون اور فرودگاہون پر کنوئین اور باؤلیان بنائین۔ امن راہ اور وسائل سفر کی آسانیان پاکر تجارت کا بازار گرم ہو گیا۔ اور اُس کی خوب اشاعت ہوئی۔ اسپین۔ بربر۔ مصر۔ حبش۔ بلاد عرب۔ ممالک ایران۔ روس۔ ہندوستان چین اور اُن ملکون کی پیداوار جو بحر جرجان کے ساحل پر واقع ہین، مکہ۔ مدینہ۔ کوفہ۔ بصرہ دمشق۔ بغداد۔ موصل اور مدائن کو آتی رہتی تھی۔ اور ادھر کے محصولات کا تبادلہ مذکورہ بالا ممالک سے ہوا کرتا تھا۔

اسپین اور ایشیا کے ممالک کے مابین مشرقی جہت سے تعارف اور تجارت کے تعلقات قائم تھے۔ اور مغربی جانب ممالک یورپ تھے۔ انھین ایام مین ایک عرب تاجرون کا جہاز آبنائے جبل الطارق کو عبور کرنے مین بھی کامیاب ہوا تھا۔ مگر اُس سے نکل کر بحر محیط غربی مین داخل ہوتا تھا کہ باد مخالف اور طوفانی ہوا سے دوچار ہو گیا۔ اور ساحل پر چڑھ گیا۔ اس سبب سے مسافران جہاز جزیرۂ اسورۃ اور امریکا کے حالات نہ معلوم کر سکے۔ ورنہ مسلمانون نے ان جزائر کا بھی پتہ چلا لیا ہوتا۔

اور جب مسلمان قدیم بر اعظم مین ہر جگہ پھیل گئے تو جہان وہ پہونچے وہان برابر ہر مقام مین انسانی دستکاریون کو رواج دیا۔ اور اُن کے آگے بڑھانے مین کوشش سے کام لیا۔ اسپین کا ملک اپنے کارخانون کی ساختہ اشیا اور اراضی پیداوار شکر۔ چاول۔ روئی۔ زعفران۔ سونٹھ مرسیا۔ عنبر ازرق۔ پستہ۔ بادام۔ توت۔ حنا اور محلب، اور معدنی حاصلات از قسم گندھک۔ پارہ تانبا اور لوہے وغیرہ سے دیگر ملکون کی پیداوار تبادلہ مین لیا کرتا تھا۔ اور اہل ایشیا کو اسپین کے

بنے ہوئے خود اور زرہین ۔ قرطبہ کے ساختہ فرش جو چمڑے کے ہوتے تھے ۔ طلیطلہ کی بنی ہوئی نیزون کی انیان ۔ مرسیہ کی بانات ۔ غرناطہ ۔ اور المریہ اور اشبیلیہ کے بنے ہوئے ریشمی کپڑے اور شہر الصلیبہ کا بنا ہوا کاغذ بڑے شوق سے خرید کیا کرتے تھے ۔ اندلس ہین شہر اشبیلیہ کے تمام اطراف وجوانب کے دیہات زیتون کے درختون سے ڈھکے تھے ۔ ان مواضع مین ایک لاکھ بڑے بڑے زیتون کے مزرعے یا روغن زیتون تیار کرنے کے کارخانے تھے ۔ اور اندلس کا صوبہ ولنظیہ اپنے جنوبی ملکون کے میوہ جات یورپ کو بھیجا کرتا تھا ۔ اہل اسپین اپنے ملک کے شہرون ملاغہ قرطاجنہ ۔ برسلونہ اور قادس کے بنے ہوئے سامان غیر ممالک کو بغرض تجارت روانہ کیا کرتے تھے ۔ اور یورپ کے مسیحی باشندے بحری حقوق کے قوانین عربون ہی سے سیکھتے تھے یا پاتے تھے ۔

مردم شماری اندلس کے اسلامی دور حکومت مین شہر طلیطلہ کی آبادی دو لاکھ نفوس کی تھی اور اشبیلیہ مین تین لاکھ آدمی آباد تھے ۔ یہ مردم شماری ان شہرون مین مغربی مسلمان بادشاہون کے عہد مین تھی ۔ مگر اس وقت ان بلاد کی حالت یہ ہے کہ طلیطلہ مین ۲۵ ہزار اور اشبیلیہ مین ۹۶ ہزار سے زائد کی آبادی نہین ہے ۔

شہر قرطبیہ کا دور آٹھ فرسخ یعنی چالیس میل کا تھا ۔ اور اس شہر مین ساٹھ ہزار بڑے بڑے محل اور دو لاکھ تراسی ہزار معمولی گھر تھے ۔ اور آج اس شہر کی کل مردم شماری پورے ۵۲ ہزار بھی نہین ہے ۔ سلامنقہ کے صوبے مین اس وقت ایک سو پچیس نہایت آباد اور پر رونق شہر یا گاؤن تھے جہان کہ آج صرف تیرہ گاؤن ہین شہر اشبیلیہ مین صرف اونی اور ریشمی پارچہ بافی کی چھ ہزار کارگاہین تھین ۔ اور محض ایک صوبہ بیان مین چھ سو سے زیادہ شہر اور بستیان ایسی تھین کہ وہان ریشمی کپڑون اور ریشم کی تجارت ہوا کرتی تھی ۔ یہ سیاح ادریسی کا بیان ہے جس نے گیارھوین صدی عیسوی کے وسط مین اسپین کی سیاحت کر کے اپنے جغرافیہ مین یہان کا مفصل حال لکھا ہے ۔ مگر مغربی مسلمانون کا اس ملک سے نکالا جانا یہان کی جملہ

ترقیات پر اوس ڈال گیا۔ اور جس طرح مذہب رومن کیتھلک کے مخالفون کو شہر نتہ سے نکالتے ہی وہان کی رونق اور آبادی کم ہو گئی تھی ویسے ہی مسلمانون کے نکالے جانے سے اندلس کا ملک تباہ و برباد ہو کر رہ گیا۔ کیونکہ شہر نتہ سے رومن کیتھلک مذہب کے مخالف فرقے کا نکالا جانا فرانسیسی دستکاریون کے حق مین سخت مضر ثابت ہوا۔ اور اسپین سے مسلمانون کا اخراج کارڈنل کیمینیس کو یہ موقع دے سکا کہ وہ دل کھول کر مسلمانون کی تمام یادگارون کو خاک مین ملا دے۔ چنانچہ اس نے صرف ایک شہر غرناطہ کے میدانون اور عام سیر گاہون اور چوکون مین اسی ہزار قلمی عربی کتابین جلوا کر خاک سیاہ کر ڈالین۔

اور جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے اسی طرح افریقیہ کے شمالی سواحل پر بھی دائرۂ تجارت خوب وسیع ہوا کیونکہ ان ساحلی شہرون مین بہت سے عمدہ کارخانے تھے جن کی وجہ سے طنجیطانی مورتیانی ممالک دستکاریون اور فن زراعت مین جزیرہ نمائے اسپین پر گوے سبقت لیجانے مین کوشان تھے۔ سوس کا ملک بھی زمین کی زرخیزی اور سرسبزی مین اندلس کے ملک کا ہمسر تھا۔ اور یہان کے باشندے نہایت ذکی و فطین تھے۔ ایشیاوالون نے دستکاریون کے مشاغل مین اپنے مغربی بھائیون کی پیروی کی۔ اُنھون نے سیراف اور عدن کے دو شہرون مین اپنی تجارتی منڈیان قائم کین جہان وہ اہل مغرب کے مال تجارت کا ممالک ایران نوبیہ اور حبش کے مالہائے تجارت سے تبادلہ کرتے رہتے تھے۔ ایران۔ نوبیہ اور حبش سے غلام۔ چیتون کی کھالین۔ ریشم۔ روئی۔ ہاتھی دانت اور چاندی کے پتّرے آتے تھے۔ اور ہندوستان و چین سے مختلف قسم کے کپڑے۔ اور سنہری و روپہلی کام کے زربافت۔ چینی برتن۔ اسلحہ۔ ولایتی۔ صندل۔ آبنوس۔ اور خوشبودار مصالحے۔ موتی۔ جواہرات۔ سیسہ۔ رانگا۔ اور جست آیا کرتا اور انھین منڈیون مین اس کا مبادلہ دیگر اشیار کے ساتھ ہوا کرتا تھا۔ یہ تمام تجارتی مال عدن سے جدّہ جاتے تھے اور وہان سے سوئیس پہونچکر ملک مصر کے تمام بندرگاہون اور ملک شام کے اُن شہرون کو روانہ ہوا کرتے تھے جو دریائے روم کے ساحل پر واقع ہین۔ اور بحر جان کے آس پاس

ملکون مین جو لوگ آباد ہین وہ اپنی ضروریات زندگی شہر قبول الدوری کے بازار سے لیا کرتے تھے جو تجارتی قافلے سمرقند سے حلب تک سفر کیا کرتے تھے وہ جن شہرون مین ہو کر گذرتے وہان چین کے دیبا اور ریشم کے مال۔ کشمیری شالین۔ مشک اور ادویات بیچتے جاتے تھے۔ اور یہ سب چیزین ملک توخارستان[۱] سے آتی تھین۔

مبحث شانزدہم[۱۶]

:- عربون اور اہل مغرب اور ایشیا کے مغربی ممالک کے باشندون مین تجارتی تعلقات :-

مشرق کے مسلمانون نے مغرب کے مسلمان بھائیون کو بحر روم مین تجارت کی آزادی دیدی تھی اور اپنے تجارتی مال کی نکاسی کا دوسرا بازار تجویز کر لیا تھا۔ وہ آبنائے باب المندب سے عبور کر کے ممالک زنجبار اور بلاد الکفرہ کے ساتھ تجارت کرتے تھے۔ ان کے تجارتی جہازات کلکتہ جزیرہ سوماٹرہ۔ اور بحر ہند کے دیگر بڑے بڑے جزائر کے بندرگاہون مین گوناگون مصنوعات بار کیے ہوے پہونچا کرتے۔ اور اپنا مال بیچ کر ہندوستان و جزائر مذکور کی خام پیداوار اس کے بدل مین بھرے جاتے تھے۔ ان مسلمان تاجرون کی سات شہر نے خود آباد کیے جن کا نام براوہ۔ ممباسہ۔ کلوہ۔ موزنبیق۔ صوفالہ۔ میلندہ۔ اور ماجادکسو ہین۔ ان لوگون نے جزیرہ مدیگاسکر اور سواحل افریقیہ کے آس پاس کے دیگر جزائر کو اپنا مستقل وطن بنا لیا۔ اور ہندوستان و چین کے ممالک مین اندرون ملک تک تجارت کرتے ہوے بڑھے چلے گئے۔ غلامون کی خریداری اور لاوارث بچون کو لیکر پرورش کرنے کے بعد انھین دائرہ دین اسلام مین داخل کرنے سے ان مسلمان تجار کی تعداد بہت جلد بڑھ گئی۔ چنانچہ ۸۵۰ء کے آغاز مین ہندوستان کے صوبہ کارومنڈل مین مسلمانون کی تعداد آٹھ لاکھ تک پہونچ گئی تھی۔ ان مین کچھ مغربی تھے اور بعض عرب تھے۔

ملابار کا ایک بادشاہ مکہ مین ہجرت کر کے چلا گیا۔ اور تمام زندگی وہین گذاری۔ یہان تک کہ اسی مقدس شہر مین وفات پائی۔ اور ۸۰۱ء کی ابتدا مین صحابہ رضی اللہ عنھم کی ایک جماعت سمرقند سے ملک چین مین گئی۔ ان لوگون نے شمالی مملکت چین مین دو ماہ تک سیاحت کی۔

[۱] طخرستان

اور وہین سکونت اختیار کرلی۔ چین کے بادشاہ نے شہر قنتون مین آباد ہونے والے مسلمانون کو اس بات کی اجازت دیدی کہ وہ اپنا ایک قاضی منتخب کرلین۔ جزائر مالیزیا کے اکثر باشندے اپنی رضا و رغبت سے دین اسلام کے دائرے مین داخل ہو گئے۔ اور اس وجہ سے یہ حالت رونما ہوئی کہ خلیج فارس کے سرے سے ایشیا کی مشرقی سرحد کے کنارہ تک جس قدر آبادی تھی وہ سب عربی زبان سمجھتی اور اُسی کو بولنے لگی تھی۔ ۷۵۸ء مین چین کے ملک مین مسلمانون کا زور بہت بڑھ گیا۔ اور انھین ایسی شوکت حاصل ہو گئی کہ اس سال مین اُنھون نے شہر قنتون کی دکانون کو لوٹ لیا اور کوئی اُنھین اس حرکت سے روک نہ سکا۔

عربون نے افریقہ کے مشرقی سواحل پر بہت سے حملے کیے اور فاتحانہ انداز سے اُس کے وسطی ممالک مین داخل ہو گئے۔ اُنھون نے سومالی شہرون مین گشت لگایا۔ جہان کے رہنے والون مین یہ بڑے لطیف مزاج اور کریم الطبع مشہور ہین۔ اور سا انھین عرب فاتحون نے سوقطرہ کے باشندون کے ساتھ ایک عام تجارت کی منڈی قائم کی۔ ان لوگون نے حبش اور سنار اور کردفان کے ملکون مین بھی ہر مقام کی سیاحت کی۔ یہ سب ممالک ملک مصر کے ساتھ تجارتی تعلقات رکھتے ہین۔ اور ممالک وارفور اور واوا مین داخلہ کی کنجی ہین۔ عرب تجار اس زمانہ مین طرابلس سے فزان تک بلا خرخشہ سفر کیا کرتے تھے۔ اور اُن کے تجارتی قافلے مغرب سے بحر محیط اطلانطک تک چلتے رہتے تھے۔ دو دو لاکھ مربع فرسخ (فرانسیسی) کا سفر اس طرح بے خوف ہو کر طے کرتے تھے کہ گویا اپنے گھر کے صحن مین ٹہل رہے ہین نہ اُنھین اس بات کا ڈر تھا کہ بڑے بڑے ریگستانون مین سفر کرتے ہین۔ اور نہ اسکا خطرہ تھا کہ زنجبار کے اندرون ملک مین سفر کر رہے ہین۔ ان عرب تاجرون نے افریقی قومون کے وسط مین اپنا رہگذر ایسے طریقون سے قائم کیا تھا کہ آج تک اُس کی علامتین محو نہین ہو سکی ہین اور نہ کبھی مٹین گی جن لوگون نے افریقہ کے ان ممالک مین سیاحت کی ہے وہ اس بات کے صدق دل سے معترف ہین کہ عرب تاجرون کا ان قومون مین رہگذر پیدا کرنا اُن کے لیے بہت سی اصلاحون کا موجب ہوا ہے۔

اور یہ علاحین ان کے ظاہری اطوار۔باطنی حالات اور دماغی روشنی سے خاص تعلق رکھتی ہیں۔

مبحث ہفتدہم

:- عربوں کی نئی ایجادیں۔ اُن کی تازہ دریافتیں۔قطب نما کی ایجاد۔کاغذ۔بارود اور آتش بار اسلحہ کی ایجاد :-

آبنائے جبل الطارق سے ایشیا کے آخری مشرقی حدود تک عربوں کے جہاں جہاں قدم گئے وہاں عربی تمدن بھی پھیلتا گیا۔اس تمدن کے پھیلنے کے اسباب اور مسببات کو ہم اوپر بالتفصیل بیان کر چکے ہیں۔اب ہمیں یہ بیان کرنا ہے کہ عربوں نے کاغذ قطب نما۔بارود اور توپوں کو ایجاد کیا اور اُن کی اس ایجاد سے تمام دنیا کی ادبی سیاسی اور فوجی حالت میں کیسا انقلاب عظیم رونما ہوا بعض یورپین اہل قلم جنھوں نے عربوں سے ان چیزوں کے ایجاد کرنے کا شرف زبردستی چھین لیا ہے ان کے بیان پر کوئی التفات و اعتبار نہ کرنا چاہیے۔اصل یہ ہے کہ ان اشیاء کے موجد عرب ہیں۔اور عربوں ہی نے اہل یورپ کو ان کا استعمال سکھایا ہے۔ جن یورپین مصنفین کو اس بات سے انکار ہے کہ عرب ان چیزوں کے موجد تھے، وہ کہتے ہیں کہ اہل چین ان اشیاء کو بہت قدیم زمانے سے جانتے ہیں۔اور ان کا یہ قول اس بنیاد پر مبنی ہے کہ بعض کتابوں میں قطب نما اور کاغذ وغیرہ کی ایجاد موہوم طور سے دوسروں کی جانب منسوب کردی گئی ہے۔حالانکہ یہ صحیح نہیں۔اور یہ دلیل کہ مطبع بھی اہل چین کی ایجاد ہے اور ان کے ہاں آٹھویں صدی عیسوی سے اس کا وجود پایا جاتا ہے،اس بات کی مؤید نہیں ہوسکتی کہ دیگر اشیا بھی ان کی ایجاد کردہ ہیں ہاں اس بات سے انکار نہیں ہوسکتا کہ اہل چین ریشمی کپڑے سے کاغذ کا کام لیا کرتے تھے اور بے شک وہ دوسروں سے قبل چھاپے کی ایجاد میں کامیاب ہوئے تھے۔عربوں نے اُن کو کپڑا استعمال کرتے دیکھ کر کاغذ بنایا اور اس بارہ میں چینیوں سے سبق لیا۔مگر یہ کیونکر گمان کرلیا گیا کہ قطب نما چین والوں کی ایجاد ہے؟ اس لیے کہ ۱۸۵۰ء تک اہل چین برابر یہی مانتے چلے آئے ہیں کہ قطب جنوبی کرہ زمین کا ایک جلتا ہوا

حصہ ہے جو ہمیشہ بھٹی کی طرح روشن اور شعلہ زن رہتا ہے۔

اور کیا اہل چین بارود کا استعمال بھی جانتے تھے؟ ان کے ہان تو اس کا کوئی پتا نہین ملتا۔ البتہ عربون کے آثار مین جابجا اور بار بار بارود کے استعمال کے شواہد ملتے ہین اُنھون نے اُس سے کام لیا۔ اور طرح طرح سے کام لیا۔ وہ کئی قسم کے پھٹنے والے پیپے سنہ ۶۹۰ع مین مکہ کا محاصرہ کرتے وقت استعمال کرتے تھے۔ پھر تیرھوین صدی عیسوی مین مصر مین شورے سے بنی ہوئی بارود مسلمانون ہی نے استعمال کی۔ وہ اِس بارود کے ذریعے سے رعد کی سی آواز کی طرح گرج کر پھٹنے والے گولے دشمن پر پھینکتے تھے۔ اور گیارھوین صدی عیسوی مین تونس کے بادشاہ نے اشبیلیہ کے حکمران کے ساتھ بحری نمایش کا معاہدہ کیا تھا۔ اس نمایش مین بھی بارود کا استعمال ثابت ہوا ہے۔ اسی طرح جبل الطارق کے محاصرہ مین سنہ ۱۳۰۸ع مین۔ اور سنہ ۱۳۲۴ع مین جبکہ غرناطہ کے تاجدار اسماعیل نے شہر بالطہ کا محاصرہ کیا ہے۔ اور سنہ ۱۳۳۲ع مین طریفہ کے محاصرہ مین۔ اور سنہ ۱۳۴۲ع مین شہر الجزیرہ کا محاصرہ کرتے وقت برابر بارود کا استعمال ہوتا رہا ہے۔ یورپین مورخ فراراس Ferreras بیان کرتا ہے کہ ان سب محاصرون مین سیسے کی گولیان بارود کے ذریعے سے پھینکی گئی تھین۔ اور اسپین کے مسیحیون نے اُسی وقت سے بارود کا استعمال شروع کیا تھا۔

قطب نما کا استعمال عربون نے گیارھوین صدی عیسوی مین کیا ہے۔ وہ بحری اور بری دونون قسم کے سفرون مین اور نماز کے لیے سمت قبلہ کو راست کر کے محرابین اور مسجدین بنانے مین قطب نما سے کام لیتے تھے۔

کاغذ سب سے پہلے سنہ ۶۵۰ع مین ریشم سے بنایا گیا۔ اور یہ صنعت بخارا اور سمرقند مین رائج ہوئی۔ اس کے بعد سنہ ۷۰۶ع مین یوسف بن عمرو نے ریشم کے بجاے روئی سے کاغذ تیار کیا۔ دمشقی کاغذ جس کا بیان یونانی مورخین کرتے ہین یہی تھا۔ اسپین مین پرانے کپڑون کے لودڑ سے ورق بنانے کے کارخانے قائم ہوے۔ اور ولنطیہ اور قطالونیہ کے باشندے اس

صنعت مین کر اطیوہ کے کاغذیون پر بیش دستی لے گئے عربون کا بنایا ہوا کاغذ تیرھوین
صدی عیسوی مین استعمال ہوا اور وہین سے اس کا استعمال فرانس - ایطالیہ انگلستان
اور جرمنی کے یورپین ممالک مین پھیلا۔ لیکن اس پر بھی قلمی عربی کتابون کا کاغذ لطافت
اور چمک دمک مین یورپین کاغذ سے ویسا ہی بڑھکر ہے جیسا کہ عربون کا کاغذون کو
خوش نما رنگون اور قسم قسم کی روشنائیون اور گل بوٹون سے رنگنا اور آراستہ کرنا
اہل یورپ کے کاغذ پر رنگ آمیزی اور آرایش سے بدرجہا فائق ہے۔

غرضکہ ہمارا تمام پچھلا بیان یورپ کے جدید تمدن کی تمام شاخون پر عربون
کے تحکم کی کیفیت ظاہر کر رہا ہے۔ اور اس سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ نوین صدی
عیسوی سے پندرھوین صدی عیسوی تک عربون کے پاس ادبیات کا ایسا ذخیرہ
پایا جاتا تھا جس کو مادر گیتی بہتر سے بہتر وسیع حالت مین بخش سکتی ہے۔ اور یہ کہ عربون
کے بے شمار نتایج افکار اور ان کی نفیس نئی نئی ایجادین اس بات کی شاہد عادل
ہین کہ وہ سب باتون مین اہل یورپ کے اُستاد ہین۔ کیونکہ قرون متوسطہ کی تاریخ کا خاص
مواد۔ سیاحتون اور سفرون کے حالات۔ نامور آدمیون کی سوانح عمریون کے مجموعے اور
قاموسین۔ بے مثل دستکاریان اور شاندار عمارتین، یہ سب چیزین عربون کے افکار
اور اُن کی نہایت بیش قیمت ایجادون کی عظمت پر دلیل واضح ہین۔ اور اہل یورپ کی
ترقی علوم وفنون مین رہنما۔ پس انھین تمام وجوہ سے اس امت محمدیہ صلعم کی رفعت
شان کا اعتراف واجب آتا ہے جسے اہل یورپ زمانۂ دراز سے ایک حقیر وذلیل قوم
سمجھ رہے ہین۔

مقالہ ہفتم

-: عرب کی حالت زمانۂ موجودہ مین :-

مقدمہ

عربون کے عروج اقبال۔ اور اُن کے مشرق و مغرب پر حکمران ہونے کے عہد کی تاریخ تو ہم سنا چکے۔ اب بمصداق "ہر کمالے رازوالے" ان کے دور انحطاط کا بھی کچھ ذکر مناسب ہے۔ یہ انحطاط اُن لوگون کے ہاتھون رونما ہوا ہے۔ جو عرصے تک عربون کے مطیع اور حکم بردار رہے۔ اور یہ شمالی ایشیا کی اور افریقہ کی وحشی قومین تھین جن کو عربون نے مفتوح بنا کر تمدّن کی روشنی دکھائی۔ اور وحشی سے متمدن انسان بنایا۔ لیکن اگرچہ ان محسن کش اقوام نے عربون کے دنیاوی جاہ و جلال کو زائل اور اُنھین سلطنت و حکومت سے کنارہ کش کر دیا، پھر بھی وہ عرب دستکارون اور موجدون کی بے شمار دستکاریون اور ایجادون کو کبھی مٹا نہین سکتے تھے۔ اور یہ چیزین عربون کے دماغی اور ذہنی کارنامون کی زندہ یادگار ہین اور رہین گی۔ عرب اسپین سے کبھی نہ نکلتے اگر اُن کے احسان ناشناس وحشی ماتحت اُن سے روگردانی کر کے یورپین ٹرکی مین اپنی فتوحات کا سلسلہ وسیع نہ کرتے کیونکہ اُس وقت اُن کا سب سے بڑا فرض اندلس کی اسلامی حکومت کو مسیحی باغیون کی دست برد سے مصئون رکھنا تھا۔ مگر خود سر برادران ملت اس رمز کو نہ سمجھ سکے اور اپنے قدح کی خیر مانگتے رہے۔

-: عربون کا پھر وحشیانہ زندگی اختیار کرنا۔ اور افریقہ کے باقی ماندہ عربون پر دولت عثمانیہ کا غالب آنا :-

آج کل عربون کی عام حالت یہ ہے کہ وہ ایشیائی ممالک کے انقلابات مین کوئی دخل نہین دیتے۔ انھون نے جنگلون اور دیہات کی سکونت اختیار کر لی ہے۔ اور اپنے جزیرہ نما مین

جہان شہرون کی سکونت رکھتے ہین وہ بھی ایسی ہے کہ اُن شہرون کے مابین بہت بڑا فاصلہ ہے۔ اور اُن کے باہمی تعلقات نہایت کمزور ہین۔ یہ تو خاص عرب کے ساکنین کا حال ہے۔ ان کے علاوہ جو عرب ممالک شام نجد و عراق وغیرہ مین متوطن بن گئے تھے اُن کے عادات واخلاق مین ایسا انقلاب عظیم ہوگیا ہے کہ اب وہ بالکل کمینہ لوگون کی سی عادتین رکھتے ہین۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے آبا واجداد کے قابل عزت اور لائق تقلید کارنامون کو فراموش کر چکے ہین۔ وسط عرب یعنی ولایت حجاز کے عرب باشندے حکمرانان مصر و شام کی حمایت اور مہربانیان اپنے شامل حال رکھتے اور بے فکری کی زندگی بسر کر رہے ہین۔ حجاز پر مصری اور شامی حکومتون کا سایۂ عاطفت اُس وقت سے پڑا ہے جبکہ ہلاکو خان مغل غارتگر نے بغداد کی خلافت عباسیہ کا چراغ گل کر ڈالا یمن کے عرب سلطان صلاح الدین ایوبی کے عہد مین اُس کے زیر اطاعت آگئے تھے۔ ۱۲۵۸ء مین اُنھون نے ایوبی امیرون کو اپنے ملک سے پھر نکال دیا۔ اور خود سر ہوکر اپنی کئی خود اختیار ریاستین قائم کرلین۔ اس خود سری اور آزادی کی برکت سے اُن کا ملک ثروت اور امن مین ترقی کر گیا۔ اور بندرگاہ عدن اپنے قدرتی استحکام اور ناممکن التسخیر مقام ہونے کی وجہ سے ایشیائی تجارت کا سب سے بڑا مالدار مرکز بن گیا۔ حضرموت، عمان اور بحرین کے باشندون نے خلیج فارس کے سواحل پر مونگے نکالنے کا شغل اختیار کرلیا۔ اور اس طرح اُن کی زندگی ایک عملی زندگی بن گئی ہے۔ عرب سیاح اور تجار مشرقی افریقہ۔ جزائر بحر ہند، سواحل ملابار اور اُن ممالک تک جو اُٹا بلکہ چین کے شہرون تک ممتد ہوتے ہین پہونچنے لگے۔ اور تجارت کے ساتھ ان سب مقامات مین اپنے عقائد، اخلاق و عادات اور خیالات کی اشاعت کرتے رہتے ہین۔

بغداد کی عباسی خلافت کا زوال اسپین مین شہر غرناطہ کے رونق و فروغ پر آجانے کا سبب بنا۔ مشرق کے اہل کمال اب مغرب مین پہونچے۔ اور وہان ہرگونہ ترقیات کا دور آغاز ہوا۔ ۱۴۹۲ء تک غرناطہ کے عروج کی یہی حالت قائم رہی جس کے بعد عربون کو اندلس سے

جلا وطن ہونا پڑا اور وہ مغرب یعنی افریقہ کے اسلامی ممالک مین چلے آئے۔ لیکن یہان بھی اُن کو پناہ نہ ملی۔ اور بربرون نے عرب مسلمانون کو اپنے ملک مین توطن کی اجازت دینا تو کجا، اُن کے پاس جو کچھ مال ومتاع تھا وہ بھی لوٹ کھسوٹ لیا۔ اور اُن سے وہ برتاؤ کیا جو کسی سخت دشمن سے کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ایک زمانے مین طارق بن زیاد اور موسیٰ بن نصیر وغیرہ سردارون کے زیر نشان عرب و بربر ہمدم اور ہمدوش ہو کر فتوحات مین سرگرم جد وجہد رہ چکے تھے۔ پھر اس کے بعد عرب باشندگان افریقہ خیر الدین باربروس کے طرابلس و تونس والجزائر و تلمسان وغیرہ پر فاتحانہ حملون کے وقت سے ترکی حکومت کی سخت گیریون کے شکار رہے۔ اور ان کی یہ حالت رہی کہ ان ممالک کے دیگر باشندگان سے اُن کے تعلقات اچھے نہ تھے۔ اُن کا کوئی بھی دوست نہ تھا۔ اور اس کی وجہ محض ان کا ادبار تھا۔ کیونکہ مذکورہ بالا ملکون مین اصل بربر باشندون کے علاوہ یہود مسیحی اور کولہ اقوام کے آدمی آباد تھے۔ اور کولہ وہ لوگ کہلاتے تھے جو ترکون کی عربیہ یا بربریہ عورتون کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ مگر باوجود ان پریشانیون اور کشمکشون کے عربون نے ان ممالک کی سکونت نہین چھوڑی۔ اور وہ ان ملکون کی آبادی مین ایک چہارم یا ثلث کے تناسب پر قائم رہے۔ اور آخر کار ان مین سے کچھ لوگون نے مراکش مین سکونت اختیار کر لی جہان اشراف (سادات) کی حکومت تھی۔ اور اُن مین سے اکثر لوگون نے خود مختاری اور آزادی پسند ہونے کی وجہ سے صحرائی زندگی اختیار کی اور ریگستانون مین وطن بنا لیا۔

پہلا باب

:- ایشیائی عربون کے ذکر مین :-

:- اور اس باب مین آٹھ مبحث ہین :-

:- پہلا مبحث :-

:- چرکسون کا دوبارہ برائے نام خلافت عباسیہ کو قائم کرنا اور غلبہ و اقتدار اپنے ہاتھ مین رکھنا :-

تیرھوین صدی عیسوی کے دوسرے نصف مین مغل قوم کے حملہ آورون نے ملک شام پر تاخت کی تو چرکس قوم کے بادشاہ ملک الظاہر بیبرس نے اپنی قومی افواج اور بہت سے عرب قبائل کی جنگی جمعیتون سے مغل غارتگرون کا مقابلہ کیا اور اس مین کامیاب ہونے کے بعد ملک الظاہر بیبرس نے یہ کوشش شروع کی کہ وہ مسلمانون مین پوری ہر دلعزیزی حاصل کرے۔ چنانچہ وہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے مقدس حرمین کو سالانہ تحفے اور ہدیے ارسال کرتا رہا۔ اور ان مقامات مین بہت سی عمارتین ایسی بنوائین جن سے لوگون کو اس کے نہایت کریم النفس اور پاکیزہ خصال بادشاہ ہونے کا یقین ہو گیا۔ بیبرس نے ایک بڑی چال یہ کی کہ بغداد کی بربادی کے وقت ایک عباسی شہزادہ کہین بچ رہا تھا، اُسے اپنے ہان بلوایا اور بڑا بھاری دربار عام کر کے اُسے مسند خلافت پر متمکن کیا۔ بیبرس کی اس کارروائی نے عامۂ مسلمین کو اُس کا بے حد گرویدہ بنا دیا۔ اور مسلمان یہ سمجھ بیٹھے کہ ملک الظاہر دین متین کا سچا خادم اور مخلص و معین و ناصر ہے۔ تمام جزیرہ نمائے عرب کے باشندے مصر و شام کے اس خودمختار سلطان کی مدد پر کمربستہ ہو گئے۔ اور اُسے اپنا سچا حامی مان لیا۔ حالانکہ بیبرس نے عباسی خلافت کو از سر نو زندہ کرنے مین یہ مصلحت سوچی تھی کہ وہ اس ذریعہ سے ممالیک کی ناجائز دست درازیون کو جائز بنا لے۔ اور اپنی اور اپنے جانشینون کی حکمرانی کو اٹل بنا دے۔

خاندان غلامان کے مصری حکمرانون نے اپنے بانی دولت ملک الظاہر بیبرس کی یہ پالیسی عرصے تک بہت اچھی طرح نباہی۔ وہ اُن عرب قبائل کا نہایت اعزاز اور وقار کرتے تھے جو بوقت ضرورت سلطنت ممالیک کی کمک کے لیے ستر ہزار جنگجو جوان زیر سلاح فراہم کر سکتے تھے۔ مگر بعد مین ۱۳۰۱ء مین صحرائے سویس کے عرب باشندون نے حکومت مصر سے سرتابی کی اور باغی ہو کر مصر اور شام کے راستے کا سلسلہ منقطع کر دیا۔ اُس وقت مملوک خاندان کا جو حاکم تھا اُس نے ان عرب باغیون کی سرکوبی کر دی اور انھین قتل عام کے ذریعے سے خوفزدہ کر کے اُن کی بغاوت فرو کر دی۔

سنہ ۱۳۲۵ء مین یمن کے ایک شیخ نے جس کے پاس جنگ جو جوانون کی بہت بڑی قوت
اور جمعیت تھی چرکسی سلطان مصر کو یہ دعوت دی کہ وہ یمن پر آ کے قبضہ کر لے۔ اور اُسے
عربون کی حکومت سے آزاد بنا دے چنانچہ سلطان مصر یمن پر حملہ آور ہوا اور قبیلۂ حمیر کے
عربون نے اُس کا مقابلہ کر کے اُسے پیش قدمی سے روک دیا چرکسی سلطان زبید،
حائتہ اور حدیثہ کے مقامات کو لوٹ مار کر یمن سے واپس چلا آیا اور آگے نہ بڑھ سکا اس کے
بعد سنہ ۱۳۵۱ء مین پھر سلطان ممالیک نے یمن پر فوجکشی کی اور اس دفعہ بھی وہ ناکام واپس آیا۔
اور شیخ عرب نے جس کو سنہ ۱۳۷۵ء سے سنہ ۱۳۸۴ء تک کا تمام زمانہ ملک عرب پر چرکسیون
کی حکومت ہونے کے قبل سے اُس کے بعد تک برابر خانہ جنگیون کی مصیبت برداشت کرتے
ہی گذرا تھا ایک چرکسی سلطان سے فریاد کی اور امداد مانگی تھی۔

پھر جب تیمور لنگ نے سنہ ۱۴۰۰ء مین عراق عرب اور جزیرۂ نہرین پر تاخت کی ہے اُس وقت
بھی شام کے ملک مین عربون پر بڑی تباہیان وارد ہوئین۔ اور یہ تباہیان مذکورۂ بالا مصائب
سے کہین بڑھکر تھین۔ تیمور لنگ نے بغداد، حماہ، حمص، بعلبک۔ اور دمشق کے شہرون کو فتح
کر لیا۔ اور اس قدر بے شمار عربون کے سر کاٹے کہ اُنھین بریدہ سرون کا ایک بہت بلند
منارہ اپنی واپسی کے راستے مین بنوا دیا۔ اور اس کو سلطان مصر پر اپنی فتحیابی کی علامت قرار دیا
کیونکہ سلطان مصر نے تیمور لنگ کے ایلچیون سے بُرا سلوک کیا تھا۔ مصر کے ممالیک حکمران
سلاطین عثمانیہ سے بہت خائف رہتے تھے۔ مگر جب تیمور لنگ نے اناضول پر حملہ کر کے
عثمانی سلطان کی شوکت توڑ دی تو ممالیک خوش اور مطمئن ہو گئے۔ اور اس کے بعد انگورہ کے
میدان جنگ مین تیمور لنگ نے ترک سپاہ کے ہزارون آدمی قتل کر کے سلطان بایزید کو زندہ
گرفتار کر لیا۔ اور خود تیمور لنگ کی وفات سے ممالیک کی شوکت اور بھی مستحکم ہو گئی۔ چنانچہ
جس وقت تیمور کے جانشین فرزند شاہرخ مرزا نے دربار مصر مین اپنے ایلچی بھیجے اور یہ خواہش
کی کہ قاہرہ اور مکہ و مدینہ مین خطبہ کے اندر شاہرخ سلطان کے لیے دعا مانگی جایا کرے تو

جرکسی سلطان نے ان سفیرون کو بہت بری طرح شہر قاہرہ سے باہر نکلوا دیا۔ یہ واقعہ ۱۴۲۵ء کا ہے۔

دوسرا مبحث

:- دولت عثمانیہ کی فتوحات مین ترقی۔ پرتگال والون کا ایشیا کی تجارت پر قبضہ اور جزیرہ نماے عرب کے جنوبی حصے کی حالت :-

سلاطین عثمانیہ کے ضعف نے مصر کے ممالیک کو پوری عزت و شوکت سے بہرہ ور بنا دیا اور اُن کی سلطنت بڑی قوت و حشمت سے قائم رہی۔ یہان تک کہ پندرھوین صدی عیسوی کے آغاز مین سلطان بایزید کا فرزند سلطان محمدؒ اول اورنگ عثمانیہ پر متمکن ہوا اور اُس نے ممالیک سے اُس سخت ضرر رسانی کا انتقام لینا چاہا جو ان لوگون نے اُس کے والد کو پہونچائی تھی۔ سلطان محمدؒ اول نے یہ پالیسی اختیار کی کہ مکہ اور مدینہ کے مقدس اماکن کو ہدیے اور تحائف بھیجنے لگا۔ اس کارروائی سے تمام جزیرہ نماے عرب مین سلطان محمدؒ اول کے نام کا شہرہ ہو گیا اور عربون نے یہ خیال کر لیا کہ سلاطین آل عثمان کی ترقی ہی مین اُن کی بہتری ہے۔ جو عیسائیون کے ممالک کو پے در پے فتح کر کے اسلامی عظمت و جلالت کے جھنڈے گاڑ رہے ہین۔ چنانچہ جس وقت ۱۴۵۳ء مین سلطنت ٹرکی نے شہر قسطنطنیہ کو فتح کیا ہے تمام عرب مین فتح کے شادیانے بجے اور حمد باری کے ترانے گائے گئے۔ اور سلاطین آل عثمان کے عربون کے اندرونی معاملات مین مداخلت کرنے پر اُن مین کچھ بھی ناگوار خیالات نہین پیدا ہوے۔ اسی کے ساتھ ترک امیر زنریم نے ۱۴۸۱ء مین سفر حج کیا اور سلطان بایزید نے اس کے ساتھ بلاد مقدسہ کی شاہراہ قوافل کے قلعون اور پانی کے تالابون کی مرمت کا تمام ضروری سامان بھیجا۔ زنریم کا یہ سفر خوب کامیاب رہا۔ اور چونکہ اشراف مکہ کے خاندان قتادہ سے اس امیر کے تعلقات نہایت گہرے اور دوستانہ تھے اس لیے یہ اور بھی اپنی سفارت مین کامیاب ہوا۔

جب سے مغلون نے بغداد کو تباہ اور اُس پر قبضہ کر لیا تھا۔ اُس وقت سے ہندوستان اور عرب کے تجارتی اموال کی سب سے بڑی منڈی مصر مین بن گئی تھی۔ اور یہین سے ان اموال تجارت کا

سلسلہ دریاے روم کے ذریعہ تمام یورپ مین پھیل گیا تھا۔ بحر ہند، خلیج فارس اور بحر احمر (یا بحر عرب)
کے جہازران ہندوستان سے روئی کے کپڑے۔ ریشم گول مرچ۔ دارچینی۔ سچی سیپ۔ ہاتھی دانت
گوند اور ہیرے اور موتی لایا کرتے تھے۔ اور بلاد عرب سے مر۔ بخور اور بلسان لاتے تھے اور
ان چیزون کے مبادلہ مین بلاد یورپ سے آیا ہوا مال خریدتے تھے۔ جیسے اونی کپڑے شیشہ آلات۔
چینی کے برتن۔ لوہا سیسہ اور تانبا وغیرہ۔ اور یہ سب مال لیکر سوئیس مین رکھتے تھے، جہان سے
وہ دمشق و اسکندریہ کو بھیجا جاتا تھا۔ اور ان دونون مقامات مین اہل بیزہ۔ اہل فلاڈسیہ
اہل قطالونیہ۔ اہل جنیوہ اور اہل بندقیہ (وینس) کی بڑی بڑی تجارتی کوٹھیان تھین جو اس
سامان کو خرید کیا کرتی تھین۔ اس کے بعد واسکوڈی گاما نے راس امید کے گرد بحری سفر کا چکر
کاٹ کر بحر ہند مین جانے کا راستہ دریافت کیا۔ واسکوڈی گاما پرتگال کا نامور جہازران ہے اور
سب سے پہلے اسی نے اپنے جہازون کو براعظم افریقہ کے گرد چکر دیکر بحر ہند مین جانے کا راستہ
دریافت کیا۔ اور اہل یورپ کے لیے بحر محیط اطلانطک سے مشرقی ہندوستان کے ملکون مین پہونچنے کا
بحری راستہ معلوم کیا۔ واسکوڈی گاما کی یہ کامیابی مصر کے ممالیک اور اہل بندقیہ کے حق مین سخت
مضرت رسان اور خوفناک تھی۔ کیونکہ اس سے اُن کے تجارتی فوائد بالکل پامال ہوئے جاتے
تھے۔ چنانچہ ان دونون اقوام نے متحد ہوکر ہندوستان کے حکمرانون کو بھڑکایا اور اپنی سازشون
سے کلکتہ کے باشندگان کو جو مسلمانون کے ہواخواہ تھے پرتگالیون کے خلاف آمادۂ جنگ
کردیا۔ اور اہل پرتگال نے شہر کلکتہ پر گولہ باری کرکے اُس کے بندرگاہ مین جتنے عربی جہازات
لنگر انداز تھے سب کو جلاکر خاک کردیا۔ اس واقعہ کے بعد بندقیہ والون نے سلطان مصر کو
جہازسازی کی لکڑیان اور دیگر سامان کی اتنی مقدار بھیجی کہ اس سے بارہ جنگی جہاز تیار کیے
گئے۔ اور یہ بیڑہ سوئیس کے بندرگاہ سے ۱۵۰۸ء مین روانہ ہوا۔ اس بیڑہ نے بندرگاہ کھمبایت
کے بادشاہ کی بحری قوت کو کمک دی اور اہل پرتگال کے جنگی بیڑے پر فتح نمایان حاصل کی۔
پرتگالیون کے منہزم ہونے کے بعد اُن کے جنگی بیڑہ کی کمان ایک نئے کپتان کو تفویض ہوئی

جس کا نام "بوقرق" تھا۔ بوقرق نے پرتگال کے بحری جنگ آوروں میں تازہ روح پھونک کر اُنھیں پھر بحری جنگ پر آمادہ بنا لیا اور اس دوسرے معرکے میں وہ تمام اسلامی جنگی جہازوں کو برباد کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اب بوقرق نے جزیرہ سوقطرہ کو اپنا ایک نہایت مستحکم اور قلعہ بند بحری اسٹیشن بنا لیا تاکہ وہاں سے وہ آبنائے باب المندب پر حکمران رہ سکے اور بحر احمر میں تمام جہاز رانوں کی نگرانی کر سکے۔ بوقرق کی ایک غرض یہ بھی تھی کہ چرکسوں کی بحری قوت کا زور توڑ دے اور اُنھیں سمندروں سے بے دخل بنا دے چنانچہ ۱۵۰۷ء سے ۱۵۱۵ء تک یہی کیفیت رہی۔ اور بوقرق کے بحری حملوں نے چرکسوں کا قافیہ تنگ کر دیا۔

اسی بوقرق نے یمن اور حضر موت کے سواحل پر بھی کئی بحری قلعے بنا لیے تھے اور ان دونوں ملکوں کے مابین بحری تجارت کا راستہ بالکل بند کر دیا تھا بس صرف خشکی کے راستے سے ان ممالک کا باہمی پیوند قائم رہ گیا تھا۔ بعد ازاں بوقرق نے عربی صوبہ عمان کے پایۂ تخت شہر مسقط پر قبضہ کر لیا۔ اور اُسے ایران، ہندوستان اور عرب کے ممالک سے آئے ہوئے مال تجارت کی منڈی بنا دیا۔ اور جزیرہ ہرمز کو فتح کر کے خلیج فارس کے مشرقی ساحل پر متعدد قلعے تعمیر کیے جن میں سے ایک قلعہ بندرگاہ لنگہ کی حفاظت کرتا تھا۔ دوسرا بندرگاہ بوشہر کی۔ اور ایک اور قلعہ جزیرۂ فاس کے تحفظ میں کام آتا تھا۔ اور ان قلعوں کی تعمیر کے بعد بوقرق خلیج فارس کا واحد حکمران بن گیا۔ اور خلیج فارس کے ساحل پر جو بہت سے ایسے عرب قبائل آباد ہیں کہ وہ خود سر ہیں اور ایرانی حکومت سے ان کو کچھ بھی تعلق نہیں۔ ان سب پر بوقرق نے اپنی دھاک بٹھا دی۔

پرتگالیوں نے بندرگاہ عدن پر قابض و متصرف ہونے کی بھی ہر طرح کوشش کی۔ اور چاہا کہ بحر احمر کی اس کنجی کو اپنے قبضے میں لے آئیں۔ لیکن اس میں اُنھیں مطلق کامیابی نہیں ہوئی۔ ہاں بوقرق کے جانشین یہ ضرور کر سکے کہ جزائر البحرین میں چھوٹے چھوٹے قلعے بنا کر وہاں مچھلی کا شکار کھیل لیتے تھے۔ اور مونگا اور موتی نکال لیا کرتے تھے۔ ان قلعہ جات کے

نشانات آج تک بڑے بڑے جزیرون مین باقی ہین - اور ایسے قلعے الحسا کے ساحل پر القطیف کے نزدیک بھی پائے جاتے ہین -

عربون نے جب یہ دیکھا کہ اب وہ دریاے شور مین جہازرانی اور سفر کرنے پر قادر نہین ہو سکتے تو اپنے ساحلی مقامات مین قلعہ بند ہو بیٹھے - اور چونکہ اپنی قومی مصلحتون اور جماعتی انتظامات کی تدبیر کے متعلق اُنھون نے اپنے اپنے قبائل کے الگ الگ شیخ مقرر کر لیے تھے اس لیے وہ جنسی اتحاد سے بھی محروم ہو گئے اور خودغرض شیوخ نے اُن کے قبائل مین ایسا نفاق ڈال دیا کہ اب وہ کسی مقصد واحد پر متحد ہو ہی نہین سکتے -

تیسرا مبحث

:- عثمانیون کے ہاتھ سے چرکسون کی سلطنت کا اعدام - اور جزیرہ نماے عرب کے شمالی خطہ مین عربون کی اپنی خود مختاری سے محرومی :-

چرکس حکمرانون کے زمانہ مین مصر اور شام کے ممالک مین بہت سے ایسے عرب قبائل بھی تھے جن کو ملکی حکومت مین کچھ بھی حصہ نہین دیا گیا تھا - اور اُنھین حکومت کے فوائد سے قطعاً محروم کر دیا گیا تھا - یہ عرب چرکس سلاطین سے ناراض اور بددل تھے جس وقت سلطان سلیم خان اول نے مصر پر فوج کشی کی ہے اُس وقت اس قسم کے عرب سلطانی فوج مین شریک ہو گئے - اور ان مین سے بہتیرون نے طومان بائی کو مدد دینے سے انکار کر دیا طومان بائی غوری کا بھتیجا تھا - اور اُس نے ان عربون سے یہ وعدہ بھی کیا تھا کہ اگر وہ اس کی مدد کرین تو اُن کو تین سال کا شاہی خراج معاف کر دیا جائیگا - چونکہ ان عربون نے سلطان سلیم کا ساتھ دیا، یا کم از کم اُس کے مقابلے پر سلطان مصر کو کمک نہین دی، اس لیے سلطان سلیم پر بھی واجب ہوا کہ وہ اُن سے کوئی سخت برتاؤ نہ کرے - گو اُس نے اُن پر کچھ احسان بھی نہین کیا غرضکہ سلطان سلیم ۱۵۱۶ع مین ممالیک پر فتحیاب ہو گیا اور اُس نے اپنا لقب "حامی حمی الحرمین المکۃ والمدینۃ" قرار دیا - تمام مصر مین منادی کرا دی کہ وہ ممالیک حکمرانون کی سیاست مین کوئی تغیر نہ کریگا - انھ کلمہ

مصر مین لگان اراضی کے متعلق یہ اصول رائج تھا کہ تمام کاشتکار کچھ خراج بادشاہ کو دیتے تھے اور کسی قدر زمینداروں کو۔ اور باقی پیداوار سے خود متمتع ہوتے اور اپنی ضروریات مین استعمال کرتے تھے۔ حالانکہ عثمانی ممالک مین محصول ارضی کا یہ قانون تھا کہ کاشتکار سلطان کے خزانہ کو اتنی رقم ادا کیا کرین جو اُن کی اراضی کے محاصل کا کل حصہ ہو۔ مگر سلطان سلیم نے مصر مین ایسا نہین کیا۔ اور گو سیاست کے معنے یہ تھے کہ کاشتکارون کے متعلق نہایت منصفانہ انتظامی قوانین ترتیب دیے جاتے جن مین اُن کے فوائد کا پورا پورا خیال کیا جاتا اور اس طرح کاشتکارون کی دلی محبت حاصل کی جاتی خصوصًا اس لیے کہ اکثر کاشتکار عربون کی نسل سے تھے۔ لیکن ترک گورنران مصر ایسا نہ کر سکے۔ اور اُن مین سے بعض رشوت لیکر زمیندارون سے مل گئے۔ اور بعض اس رعب مین آگئے کہ امراء ممالیک مصر کے قدیم حکمرانون کی جماعت سے ہین اُن کے خلاف نہ کرنا چاہیے۔

اُدھر شریف مکہ نے مصر کے عباسی خلفاء اور چرکس حکمرانون کی طرفداری چھوڑ دی۔ اور جس وقت سلطان سلیم خان اول قاہرہ مین مقیم تھا وہین شریف مکہ کا سفیر آیا۔ اور خانۂ کعبہ کی کنجی سلطان کو نذر دیکر اقرار اطاعت و فرمانبرداری کیا۔ سلطان سلیم نے حجاز کے فقراء کے لیے روزینے مقرر کیے۔ اور مشائخ عرب سالانہ رقمین بطور انعام و جاگیر کے پانے لگے۔ اس کے سوا جس طرح قاہرہ سے مصری محمل حرمین کو بھیجا جاتا تھا، اس کو بھی بدستور سابق قائم رکھا۔ اور ۱۵۱۷ء مین خلافت عباسیہ کے دوسرے دور کی آخری خلیفہ المتوکل علی اللہ نے سلطان سلیم اول کے لیے اپنے حقوق خلافت یعنی مسلمانون کی روحانی امامت اور سیاسی مقتدائی سے دست برداری کر لی۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فوجی نشان اپنے ہاتھ سے سلطان کے حوالے کیا۔ اس طرح اسلامی خلافت بھی اب سلاطین آل عثمان مین منتقل ہو آئی۔ ۱۵۲۰ء مین سلطان سلیمان اول اورنگ آرائے خلافت ہوا۔ اور اُس کی تخت نشینی کے بعد ہی مصر اور شام مین بغاوت برپا ہو گئی۔ اور اس موقع پر عرب کے چند قبیلون نے ارادہ کیا

کہ وہ مصری اور شامی باغیون کے شریک و مددگار ہو جائین۔ اُن کا مقصد یہ تھا کہ شاید اسی طرح باغیون کی کامیابی کے بعد ُانھین ُاس آزادی اور خود مختاری کا کوئی حصہ واپس مل جائے جو زمانہ ماسبق مین حاصل تھی۔ لیکن سلطان سلیمان خان نے بہت جلد آتش بغاوت کو خاموش کر دیا۔ اور ان عربون کی آرزو دل کی دل ہی مین رہ گئی۔

چوتھا مبحث

یمن کا دولت عثمانیہ کی اطاعت ماننا:۔

سنہ ۱۵۱۷ء مین قانصوہ غوری نے کچھ فوجین یمن مین ارسال کی تھین۔ یہ مہم اس غرض سے بھیجی گئی تھی کہ یمن مین اہل پرتگال نے جو رسوخ اور اقتدار پیدا کر لیا ہے ُاسے دور کیا جائے۔ مگر اس کے بعد سلطان سلیم خان اول نے ملک مصر کو فتح کر لیا۔ اور ُاس نے غوری کی فوجون کو جو یمن کے شہر زبید مین مقیم تھین قاہرہ مین طلب کر لیا۔ حالانکہ سلطان کو ایسا نہ چاہیے تھا بلکہ وہ دیگر سلاطین عثمانیہ کی طرح اہل پرتگال کے تحکم کو یمن سے مٹانے مین غوری کی پیروی کرتا تو بہتر ہوتا۔ بہر حال ُاس سے نہ ہو سکا تو ُاس کے بیٹے سلطان سلیمان خان اول نے سنہ ۱۵۲۶ء مین اس کمی کی تلافی کر دی اور کپتان سلمان کو یمن پر حملہ آور ہونے کے لیے روانہ کیا۔ کپتان سلمان اپنی بحری قوت کے ساتھ یمن کے بنادر مین داخل ہوا اور خشکی پر ُاتر کر ان عرب سرداروں کی قرار واقعی گوشمالی کی جو سلطان کی اطاعت سے سرتابی کرتے تھے۔ پھر سلطان مذکور نے سنہ ۱۵۳۰ء مین سلیمان پاشا کو ہندوستان بھیجا۔ یہ بحری مہم جزیرہ نمائے گجرات کے سلطان کو ایک سلطانی فرمان پہونچانے پر مامور ہوئی تھی۔ سلیمان پاشا یمن مین نمودار ہوا اور عدن اور زبید کے عرب سردارون کو مغلوب کر کے ُان کے ملک مین عثمانی گورنر مقرر کیا۔ اس کے بعد وہ خلیج فارس کی طرف گیا۔ اور وہان کے پرتگالی قلعون اور بحری استحکامات کے سامنے اپنا جنگی بیڑہ نمودار کیا۔ سلیمان پاشا نے اہل پرتگال کو اس بات پر سخت ملامت کی کہ ُانھون نے ایرانیون کو آتشین اسلحہ کا استعمال اور دھاتون کے ڈھالنے اور توپین بنانے کا فن کیون سکھا دیا ہے۔ اس کے بعد

وہ جدہ کو واپس آیا اور اپنے اس سفر مین جو بے شمار مال غنیمت حاصل کیا تھا اُس مین سے تھوڑا سا مال شریف مکہ کو بطور ہدیہ کے بھیجا۔ اسی بحری فوجکشی کے سلسلہ مین سلیمان پاشا نے ایک بڑا کام یہ کیا کہ کپتان پاشا کو بندرگاہ سویز مین قیام پر امور کیا تاکہ وہ بحر ہند پر دولت علیہ کے اقتدار کو مستحکم بنائے۔ اور پرتگالیون کو سلطانی نشان کی تعظیم کا پابند رکھے۔ کپتان پاشا نے ان امور کے سوا یہ بھی کیا کہ بحر احمر کے سواحل پر جس قدر عرب آباد تھے اُنھین سلطنت عثمانیہ کا مطیع و منقاد بنا لیا۔ کپتان پاشا کے بعد رئیس بیری نے ۱۵۵۱ء مین شہر مسقط کو منہدم کر ڈالا۔ پرتگال والے مملکت عمّان کو اپنے زیر اثر رکھنے کے واسطے اس شہر پر قابض تھے اور اسمین اپنا مستحکم قلعہ بنا لیا تھا مسقط کو برباد اور مسمار کرنے کے بعد رئیس بیری نے شہر ہرمز کا محاصرہ کیا۔ یہان بھی پرتگالیون کا بحری مرکز تھا۔ بیری اس کو بھی فتح کر لیتا مگر اُس نے نمک حرامی اور خیانت سے کام لیا اور اہل پرتگال سے زرکثیر رشوت لیکر محاصرہ اُٹھا دیا اور واپس چلا گیا۔

عثمانی کپتان مراد عرصۂ دراز تک خلیج فارس مین جہازرانی کرنے والون پر اپنا دباؤ قائم رکھ سکا۔ اور اُسی نے عربون کو مدد دیکر صوبجات الحسا اور بحرین کے وہ تمام قلعے منہدم کرا ڈالے جو اہل پرتگال نے یہان بنائے تھے۔ کپتان مراد کی کوششون سے جزیرہ نمائے عرب کے مشرقی حصے مین دولت علیہ کا اقتدار بلا شرکت غیرے قائم ہو گیا۔ اور اس خطہ کے عرب دولت عثمانیہ کے مطیع اور مخلص بن گئے لیکن ۱۵۵۳ء مین کپتان مراد کو شہر ہرمز کے مقابل مین ہزیمت ملی اور اس بات کا سب کو نہایت افسوس ہوا۔ ۱۵۵۵ء مین کپتان سیدی نے اس شکست کی تلافی کا ارادہ کیا اور پرتگالیون سے انتقام لینے پر کمربستہ ہوا۔ شروع شروع مین اُسے کئی فتحین بھی حاصل ہوئین اور امید پیدا ہو گئی کہ ضرور وہ پرتگالیون سے خلیج فارس کو پاک کر دیگا۔ مگر بعد مین طوفانی ہوا اُن کا ایسا پر زور سلسلہ قائم ہو گیا کہ کپتان موصوف کے جنگی بیڑے کے پرخچے اُڑ گئے اور اُس کے تمام جہازات منتشر ہو گئے۔ آخرکار ماتحت سرداروں نے

کپتان سیدی کو مجبور کیا کہ وہ کسی ہندوستانی بندرگاہ میں جہاز سے اُتر پڑے اور یہی ہوا چنانچہ وہ ہندوستان سے خشکی کے راستے سے قسطنطنیہ کو واپس گیا۔

اگرچہ یمن پر عثمانی قبضہ ہو گیا تھا لیکن باشندگان یمن ترکوں سے خوش نہ تھے اور اُن سے دلی عناد رکھتے تھے یہ آتش عناد ایران کے شیعہ لوگوں نے اور بھی تیز کر دی تھی وہ اہل یمن کو عثمانیوں کے برخلاف بھڑکاتے رہتے تھے۔ اور یمنی قبائل آئے دن بغاوت کرتے رہتے یمن کی حکومت کا تعلق مصر کی گورنری سے تھا۔ اور اسی وجہ سے مصر کے ترک گورنر مسلسل بحری اور بری فوجیں یمن کو بھیجتے رہتے تھے تاکہ بغاوت کی آگ فرو کر کے ملک میں امن و امان قائم کریں۔ اس طرح ۱۵۳۹ء سے ۱۵۶۸ء تک ترکوں اور عربوں میں جنگ اور کشت و خون کا سلسلہ قائم رکھا۔ اس دوران میں کئی مرتبہ یمن کے بڑے بڑے شہر صنعاء۔ زبید۔ عدن۔ مخا اور تعز وغیرہ ترکوں نے فتح کیے اور وہ پھر اُن کے ہاتھ سے نکل جاتے رہے۔ قاہرہ کے گورنروں نے ایک سخت غلطی یہ کی کہ اُنھوں نے یمن کی حکومت کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ اور ایک ملک میں دو گورنروں یا سپہ سالاروں کے وجود سے یہ خرابی نمایاں ہوتی تھی کہ وہ دونوں کبھی باہم متفق اور متحد نہیں ہو سکتے تھے۔ اور یہی عدم اتحاد عثمانی سپاہ کی کارگزاری کو معطل بنا کر عربوں کو اُن پر غالب اور کامیاب بنا دیتا تھا۔ آخر کار یہاں تک نوبت پہونچی کہ عربوں نے یمن کے تمام شہر ترکوں سے چھین لیے بس ایک شہر زبید عثمانیوں کے پاس رہ گیا۔ اور یمن کے عرب باشندوں نے اپنی کامیابی کے بعد امام مطہر کو اپنا خلیفہ تسلیم کیا اور اپنی مستقل حکومت قائم کر لی۔

یہ حالت دیکھ کر ۱۵۶۸ء میں سلطان سلیم دوم نے سنان پاشا کو یمن بھیجا اور اُسے وہاں کی بغاوت فرو کرنے پر مامور کیا۔ سنان پاشا یمن پہونچا۔ اور اس نے اپنی تدبیروں سے پہلا کام یہ کیا کہ یمن کے مذہبی فرقوں زیدیہ اور اسماعیلیہ کے مابین سخت نفاق ڈال دیا۔ اور اس کے بعد امام مطہر پر زور دیا کہ وہ ایک صلحنامے پر دستخط کریں جس کے شرائط

یہ ہون گے کہ دولت علیہ عثمانیہ جو جزیرہ نمائے عرب کے جملہ جنوب مغربی خطون پر فرمان روا ہے ـ وہ سارے ملک یمن مین اُن سلطانی حقوق کی مالک ہے جنھین شرع شریف نے مقرر فرما دیا ہے ـ اور یہ کہ اہل یمن اور اہل حجاز کے مابین میل ملاپ کا راستہ بغیر کسی روک ٹوک کے کھُلا رہے گا ـ اور یہ کہ امام مطہر صرف ایک چھوٹی سی امارت پر اکتفا کرینگے جس کا نام کوکبان ہے ـ

یمن پر یہ فوج کشی صرف اس لیے ہوئی تھی کہ وہان "بن" یعنی کافی کی بہت بڑے پیمانے پر زراعت ہوتی ہے ـ اور قہوہ کا استعمال بحر احمر کے جملہ ساحلی مقامات کے علاوہ افریقہ کے سواحل پر، مغربی ایشیا مین اور ممالک یورپ مین بکثرت بلکہ عام طور سے ہوتا ہے ـ اس لیے اہل یمن کی ثروت سے متمتع ہونے کے لالچ نے سلاطین عثمانیہ کو اس کے فتح پر مائل بنا دیا ـ خود شہر قسطنطنیہ مین پہلا قہوہ خانہ سلطان سلیمان ہی کے عہد مین کھولا گیا ـ اور پھر تو چند ہی سال مین وہان اتنے قہوہ خانے قائم ہو گئے کہ جن کا شمار غیر ممکن ہے ـ

جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے یمن کے عرب باشندے حمیری نسل سے ہین اور باعتبار مذہب وہ اسماعیلیہ اور زیدیہ کے دو فرقون مین بٹے ہوے ہین ـ لیکن ان مین زیادہ تر تعداد زیدیہ فرقے والون کی ہے جو مثل فرقۂ شیعہ کے یہ مانتا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرات ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حق خلافت سے محروم بنا دیا ـ فرق صرف یہ ہے کہ شیعہ دوازدہ امام کو مانتے ہین اور زیدیہ صرف چار امامون کے قائل ہین جن مین سے آخری امام اس فرقے کے بانی حضرت زید بن محمد باقر بن زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم تھے ـ

پانچوان مبحث

:- سترھوین صدی عیسوی کے پہلے نصف مین بلاد عرب کی حالت کا سنبھلنا :-

سترھوین صدی عیسوی مین دولت علیہ عثمانیہ عروج و شوکت کے انتہائی مرکز پر پہونچ چکی تھی۔ اُس کے گورنرون نے یمن کے باشندون پر نہایت سختیان توڑی تھین۔ اور دوسری طرف سے پرتگالی جو ملک عمان کے ایک حصے مین آباد تھے، عربون کو دباتے اور ستایا کرتے تھے۔ تیسری جانب ایرانی جو خلیج فارس پر حکمران تھے عربون سے سخت برتاؤ کر رہے تھے۔ اور عرب بیچارے بے دست و پائی کے عالم مین یہ تمام ذلت و حقارت برداشت کرتے تھے اور دم نہین مارتے تھے۔ یہان تک کہ سترھوین صدی عیسوی کی ابتدا مین دیگر علاقجات عرب کے باشندون نے پرتگالیون اور عثمانیون پر حملہ کیا اور یہ دونون قومین اپنے اپنے مقبوضہ ممالک کی اندرونی جنگون اور بغاوتون کے باعث اپنی حفاظت اور اطفائے آتش بغاوت کے جد و جہد مین عربون کی اطاعت قائم رکھنے پر متوجہ نہ ہو سکین۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ قبائل عرب نے اہل فرنگ کے تجارتی مرکزون پر حملہ کرکے اُن سب کو یکے بعد دیگرے مسمار اور منہدم کر ڈالا۔ اور تھوڑے ہی دنون مین جنوبی جزیرہ نمائے عرب کو ان اغیار کے وجود سے بالکل پاک و صاف کر دیا۔ اس طرف ملک یمن مین خلیفۂ مطہر کا ایک عزیز قاسم نامی علم بغاوت بلند کر کے اُٹھا۔ اور ریاست کوکبان مین اپنے نام کا سکہ و خطبہ رائج کر دیا۔ قاسم نے اس قسم کے عزائم ظاہر کیے کہ یمن کے تمام عرب قبائل اُسے امیر المومنین کا لقب دینے پر آمادہ ہو گئے۔ اور زیدیہ فرقے کے عرب بھی اُس کے زیر نشان جمع ہونے لگے قاسم اس تمام ملک کا خودسر اور ذی اختیار بادشاہ بن گیا جس کو عثمانیون نے ۱۵۶۸ء سے ۱۶۲۸ء تک فتح کر کے اپنے زیر نگین کیا تھا۔ اس کے بعد سلطان مرادخان چہارم نے اتھیوپیا کے سابق گورنر آئدین پاشا کو یمن بھیجا کہ وہ ان باغیون کا قلع و قمع کرے۔ آئدین پاشا یمن مین آیا۔ اور شہر مخا مین قلعبند ہو کر بیٹھا رہا۔ مصر سے کئی فوجین پے در پے اُس کی کمک کے لیے ارسال کی گئین جن کو شریف مکہ نے راستے مین روک دیا۔ کیونکہ در پردہ وہ عربون کا معین و مددگار اور عثمانیون کا مخالف تھا۔ بعد ازان آئدین پاشا کی جگہ پر قوسون پاشا جدید

لکلی فوجون کو ساتھ لیکر یمن مین وارد ہوا اور وادی الجن مین باغی عربون سے معرکہ آرائی کی۔ قوسون پاشا نے تعز و زبید دونون شہر باغیون سے چھین لیے۔ اور وہ سرکشون کو زیر کرنے مین بھی بہت کچھ کامیاب ہو چلا تھا کہ عربون نے یمن اور حجاز کے مابین راستے کا سلسلہ کاٹ دیا اور اس شاہراہ پر جتنے کنوین اور تالاب وغیرہ تھے سب پاٹ کے رکھدیے۔ قوسون پاشا اس حالت کو دیکھکر مجبور ہو گیا۔ اور اس نے مزید مقابلہ فضول خیال کر کے یمن کا ملک زیدی امام کے حق مین چھوڑ دیا۔ اور خود واپس چلا گیا۔

ادھر یمن کا یہ حشر ہوا کہ ترک یہان سے نکل گئے۔ اور دوسری طرف عربون نے پرتگال والون کو عمان کے صوبے سے نکال باہر کیا۔ سنہ ۱۶۵۸ء مین عربون نے شہر مسقط پر قبضہ کر لیا جس کی تمام عمارتین پیری کے وہان سے چلے جانے کے بعد ۱۵۵۱ء مین پرتگالیون نے ازسر نو پھر بنالی تھین۔ اور ایک عرب خاندان نے جو اپنے آپ کو مکہ کے خاندان قریش کی یادگار بتاتا تھا شہر ہرمز، بلاد بحرین اور الحسا سے کلوۃ اور زنجبار کے شہرون تک ایک حکومت کے تحت مین کر لیے۔ اور اُن پر حکمرانی کرنے لگا۔

دربار قسطنطنیہ ہر سال محمل شامی کے امیر حج کو ۲۳ ہزار قرش اس غرض سے دیا کرتا تھا کہ یہ رقم ملک شام کے صحرا نشین عربون مین تقسیم کر دی جائے کیونکہ وہ لوگ اسی انعام کے معاوضہ مین حج کے قافلون کی حفاظت کیا کرتے تھے۔ مگر بعد مین دربار مذکور نے یہ رقم نہین بھیجی۔ اور شام کے صحرا نشین عرب قبائل بگڑ گئے۔ اُنھون نے ملک شام کے حج کے قافلون اور محمل کو لوٹ لیا۔ اور ایک نامور سرکش فخر الدین نامی کے ساتھ مل کر سنہ ۱۶۲۳ء سے سنہ ۱۶۴۳ء تک پورے بیس سال سلطنت عثمانیہ کے ساتھ جنگ کرتے رہے۔

چونکہ شریف مکہ نے یمن کے حمیری عربون کو ترک سیاہ سے بغاوت کرنے مین مدد دی تھی اس لیے مکہ مین بھی دولت عثمانیہ کی شوکت ویسی ہی کمزور ہو گئی تھی جیسی کہ یمن مین کمزور تھی۔ اور گو دولت عثمانیہ نے اس کوشش مین کچھ بھی کمی نہین کی کہ وہ سالانہ انعامات اور

روز بینون کی رقمین دیگر اہل حجاز کو اپنا دوست اور خیر اندیش بنائے رہے۔ بلکہ سنہ ۱۶۳۴ء
مین اس مجموعی انعامات کی رقم کو دو ہزار قرش سالانہ اور بڑھا بھی دیا۔ اور یہ رقم پہلے
صوبۂ الجزائر کا گورنر ٹونس کے گورنر کو دیا کرتا تھا۔ اب وہ مکہ کے انعام خوارون پر منتقل کر دی گئی
لیکن نہ اس سے کچھ فائدہ ہوا اور نہ دیگر تالیف قلوب کے کامون سے کوئی نفع حاصل ہو سکا۔
مثلاً سنہ ۱۶۳۰ء مین سلطان مراد نے اُس رقم خراج سے جو مصر کے قبطیون پر مقرر تھی خانۂ کعبہ
کی تعمیر فرمائی۔ یہ تعمیر دیوارون کی ہوئی تھی جو سیلاب مین گر گئی تھین۔ بنیادین سابق کی قائم
رہین۔ اور پھر سنہ ۱۶۵۱ء کے سیلاب سے جو نقصانات ہو گئے تھے اُن کی تلافی کے لیے بہت
کچھ زر نقد اہل مکہ کو دیا گیا۔ مگر با این ہمہ حجاز کے عرب قبائل ترک گورنرون کی کچھ بھی عزت
و حرمت نہین کرتے تھے اور نہ وہ شریف مکہ کے مطیع رہ گئے تھے۔ بلکہ ایک اور شخص کو اپنا
شیخ مقرر کر رکھا تھا جسے قسطنطنیہ کا سلطان بھی چار و ناچار اپنا معتمد مانتا تھا۔ حجاز کے
اعراب ہمیشہ شامی و مصری امیران حج اور جدہ کے عثمانی حاکمون سے لڑتے جھگڑتے۔ اور
کشت و خون کیا کرتے تھے جس کی وجہ سے دولت عثمانیہ بڑی سخت پیچیدگیون اور پریشانیون
مین مبتلا رہتی تھی۔ اور اُس کی جنگی قوت کا یہ حال ہو گیا تھا کہ مدینہ مین صرف پچاس
ترک سپاہی محافظت روضۂ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے رہ گئے تھے۔ اور جدہ مین جو
فوجی جمعیت تھی وہ بھی مدینہ کی سپاہ سے ملکر اتنی تعداد تک نہین پہونچتی تھی کہ شریف مکہ
کے تحکم اور اقتدار کا مقابلہ کر سکے۔ کیونکہ شریف کو یہ قدرت حاصل تھی کہ وہ فوراً دس ہزار جنگجو
اپنے زیر نشان فراہم کر سکتا تھا۔ اور اگر کسی خطرے کا سامنا ہو تو صحرا مین بھاگ کر پناہ گزین
ہو جاتا۔ آخر سلطان مصطفےٰ خان چہارم نے یہ دیکھ کر کہ وہ شریف مکہ سے عہدہ برا نہین ہو سکتا
اور اُسے کسی طرح اپنے قابو مین لانے پر قادر نہین ہے، ناچار اُسے حجاز کا خود سر اور
زاد فرمان رَوا تسلیم کر لیا۔ اور سنہ ۱۶۹۵ء مین شریف کی خود مختاری کا اعلان کر دیا۔

بغداد اور بصرہ کے ترک حاکمون نے ان ممالک یعنی عراق عرب کے خراج وصول کرنے مین

دست درازی اور ظلم سے کام لیا تو یہاں کے عرب قبائل بگڑ گئے اور لڑائی ٹھان دی۔
عراق عرب کے عرب قبائل کی قوت حجازی عربون کی جمعیت سے کم نہ تھی۔ اور جس طرح
وہان کے ترک حکام عربون کے ہاتھ سے پریشان تھے ویسے ہی عراق عرب کے ترک
گورنرون کو بھی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ اور یہان ایک بڑی قباحت یہ تھی کہ ایران کا
بغلی گھونسا عربون کو سلطنت عثمانیہ سے لڑانے مین مدد دینے پر آمادہ تھا۔ غرضکہ ۱۶۵۰ع
اور ۱۶۶۷ع اور ۱۶۹۵ع مین کئی قسم کی بغاوتین اور سرکشیان ہوئین جن کی آگ بجھانے کے
لیے زبردست فوجی جمعیتین روانہ کرنی پڑین۔ بصرہ کا شہر دریاے فرات کے کنارے پر
رہنے والے عربون نے شاہ اصفہان کو تفویض کر دیا جس نے دولت عثمانیہ سے اسی کے
ذریعے صلح کی۔ حالانکہ وہ عرب ۱۷۰۱ع تک سلطنت سے برابر لڑتے رہے پھر جب منتفک
کے عرب قبیلے نے سرکشی کی اُس وقت بہت سخت خونریزی ہوئی۔ یہ بغاوت ۱۷۰۶ع مین
ہوئی تھی۔ اور گو اس کی مدت دیگر بغاوتون کے زمانے سے بہت کم تھی پھر بھی اس مین
کشت و خون بہت زیادہ ہوا۔

۱۷۱۶ع مین عرب قبیلہ لام کا کچھ حصہ جزیرہ فارسی کے حاکم کی حمایت مین داخل ہو گیا
تو نجد اور بصرہ کے عرب قبائل نے جہاد کا سیاہ نشان کھڑا کر دیا۔ اور تیس ہزار ایرانی سپاہ کو
جو ان کے ملک پر حملہ آور ہوئی تھی ناکام پسپا بنا دیا۔ اور اُس وقت سے صحراے عرب
تمام و کمال آزاد اور خودمختار عربون کے قبضہ و تصرف مین چلا گیا جہان وہ بلاشرکت غیرے
خوداختیاری حکومت کرتے تھے۔

چھٹا مبحث

:- وہابیون کی بغاوت :-

اٹھارہوین صدی عیسوی کی ابتدا سے عربون نے خوداختیاری حکومت قائم کر لی
اس کا سبب یہ ہوا کہ ان مین قوت آگئی تھی اور اُن کے دشمن کمزور ہو رہے تھے۔ اب

عربون کے آزاد اور خود مختار رہونے مین صرف اتنی کمی رہ گئی تھی کہ اُنھون نے اپنا کوئی ایسا مرکز نہین بنایا تھا جس پر اُن کے ذہن مجتمع ہوتے اور نظام حکومت و تدبیر ملکداری کے بارہ مین اسی مرکز کی طرف رجوع کیا جاتا۔ اس کمی کو پورا کرنے کا ارادہ فرقۂ وہابیہ نے کیا۔ اور ۱۷۴۹ع مین عبدالوہاب کو اپنا مرکز قرار دیا۔ عبدالوہاب قبیلۂ تمیم کا رکن تھا بچپن مین اس نے معمولی علوم حاصل کیے جو عربون مین عام طور سے پڑھے پڑھائے جاتے تھے۔ خاصکر فقہ پر اس نے اچھا عبور حاصل کیا۔ اور بغداد۔ بصرہ اور ایران کے شہرون کا سفر کیا۔ اس کے بعد وہ اس فکر مین مستغرق ہوا کہ کون سی ایسی بات اختیار کرے جس کے ذریعے اپنے ملکی بھائیون کی حمیت کو جوش مین لائے۔ سوچتے سوچتے اُسے یہ معلوم ہوا کہ خالص شریعت اسلامیہ جو تمام نئی بدعتون سے پاک و صاف اور اپنی ابتدائی صفائی و سادگی کی حالت مین ہو اُس کا از سر نو زندہ کرنا قوم کی رگ حمیت کو جوش مین لاسکتا ہے چنانچہ اس نے اپنے برادران ملک و قوم کو قرآن کریم کے احکام کے مطابق عمل پیرا ہونے اور اُس پر ہمیشہ عمل رکھنے کی ضرورت سے باخبر کیا اور اس بات سے منع کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم مین حد سے بڑھین۔ یا اولیاء اللہ کو مقدس مانین۔ اس نے بزرگان دین اور مشایخ کی قبرین منہدم کرادین۔ اپنے رفقا کو نشے کے استعمال سے باز رکھا۔ ترکون کے بُرے اخلاق کو صاف طور سے بُرا کہنا شروع کیا اور کہا کہ شریعت محمدیہ صلعم ہر انسان کو اپنے مال و متاع کا ایک خمس زکوٰۃ نکالنے کا حکم دیتی ہے، وہ زینت کو حرام قرار دیتی ہے اور قاضیون کو سچائی اور حق پسندی اختیار کرنے کی ہدایت کرتی ہے۔

عبدالوہاب نے اپنے ابنائے قوم کے سامنے نہایت پر تاثیر تقریرین کین۔ اور چونکہ اُس کی تمام تقریرین قرآن شریف کی ہدایات کے موافق تھین اس لیے لوگون کے دلون پر ان کا نہایت گہرا اثر ہوا۔ مگر ان سب باتون سے عبدالوہاب کا اصلی مقصد یہی تھا کہ اپنی قوم کے لوگون کو جنگی امور کی طرف توجہ دلائے تاکہ وہ پھر اپنے بزرگان سلف کی عظمت کو

زندہ کریں۔ چنانچہ یہی ہوا بھی۔ کیونکہ نجد کے قبائل میں جس قدر زبردست ترین قبیلے تھے وہ سب اپنے وفد لیکر عبدالوہاب کے پاس حاضر ہوئے اور اُس کے زیر علَم جمع ہو گئے۔ عبدالوہاب نے قبیلۂ مصالح کے ایک معزز فرد محمد بن سعود کو ان تمام وفود کا سپہ سالار اعظم بنا دیا اور سعود کے ساتھ اپنی دختر کا عقد کر کے اُسے تمام وہابیوں کا ملکی حکمران مقرر کر دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ سعود فوجی قواعد سے خوب آگاہ تھا۔ اس کے بعد سعود نے مکّہ مکرمہ میں جا کر ایک عقیدہ کا اعلان کیا جس سے اُس کے استاد عبدالوہاب کا مقصد صاف طور سے عیاں ہوتا تھا اور وہ عقیدہ حسب ذیل ہے:۔

"دین کا علم صرف تین مسئلوں میں منحصر ہے۔ پہلا مسئلہ خدا کی معرفت ہے۔ دوسرا مسئلہ ارکان دین کی معرفت۔ اور تیسرا مسئلہ رسول کی معرفت ہے۔ پہلا مسئلہ یعنی خدا کی معرفت صرف اس قضیہ میں منحصر ہے کہ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" یعنی خدا کے سوا کوئی پرستش کے قابل معبود نہیں ہے۔ اور ارکان دین کی شناخت کا مسئلہ ایمان اور اسلام اور نیک کام کرنے سے تعلق رکھتا ہے۔ اسلام سے پانچ باتوں کی پابندی مراد ہے جو ایک دوسرے سے الگ الگ ہیں۔ اوّل کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ یعنی دل سے اس بات کو ماننا اور زبان سے اقرار کرنا کہ خدا کے سوا کوئی معبود پرستش کے قابل نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں۔ دوم وقت کی پابندی کے ساتھ نمازوں کا ادا کرنا جو روزانہ پانچ وقت ہیں۔ سوم اپنا خمس مال بطور زکات کے الگ نکال دینا۔ چہارم ماہ رمضان کے روزے رکھنا۔ پنجم خانۂ خدا کا حج کرنا۔ اور شہر مکہ میں جانا خواہ تمام عمر میں کم سے کم صرف ایک ہی بار جائے۔

ایمان سے چھ احکام مراد ہیں۔ اوّل خدا کے وجود کا یقین کامل۔ دوم فرشتوں کے وجود کا یقین۔ سوم خدا کی اُتاری ہوئی کتابوں پر یقین رکھنا۔ چہارم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا۔ پنجم آپ کی صفتوں اور خصلتوں کی خوبی پر ایمان لانا۔ اور ششم

روز قیامت اعمال کا حساب ہونے پر ایمان لانا۔

اور نیک کاموں پر عمل محض اس ایک ہدایت مین منحصر ہے کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہین :۔

"اُعْبُدِ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ"۔ خدا کی عبادت یون کر کہ گویا تو اُسے دیکھ رہا ہے۔ اور اگر تو اُسے نہین دیکھ رہا ہے تو خدا تجھے دیکھتا ہے"

اور رسول خدا کی شناخت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم خدا کے حکم سے فرستادہ نبی ہین جن کو اللہ پاک نے تمام قومون کی طرف اپنا فرستادہ بنایا ہے۔ اور دنیا مین آپ کے دین کے سوا کوئی اور سچا دین نہین اور نہ آپ کے بعد کوئی نبی آ سکتا ہے۔

شیخ عبدالوہاب نے ان کلمات کے وسیلے سے اس بات پر مجبور کیا کہ جن لوگون مین دین کی طرف سے بے پروائی اور فاسد اعتقادات پھیلے ہین وہ انھین ترک کر دین۔ اس نے قرآن کریم کے تہذیبی آداب کو اُن تمام نقائص سے پاک و صاف بنا دیا جو غلط طور پر قرآن کے سر تھوپے گئے تھے۔ اور لوگون کی عقلون کو اُن ظواہر پر غور و فکر کرنے سے نجات دلا دی جن کے متعلق بڑی طول طویل تفسیرین اس بات مین قاصر رہی تھین۔ غرضکہ تجدید دین اسلام کے بارے مین لوگون نے بہت جلد عبدالوہاب کے مقاصد کو قبول کر لیا۔ کیونکہ فرقۂ وہابیہ کے سرغناؤن کے طرز عمل سے اسلام کو رونق تازہ حاصل ہو رہی تھی۔ یہ لوگ عمدہ باتون سے محبت رکھتے تھے اور بُری خواہشون سے دور بھاگتے تھے۔ ان کا عمل کرمانیون کے خلاف تھا۔ اور یہ سچے دل سے اسلام کی تجدید کرنے مین مصروف تھے کہ یکایک ۱۸۱۱ء مین مملکت مصر کے گورنر نے ان پر حملہ کیا اور ان کی ترقی کو روک دیا۔

ادھر شیخ عبدالوہاب احکام شریعت کے مطابق امر و نہی کرنے اور اپنی حکومت کے استحکام و استقلال مین کوشان تھا۔ اور دوسری طرف اُسی زمانہ مین بلاد عرب کے مشرقی خطہ مین نصیر شاہ کی کوشش خلیج فارس مین اپنی سلطنت قائم کرنے پر جاری تھی۔ نصیر شاہ نے دولت عثمانیہ

فتح حاصل کی تو اُس کے حوصلے بڑھ گئے۔ اور ۱۸۳۰ء میں وہ بلادِ عمان پر حملہ کرنے کا عازم ہوا مگر یہ ملک اُس کے مقابلہ کے لیے تیار ہو گیا۔ نصیر شاہ نے بچپن جنگی جہاز عمان پر بحری حملہ کی غرض سے فراہم کیے۔ مگر اُس کے نو عیر فشان مسلمانوں نے لڑنے سے انکار کیا اور کہا کہ وہ اپنے دینی بھائیوں سے ہرگز نہ لڑیں گے۔ نصیر شاہ اس مجبوری سے عمان پر حملہ نہ کر سکا۔ لیکن اب اُسے ایک نئی فکر سوجھی جو یہ تھی کہ اُس نے خلیج فارس کے باشندوں کو بحر جرجان کے سواحل پر بھیج دینے اور وہاں کے باشندوں کو خلیج فارس کے سواحل پر لا کر آباد کرنے کی تدبیر شروع کی مگر موت نے اسکے ان ارادوں کو مکمل نہ ہونے دیا۔

عرب کے بعض شیوخ نے ۱۸۴۸ء میں کچھ ایرانی معزز سردار شہر مسقط میں بلوا لیے تھے۔ اور یہ لوگ اس غرض سے آئے تھے کہ مسقط پر اپنا تسلط جما لیں گے۔ لیکن ان کے داعی شیوخ نے ان کو پھر کچھ مدد نہیں دی۔ جس کی وجہ سے یہ سب اقلیم عمان میں منتشر ہو گئے اور چونکہ عرب ان پر برابر حملے کرتے رہتے تھے اور یہ ان حملوں کو مسترد کرنے پر قادر نہ ہو سکے لہٰذا ناچار و ناکام ہو کر اپنے ملک کو واپس چلے گئے۔

ایرانی گروہ کے یوں ناکام پلٹ جانے کے بعد اہلِ عمان کو اور کئی نئے دشمنوں سے سابقہ پڑا۔ ہر ایک دشمن شہر مسقط میں سکونت پذیر ہونے کا موقع تلاش کرتا اور اس تجارتی مرکز کو اپنے قابو میں لانے کا خواہاں تھا۔ یہ غنیم اہلِ فلیمنک فرانسیسی اور انگریز تھے اور سب تجارتی ضروریات سے خلیج فارس کے سواحل پر کوئی عمدہ بحری اسٹیشن تلاش کرتے تھے۔ اور چونکہ شہر مسقط بحری تجارت کا مرکز ہونے کے لیے نہایت موزوں مقام تھا لہٰذا اس کی تاک میں لگے تھے۔ لیکن اہلِ مسقط ہوشیار اور مقابلے کے لیے تیار تھے اور کسی دشمن کو اُن پر قابو نہیں ملتا تھا۔ ۱۷۵۵ء میں اہالی فلیمنک نے جزیرہ کرک پر قبضہ کر لیا اور گیارہ سال تک اُس پر قابض و دخیل رہے کہ اس کے بعد عرب کے ایک مشہور بحری ڈاکو "میر مہنا" نے اس جزیرہ کو اہلِ فلیمنک سے چھین لیا اور خود اس پر متصرف ہو گیا

یہ مُہنّا عرب کے بحری غارتگرون مین سب سے زیادہ ناموراور زبردست شخص ہوا ہے اور ایک زمانۂ دراز تک اُس نے خلیج فارس کے جہازرانون پر اپنی دھاک بٹھا رکھی تھی جن ایام کا یہ ذکر ہے اُن ایام مین شمالی جزیرہ نماے عرب کے قبائل امن وسکون کی زندگی سے بہرہ یاب تھے کیونکہ اُنھون نے دور دراز ریگستانون مین سکونت اختیار کر لی تھی۔ اور ترکی ایرانی جنگ مین کمک دیکر پھر سب سے الگ ہوگئے اور صحرا مین عزلت گزین بن گئے تھے۔ حجاز کا صوبہ باستثناے شہر جدہ کے کہ وہ تو دولت عثمانیہ کے تحت تصرف مین باقی تھا۔ اور سب اشراف مکہ کے زیر اقتدار تھا۔ یمن کا ملک اپنی زرخیزی اور پیداوار ارضی کے علاوہ دستکاریون کے فروغ سے کسی کی پروا نہین رکھتا تھا۔ گو اُس نے ۱۷۳۸ء مین اہل فرانس کے شہر مخا پر کچھ دباؤ ڈالنے سے تھوڑی تکلیف برداشت کی یا انگریزون کی نظر بلاد عرب کے ساحلی شہرون پر گڑ گئی جن کے ذریعے سے اُنھون نے عربون کے مال تجارت مین دخل پیدا کیا اور اُن کے بارے مین دست اندازی کی مصر اور شام کے عربون نے دولت علیہ کی متابعت ترک کرنے کا کوئی خیال نہین کیا۔ نجد کے قبائل پہلے باہمی نااتفاقی کے جنگل مین اسیر اور خانہ جنگی مین مصروف رہے اور بعدازان محمد ابن سعود وہابی کے زیر علم متحد ہو کر حجاز کی سرحدون اور شام کے ریگستانون پر حملہ آور ہوے اس چڑھائی سے اُن کی غرض یہ تھی کہ بادیہ نشینان عرب کو غفلت کی نیند سے جگائین اور انحطاط سے اُبھرنے کی ترغیب دین۔ اور یہ حال دیکھکر دولت عثمانیہ کے سلطانون نے بصرہ، بغداد، جدہ کے عثمانی گورنرون اور مصر کے پاشا اور شام کے والی کو اور مکہ مکرمہ کے شریف کو بھی یہ احکام بھیجے کہ وہ سب مذہب وہابیہ کے استیصال کی کوشش کرین۔ کیونکہ اس مذہب کو یہ لوگ ایک خطرناک گمراہی مانتے تھے اور سلطان محمود خان اول و سلطان مصطفیٰ خان سوم نے اسی غرض سے شریف مکہ کو نہایت بیش قیمت ہدیے بھی ارسال کیے کہ وہ وہابیون کی سرکوبی پر آمادہ ہو۔ لیکن محمد بن سعود نے ان خطرات کی کچھ بھی پروا نہین کی۔ اور برابر اپنی

منزل مقصود کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چنانچہ قبائل عینہ، حریملہ، العمارہ، اور منفوحہ نے اُس کے انقیاد کی بیعت کرلی۔ اور ان قبائل کے قرب وجوار کے تمام صوبوں سے اظہار اطاعت وانقیاد کے لیے ایلچیوں کے وفد ابن سعود کے پاس حاضر ہوئے۔ ابن سعود کا والد سعود اُن فوجی مہموں کا سپہ سالار اعظم تھا جو عرب کے دور دراز ملکوں کی طرف ارسال کی گئی تھیں۔ اور اُس نے حجاز، طائف، مکہ، مدینہ اور جدہ پر وہابیوں کی حکومت قائم کرلی تھی۔ اس کے بعد وہ صوبہ العسیر پر حملہ آور ہوا اور اُسے اپنے قبضے میں لے آیا۔ اس کے علاوہ قبائل بنو شہر، بلقرن، شمران، غامد اور زہران نے بھی سعود کی حکومت کو تسلیم کرلیا۔ سعود نے ایک طویل معرکہ آرائی کے بعد یمن کے شہر ابی عریش کو بھی فتح کرلیا۔ اور بصرہ، الحساء، راس الخیمہ، بحرین، عنترہ، الرستہ، بوریدہ، الریاد اور جبل شومر کے علاقوں پر بھی متصرف ہوگیا۔ قصہ مختصر یہ ہے کہ مکہ و دمشق کے مابین حران کا تمام علاقہ اور نجد کا ملک اور یمن کے ملک میں شہر صنعاء تک جملہ علاقہ جات سعود کے زیر نگین آگئے اور وہ اُن پر بلا شرکت ومزاحمت غیر حکمران ہوگیا۔

ساتواں مبحث

:- فرانسیسیوں کا مصر پر حملہ۔ اور وہابیوں کو اس حملہ سے اپنی کامیابی میں مدد ملنا :-

نپولین بونا پارٹ نے ملک شام پر حملہ کرکے اُسے فتح کرلیا۔ مگر آخر کار شہر عکا کے باشندوں نے نپولین کی ایسی شدید مقاومت کی کہ نپولین کو نہ صرف اُس سے بلکہ تمام ملک شام سے دست بردار ہونا پڑا۔ جس کے بعد وہ ملک مصر پر حملہ آور ہوا اور دولت عثمانیہ کو نپولین کی حملہ آوری نے اس الجھاوے میں ڈال دیا کہ وہ اٹھارویں صدی عیسوی کے آخری حصہ اور انیسویں صدی عیسوی کے سر آغاز کے زمانے میں مصر وشام کے ممالک پر اپنی حکومت کا سکہ از سر نو بٹھانے کی جد وجہد کرتی رہی اور یورپ کے سرکشوں کا مقابلہ کرنے کی تگ ودو میں وہابیوں کے ملک عرب پر حکمران بن جانے کی کوئی روک ٹوک نہ کرسکی۔

اس کے علاوہ بوناپارٹ نے فرقۂ وہابیہ کے سرگروہ سے دوستانہ تعلقات بھی پیدا کر لیے تھے۔

بوناپارٹ نے ملک مصر کو فتح کرنے کے بعد اپنی خود نوشتہ تاریخ مین اُن مقاصد کا اظہار کر دیا ہے جو اُسے فتوحات اور ملک گیری سے حاصل کرنے تھے۔ ازانجملہ ایک مقصد یہ بھی ہے کہ مصر کو فتح کر کے اس کے راستے سے ہندوستان جانے اور وہان سے انگریزون کی شوکت کو مٹانے کا ارادہ اُس کے مرکوزِ خاطر تھا۔ چنانچہ نپولین نے فرانس کی شاہنشاہی پر فایز ہوتے ہی "مسیو لی سقاریس" کو حکم دیا کہ وہ ممالک عرب کا سفر کرے اور شام و عراق اور ایران کے قبائل کو ہموار کر کے اُن سے یہ معاہدہ کر لے کہ یہ قبائل فرانسیسی افواج کو سندھ جاتے وقت ہر قسم کی سفری آسانیان بہم کر دینگے۔ اور جس راستے سے اسکندر ذوالقرنین ہندوستان پر حملہ آور ہوا تھا وہی راہ فرانسیسی لشکر کے لیے کھول دینگے۔ مسیو لی سقاریس شہر حلب مین پہونچا اور یہان سے اپنا ایک پرائیوٹ سکرٹری ساتھ لیکر قدیم تدمر کی سمت سے عرب کے ریگستانون اور بیابانی علاقون مین داخل ہوا۔ سب سے پہلے وہ جس عرب قبیلہ کا مہمان ہوا اُس نے لی سقاریس کو بتایا کہ عرب کے بادیہ نشین چار گروہون مین منقسم ہین۔ ایک گروہ قبائل عنزۃ کا ملک شام کی سرحدون مین سکونت پذیر ہے۔ اور اس جماعت نے سچے دل سے دولت عثمانیہ کی فرمان پذیری اختیار کر لی ہے۔ دوسرا گروہ عرب کے نہایت بہادر اور جنگجو قبائل کا عراق کے صحراؤن مین رہتا ہے۔ یہ غیر قومون اور غیرون کے طرفدارون کا سخت دشمن ہے اور بجز اپنی قومی آزاد حکومت کے کسی کا مطیع ہو کر نہین رہ سکتا۔ تیسرا گروہ ایران کے ماتحت عرب بدوی قبائل کا ہے۔ اور چوتھا جتھا وہابیون کا ہے۔ گر لی سقاریس نے اپنے اس فرض کا خیال نہ کیا کہ دوسرے گروہ یعنی دولت عثمانیہ کے دشمن عربون سے جو معاہدہ اُس نے ترکون کے ساتھ عداوت دائمی رکھنے کا کیا ہے وہی عہد وہابیون کے ساتھ بھی کرنا تھا۔ غرضکہ عربون کے دوسرے گروہ کا سردار "دریعی" جو کہ لڑائی کے بارہ مین ذہانت اور طباعی کا پتلا مانا جاتا تھا،

صحرائے عرب مین بوناپارٹ کا خاص رازدار قرار پایا۔ اور لی سقاریس نے اس سے نہایت مستحکم عہد دوستی کا کیا۔ بعد ازان ۱۸۱۱ء مین مشائخ عرب کے ایک گروہ نے دُریعی کے ساتھ یہ عہدنامہ کیا کہ وہ اوس کے حکم کے مطیع رہین گے اور ترکون کی عداوت پر دائم و قائم پائے جائین گے۔ ان لوگون نے وہابیون کے ساتھ بھی جنگ کرنے کا معاہدہ کیا اور اس بات کو باہم طے کیا کہ دین کو سیاست کے ساتھ آمیز کرنا اُن کے پروگرام سے خارج رہیگا نیز وعدہ کیا کہ جو عرب قبائل اُن کے شریک حال نہ ہونگے اُن سے بھی وہ لڑائی ٹھان دین گے اور جو شخص اس عہد کو توڑیگا اُسکی سزا قتل ہوگی۔

اس معاہدہ کی خبر انگریزون کو ہوئی تو اُنھون نے شام کے عربون کو ترکون کا دوست بنا دیا اور تالیف قلوب کر کے اُن سے عثمانیون کی اطاعت کا عہد لے لیا اور دوسری طرف وہابیون کو جن کی تعداد اس وقت سات ہزار چھ سو خیمون سے کم نہ تھی اس معاہدے کے توڑ ڈالنے پر آکسایا جو اُنھون نے اہل فرانس کے ساتھ کیا تھا۔ اور اس غرض سے اُن کے کچھ نقد وظائف بھی مقرر کر دیے۔ چنانچہ ان کارروائیون کے بعد حماۃ کے قریب ایک بڑا معرکہ ہوا جس مین ایک طرف ایک لاکھ وہابی تھے اور دوسری جانب دُریعی کے اسّی ہزار بدوی ساتھی۔ مگر اس جنگ مین دُریعی نے اپنی جنگی قابلیت کی قوت سے وہابیون کو شکست فاش دی۔ اور ان کا تعاقب کرتا ہوا نجد کی سرحد تک بڑھا چلا گیا۔ اور اُس وقت سعود نے جو اپنی مرکز حکومت شہر درعیۃ مین تھا یہ خیال کیا کہ لاؤ ذرا عربون کے اُس معاہدے کی غرض تو معلوم کر و جو اُنھون نے اہل فرانس کے ساتھ کیا ہے۔ چنانچہ اُس کے حسب الطلب لی سقاریس اور دریعی دونون سعود کے پاس گئے اور معاہدہ کی اصل غرض کا اُس پر انکشاف کیا۔ سعود معاہدہ کا اصل مقصد معلوم کرتے ہی خود بھی اس عہد مین شریک ہو گیا۔ کیونکہ وہ بھی فرانس والون کی طرح ترکون کا سخت ترین دشمن تھا۔ مگر اسی کے ساتھ وہ اس بات سے انکار کرتا رہا کہ انگریزون سے جو معاہدہ خود کر چکا ہے اُسے توڑ دے۔ تا آنکہ اس کو بتایا گیا کہ یہ آگ اصل مین نپولین

بوناپارٹ نے لگائی ہے۔ اور نپولین عربون سے اس بارہ مین مدد چاہتا ہے کہ اپنی فوجین ملک عرب وایران سے گذار کر ہندوستان پر حملہ کرے اور وہان سے انگریزون کی شوکت مٹادے۔ تب تو سعود بھی بڑی خوشی سے لی سقاریس کا ہم خیال بن گیا۔ اور اُس سے ہر گونہ مساعدت کا عہد کر لیا پھر لی سقاریس ۱۸۱۰ء مین ملک عرب سے اپنے وطن کو واپس چلا۔ مگر اُس کی یہ واپسی عین ایسے وقت مین ہوئی جبکہ فرانسیسی سپاہ شہر مسقوف سے بھاگ کر فرانس کو واپس چلی تھی۔ اور لی سقاریس نے یہ دیکھا کہ اُس کے تمام عہدنامون کے کاغذ اُس کے دشمنون کے ہاتھ لگ گئے ہین۔ اور جس قدر جد وجہد اُس نے کی تھی وہ سب برباد ہو چکی ہے۔ یہ دیکھکر اُسے اتنا سخت صدمہ ہوا کہ شدت رنج سے مرگیا۔

اور چونکہ انگریز خلیج فارس مین جزیرۂ الکرک پر قابض تھے۔ اور مخا۔ سوئیس۔ جدہ اور بحرین مین اُن کے وکلاء موجود تھے۔ پھر اسی کے ساتھ اُن کی نظرین مسقط۔ اور عدن کے شہرون پر قابض ہونے کے لیے لگی تھین۔ لہذا وہ جزیرہ نماے عرب کے واقعات اور حالات کو بڑی توجہ اور فکر کی نظر سے دیکھا کرتے تھے۔

:- آٹھوان مبحث

:- ۱۸۱۵ء مین دولت عثمانیہ کا اپنی سابقہ شوکت واپس لینا۔ اور جنت مکان محمد علی پاشا کی ملک مصر پر حکمرانی :-

ملک مصر سے نپولین کا قبضہ زائل ہوتے ہی عثمانی فوجین پھر آزاد اور خودمختار ہوگئین اور محمد علی پاشا نے اُس عزت وفخر کو دوبارہ تازہ کرنا چاہا جو مصر کو وہابیون سے معرکہ آرائی مین حاصل تھا۔ تاکہ اس فرقے کے رہے سہے زور حکمرانی کو بھی توڑ دے اور اُن پر کامل فتح وظفر حاصل کرے۔ چنانچہ ۱۸۱۱ء مین اُس نے اپنے فرزند طوسن پاشا کو ایک سپاہ جرار کے ساتھ وہابیون کے مقابلے پر روانہ کیا۔ طوسن پاشا نے ینبع اور سویج کو فتح کر لیا اور بدر کے نزدیک وہابیون پر فتح وظفر حاصل کی۔ اس کے بعد وہ الصفرا کی طرف بڑھا اور وہاں اُس وقت

پہاڑون کی تنگ گھاٹیون مین پناہ گزین تھے، یا اُن کی چوٹیون پر چلے گئے تھے۔ اور
طوسن پاشا کی سپاہ اُنھین پہاڑون کے اندر ہوکر بڑھی تھی۔ اس لیے وہابیون نے مصری
سپاہ پر چیرہ دستی حاصل کر لی اور اُسے بالکل منتشر اور غارت کرڈالا۔ فوج کی تباہی کے بعد
طوسن پاشا ینبع کو واپس چلا گیا، جہان اُس کے باپ کی طرف سے بہت سے سرداران سپاہ
نئی کمکی فوجین لیکر آئے۔ اور اس تازہ لشکر کی مدد سے طوسن پاشا نے پھر وہابیون پر حملہ کیا۔ اس
حملہ مین طوسن پاشا نے ۱۸۱۲ء مین مدینہ منورہ، جدہ، ینبل، طائف اور مکہ مکرمہ کو فتح
کر لیا۔ اور وہابی ان سب شہرون کو بالکل لوٹ کھسوٹ کر تباہ چھوڑ گئے تھے۔ وہابیون کا سرغنہ
سعود اس مرتبہ مصریون کے حملے سے چوکنا رہتا تھا۔ اور اس کے بعد ۱۸۱۳ء مین اُس نے
ایک جنگ مین مصری سپاہ کو شکست فاش بھی دی۔ مصریون کو یہ ہزیمت شہر طرابہ کے
سامنے ملی تھی۔ اور سعود نے اس کامیابی کے بعد مدینہ منورہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور الحنکیہ کے
مصری محافظ سپاہیون کو گرفتار کر کے اُن کی گردنین ماردین۔ سعود نے ایک چال یہ بھی
چلی کہ درپردہ یمن کے عربون سے سازباز کر لیا اور یمن والون نے بغاوت کر کے مکہ اور جدہ
کے اطراف مین ہنگامۂ عظیم برپا کیا۔ ان لوگون نے مکہ اور جدہ کا تعلق دیگر مقامات سے
بالکل منقطع کر دیا۔ اور اب مصر والے فتح پانے سے مایوس ہوگئے۔ بعدہ خود محمد علی پاشا عرب مین
آیا اور بذات خاص جنگی تدبیرین کرنے لگا۔ اُس کو کچھ کچھ وہابیون پر فتح بھی حاصل ہوئی اور
اسی دوران مین سعود مر گیا۔ سعود کی وفات کے وقت وہابی فرقے والے شہر طائف کا محاصرہ
کیے پڑے تھے۔ سعود کے بارہ بیٹے تھے مگر اُن مین سے ایک بھی اتنی قابلیت اور لیاقت
نہین رکھتا تھا کہ باپ کا جانشین بنے۔ اس لیے محمد علی پاشا کو چیرہ دستی نصیب ہوئی۔ اور
اُس نے شہر طائف کو محاصرین سے چھڑا لیا۔ ماہ جنوری ۱۸۱۵ء مین شہر خولج کے نزدیک محمد علی
پاشا وہابیون پر پوری طرح غالب آگیا اور قنفدہ کو لے لیا۔ نیز عسیر کے عرب قبائل پاشا
کے مطیع و منقاد بن گئے۔ اور طوسن پاشا ابن محمد علی پاشا نے بدل عبداللہ بن سعود سے جو

صلح نامہ کیا اُس مین ایسی شرطین لکھائین جو عبداللہ کو جاہ و جلال کے بلند رتبے سے بالکل نیچے گرا رہی تھین - اور چونکہ عبداللہ بن سعود نے ان شرائط پر ایمانداری کے ساتھ عمل نہین کیا اس لیے سنہ ۱۸۱۶ء مین محمد علی پاشا نے اپنے فرزند ابراہیم پاشا کو لشکر گران کے ساتھ ابن سعود کی گوشمالی کے لیے روانہ کیا - ابراہیم پاشا نے ڈیڑھ سال سے بھی کم عرصے مین ملک نجد کا بہت بڑا حصہ ابن سعود سے چھین لیا، ودالحنکیۃ، الناویہ، الخبرۃ، عنیزۃ، بوزیدہ شقرۃ اور درامنہ پر قابض و متصرف ہو کر اپنی افواج کے ساتھ شہر درعیۃ کے ایک پہلو پر خیمہ زن ہو گیا - ابراہیم پاشا نے ۲۲ - مارچ سنہ ۱۸۱۶ء کو درعیۃ کا محاصرہ کیا تھا - اور اسی سال کے ماہ اکتوبر مین عبداللہ بن سعود وہابیون کے رئیس نے اُس کے سامنے ہتھیار ڈال دیے - ابراہیم پاشا نے ابن سعود کو امان دیا اور اُس کے شایان شان اعزاز و اکرام سے پیش آیا - اُسے قسطنطنیہ روانہ کر دیا اور دربار قسطنطنیہ سے خواہش کی کہ وہ ابن سعود کو معافی دیدے - دربار سلطانی کے کارپردازون نے عبداللہ بن سعود کو تین دن تک آزاد رکھا اور شہر قسطنطنیہ کی خوب سیر کرائی - اور اس کے بعد ایاصوفیہ کے چوک مین اُس کی گردن ماردی گئی - یون ابن سعود کے قتل کے ساتھ وہابیون کی شوکت کا بھی خاتمہ ہو گیا - مگر یہ کہ اُن کے باقی ماندہ حصے نے جیسے کہ قبائل حرب تھے سنہ ۱۸۲۷ء مین پھر آتش بغاوت مشتعل کی - اور اُس کو بھی مصریون نے خاموش کیا - اور دوبارہ سنہ ۱۸۳۲ء مین اُنھون نے دولت عثمانیہ سے بغاوت کی اس مرتبہ اُنھون نے ایک ترک افسر "ترکچہ بلمز" کے مقابلہ مین سرکشی اختیار کی، جو اُن کے مقابلے مین ناکام رہا اور حجاز سے نکال باہر کیا گیا - ترکچہ بلمز یمن کو بھاگ گیا اور اُس نے شہر مخا مین پناہ لی بعد ازان سنہ ۱۸۳۶ء اور سنہ ۱۸۳۷ء مین تمام ملک عرب آتش جنگ سے مشتعل ہو گیا - اور اُس وقت محمد علی پاشا نے ایک ہی وقت مین احمد پاشا اور سلیم پاشا دو سپہ سالارون کو کثیر التعداد فوجین دیکر عسیر اور حجاز کے ملکون کو روانہ کیا - اور ان دونون افسرون نے اپنے فرائض بڑی خوش اسلوبی سے ادا کیے - یعنی عربون کو بہت جلد دولت علیہ کا مطیع و منقاد بنا لیا -

اور کو جاب ابراہیم پاشا یمن کی مہم پر ارسال کیا گیا تھا جس نے اپنی سپاہ کی مدد سے صنعاء کے امام کا حکم ملک یمن کے بیشتر حصے پر سے بزور شمشیر اٹھا دیا۔ اور جو تھا افسر خورشید پاشا کافی سپاہ لیکر نجد کے ملک پر حملہ آور ہوا تھا اُس نے سعود کے خاندان کے ایک شخص فیصل نامی کو ہزیمت دیکر دُلام کے میدانوں میں اُسے بھیر پھیر لیا۔ اور اس کے بعد تمام ملک نجد میں بڑھتا ہوا خلیج فارس کے سواحل تک جا پہونچا جو کہ الحسا اور القطیف کے علاقے ہیں۔ اس طرح محمد علی پاشا بلا شرکت احدے تمام ملک عرب کا حکمران بن گیا۔ لیکن چونکہ انگریزوں نے دیکھا کہ اُن کے فوائد اس امر میں ہیں کہ محمد علی پاشا کو عرب کے باہم ملنے جلنے کے تمام طریقوں پر قابض ہونے سے روک دیں۔ اور ہندوستان کی تجارت اپنے ہی قبضے میں رکھیں۔ اس لیے انھوں نے خورشید پاشا کو ٹوکا۔ اور جس وقت خورشید پاشا نے معرکہ دلام میں فتحیابی کے بعد بحرین کے جزائر پر قبضہ کرنا چاہا معًا اُس کو انگریزوں کی طرف سے یہ پیام ملا کہ اگر وہ ایسا کریگا تو انگریزی بیڑے ملک شام پر حملہ کر دیں گے۔ اور ماسوا اس کے جب محمد علی پاشا نے مسقط کے امام سے دوستانہ تعلقات قائم کیے ہیں اُس وقت بھی اُس پر واضح ہوا کہ اُس کے تمام مقاصد کو انگریزوں کی روک ٹوک سے صدمہ پہونچتا ہے۔ اور انگریز عدن پر قابض ہو کر یمن میں ایسے دخیل بن گئے ہیں کہ تمام دول یورپ کی نگاہوں میں کھٹک رہے ہیں۔ اب محمد علی پاشا کو اس بات سے مایوس ہو جانا پڑا کہ اُس کا یہ مدعا کہ مصر کے عربوں کو جزیرہ نمائے عرب کے باشندوں سے ملا دے پورا نہیں ہو سکتا۔ بدین وجہ اُس نے حرمین شریفین کی حکومت دولت عثمانیہ کو واپس دیدی حالانکہ اُسکے حاصل کرنے پر محمد علی پاشا نے سالانہ تقریبًا آٹھ ملین فرینک کی رقم اور ہزاروں قیمتی جانیں تلف کی تھیں۔ اسکے بعد ۱۸۴۹ء میں محمد علی پاشا اور ابراہیم پاشا باپ اور بیٹے دونوں فوت ہو گئے۔ اور ان کی وفات سے مصریوں کی قوت کمزور ہو گئی۔ اب وہابیوں کو دولت عثمانیہ سے سرکشی کرنے اور عرب قوم کے خود مختار بن جانے کا بہت عمدہ موقع تھا چنانچہ یہی ہوا۔

دوسرا باب

:- افریقہ کے عرب باشندے - مغربی افریقہ - وسطی افریقہ - سلک مراکش اور صوبۂ الجزائر کے :-

:- عرب باشندگان :-

اس باب مین دو مبحث ہین :-

:- مبحث اوّل :-

(:- مصر - ممالک بربریہ - مغرب - مغربی افریقہ - اور وسطی افریقہ کے عرب باشندگان :-

گو دولت علیہ عثمانیہ کی حکومت مصر، طرابلس، تونس اور الجزائر کے صوبجات و ممالک پر قائم رہی، مگر اس نے سواحل نیل سے لیکر بحر محیط اطلانطک کے سواحل تک جتنے عرب قبائل آباد تھے اُن کی قومی عادات و خصائل مین کوئی تغیر نہین پیدا کیا - وہ سب اس وقت بھی اُنھین فضائل اور برائیون کو اپنا لازمۂ زندگی بنائے ہوے تھے جو اہل بادیہ کے ساتھ مخصوص ہین - اور اسلام کی اولین فتوحات کے زمانہ مین جو اُن کے قومی خصائص تھے وہی آج تک موجود ہین - یہ لوگ صرف اس شرط پر سلطان کو خراج ادا کرنے کے لیے تیار تھے کہ اُن کی خودمختارانہ زندگی مین کوئی خلل نہ ڈالا جائے - اور جیسے کہ وہ خلقتًا آزاد اور آزادہ منش ہین اُنھین ویسا ہی رہنے دیا جائے - ہم نے پچھلے زمانہ کے مصریون مین بھی وہی بات دیکھی ہے جو قدیم عربون مین نظر آتی تھی - اور وہ یہ ہے کہ عرب قوم کے افراد کی عقل قضا و قدر کو بہت مانتی ہے - اور دستکاری کی چیزون پر وہ نہایت اچھی طرح غور کر سکتے ہین اور ان دونون باتون سے ہم کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت محمد علی پاشا وہابیون پر فتحیاب ہوا اور اُس نے یہ ارادہ کیا کہ اپنی نوخیز اور تمدن یورپ کو حاصل کرنے پر مستعد حکومت کے ذریعہ سے دولت عثمانیہ کی امداد اور پشت گرمی کرے، تو پاشاے موصوف نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اپنے زیر اقتدار لوگون اور رعایا مین اعلیٰ اوصاف اور علم و فضل اور تمدن کی روح تازہ کرنے پر کمربستہ ہوا - اُس نے بکثرت

فرانسیسی زبان کی علمی کتابین زبان عربی مین ترجمہ کرائین۔ اور بہت سی کتابین بولاق
کے سرکاری مطبع مین طبع بھی کی گئین۔ لیکن بات یہ ہوئی کہ انگریزون نے در پردہ محمد علی پاشا
کے مقاصد کو ناکام بنانے کی سعی کی۔ وہ مقاصد جو محمد علی پاشا کی وفات کے بعد خود بخود
معدوم ہوگئے۔ مصر کے عرب باشندگان اور مغرب کے بربری ممالک کے عرب ساکنین نے
دولت عثمانیہ کی حکومت تسلیم تو کی۔ مگر محض نام کے لیے اور رسمی طور پر۔ ورنہ در اصل وہ آزاد اور
خود مختار رہے۔ اور شمالی افریقہ اور اس کے مشرقی سواحل پر خود عربون ہی کی حکومت نمایان تھی
اہل قرآن نے سترھوین صدی عیسوی کے آغاز مین افریقہ کو اشاعت دین اسلام کی جولانگاہ
بنایا اور وہ مسلمانون کے دینی امام صالح عباسی کے زمانہ مین بلاد سوڈان کو تمامتر دین اسلام کے
رقبۂ اطاعت مین داخل بنا گئے خود امام صالح نے مملکت وادی مین سیاحت کی اور یہان کی باشندون
کو مشرف باسلام بنایا۔ اسی زمانہ مین سلطان صابون نے جواب سوڈان کے ملک پر فرمانروا ہے
بجیرمہ کے ملک پر قبضہ کیا اور وہان کے رہنے والون کو دین محمدی صلعم مین داخل کیا۔ اور پھر یہ
دین ترقی کرتا ہوا افریقہ کی جھیل چاڈ تک پہونچ گیا۔ وسطی افریقہ مین عربی حکومت اور دین
کی اشاعت کا حال اُن یورپین سیاحون نے بچشم خود مشاہدہ کیا ہے جنھون نے اس ملک
مین سیاحت و سفر کرنے کی بیحد تکلیفین برداشت کین اور محض عرب رہنماؤن کی عنایات
سے وہ اس سیاحت مین کامیاب ہوسکے۔ یہ سیاح کردفان اور دارفور ہو کر افریقہ مین گئے
تھے یا طرابلس سے روانہ ہو کر صحراے اعظم مین سفر کیا تھا۔ خلاصہ یہ ہے کہ جس زمانے مین وہابی
فرقہ جزیرہ نماے عرب مین دین اسلام کی تجدید کر رہا تھا۔ ٹھیک اُسی وقت سوڈان مین
بھی عرب مشنری دین اسلام کو رونق و بہاے تازہ دے رہے تھے اور اُسکی اشاعت مین سرگرم تھے

مبحث دوم

:- ملک مراکش۔ اور صوبۂ الجزائر کے حالات :-

مغربی افریقہ نے مملکت مراکش سے کسی قدر تمدن کا اکتساب کیا۔ مملکت مراکش اس عہد مین داخل

عربی سلطنت تھی جس پر غیرون نے کوئی اقتدار حاصل نہین کیا تھا۔ اور وہ حقیقی طور پر عربی
قوم کے ظہور کا علم بلند کر سکتی اور مستقل عربی حکومت بن سکتی تھی۔ لیکن مراکش کے حکمران
خاندان کی باہمی نا چاقی اور نفاق نے مملکت پر انحطاط کی حالت طاری کردی۔ مراکش کا
موجودہ سلطان عبدالرحمن سنہ ۱۸۲۲ء مین اورنگ نشین سلطنت ہوا تھا۔ اور مکناسہ ،
فاس اور مراکش، یہ تینون بڑے بڑے شہر عزت وجلال کا کچھ نہ کچھ حصہ پائے ہوے
تھے۔ بالخصوص شہر فاس تو مشرقی علوم ومعارف کا آخری ملجا و ماوی تسلیم کیا جاتا تھا،
جہان ایشیا اور اندلس کی عربی حکومتون کی تباہی کے بعد نادرۂ روزگار علمی کتابون اور عالمون
نے پناہ لی تھی۔ اس شہر مین بہت سے مدارس قائم تھے۔ اور ایک عظیم الشان کتب خانہ
نفیس ترین قلمی عربی کتابون سے بھرا ہوا تھا۔ اس شہر کے علماء نے کسی یورپین کو اس کتب خانہ
کی خبر نہین ہونے دی تھی۔ اور وہ اس کو بالکل صیغۂ راز مین رکھتے تھے ممکن ہے کہ مملکت مراکش
کی آبادی اور مردم شماری چھ ملین نفوس سے زیادہ ہو جن مین عرب۔ بربر۔ یہود اور زنگی وغیرہ
سب شامل ہین۔ ان مین سے بربر قوم کے آدمی کوہستان اطلس کے سلسلے پر پھیلے ہوے ہین
اور یہ کوہستان ملک کے جنوب مغربی گوشہ سے شمال مشرقی گوشہ تک ممتد ہوتا چلا گیا ہے۔
دریاے شور کے سواحل سے متصل علاقۂ ریف کے کوہستان ہین اور یہ علاقہ بہت سے خودسر
اور آزاد قبائل کے تحت حمایت ہے۔ ہمین ان قبائل کا نام معلوم نہین ہو سکا ہے۔

مملکت مراکش کی سرزمین دو قسمون پر تقسیم ہو سکتی ہے۔ ایک حصہ ٹیلون اور پشتون سے
معمور ہے اور دوسرا حصہ ریگستانی ہے۔ ٹیلون کی سرزمین کا رقبہ ۵۷ میریا میٹر طویل اور
تیس یا چالیس میریا میٹر عریض ہے۔ اور اس کی سطح ۳۲۲۵ میریا میٹر مربع ہے۔ یہ حصہ الجزائر کے
ٹیلون سے دو چند ہے۔ اور مراکش کا ریگستان وسعت اور رقبہ مین الجزائر کے ریگستان سے
مشابہ ہے۔ مراکش اور الجزائر کے جنوب و مشرق مین ایک چھوٹی سی ریاست مملکت سیدی
ہشام کے نام سے مشہور واقع ہے یہ ریاست سنہ ۱۸۱۰ء مین قائم ہوئی ہے اور اس کے باشندے

عرب اور شیلوق اقوام کے آدمی ہین۔ دارالریاست کا نام طالان ہے۔ جو ٹمبکٹو اور مراکش کے مابین تجارتی قوافل کا مرکز ہے۔

افریقیہ کی اس سمت کے کوہستان نہایت بلند ہین۔ اور اُن کا نشیبی دامن ایک ہی صورت کا ہے۔ اس حصۂ افریقیہ کے دریا اور ندیان مشرقی افریقہ کے خطہ سے بہت بڑی ہین۔ اور ان دریاؤن مین سے ملویہ۔ نقوص۔ العورا۔ الاصبو۔ ام الربیۃ اور بورغراز نامی دریا جنوب سے شمالی طرف بہتے ہین۔ اور الغویر۔ الزیز۔ اور وادی دراعۃ تین دریا شمال سے جنوب کو بہتے ہین یہ سب ملک نہایت سرسبز اور پررونق ہین۔ اور ان کی قوت اور ثروت کے تمام وسائل کا ہمین علم نہین ہے کہ کیا ہین۔

شاہان یورپ کو اس بات کا بہت شوق تھا کہ وہ شمالی افریقہ کے ساحل پر اہم مقامات اپنی ملک مین لائین جہان تجارتی منڈیان قائم کرسکین۔ اور اس ملک کے باشندون کو اپنے یورپین نشانات حکومت کی تعظیم کرنے پر مجبور بنائین۔ شاہان یورپ مراکش، الجزائر، طرابلس اور تونس کے حکام سے اس قسم کے تعلقات قائم رکھتے تھے۔ جن کے نتیجے مین منافعت کا نفع حاصل ہوا۔ اور پھر ۱۸۲۷ء سے فرانسیسیون نے دوبارہ الجزائر مین قدم رکھا۔ یہان تک کہ ۱۸۳۰ء مین اُس پر بالکل قبضہ و تصرف کرلیا۔ اس فرانسیسی تسلط سے شمالی افریقہ کی حالت بالکل بدل گئی۔ اور وہان سے ترکی حکومت کے تعلقات مٹ مٹا گئے۔ جولائی ۱۸۳۰ء مین مملکت فرانس ایک انقلاب عظیم مین مبتلا ہوگئی۔ اور اس انقلاب نے دولت فرانس کو ممالک مغرب مین اپنی حکومت کا دائرہ وسیع کرنے سے روک دیا۔ اور اس توسیع اقتدار کا دوسرا مانع یہ امر ہوا کہ عرب اور ترک نصارے کے سخت ترین دشمن تھے۔ اور گو ان کے ہم قوم سردار آپس مین کٹے مرتے اور ایک دوسرے سے برسر جنگ رہتے تھے۔ پھر بھی نصارے کے مقابلے مین اُن کے اندر اتحاد کی روح پھونک جاتی تھی۔ چنانچہ افریقیہ کے مشرقی خطون مین حاجی احمد ابن عیسی اور ابن زامون تین سردار باہم خانہ جنگی مین مبتلا تھے۔ اور مغربی سمت کے علاقون مین

علی مبارک، برقانی، ابی مزاراق اور ایسے ہی دیگر امرا کی باہمی جنگ و پیکار کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔

الجزائر کا صوبہ چار اقلیموں پر منقسم تھا۔ عران۔ قسطنطنیہ۔ تیتری۔ اور الجزائر۔ انمین سے تین پہلے مذکور شدہ اقالیم یعنی عران۔ قسطنطنیہ اور تیتری۔ یہ مملکت الجزائر کے والی اور گورنر جنرل کا نائب منتظم حکومت تھا۔ اور اقلیم الجزائر کی تدبیر ملک داری عرب آغا کے سپرد تھی جس کی حکومت مین تلیدہ اور سہل حمزہ۔ ابواب الحدید تک داخل تھا۔ اور اقلیم الجزائر کے مغرب مین اقلیم عران واقع تھی جو کوہستان اطلس کے چھوٹے سلسلہ سے محصور اور مملکت مراکش کے حدود سے متصل ہے۔ اقلیم قسطنطنیہ مین وہ سب علاقہ شامل ہے جو اس کے مشرق مین اُن خطون پر حاوی ہے کہ وہ سب دریاے وادی الرمل سے سیراب ہوتے ہین۔ اور اس اقلیم کے جنوب مین اقلیم تیتری کا علاقہ ہے۔ یہ علاقہ دریاے الشلیف کے کنارون سے شروع ہو کر طول مین کوہستان اطلس کے بڑے سلسلہ کے پہلوون پر ممتد ہوتا چلا گیا ہے۔

الجزائر کے بڑے والی یعنی عثمانی گورنر جنرل کی حکومت کو زوال آگیا تو اقلیم قسطنطنیہ پر حاجی عبدالرحمن خود مختار فرمان روا بن بیٹھا۔ فرانس والون نے اس سے کوئی تعرض نہین کیا اور یہ بے خرخشہ حکومت کرتا رہا۔ عران اور تیتری کی اقلیمون مین جس قدر عرب قبائل کے شیوخ تھے، انھون نے یہ ارادہ کیا کہ اس موقع پر دوبارہ اپنی شان کی عظمت اور حکومت کی از دست رفتہ قوت واپس لین لیکن وہ اس مقصد پر متفق و متحد نہ بن سکے۔ اور انجام یہ ہوا کہ اُن مین سے بعض نے مراکش کے سلطان عبدالرحمن سے حمایت کا معاہدہ کر لیا۔ اور سلطان مذکور نے کچھ فوجی دستے سقرہ اور تلمسان کو بھیجدیے۔ اور بعض دیگر مشایخ عرب نے اُن اہل ترکان کے زیر حمایت آنا پسند کیا جو اُس وقت بونہ اور المہدی کلان کے شہرون مین قدم جمائے پڑے تھے۔ اس کے بعد فرنچ افواج کا سپہ سالار اعظم کلوزیل (Clausel) ماہ ستمبر ۱۸۳۰ء شہر الجزائر مین آیا۔ اور اُس نے الجزائر کی مملکت پر تسلط حاصل کرنے کی جدوجہد شروع کی

کلوزیل نے اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے صاحب قوت وشوکت مشائخ عرب کو اپنے ساتھ ملالیا اور اُن کی امداد واعانت سے مملکت الجزائر کو قابو مین لے آیا۔ چنانچہ اُسی وقت سے اہل فرانس کلوزیل کی اس راے کے پابند چلے آرہے ہین۔ اس کارروائی کے بعد فرانسیسیون کو معلوم ہوا کہ عرب شیخ ابو مزراق جو اقلیم تیتری کے علاقۂ المدیۃ مین واحد طاقتور سردار تھا بظاہر تو اُن سے اطاعت کا اظہار کرتا ہے، لیکن در پردہ عربون اور مراکشیون کو اُن سے معرکہ آرا ہونے کی ترغیب دے رہا ہے چنانچہ اہل فرانس نے ابو مزراق پر فوجکشی کی اور فتح پاکر اُسے گرفتار کرلیا۔ پھر اُس کی جگہ مصطفےٰ بن عمر کو المدیۃ کا حاکم مقرر کردیا جس نے اہل فرانس سے سچے دل کے ساتھ اطاعت اور دوستی رکھنے کا وعدہ کیا تھا۔

الجزائر کے مستحکم قلعون کی حفاظت طائفہ کولہ کے سپرد تھی۔ یہ گروہ حکومت عثمانیہ کی طرف سے اس خدمت پر مامور تھا۔ مگر جب الجزائر سے عثمانی حکومت برطرف کردی گئی تو عربون نے اُن قلعون کو گھیر لیا اور اُن پر قابض ہونے کے درپے ہوے۔ کولہ کے سردار حسن بیگ نے اپنے اوپر عربون کا نرغہ دیکھکر فرانس والون سے کمک مانگی اور کلوزیل نے اپنی کچھ فوجین شہر المرسی الکبیرہ کی طرف اور کچھ سپاہ شہر عران کو روانہ کی۔ اس کے بعد تونس کے حاکم نے فرانسیسیون سے ایک معاہدہ کرکے شہر عران کو اپنے زیر تصرف کرلیا اور ۸۔ اگست ۱۸۳۱ع کو جبکہ الجزائر کی فوج سپاہ کا سپہ سالار اعظم برتزین (Berthesene) مقرر ہوا ہے، فرانسیسیون نے شہر عران کو حکمران تونس سے پھر واپس لے لیا۔ اُس وقت جبکہ برتزین نے فوج سپاہ کی کمان اپنے ہاتھ مین لی ہے، اُس کے ماتحت کل سات ہزار سپاہی تھے اور ملک کا یہ حال تھا کہ ہر علاقہ مین عربون نے شورشین برپا کر رکھی تھین۔ اُنھون نے شہر المدیۃ کا محاصرہ کرلیا تھا۔ اور فرانسیسیون کے دوست اور آوردہ سردار مصطفےٰ بن عمر کے پاس سامان رسد اور وسائل جنگ کا خاتمہ ہوچکا تھا۔ اس سبب سے عربون نے شہر المدیۃ کو فتح کرلیا اور یہ شہر فرانس والون کے قبضے سے نکل گیا۔ المدیۃ

۲۵ جون ۱۸۳۱ء کو مفتوح ہوا تھا - اور عرب اس خیال مین مگن تھے کہ تھوڑے ہی دنون مین فرانس والے سرزمین الجزائر سے نکال باہر کر دیے جائین گے

عربون کے جنگجو جتھے گروہ در گروہ مستغانم اور تلمسان کے شہرون پر پیہم چلے آ رہے تھے اور گوشہ نشین درویش سید محی الدین اپنے فرزند عبدالقادر کے ظہور کا راستہ صاف بنانے مین منہمک تھا - اس کا قیام شہر مسکرہ مین تھا، جو ترکون کی بے قاعدہ سپاہ کا قتل عام کیے جانے کے بعد سے جنگ کا مرکز قرار پایا تھا - مگر سپہ سالار بوائر (Boyeru) ان سب عرب سرکشون کو مغلوب بنانے مین کامیاب ہو گیا - اور شہر ازروا فرانسیسیون کا ہم عہد یعنی حلیف تھا، اس نے عران اور المرسی الکبیر دونون شہرون کی محافظ فوج سپاہ کو ہر قسم کا ضروری سامان رسد بہم پہونچا دیا - اسی حالت کے دوران مین خاص شہر الجزائر کے اطراف مین ایک بہت بڑی جتھا بندی ہو رہی تھی - جس مین بلیدہ اور قولیہ کے تمام باشندے شامل تھے - اور المدیہ کے باشندون نے اپنے آپ کو سلطان مراکش کی رعایا بنا لیا تھا - لیکن سپہ سالار برتزین ان سب گروہون پر غالب آیا - اور ان کو زیر کر کے اُس نے علی مبارک کو عربون کا آغا یعنی سردار اعظم مقرر کیا - اور یون اپنی حسن کارگزاری سے اہل فرانس کے دشمنون کو عارضی طور پر ان کا موافق بنا لیا -

نومبر ۱۸۳۱ء مین ڈیوک ڈی رویجو (Le duc de Rovigo) شہر الجزائر مین آیا اور چند ہی ماہ بعد اہل فرانس نے پہلے سے زیادہ بڑی تعداد کی افواج کے ساتھ لڑائیان شروع کر دین - اس فرانسیسی حملہ آوری کا دروازہ شیخ فرحات نے کھولا - یہ شیخ قسطنطنیہ کے ترک حاکم کا دشمن جانی تھا - اُس نے اپنے چند ایلچی فرانس والون کے پاس روانہ کیے - اور اہل فرانس نے جو اُس وقت قبیلۂ عوفیہ کی سرزمین مین مقیم تھے ان ایلچیون کو گرفتار کر کے ۱۰ اپریل ۱۸۳۲ء کو انھین قتل کر ڈالا - اُس بات سے عربون کی رگ حمیت جوش مین آ گئی اور وہ سب فرانسیسیون کے خلاف متحد ہو گئے - علی مبارک کا فرانسیسیون کو برا

جانثار سرکش عربون کے لیے قوت بازو بن گیا۔ اور وہ بغاوت پر کمربستہ ہو گئے۔ لیکن اکتوبر ۱۸۳۲ء مین ان کو بالکل منتشر اور پراگندہ بنا دیا گیا۔ اور انھین کوئی کامیابی نہ حاصل ہو سکی۔

اسی زمانے مین مملکت الجزائر کے مشرق مین بھی کئی اہم حادثات پیش آئے۔ کیونکہ شہر بونہ جس پر اہل فرانس نے تھوڑے عرصے تک فوجی قبضہ رکھا تھا، حاجی احمد قسطنطنیہ کے بیک یعنی حاکم کی اطاعت سے نکل گیا۔ اور حاجی احمد نے ۵۔ مارچ ۱۸۳۲ء کو اس پر حملہ کیا۔ کیونکہ اُسے ایک بندرگاہ کی سخت ضرورت تھی۔ اور یہ حاجت شہر بونہ پر تسلط پانے سے پوری ہو سکتی تھی۔ چنانچہ احمد بیک نے بونہ کو فتح کر کے اسپر قبضہ کر لیا اور اپنے مخالفین کا جنھون نے اس شہر کی حوالگی مین اُس کا مقابلہ کیا تھا سخت قتل عام کیا۔ اس امر سے احمد بیک کو ناموری تو بڑی حاصل ہوئی اور اُس کی دھاک بھی بیٹھ گئی۔ مگر اس کے بعد ماہ مئی ۱۸۳۲ء مین اہل فرانس نے بونہ کو پھر واپس لے لیا۔ اور گو احمد بیک نے اس شہر کو اہل فرانس سے واگذار کرانے مین بڑی حوصلہ مندیان دکھائین تاہم اُسے کچھ فائدہ نہ حاصل ہوا۔ اور وہ بونہ کو فرانسیسون کے چنگل سے نہ چھڑا سکا۔ سیاہ ارمنڈی کے افسر نے چند بہادرون کی مدد سے القصبہ پر بھی تسلط کر لیا۔ اور ۱۸۳۳ء مین شہر الجزائر مع اپنے قرب وجوار کے اور دریائے میتجہ اور دریائے مازفران اور سمندر کے مابین جس قدر اراضی ہے وہ سب اہل فرانس کی مطیع و منقاد بن گئی، جو اس وقت تک شہر عران اور المرسی الکبیرہ کے قلعے مین خیمہ زن تھے۔ اور تلمسان اور مستغانم کے زبردست جنگی گروہ کولہ نے اُن سے صلح و اطاعت کا معاہدہ کر لیا۔ کولہ کے گروہ کا یہ معاہدہ تکمیل پاتے ہی سلطان مراکش نے یہ محسوس کیا کہ اب تلمسان و مستغانم مین اُس کا اثر کمزور ہو گیا ہے۔ لہذا اُس نے اپنی قلمرو کی توسیع سے دست برداری کر لی اور ان مقامات سے تعلق قطع کر لیا۔ حاجی احمد بک نے شہر بونہ پر قابض ہو جانے کے بعد یہ طمع کی کہ شہر بجایہ کو بھی لیلے۔ اور اُسکا فضول محاصرہ کر لیا

اور بعد ازان شہر بونہ بھی اُس سے بر سر مقابلہ آیا اور جنگ چھڑ گئی - ۲۹ - ستمبر ۱۸۳۲ء کو جنرل تیریزیل (ٹریزیل) نے شہر بجایہ کو فتح کر لیا - اور جو قبائل ۱۸۳۱ء سے اس وقت تک اس شہر کے مالک بنے ہوے تھے، اُن کی بہت سخت گوشمالی کی -
اسی عرصے مین کئی بار ایسا اتفاق ہوا کہ فرانسیسی جہازات الجزائر کے ساحل سے دور بھگا دیے گئے اور چند دیگر قبائل جنرل تریزیل کی امداد و اعانت کے واسطے بھی آتے رہے
سید عبد القادر اپنے والد سید محی الدین کی وفات کے بعد عربون کا شیخ ہوا تو اُس نے الجزائر کے تمام علاقون سے عربون کو جنگ کے لیے طلب کیا - اور فرانسیسیون کو غافل پا کر اچانک جہاد کا علم بلند کر دیا - اُس کی بڑھتی ہوئی رفتار ترقی کو فرانسیسیون کی متعدد فتحمندیان کچھ بھی نہ روک سکین اور عام طور سے مشہور ہو گیا کہ عبد القادر اقلیم تلمسان کا حاکم (بیک) ہے - عبد القادر نے شہر ارزوا پر قبضہ کر لیا اور یہان کے قاضی کا سر کٹوا ڈالا کیونکہ اُس نے فرانس والون سے دوستی کا معاہدہ کر لیا تھا - اور اب عبد القادر نے شہر مستغانم پر قابض ہو جانے کی دھمکی دی - اس لیے فرانسیسی شہر مذکور کے گرد جمع ہو گئے اور اسے اپنی حفاظت مین لے لیا - پھر انھون نے قبائل دویر اور زمیلہ کی امداد سے عبد القادر کو شکست دی اور اُسے یکم اکتوبر ۱۸۳۳ء کو ارزوا سے بمقام عین البیضاء نکال دیا - اور ۳ - دسمبر ۱۸۳۳ء کو تلمسان مین منہزم کیا - پھر ۲۶ - فروری ۱۸۳۴ء مین عبد القادر کو اس بات پر مجبور بنا دیا کہ وہ فرانسیسیون سے چند شرائط پر صلح کرلے اور یون یہ لڑائیان ختم ہو گئین -
لڑائی جھگڑے سے فرصت پا کر فرانس والون نے شہر الجزائر کے میدانون مین بوفاریق کے پلون کی مرمت کی - اور الدویرہ مین فوجی چھاونی تعمیر کی - مدیہ - اور بلیدہ دونون شہرون کے رہنے والے خفیہ طور سے فرانسیسیون کے ساتھ مل گئے جن کی وجہ سے اہل فرانس کو قبائل متیجہ کا کوئی خوف باقی نہ رہا - فرانسیسیون نے ایک جماعت مدبرین کی اس بات کے سوچنے کو مقرر کی کہ انھین کون سے وسائل اختیار کرنے چاہیین جن کے

ذریعہ سے مفتوحہ ممالک کو امن وامان کے زیر سایہ رکھ سکیں ۔ ۲۲ جولائی ۱۸۳۴ء کو گورنمنٹ فرانس کا ایک فرمان اس مضمون کا آیا کہ مملکت الجزائر مین جدید آئین سیاست کا نظام جاری کیا جاتا ہے ۔ اور اس فرمان کے روسے الجزائر مین ایک سپہ سالار افواج مامور ہوا اور کئی افسر دیگر خدمات پر مقرر کیے گئے ۔ اور ایک بااختیار گورنر جنرل مقرر ہوا مگر یہ سب جنرل "ڈرویٹ ڈرلون" (Drouet d'Erlon) کے ماتحت رکھے گئے جو کہ امور مملکت کا منتظم اعلے قرار پایا تھا ۔ اور جنرل مذکور نے الجزائر مین قیام پذیر ہونے والے اہل فرانس کے اخراجات گھٹا دیے ۔ اُس نے میونسپلٹی کے سپاہیون سے ایک فوجی جمعیت ترتیب دی ۔ اور عربون کے آغا کا منصب جو علی مبارک کی بدعہدی کے بعد سے توڑ دیا گیا تھا از سر نو قائم کیا ۔ اور اس منصب دار کے خاص آدمیون کو نئے فوجی اسٹیشن حوش چاوش نامی مین رہنے کی جگہ ملی ۔ یہ قیامگاہ بوفاریق کے نزدیک ہے ۔

اُدھر امیر عبدالقادر نے فرانس والون کے ساتھ ایک سال تک ہدنہ قائم رکھا ۔ اس سال کے دوران مین امیر موصوف نے اپنی قوت اور شوکت خوب بڑھالی ۔ اور جتنے شہر اور علاقے اہل فرانس کے زیر حکومت نہین آئے تھے ان سب پر اپنی حکومت قائم کرلی ۔ عران اور تتری کی دونون اقلیمون مین امیر عبدالقادر کے بکثرت خلیفہ پھیل گئے ۔ اور وہ ان سب ملکون مین عربی قوم کا وکیل یعنی قائم مقام اور سرگروہ مانا جاتا تھا ۔ اُسے ایک حادثہ بھی پیش آیا جس سے اُس کی قوت کمزور ہو جانی چاہیے تھی مگر قدرت ایزدی سے وہی حادثہ امیر عبدالقادر کی مزید تقویت کا سبب بن گیا ۔ اور یہ حادثہ حسب ذیل ہے :-

موسیٰ درقاوی جس کو دینی تعصب بہت سخت تھا ، دو ہزار مسلمانون کی جماعت سے شہر مدیتہ پر حملہ آور ہوا ۔ کیونکہ یہ شہر عبدالقادر کا ساتھ دینے سے روگردان تھا اور اس کے بعد درقاوی نے شہر ملیانہ کا بھی محاصرہ کرلیا ۔ اس حالت کو دیکھکر عبدالقادر درقاوی سے معرکہ آرا ہوا ۔ اور شہر مدیتہ کو اُس سے چھین لیا ۔ اس کے بعد عبدالقادر نے تیجہ وغیرہ عرب

قبائل پر تمام علاقون مین اپنی طرف سے سردار مامور کیے۔ اور شہر مستغرہ سے پلٹ کر جنگ کی تیاریان کرنے لگا۔ اس وقت دریاے التفنہ کے دہانے کے راستے سے غیر ممالک سے جنگی سامان کے ذخائر عبد القادر کے پاس آ گئے تھے۔ اور اُس نے قبائل دویرہ و زملیہ کو سزا دینے کا ارادہ کیا تھا کیونکہ یہ قبائل فرانسیسیون کے دوست بن گئے تھے۔ عبد القادر کی حرکت دیکھکر یکم فروری ۱۸۳۵ء کو جنرل ڈیمیشل (Desmichels) کے جانشین جنرل ٹریزیل نے فوج سیاہ کو بڑھایا۔ اور ماہ جون کے ابتدائی ایام مین قبائل مذکورۂ بالا کی سرزمین کے آگے خیمہ زن ہو گیا۔ تاکہ مسلمانون کے حملون کو خود روک سکے اُس نے کئی معرکے کیے مگر وہ سب نتیجہ سے خالی رہے۔ اور آخر مین مسلمانون نے حملہ آور ہو کر جنرل ٹریزیل کو دریاے المقطعہ کے کنارون پر سخت شکست دی۔ اور وہ بڑی مشکلون سے جان بچا کر شہر ارزوا مین واپس پہونچ سکا۔ مسلمانون کو اس فتح سے بڑی خوشی حاصل ہوئی اور اب اُنھون نے عبد القادر کے شیخ المسلمین ہونے کا اعتراف کر لیا حتی کہ شہر بلیدہ نے بھی دیگر شہرون کی تقلید کر لی اور عبد القادر کی طرف سے ایک حاکم اپنے ہان مقرر کرا لیا۔

شہر قولیعہ فرانسیسون کی اطاعت پر یون قائم رہا کہ قبیلۂ دویرہ کے بالمقابل اور اُس شہر کے مغربی جانب تپادیست کا فوجی کمپ موجود تھا۔ مگر اصل یہ ہے کہ فرانسیسی اس وقت نہایت تنگ آ رہے تھے اور اُن کو ہر قسم کی تکلیفون اور مصائب سے سامنا تھا۔ تاہم اسی حالت مین جنرل کلوزیل، جو الجزائر کا گورنر جنرل بھی تھا، عبد القادر سے معرکہ آرا ہونے پر تیار ہو گیا۔ اور اُس نے ارادہ کیا کہ خاص شہر مسکرہ مین جو عبد القادر کی حکومت و شوکت کا مرکز ہے اُسے گھیر لے۔ چنانچہ ماہ اگست ۱۸۳۵ء مین جنرل کلوزیل نے اپنی فوجین جزیرۂ حشقون مین اُتارین یہ جزیرہ دریاے التفنہ کے دہانے پر دباؤ ڈالتا اور اُس کی ناکہ بندی کے لیے بہت موزون تھا اور ایک خاص خوبی اُس مین یہ تھی کہ یہ جزیرہ سطح سمندر سے اتنا ہی بلند تھا جس قدر کہ شہر تلمسان مرتفع ہے۔ جزیرۂ حشقون کے وسیلے سے دریاے التفنہ

کی ناکہ بندی کرکے جنرل کلوزیل نے جنگی تیاریان شروع کردین۔ اور ۲۶۔ نومبر ۱۸۳۵ء
کو یہ تیاریان مکمل ہوگئین۔ اس کے بعد وہ ڈیوک اورلیان کو اپنے ساتھ لیکر عبدالقادر
کی طرف پیش قدمی کرنے لگا۔ فوج سپاہ کی کثرت اور جنگی تیاریان دیکھکر امیر عبدالقادر نے
اندازہ کیا کہ وہ اُن کا مقابلہ نہین کرسکیگا اس لیے جنرل کلوزیل کے بڑھتے ہی امیر مذکور نے
اپنا تمام سامان۔ موجودہ دارالحکومت سے کسی دوسرے محفوظ ترین مقام پر منتقل کردیا اور
شہر مسکرہ کو جلا کر خاک سیاہ کردیا۔ اور خود بھی پیچھے ہٹ گیا۔ ۵۔ دسمبر ۱۸۳۵ء کو اہل فرانس
مسکرہ کے کھنڈرون مین داخل ہوے اور جتنے توپچی وہان ملے ان کو قتل کرنے کے بعد
اپنے اصلی کیمپ کو لوٹ گئے۔ اہل فرانس کے شہر مسکرہ پر یون قابض و دخیل بن جانے
اور امیر عبدالقادر کی بلا جنگ پسپائی سے عربون کے دلون پر عبدالقادر کا جو سکہ جما ہوا تھا
وہ بہت کچھ زائل ہوگیا۔ اور اب پھر بہت سے عربی قبائل اہل فرانس کے ساتھ مل گئے۔
اس کے بعد عبدالقادر نے تلمسان کے علاقے پر حملہ آور ہونا چاہا تو فرانسیسیون نے اُس کو
شکست فاش دیدی اور دور تک اُس کا تعاقب کیا۔ عبدالقادر اپنے بے مثل صبا رفتار
گھوڑے کی وجہ سے نرغۂ اعدا کے باہر نکل گیا ورنہ اُس کی گرفتاری مین کیا رکھا تھا۔
امیر عبدالقادر کی شوکت مٹ گئی تو دریاے التفنہ کے بائین کنارون پر جو عرب قبائل
آباد تھے انھون نے اور نیز اہل مراکش نے عبدالقادر سے امداد و اعانت کا عہد کیا۔ اور
اب امیر موصوف کے لیے ایک نیا گروہ مددگارون کا پیدا ہوگیا۔ جن کی مدد سے اُس نے
اپنے دشمن فرانسیسیون پر حملہ کیا۔ اور جبکہ اہل فرانس تلمسان اور عران کو واپس جا رہے
تھے۔ یہ اُن کو کچھ دق کرنے مین کامیاب ہوگیا۔

الجزائر کے عرب سردارون نے فرانسیسیون کے حاکم اکبر سے درخواست کی کہ وہ انھین
قبائل عرب کا شیخ مقرر کردے۔ درخواست کرنے والے بہت سے تھے۔ اور اُس سے شہر
الجزائر کے مضافات مین انتظام ملک اور امن و سکون از سر نو قائم ہوگیا۔ اور اب

قلعہ بندیون کے باہر بھی اراضی کی کاشت ہونے لگی۔ غرضکہ الجزائر کے مشرقی علاقون کا حال روز بہ روز بہ ہونے لگا۔ قبائل بجایہ کے آپس مین اختلاف اور ناچاقی تھی۔ اس سے اہل فرانس کو یہ موقع حاصل ہوا کہ وہ اُن قبائل کو چپ رکھ سکے اور ان کی شرارت سے بچا رہے۔ اسی طرح قبائل بونہ مین بھی اندرونی نفاق کا زور ہونے سے اہل فرانس کو بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔ کیونکہ انھون نے اُن قبائل کے شیخون کو اپنا خلیفہ بنا کر اُن سے فوج سیاہ کے قسطنطنیہ پر پیش قدمی کا راستہ کھلوا لیا۔

۱۸۳۶ء کے ابتدا مین امیر عبدالقادر نے پھر اہل فرانس پر حملے شروع کیے اور اُسکی تاخت و تاراج نے الجزائر کے جنوبی علاقجات کے عرب قبائل مین بے چینی کی حرکت پیدا کی تو فرانسیسیون نے شہر المدیہ پر تیسری مرتبہ فوج کشی کی۔ اور اُسے فتح کرکے دم لیا۔ اور جس وقت اُن کی سپاہ نے شہر الجزائر کو معاودت کی ہے دوبارہ اس قسم کی غلط افواہین اُڑنے لگین کہ عربون نے اُن سے متاثر ہوکر پھر سرکشی اختیار کرلی اور بغاوت برپا کردی۔ اور شیخ علی مبارک ماہ مئی ۱۸۳۶ء مین شہر المدیہ کا خودسر فرمان روا بن بیٹھا۔

اہل فرانس نے چاہا کہ وہ قبائل دویریہ اور ازمیلہ کو عربون کی تاخت و تاراج سے بچائین اور انھین کمک دین۔ اس لیے جنرل پریجو (Perregaux) ہبرۃ نامی ایک ندی پر اور وادی شلیف مین خیمہ زن ہوا۔ اور جنرل درلنج نے دریاے التفنہ پر کیمپ قائم کیا جنرل درلنج پر مراکش کے عربون نے حملہ کردیا۔ اور یہ مورچہ بند ہوکے فوج گورنر جنرل سے کمک کا طالب ہوا۔ جنرل درلنج ۱۵ اپریل ۱۸۳۶ء کو استحکامات مین قلعہ بند ہوا تھا اور جب تک کمک نہین آئی محصور رہا۔ آخر جنرل بوجو (Bugeaud) اس کی کمک کے لیے آیا۔ اور اُس نے عراق کی محافظ فوج سپاہ کی کمان ہاتھ مین لیکر عبدالقادر کی افواج کے دو حملے مسترد کیے۔ یہ ماہ جون کے ابتدائی دنون کا واقعہ ہے اور ۶۔ جولائی

سنہ ۱۸۳۶ء کو جنرل بوجوڈ نے سقاہ کے سخت خونریز معرکہ مین عبدالقادر کی سپاہ کو شکست فاش دیدی اور عبدالقادر شہر مسکرۃ کو واپس چلا گیا۔ اب سلطان مراکش نے بہ التزام کر لیا کہ اُس کی سلطنت کے حدود پر جس قدر قبائل ہین انھین عبدالقادر کی کمک سے باز رکھے کیونکہ وہ قبائل اس بات کے لیے تیار تھے۔ اور اس سے فرانسیسون کو حاجی احمد بک فرمانروائے قسطنطنیہ پر ظفریابی کی امید پیدا ہو گئی۔ چنانچہ یوسف حسین کو جنرل کلوزیل نے اقلیم برجالہ کا بک مقرر کیا تھا۔ شہر دریان پر پیش قدمی کرتا ہوا بڑھا۔ یہ شہر بونہ کے جنوب مین چھ فرسنگ کی مسافت پر واقع ہے۔ یوسف نے اپنے ساتھ اور بھی کئی عرب شیوخ کو ملا لیا جو حاجی احمد سے ناخوش تھے۔ اور پھر اس نے ساحل سمندر پر کالہ کے بحری اسٹیشن مین قیام اختیار کر لیا جو کہ سنہ ۱۵۲۰ء سے سنہ ۱۷۹۹ء تک فرانسیسون کے ساتھ رہا تھا اور اس کے بعد اہل فرانس نے اُسے سنہ ۱۸۰۷ء مین انگریزون کے واسطے چھوڑ دیا تھا۔ اور بعد ازان سنہ ۱۸۲۷ء مین الجزائر کے والی نے اس بحری مرکز کو منہدم کرا ڈالا تھا۔

یوسف سے معرکہ آرا ہونے کے لیے فرانسیسون نے جو تیاری آغاز کی تھی وہ ۸۔ نومبر سنہ ۱۸۳۶ء مین مکمل ہوئی اور مارشل ڈیوک نمور (Nemours) سات ہزار فرنچ سپاہ ساتھ لیکر اُس پر بڑھا۔ یہ فوج ۱۵۔ نومبر کو شہر علمہ مین پہونچی۔ اور ۲۱۔ نومبر کو قسطنطنیہ کے مقابل آکر صف آرا ہوئی۔ مگر اُس وقت اس شدت کی ژالہ باری اور بارش ہونے لگی کہ فرنچ سپاہ کی حرکت معطل ہو گئی اور بہت سے حملون کے بعد وہ قسطنطنیہ کو فتح کر سکنے سے ناامید سے ہو گئے۔ آخر وہ شہر بونہ کو واپس آئے اور یہان انھون نے یوسف سے معرکہ کارزار گرم کیا جو ان کے سامنے سے بھاگ کر کسی دوسرے شہر مین پناہ گزین ہو گیا۔

اس کے بعد سنہ ۱۸۳۷ء مین اہل فرانس نے پھر جنگی تیاریان کین اور انھون نے ایسی تدابیر سوچنے کا اہتمام کیا جن کے وسیلے سے عرب ہمیشہ ان کے مطیع رہ سکین اور ایسی عام بغاوت نہ کر سکین جو عبدالقادر کے حسب مدعا ہو۔ چنانچہ الجزائر کے فرنچ مقبوضات کے

تیسرا گورنر جنرل جنرل ڈی مریون (Damremont) ۲۷ اپریل ۱۸۳۷ء کو شہر بوفاریق سے سات ہزار سپاہ کے ساتھ روانہ ہوا اور بلیدہ و قولیہ مین اترا پھر وہ شہر ملیانہ اور وادی شلیف کے راستے سے روانہ ہوا اور عربون پر اس شدت سے حملہ کیا کہ وہ فرانسیسون کے مقابلے سے عاجز ہونے کو مان گئے۔ اور التفنہ کے معرکۂ رزم مین جنرل بوجوڈ نے عربون سے ایسی شرطون پر صلح نامہ کیا کہ وہ شرطین تمام مملکت الجزائر مین امن و سکون کی متکفل بن گئین ان شرائط صلح نے عبدالقادر کی پیچیدہ چالون کو بہت فائدہ پہونچایا۔ فرانسیسون نے اُس کو عربون کا امیر تسلیم کر لیا۔ اور اب عربون کی توجہ اس طرف مبذول ہوئی کہ وہ قسطنطنیہ پر قبضہ کر لین جس کو فتح کرنے کے لیے فرنچ فوجین بڑھ رہی ہین۔ یہ فرنچ افواج ماہ جولائی مین المجاز الاحمر تک پہونچ گئین۔ اور ۱۲ ستمبر کو اُنھون نے قسطنطنیہ کا راستہ بھی معلوم کر لیا۔ اب اُنھون نے راس العقبہ سے گذر کر ایک نہایت کشادہ میدان مین جو وادی زناتی کے انتہائی کنارہ پر ہے عرب سوارون کے ایک چھوٹے سے دستے کا مقابلہ بھی کیا۔ اور ۱۳ ستمبر کو وہ پھر المجاز الاحمر مین واپس آ گئے۔ اُس وقت عربون نے فرنچ افواج پر کئی سخت حملے کیے۔ اور ۲۰ ستمبر سے ۲۳ ستمبر تک برابر نہایت سختی کے ساتھ معرکہ آرا رہے۔ ۲۸ ستمبر کو ڈیوک نمور فرنچ کیمپ مین پہونچا۔ اور جنرل ڈمریمون یکم اکتوبر کو اپنی ماتحت سپاہ کے ساتھ روانہ ہو کر اسی ماہ کی ۶ تاریخ کو قسطنطنیہ کے سامنے خیمہ زن ہو گیا اُس نے قسطنطنیہ کا محاصرہ شروع کر دیا۔ حاجی احمد کی سپاہ کا سر عسکر ابن عیسیٰ مدافعت مین کوشان تھا۔ اور اس پر طرہ یہ ہوا کہ ۷ سے ۹ اکتوبر تک شدید بارش کا ایسا سلسلہ قائم رہا کہ اس سے فرانسیسون کو خوف پیدا ہو گیا۔ اور وہ سمجھے کہ کہین اب بھی اُن پر وہی آفت نہ آئے جو اس سے پہلے قسطنطنیہ پر حملہ کرنے کے وقت نازل ہو چکی ہے۔ مگر موسم بہت جلد معتدل ہو گیا۔ اور بارش بند ہو گئی۔ اہل فرانس نے شہر قسطنطنیہ کی فصیلون مین ایک شگاف پیدا کر لیا۔ یہ شگاف عین اُسی روز ہوا ہے جبکہ جنرل ڈمریمون فوت ہوا تھا۔ اور جنرل والی اُس کا جانشین بنایا گیا۔ جنرل ڈمریمون کی

موت نے فوجِ سیاہ میں ایسی حمیت کی روح پھونک دی تھی کہ وہ سر بکف ہو کر شہر پر حملہ آور ہوے اور دوسرے ہی دن صبح کو اُنھوں نے بزورِ شمشیر شہر قسطنطنیہ فتح کر لیا۔ قسطنطنیہ کا والی احمد بک جنوب کی طرف بھاگ گیا۔ اور اُس نے دوبارہ قسطنطنیہ میں واپس آنے کی قلبی بھی کوشش کی سب ناکام رہی۔ آخر ماہ مئی ۱۸۴۸ء میں وہ فرانسیسوں کا مطیع و منقاد بن گیا۔ اور اب اہل فرانس نے الجزائر کے تین بڑے بڑے شہروں الجزائر خاص۔ عران اور قسطنطنیہ پر اپنا علم حکومت نصب کر دیا۔ فوجِ فاتحین نے صوبہ قسطنطنیہ میں اپنی طرف سے تین خلیفہ اور تین سپہ سالار مقرر کیے اور اس ولایت کو ایک حاکم یا لفٹنٹ گورنر کے سپرد کیا اور اُنھوں نے ابن غانہ کو عربوں کا شیخ بنا دیا۔

عبد القادر نے ۴ جولائی ۱۸۳۶ء کے عہد نامہ کی شرطیں پوری کرنے میں لیت و لعل سے کام لیا۔ اور معرکہ التفنہ کے بعد جن شرائط پر صلح قرار پائی تھی اُن کے ذریعے سے وہ کسی ایسے موقع کا منتظر رہا جبکہ اُسے فرانسیسوں سے لڑنے کی آسانی حاصل ہو سکے۔ وہ ماہ دسمبر ۱۸۳۷ء میں اقلیم قسطنطنیہ کی سرحد پر اپنی سپاہ کے ساتھ نمودار ہوا۔ اور ماہ اپریل ۱۸۳۸ء میں مدیتہ کے علاقے پر حملہ آور ہوا۔ پھر ماہ مئی سنہ مذکور میں تجدمت کے علاقہ کو اپنا جولانگاہ بنایا اور اس کے بعد اندرون ملک میں اتنا بڑھ گیا کہ ساحل سمندر سے ایک سو فرسخ کی دوری پر پہونچا۔ اور یہ اس لیے کہ مقام عین ماضی کے شیخ تجینی کو سزا دے۔ شیخ تجینی نے اہل فرانس کی متابعت اختیار کر لی تھی اور یہی اُس کی خطا تھی۔ چنانچہ ۱۵ جنوری ۱۸۳۹ء کو وہ اس کام سے فارغ ہو گیا۔ اور پھر اُس کے چھ ماہ بعد مملکت مراکش کے قریب پہونچکر قبیلۂ الزواوہ کے علاقے میں گشت لگاتا رہا۔ اور اس علاقہ کے تمام گوشوں میں بے چینی اور بغاوت کی آگ مشتعل کر دی۔

فرانسیسوں نے الجزائر کے علاقے میں ایک عام شاہراہ شہر حمبلیہ سے شہر سنیف تک کھول دی تھی۔ وہ اس خطہ پر فاتحانہ پیش قدمی کرتے ہوے بڑھے۔ اور مئی ۱۸۳۹ء میں میلہ

جیجلی اور جمیلہ، تین شہر فتح کر لیے۔ اسی حملے مین مجانہ کا میدانی خطہ بھی فرانسیسیون کے زیر اقتدار آگیا۔ جہان کے رہنے والون نے حاجی احمد بیک کے طرفدارون کا حملہ مسترد کر دیا تھا پھر فرانس والون نے بجایہ سے چند آدمی بدین غرض روانہ کیے کہ وہ تنگناے تیزی کی دیکھ بھال کر کے اس کا حال معلوم کرائین اور ۱۸۳۹ء کے آخر مین ان کی راے یہ قرار پائی کہ کسی طرح عرب قبائل کو عبد القادر کا ساتھ دینے سے باز رکھنا ضروری ہے۔ چنانچہ اس غرض کے حصول کی یہ صورت اختیار کی کہ ڈیوک اورلیان کو ماہ ستمبر مین سٹیف سے روانہ کیا اور اُسے ابواب الحدید پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا۔ ڈیوک اورلیان تیزی کی خوفناک تنگناے سے اُس پار چلا گیا اور بلاد الحمزہ کی طرف سے چکر کھا کر شہر الجزائر کو واپس آیا۔ اس بات کو دیکھ کر عبد القادر کے حلیف قبائل ہا جوط اُٹھ کھڑے ہوے اور اُنھون نے نہر الشفا اور وادی عاج کے معرکون مین اہل فرانس کا بہت شدید مقابلہ کیا۔ اور اس کے بعد اُن تمام علاقون کے طول مین جس قدر عرب قبائل تھے وہ سب برسر جنگ آکر شہر بلیدہ پر حملہ آور ہوے۔ یہ شہر خوب مستحکم طور سے قلعہ بند تھا، اور حملہ آورون نے اس کے استحکام کا صحیح اندازہ نہین کیا تھا۔ اس لیے وہ کبھی با ہزیمت اُٹھا کر ناکام پھر گئے۔

۱۸۴۱ء مین جنرل لاموریسیر (Lamoriciere) نے عرب سرکش قبائل کو اس کثرت سے تاخت و تاراج کیا اور اُن کے آدمیون کو جنگی قیدی بنایا جس کا بیان نہین ہو سکتا۔ فوج سیاہ نے ۲ فروری کو مازجران کے مستحکم شہر کی خوب دلیرانہ مدافعت کی اور ۱۶ مارچ کو اُنھون نے شہر شرشل پر قبضہ کر لیا۔ یہ فتح مزغین کے معرکے کے بعد حاصل کی پھر اسی ماہ کی چوبیسوین کو سلسول کے معرکہ مین ابن غانہ نے امیر عبد القادر کے ایک سپہ سالار کو مقہور و مغلوب کیا اور ۲۲ اپریل کو اہل فرانس نے بنی ہراقلہ اور قبائل بنی موسیٰ کو اُن کی سرکشی کی سزا دی۔ اور شہر غلمہ اور رباط سیدی طمطم کو جو وادی زناتج کے پیچھے ہے قلعہ بندیون سے مستحکم بنایا۔ سٹیف سے سات فرسخ کے فاصلے پر ایک جدید

فوجی چھاونی عین ترک نامے تعمیر اور قائم کی ۲۷ مئی کو شہر المدیہ ۔ اور ۸ جون کو شہر
ملیانہ از سر نو فتح کر کے اپنے قبض و تصرف مین کر لیے ۔ اوران فتوحات کے بعد امیر عبد القادر
سے بجز اس کے اور کچھ نہ ہو سکا کہ وہ ایک غارتگرون اور خونخوار لٹیرون کی جماعت کا مالک
رہ گیا جو موقع پاکر فرنچ مقبوضات مین لوٹ مار کرنے یا فرنچ سپاہ کی رسائی سے باہر دور
دراز مقامات پر حملے کرنے مین مشاق تھی ۔ تاہم اس نے ایک کثیر تعداد کی باقاعدہ سپاہ
ضرور مرتب کر لی تھی جو اس کے جلال و عظمت کو مانتی تھی اور عبد القادر اُن کے دلون پر
مسلط تھا ۔

۲۲ ۔ فروری ۱۸۴۱ء کو جنرل والی کی جگہ پر الجزائر کا گورنر جنرل بوجوڈ مقرر ہوا اور
اُس نے امیر عبد القادر کے سب سے بڑے مرکز شوکت کو محو و معدوم کرنے پر کمر باندھی ۔
جنرل بوجوڈ پہلے روانہ ہوا ۔ اور اس کے پیچھے ماہ مئی مین ڈیوک نمور اس کے لیے کمکی
افواج لیکر پہونچا ۔ ڈیوک نمور کے آتے ہی جنرل بوجوڈ اپنی فوجون کو مغربی حصہ ملک کی
طرف بڑھانے لگا ۔ اس نے ۲۵ ۔ مئی کو شہر تجدیت کو فتح کر لیا ۔ اور اسی ماہ کی آخری
تاریخ تک شہر مسکرہ پر بھی قابض ہو گیا ۔ اور یکم جون کو عقبہ خدہ کے معرکہ مین فتح نمایان
حاصل کر لی ۔ ان پیہم اور عاجلانہ فتوحات کے سبب سے اس کا رعب بہت قوی ہو گیا
اور وہ تمام مفتوحہ علاقون پر قابض و متصرف بنا رہا ۔ فرنچ ارباب حل و عقد نے مدیہ اور
ملیانہ دونون شہرون مین مقام مسیلہ کو فتح کرنے کے لیے سامان جنگ کا وافر ذخیرہ
جمع کر لیا ۔ مسیلہ ستیف سے ۲۸ ۔ فرسخ کے فاصلے پر ہے ۔ اور بوغارہ اور تعازہ نامی دو
بستیون کو بالکل منہدم کر ڈالا ۔ پھر ۱۸۴۲ء اور ۱۸۴۳ء کے دو برسون مین انھون نے
بہت سی معرکہ آرائیان کین جن کے ذریعے سے وہ مملکت الجزائر مین اپنی حکمرانی کا قدم
پوری طرح جما سکے اور صحراے اعظم کی سرحد تک تمام ملک اُن کے تحکم مین تھا ۔
امیر عبد القادر ۱۸۴۱ء سے صرف یہ کرتا رہا کہ وہ تمام علاقون مین اپنی قوم کو دشمنون کے

حملے سے بچانے کے لیے کوشان رہتا تھا۔ اور اس امر مین اہل مراکش بھی اُس کے
ساتھ مل گئے تھے مگر بعد مین ۱۴ مئی ۱۸۴۳ء کو ڈیوک دمال (le duc d'Aumale)
نے عبدالقادر سے شہر سماکہ کو چھین لیا۔ جو کہ شہر تغلیین کے مضافات مین ہے۔ اور دولت
فرانس نے ۱۸۴۴ء کی ابتدا سے مملکت الجزائر مین ترقی پیدا کرنے کی طرف پیش قدمی
آغاز کردی۔ چنانچہ اس نے قبائل پر حکمرانی قائم رکھنے کا ایک موزون قانون تیار کرلیا
اور اس مملکت کے مشرق مین شہر مسکرۃ کی فتح اور بنی ذبیان اور قبیلہ بلازمہ و بنی عریس
کی اطاعت پذیری سے اپنی قلمرو کی توسیع کرلی۔ مغرب کی سمت مین سیدو، نمور، لامغنیۃ
دتیہ۔ الفارۃ۔ اور القصور وغیرہ شہرون پر تسلط کرکے اپنے حدود کو وسیع کیا۔ اور خاص الجزائر
کی اقلیم مین اپنا دائرۂ اثر یون بڑھایا کہ لاغوۃ اور عین ماضی کے قبائل اور قوم سباعوا
پر فوج کشیان کرکے انھین رام کیا۔ اور شہر ولیس کو فتح کرلیا۔ اور اومال کی فوجی چھاؤنی
قائم کی۔ اسی عرصے مین ڈیوک اومال قسطنطنیہ کے حاکم نے مملکت الجزائر اور ملک تونس کے
مابین حد بندی کا خط ٹھیک طور پر معلوم کیا۔ اور فرانسیسی دائرۂ اقتدار شہر الجزائر سے جنوب
کی طرف ایک سو بیس فرسخ کے دور دراز فاصلے تک بڑھ گیا۔ اہل فرانس نے سلطان مراکش
کو بھی اس وجہ سے کچھ سزا دی کہ اُس نے اُن کی شرطین پوری نہین کی تھین اور عبدالقادر
کو اپنے علاقون مین پناہ دی تھی۔ اور ماہ مئی کے آخر مین لامغنیۃ کی فرنچ فوجی چھاؤنی
سے افواج کو بڑھا کر اہل مراکش پر حملہ کیا۔ فرانس والون نے اس حملہ مین شہر اشدہ کو
فتح کرکے اپنے قبضے مین کرلیا۔ اور ۶۔ اگست کو شہر طنجہ پر گولہ باری کی۔ ۱۴۔ اگست کو
جنرل بوجوڈ اسلی کے معرکہ مین فتحیاب ہوا۔ اور اسی دن امیر یونویل نے سخت گولہ باری
کرکے سقدور کی فصیلین منہدم کر ڈالین۔ اہل فرانس کی ان کامیابیون کی وجہ سے سلطان
مراکش مولائی عبدالرحمن دب گیا۔ اور اُس نے معافی کی درخواست کی۔ اور اہل فرانس سے
۱۸۔ مارچ کو صلح کرلی۔ پھر ۱۸۴۵ء مین ابامغرۃ نامی ایک شخص کے قیام سے آتش بغاوت

بھڑکی یہ شخص مراکش سے آیا تھا اور اس نے چند قبائل کو بھڑکا کر اپنا شریک کار بنالیا تھا۔ فرانسیسون نے اس کو عین مران کے مقام مین مغلوب بنالیا۔ تو یہ شہر اربانویل پر قابض ہونے کے ارادے سے حملہ آور ہوا۔ اور یہان بھی اُسے کئی مرتبہ ہزیمتین ملین۔ اب وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ بھاگا پھرنے لگا۔ اور آخر کار دق ہو کر ۱۳ اپریل ۱۸۴۷ء کو خود اپنے تئین اہل فرانس کے حوالے کر دیا۔

امیر عبدالقادر کو ۷۔ مارچ ۱۸۴۶ء مین اہل فرانس نے بری طرح شکست دی۔ اس وقت امیر مذکور کی قوت بہت کچھ ٹوٹ گئی تھی۔ کیونکہ فرانسیسون کی شوکت قوی ہونے سے عرب قبائل مرعوب تھے۔ اور وہ عبدالقادر کی امداد و اعانت کرنے سے دور بھاگتے تھے۔ اس ہزیمت کے بعد امیر عبدالقادر مغرب کی طرف بھاگ گیا۔ اور جوش انتقام مین اُن فرانسیسی اسیران جنگ کو قتل کر دیا جو کہ دیرہ کی لڑائی مین اُس کے ہاتھ آئے تھے۔ یہ واقعہ ۹ مارچ ۱۸۴۶ء کا ہے۔ اس بات کی خبر پا کر فرنچ سپاہ نے عبدالقادر پر حملہ کیا اور وہ بھاگ کر مراکش کے ملک مین چلا گیا۔ سلطان مراکش مولائی عبدالرحمن فرانس والون سے مرعوب تھا اُس نے عبدالقادر سے عداوت ظاہر کی اور اُسے اپنے ملک سے نکالنے پر آمادہ ہو گیا۔ اب ہر طرف سے دشمنون کے نرغہ مین آ کر امیر عبدالقادر کو بڑی مشکلات کا سامنا تھا تاہم وہ مقابلے سے باز نہ آیا۔ اور سیدی ابراہیم کے معرکہ مین شکست خوردہ ہونے کے بعد اپنے تئین جنرل لاموریسیر کے حوالہ کر دیا۔ جنرل مذکور نے اس خوفناک دشمن کو فرانس بھیجدیا۔ جہان وہ جنگی قیدی کی حیثیت سے رکھا گیا۔ اور ۱۸۵۲ء مین شاہنشاہ نپولین سوم نے عبدالقادر کو قید سے آزاد کر دیا اور اُس کی کچھ پنشن بھی مقرر کر دی۔ اب امیر عبدالقادر نے ایشیائی ٹرکی کے ایک شہر بروصہ مین سکونت اختیار کی اور سیاسی معاملات سے بالکل کنارہ کشی کر لی۔ اور امیر عبدالقادر کی شوکت کا خاتمہ ہونے کے بعد الجزائر کا تمام ملک فرانس کی حکومت کا مطیع و منقاد بن گیا۔

مئی ۱۸۴۷ء مین جب جنرل بوجوڈ نے قبیلۂ کبرے پر چڑھائی کی ہے، اُس وقت پھر عرب قبائل ایک بار عازم جنگ اور اہل فرانس کے مقابلے کے لیے بلائے گئے تھے۔ مگر اس کے بعد محض جزئی واقعات پیش آتے رہے۔ اور عرب قبائل نے کبھی عام بغاوت برپا نہین کی۔ مثلاً ۱۶۔ جولائی ۱۸۴۹ء کو قبیلہ زعاطشہ نے اہل فرانس کے خلاف بغاوت برپا کی۔ اور اسی سال کے ماہ اکتوبر مین چھٹی تاریخ کو فرانسیسون نے اُن سے انتقام لیا یا فرنچ سپاہ نے بعض قبائل کو سزا دی۔ اور ۱۸۵۰ء مین مراکش کے قبیلہ مزاور کو لوٹ کر اُن کے بہت سے آدمی جنگی قیدی بنا لیے گئے۔ یا جنرل سینٹ ارنود (Saint Arnaud) نے الجزائر کے قبیلۂ کبری پر فوج کشی کی۔ اور بنی فلیپہ پر ۱۸۵۱ء مین جنرل پلیسیہ (Pelissier) نے۔

مارشل بوجوڈ کے بعد الجزائر کی مملکت پر جس قدر فرنچ گورنر جنرل مامور ہوے وہ سب اس ملک کی حالت کے سنوارنے مین مشغول رہے۔ ڈیوک اومال (Aumale) ۱۷۔ اگست ۱۸۴۷ء مین گورنر جنرل مامور ہوا۔ ۲۵۔ فروری ۱۸۴۸ء کو کافنیاک (Cavaignac) کا تقرر ہوا۔ ۱۴۔ جون سنہ صدر کو شنجرنیر (Changarnier) گورنر جنرل بنایا گیا۔ اور ۹۔ ستمبر سنہ صدر کو شارون (Charon) اس منصب پر فائز ہوا۔ ۲۲۔ اکتوبر ۱۸۵۰ء کو ہوپتول (d' Houtpoul) گورنر جنرل بنا۔ اور ۱۰۔ مئی ۱۸۵۱ء کو یہ منصب جنرل پلیسیہ کو تفویض کیا گیا۔ پھر ۱۱۔ دسمبر سنہ صدر کو اس کی جگہ رندون (Randon) کا تقرر ہوا۔ یہ سب حکام ملکی انتظام کو درست کرنے اور اس کی جولین ٹھیک بٹھانے مین مشغول رہے۔ اور ان کے زمانے مین قبائل نے یہ ذمہ داری اپنے سر لی کہ جو فوجداری جرائم ان کے علاقون مین ہون گے ان کے انسداد اور پتا لگانے کا بار خود اُن قبائل پر ہے۔ جرائم فوجداری کے جرمانون کی مقدار مقرر کی گئی۔ اور جنگلون کے قائم رکھنے کے لیے نظامی قوانین بنے۔ ہر سہ اقلیمون کی حد بندیان ہوئین۔ یعنی الجزائر

عران اور قسطنطنیہ کے حدود کا تقرر ہوا۔ شہر الجزائر کی اقلیم چھ چھوٹی چھوٹی فوجی قسمتون مین تقسیم کی گئی جن کے صدر مقامات الجزائر۔ بلیدیہ۔ مدیہ۔ اومال۔ ملیانہ۔ اورلیانسویل شرشل۔ بوغار۔ طناس۔ بجایہ۔ دلیس اور قولیہ وغیرہ نامی شہر قرار پائے۔ اقلیم عران پانچ چھوٹے چھوٹے حصون مین تقسیم کردی گئی۔ اس کے صدر مقامات عران۔ مسکرہ۔ مستغانم سیدی ابوالعباس۔ اور تلمسان کے شہر ہین۔ اور بندرگاہین ارزوا۔ نمورس۔ طیارہ۔ سیدۃ۔ مسرجین۔ مازجران۔ دیۃ۔ لامغینہ اور سیدہ ہین۔ اور اقلیم قسطنطنیہ کے چار حصے ہین۔ قسطنطنیہ خاص۔ شہر بونہ۔ شہر ستیف۔ اور شہر بطنہ۔ اور اس اقلیم کے بنادر بسکرہ۔ فیلیپس۔ غلمہ۔ جیجلی۔ کالہ۔ اور طلیسہ وغیرہ ہین۔

مملکت الجزائر کے حدود اربعہ حسب ذیل ہین:۔

شمال مین مڈیٹرینین سی (بحر روم یا بحر ابیض متوسط)۔ مغرب مین مملکت مراکش۔ اور مشرقی اور جنوبی دونون سمتون مین تونس کی مملکت واقع ہے۔ اور وادی مزاب کے نخلستان غرزیہ تک اس کے اندرونی طول کا امتداد چلا گیا ہے۔ اس ملک کے سب سے بڑے عرب قبیلہ کی ارضی ایک سو چھیالیس کیلومیٹر مربع کے رقبہ پر مشتمل ہے۔ یہ سرزمین دریاے شور کے ساحل پر دلیس اور بجایہ دو شہرون کے مابین واقع ہے۔ اور بر اعظم افریقہ کی ارض القادہ سے جنوب مغربی گوشہ مین ابواب الحدید تک ممتد ہوتی چلی گئی ہے اور جنوب مشرقی سمت مین ستیف تک ممتد ہے۔ اس قبیلے کو رام کرنا اور اس کی سرکشی کو مٹانا ہمیشہ دشوار رہتا ہے۔ اس سرزمین کے باشندے ماسولان اور کیکنجطی لوگون کی نسل سے ہین جنھون نے پہلی صدی عیسوی مین رومانیون سے جنگ و پیکار مین نام پیدا کیا تھا۔ اور یہ خطہ پہلے کوہ آہن پوش کے نام سے موسوم تھا۔ مگر جب عربون نے اسلامی دین کی اشاعت اور فتوحات پر کمر باندھی اور افریقہ کے ممالک فتح کیے تو انھون نے اس خطہ کو "ارض العدوۃ المحاربۃ" کے نام سے موسوم کیا۔ اور مشایخ صوفیہ اور گوشہ نشین

درویشون کے وسیلہ سے بلا کسی جنگ وجدل کے اس علاقے مین اسلام کی اشاعت کی۔ مگر عربی حکومت اس علاقے پر عرصۂ دراز تک نہ رہ سکی۔ اور اسی طرح ترکون نے بھی اس ملک پر قبضہ تو کرلیا مگر اپنی حکومت کا سکہ پوری طرح نہین جما سکے۔ اب بحالت موجودہ اس ملک پر اہل فرانس حکمران ہین۔ اور کوئی شخص ایسا مبصر نہین ہو سکتا کہ وہ اس بات کا قطعی فیصلہ کر سکے کہ الجزائر کے حکمرا ذن ہین گورنمنٹ فرانس جو بحالت موجودہ حکمران ہے۔ آیا وہ عربون اور ترکون سے زیادہ خوش قسمت اور خوش حال ہے یا نہین ؟

مملکت الجزائر متمدن اہل فرانس کے میل جول سے کچھ ترقی تو ضرور کرنے لگی ہے۔ لیکن افریقہ کے عربون پر یہ اہل فرانس کی حکومت نتیجہ کیا پیدا کرے گی۔ اور اس کا انجام کار کیا ہوگا۔ اس بات کو صرف زمانہ ہی واضح کر سکتا ہے۔ اور آیندہ جو کچھ ہوگا دنیا خود ہی اس کو دیکھ لے گی۔

اعلان ضروری

تاریخ عرب مصنفۂ موسیو سیدیو فرانسیسی کا پہلا اڈیشن حاضر ہوتا ہے۔ اس کتاب کے جملہ حقوق الناظر بک ایجنسی لکھنؤ کو حاصل ہین اس لیے مالکان مطابع اور شایع کنندگان کتب کی خدمت مین التماس ہے کہ کوئی صاحب بغیر اجازت حاصل کیے اسکو کلاً یا جزاً چھاپنے سے احتراز فرمائین اور جس قدر جلدین مطلوب ہون کارخانۂ ہذا سے طلب فرمالین۔

قیمت قسم خاص (جلد چرمی) ۴ عہ

〃 قسم عام (جلد پارچہ) صہ

المعلن

مہتمم الناظر بک ایجنسی لکھنؤ

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب لاجواب تاریخ عرب مصنفہ

موسیو سیدیو فرانسیسی بسعی و اہتمام

اسحاق علی علوی

طبع اول

سنہ ۱۹۲۴ء

الناظر پریس لکھنؤ مین طبع ہوئی